مکمل مدلل

مسائل حج وعمرہ

قرآن وسنت کی روشنی میں

حضرات مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق وتائید کے ساتھ

مؤلف

مولانا محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

الناشر

مکتبۃ الحسن

33 حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

فون 042-7241355 موبائل 0300-4339699

042-7018002 فیکس 042-7241355

نام کتاب .... مسائل حج وعمرہ

مصنف .... مولانا محمد رفعت قاسمی

باہتمام .... عبدالقدیر

تعداد 1100

قیمت .... 150 روپے

33۔حق سٹریٹ اردو بازار۔لاہور

فون 042-7241355 موبائل:0300-4339699

042-7018002 فیکس 042-7241355

فہرست عنوانات مکمل و مدلل مسائل حج وعمرہ

انتساب

میں اپنی اس کاوش ''مکمل ومدلل مسائل حج وعمرہ وحج بدل کو روئے زمین پر سب سے مقدس، سب سے زیادہ بابرکت، اور سب سے زیادہ قابلِ احترام عمارت جس کو اللہ تعالیٰ نے ''اپنا گھر'' قرار دیا ہے، جو توحید اور نماز کا مرکز ہے اور روئے زمین پر سب سے پہلی عمارت ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے تعمیر کیا ہے اور جو ہدایت و برکت کا سرچشمہ ہے اور ساری انسانیت کا مرجع اور پناہ گاہ ہے۔

اور تمام حجاج کرام جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی حج وعمرہ کرتے ہیں ان کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

محمد رفعت قاسمی

عرض مؤلف

الحمد اللّٰہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء وسید المرسلین، محمدٍ وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین.

امابعد! اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے کہ مسائل کے انتخاب کا جو سلسلہ شروع کیا گیا تھا ان ہی منتخبہ مسائل کی اٹھارہویں کتاب ''مسائل حج وعمرہ وحج بدل'' پیش ہے جس میں فضائل حج وآداب حج، وعمرہ، وحج بدل کے عام فہم وضروری مسائل کہ حج کس کس پر فرض ہے کیا کیا شرائط ہیں اور جائز مال کے علاوہ حرام کمائی سے فریضہ حج ادا کرنا درست ہے یا نہیں؟

نیز سرکاری پیسے سے حج کرنا، قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حج وغیرہ کرنا، حج کے فرائض وواجبات اور متعلقہ مسائل، مردوں، عورتوں، بچوں، مجنوں، مریض اور معذوروں کے مسائل۔

مواقیت کیا ہیں اور کتنے ہیں، نیت، احرام، طوافِ قدوم، طوافِ زیارت، طوافِ وداع، طواف دوگانہ، منیٰ، مزدلفہ، عرفات، جمرات، رمی، قربانی، زمزم، سعی، حلق، قصر حرمین شریفین اور روضۂ اطہر مقدسہ سے متعلق تقریباً تمام ضروری مسائل ہیں۔ الحمد اللّٰہ علی ذالکَ.

یا اللہ اس کتاب کو بھی سابقہ کتب کی طرح قبول عام وخواص فرما کر بندہ کے لیے زادِ آخرت بنائے اور آئندہ بھی دینی خدمت کی توفیق عنایت فرمائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم . آمين

حج وعمرہ کرنے والوں سے دعاؤں کا طالب

محمد رفعت قاسمی

خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

تقریظ

فقیہ النفس حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ پالنپوری

محدثِ کبیر دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حج: اسلام کے ارکانِ اربعہ میں شامل ہے۔ اور حج کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اگر حج مقبول نصیب ہوجائے تو آدمی گمراہی اور ارتداد سے محفوظ ہوجاتا ہے حدیث میں ہے "جو شخص زاد وراحلہ کا مالک ہوجائے، جو اُسے بیت اللہ تک پہنچائے پھر بھی وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی اور عیسائی ہوکر مرے تو حق تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے۔" (رواہ الترمذی) اس حدیث میں اشارہ ہے کہ استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا گمراہی یا ارتداد کا باعث ہوسکتا ہے۔ اور متفق علیہ روایت میں ہے کہ حج مبرور (مقبول) کی جزاء جنت ہی ہے، اور جنت مؤمن کے لئے ہے۔ پس اس حدیث میں اشارہ ہے کہ اگر حج مقبول نصیب ہوجائے تو ایمان پر مہر لگ جاتی ہے۔

مگر یہ بات اس وقت حاصل ہوسکتی ہے جب کہ حج مقبول نصیب ہو۔ اور حج مقبول کی ظاہری علامت یہ ہے کہ وہ مسائل کی پوری رعایت کے ساتھ ادا کیا ہو، مالِ حلال سے کیا ہو، گناہوں سے بچتے ہوئے کیا ہو، فرائض، واجبات، مستحبات وآداب کی رعایت ملحوظ رہی ہو، مکروہات ومفسدات سے پوری طرح اجتناب کیا ہو پس اس کے لئے مسائل حج کی معرفت ضروری ہے۔

اور چونکہ عام طور پر حج زندگی میں ایک ہی مرتبہ کیا جاتا ہے اس لئے بھی حج میں جانے سے پہلے مسائل کا استحضار ضروری ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ برادر مکرم جناب مولانا محمد رفعت صاحب قاسمی نے موضوع کا اس کتاب میں احاطہ کیا ہے۔ میں نے اگرچہ یہ کتاب بالاستیعاب نہیں دیکھی صرف فہرست مضامین دیکھی ہے، مگر اس سے کتاب کی مجامعیت کا بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے۔ نیز موصوف تصنیف کے دوران بعض مسائل میں مراجعت بھی کرتے رہے ہیں۔ اور مفتیانِ دار العلوم نے ملاحظہ فرما کر تصدیق بھی کی ہے اس لئے پورے اعتماد کے ساتھ تصدیق کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے۔ (آمین)

کتبہ: سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

خادم دار العلوم دیوبند

۲۵ رجمادی الاولیٰ ۱۴۲۶ھ

تصدیق

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم

مرتب: فتاوی دار العلوم و مفتی دار العلوم دیو بند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دار العلوم دیو بند مسلمانانِ ہند کا دھڑکتا دل ہے یہاں مسلمان نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کا نظم ۱۲۸۳ھ سے مسلسل چلا آرہا ہے اور الحمدللہ دن رات اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بانیانِ دار العلوم دیو بند بلاشبہ اللہ والے تھے اور ان کی غرض اسلام اور تعلیمات اسلام کی اشاعت و ترویج مقصود تھی، وہ پورے طور پر حسن وخوبی ادا ہو رہی ہے اور انشاء اللہ تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔

مولانا قاری رفعت صاحب استاذ دار العلوم دیو بند ایک عرصہ سے مختصر مسائل دینیہ کو الگ الگ کتابوں میں شائع کر رہے ہیں جو ملک وغیر ملک میں کافی مقبول ہے، اس وقت ان کی اس سلسلہ کی اٹھارہویں کتاب ''مسائل حج وعمرہ'' سامنے ہے۔ مولانا موصوف نے پہلی کتابوں کی طرح اس کتاب کو بھی بڑی محنت سے مرتب کیا ہے، حج وعمرہ کے تمام تر مسائل یکجا کرنے کی سعی کی ہے، مختلف مستند کتب فتاوی سے ان مسائل کو حوالات کے ساتھ جمع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کی ہے اور کار آمد مسائل جن کی حاجی اور عمرہ کرنے والوں کو ضرورت ہوتی ہے تقریباً وہ تمام مسائل اس کتاب میں کسی نہ کسی عنوان سے جمع ہو گئے ہیں، حج و عمرہ کرنے والوں کے لئے بڑی سہولتیں پیدا ہوگئی ہیں حج و عمرہ سے پہلے اس کتاب کو بغور مطالعہ کرنا ان کے لئے ضروری ہے۔

دعا ہے کہ رب کریم ان کی اس خدمت جلیلہ کو قبول فرما [illegible] لئے زاد آخرت [illegible]

طالب دعاء:
محمد ظفیر الدین غفرلہ
مفتی دار العلوم دیو بند
۲۹ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

ارشادگرامی!

مولانا مفتی کفیل الرحمٰن نشاط صاحب عثمانی

مفتی دارالعلوم دیوبند، نبیرہ حضرت مولانا مفتی عزیزالرحمٰنؒ

مولانا رفعت صاحب قاسمی استاذ دارالعلوم دیوبند ان چند گنے چنے افراد میں سے ہیں جو خاموشی ویکسوئی کے ساتھ تصنیفی کام میں لگے رہتے ہیں۔ تدریس کی ذمہ داری کے ساتھ موصوف کی یہ علمی لگن قابلِ رشک اور لائق تقلید ہے۔

اس وقت مولانا کی تازہ تالیف ''مسائل حج وعمرہ'' سامنے ہے اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ حج وعمرہ کے نازک مسائل اور اس کی تشفی بخش تفصیلات کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ ہر ہر مسئلہ کے مستند ومعتبر حوالہ کا بھی حسب سابق اہتمام ہے جس سے کتاب کا اعتبار بڑھ جاتا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب موصوف کی دیگر سترہ کتابوں کے طرح مقبولِ خواص وعوام ہوگی اور اب تک اس موضوع پر طبع شدہ کتابوں میں نمایاں اور امتیازی افادیت کی حامل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ صاحب تالیف کی اس علمی دینی خدمت کو قبول فرمائے اور قارئین کو بیش از بیش استفادے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایں دعا از مین واز جملہ جہاں آمین باد

کفیل الرحمٰن نشاط

۱۵ر صفر المظفر ۱۴۲۶ھ

رائے گرامی

حضرت مولانا مفتی محمود صاحب دامت برکاتہم

مفتی و مدرس دارالعلوم دیوبند

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذى جعل الكعبة قبلةً للاحياء والاموات وبتوفيقه ونعمته تتم الصالحات والصلوٰة والسلام علیٰ سيد المرسلين وعلىٰ اٰله واصحابه اجمعين ومن تبعهم الىٰ يوم الدين وبعد .

مولانا قاری محمد رفعت صاحب قاسمی مدظلہ نے موجودہ زمانہ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے حج وعمرہ کے مسائل میں بہت عمدہ و مدلل کتاب تالیف فرمائی ہے۔ احقر نے اس کو حرفاً حرفاً بغور دیکھا اور جہاں مناسب سمجھا حذف و اضافہ بھی کر دیا تاہم خطأ و نسیان ذلت و سبقتِ قلم پھر بھی محتمل ہے، جو حضرات اس کو دیکھیں برائے کرم اس سے مطلع کرنے کی زحمت فرمائیں واجرهم على الله اداءِ مناسکِ حج وعمرہ میں یہ کتاب انشاءاللہ مفید تر ثابت ہوگی۔ حرمین شریفین (زادهما الله شرفا وكرامته وهيبةً) کے زائرین کرام ضیوف الرحمٰن کے حق میں بیش بہا اور نادر تحفہ قرار دینا بھی کتاب ہٰذا کو بیجا نہیں۔ حج، ارکانِ اسلام میں سے بنیادی رکن ہے، اسی پر اسلام کی تکمیل و تتمیم ہوئی ہے۔ استحضارِ مسائل اور رعایتِ آداب کے ساتھ اس کو ادا کیا جائے تو تمام گناہوں سے پاک صاف ہو کر بے شمار فضائل اور سعادتِ دارین کا ذریعہ ہے، اللہ جل شانہ اور اسکے پاک رسول ﷺ سے خصوصی تقرب حاصل ہونے میں اس کو خاص دخل ہے۔ اللّٰهم تقبله منا بفضلك العظيم وارنا مناسكنا وتب علينا انك انت التواب الرحيم. وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين. فقط

هذا ما كتبه احقر الزمن العبد محمود حسن بلند شهری
غفر الله له ولوالديه واحسن اليهما واليه
خادم الافتاء والتدريس دار العلوم ديوبند
٢٧/٤/١٤٢٦ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط
اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو اس کی طرف راہ چلنے کی
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○
اور جو نہ مانے تو پھر اللہ پرواہ نہیں رکھتا جہان کے لوگوں کی۔

حج بیت اللہ کا فرض ہونا:

آیت میں بیت اللہ کی تیسری خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر بیت اللہ کا حج کرنا لازم وواجب قرار دیا ہے، بشرطیکہ وہ بیت اللہ تک پہنچنے کی قدرت و استطاعت رکھتے ہوں، قدرت واستطاعت کی تفصیل یہ ہے کہ اس کے پاس ضروریاتِ اصلیہ سے فاضل اتنا مال ہو جس سے وہ بیت اللہ تک آنے جانے اور وہاں کے قیام کا خرچہ برداشت کر سکے، اور اپنی واپسی تک ان اہل وعیال کا بھی بندوبست کر سکے جن کا نفقہ ان کے ذمہ واجب ہے، نیز ہاتھ پاؤں اور آنکھوں سے معذور نہ ہو، کیونکہ ایسے معذور کو تو اپنے وطن میں چلنا پھرنا بھی مشکل ہے، وہاں جاتے اور ارکان حج ادا کرنے پر کیسے قدرت ہوگی، اسی طرح عورت کے لئے چونکہ بغیر محرم کے سفر کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اس لئے وہ حج پر قادر اس وقت سمجھی جائے گی جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم حج کرنے والا ہو، خواہ محرم اپنے خرچ سے حج کر رہا ہو، یا یہ عورت اس کا خرچ بھی برداشت کرے، اسی طرح وہاں تک پہنچنے کے لئے راستہ کا مامون ہونا بھی استطاعت کا ایک جزء ہے، اگر راستہ میں بدامنی ہو، جان مال کا قوی خطرہ ہو تو حج کی استطاعت نہیں سمجھی جائے گی۔

لفظ حج کے لغوی معنی قصد کرنے کے ہیں، اور شرعی معنی کی ضروری تفصیل تو خود قرآن کریم نے بیان فرمائی کہ طواف کعبہ اور وقوفِ عرفہ ومزدلفہ وغیرہ ہیں، اور باقی

تفصیلات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زبانی ارشادات اور علمی بیانات کے ذریعہ واضح فرمادی ہیں۔ اس آیت میں حج بیت اللہ کے فرض ہونے کا اعلان فرمانے کے بعد آخر میں فرمایا: وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ. یعنی جو شخص منکر ہو تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے تمام جہان والوں سے، اس میں وہ شخص تو داخل ہے ہی جو صراحتاً فریضۂ حج کا منکر ہو، حج کو فرض نہ سمجھے، اس کا دائرہ اسلام سے خارج ہونا و کافر ہونا تو ظاہر ہے، اس لئے وَمَنْ كَفَرَ کا لفظ صراحتاً صادق ہے، اور جو شخص عقیدہ کے طور پر فرض سمجھتا ہے، لیکن باوجود استطاعت وقدرت کے حج نہیں کرتا، وہ بھی ایک حیثیت سے منکر ہی ہے، اس پر لفظ وَمَنْ كَفَرَ کا اطلاق تہدید اور تاکید کے لئے ہے، کہ یہ شخص کافروں جیسے عمل میں مبتلا ہے، جیسے کافر و منکر حج نہیں کرتے یہ بھی ایسا ہی ہے، اسی لئے فقہائے رحمہم اللہ نے فرمایا کہ آیت کے اس جملہ میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو باوجود قدرت و استطاعت کے حج نہیں کرتے، کہ وہ اپنے اس عمل سے کافروں کی طرح ہوگئے۔ العیاذ باللہ۔ (معارف القرآن ج:۲/ص:۱۲۳)

فضائل ومسائل حج:

حج اسلام کا عظیم الشان رکن ہے۔ اسلام کی تکمیل کا اعلان حجۃ الوداع کے موقع پر ہوا اور حج ہی سے ارکان اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ احادیث طیبہ میں حج وعمرہ کے فضائل بہت کثرت سے ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ: ”جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضاء کے لئے حج کیا پھر اس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ نافرمانی کی وہ ایسا پاک صاف ہوکر آتا ہے جیسا ولادت کے دن تھا۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا۔ عرض کیا گیا اس کے بعد، فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ عرض کیا گیا اس کے بعد، فرمایا: حج مبرور“۔ ”ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتی۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ: "پے در پے حج و عمرے کیا کرو۔ کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں سے اس طرح صاف کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔ اور حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔"

حج عشقِ الٰہی کا مظہر ہے اور بیت اللہ شریف مرکز تجلیات الٰہی ہے۔ اس لئے بیت اللہ شریف کی زیارت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضری پر مؤمن کی جان تمنا ہے۔ اگر کسی کے دل میں یہ آرزو چٹکیاں نہیں لیتیں تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے ایمان کی جڑیں خشک ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ "جو شخص بیت اللہ تک پہنچنے کے لئے زاد و راحلہ رکھتا تھا اس کے باوجود اس نے حج نہیں کیا تو اس کے حق میں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی و نصرانی ہو کر مرے۔"

ایک اور حدیث میں ہے کہ "جس شخص کو حج کرنے سے نہ کوئی ظاہری حاجت مانع تھی، نہ سلطان، نہ بیماری کا عذر تھا تو اسے اختیار ہے کہ خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (مشکوۃ شریف ج:۱/ص:۲۱۱)

ذرائع موصلات کی سہولت اور مال کی فروانی کی وجہ سے سال بہ سال حجاجِ کرام کی مردم شماری میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن بہت ہی رنج و صدمہ کی بات ہے کہ حج کے انوار و برکات مدہم ہوتے جا رہے ہیں اور جو فوائد و ثمرات حج پر مرتب ہونے چاہئیں ان سے امت محروم ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت تھوڑے بندے ایسے رہ گئے ہیں جو فریضۂ حج کو اس کے شرائط و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ٹھیک ٹھیک بجالاتے ہوں، ورنہ اکثر حاجی صاحبان اپنا حج غارت کر کے "نیکی برباد گناہ لازم" کا مصداق بن کر آتے ہیں۔ نہ حج کا مقصد ان کا مطمح نظر ہوتا ہے نہ حج کے مسائل و احکام سے انہیں واقفیت ہوتی ہے، نہ یہ سیکھتے ہیں کہ حج کیسے کیا جاتا ہے؟ اور نہ ان پاک مقامات کی عظمت و حرمت کا پورا لحاظ کرتے ہیں۔ بلکہ اب تو ایسے مناظر دیکھنے میں آرہے ہیں کہ

حج کے دوران ان محرمات کا ارتکاب ایک فیشن بن گیا ہے۔اور یہ امت گناہوں کو گناہ ماننے کے لئے تیار نہیں۔ ''اناللہ وانا الیہ راجعون''۔

ظاہر ہے کہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے بغاوت کرتے ہوئے حج کیا جائے، وہ انوار و برکات کا کس طرح حامل ہوسکتا ہے؟ اور رحمت خداوندی کو کس طرح متوجہ کرسکتا ہے؟

حاجی صاحبان کے قافلے گھر سے رخصت ہوتے ہیں تو پھولوں کے ہار پہنانا پہننا گویا حج کا لازمہ ہے کہ اس کے بغیر حاجی کا جانا ہی معیوب ہے۔ چلتے وقت جو خشیت وتقویٰ، حقوق کی ادائیگی، معاملات کی صفائی اور سفر شروع کرنے کے آداب کا اہتمام ہونا ... کا دور دور تک کہیں نشان نظر نہیں آتا۔ گویا سفر مبارک کا آغاز ہی آداب سے بغیر محض نمود ونمائش اور ریاکاری کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اب ایک عرصہ سے صدر مملکت، گورنر یا اعلیٰ حکام کی طرف سے جہاز پر حاجی صاحبان کو الوداع کہنے کی رسم شروع ہوئی ہے۔ اس موقع پر بینڈ باجے، فوٹو گرافی اور نعرہ بازی کا سرکاری طور پر اہتمام ہوتا ہے غور فرمایا جائے کہ یہ کتنے محرمات کا مجموعہ ہے۔

قرآن کریم میں حج کے سلسلہ میں جو اہم ہدایات دی گئی ہے وہ یہ ہے: ''حج کے دوران نہ فحش کلامی ہو، نہ حکم عدولی اور نہ لڑائی جھگڑا۔''

اور احادیث طیبہ میں بھی حج مقبول کی علامت یہ ہی بتائی گئی ہے کہ وہ فحش کلامی اور نافرمانی سے پاک ہو۔'' لیکن حاجی صاحبان میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان ہدایات کو پیش نظر رکھتے ہوں اور اپنے حج کو غارت ہونے سے بچاتے ہوں۔ گانا بجانا اور داڑھی منڈانا، بغیر کسی اختلاف کے حرام اور کبیرہ گناہ ہیں۔ لیکن حاجی صاحبان نے ان کو گویا گناہوں کی فہرست ہی سے خارج کردیا ہے۔ حج کا سفر ہورہا ہے اور بڑے اہتمام سے داڑھیاں صاف کی جارہی ہیں۔ ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' اس نوعیت کے بیسیوں گناہ کبیرہ اور ہیں جن کے حاجی صاحبان عادی ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ

میں جاتے ہوئے بھی ان کو نہیں چھوڑتے۔ حاجی صاحبان کی یہ حالت دیکھ کر ایسی اذیت ہوتی ہے جس کے اظہار کے لئے موزوں الفاظ نہیں ملتے۔

اسی طرح سفر حج کے دوران عورتوں کی بے حجابی بھی عام ہے۔ بہت سے مردوں کے ساتھ عورتیں بھی دوران سفر ننگے سر نظر آتی ہیں۔ اور غضب یہ ہے کہ بہت سی عورتیں شرعی محرم کے بغیر سفر حج پر جاتی ہیں۔ اور جھوٹ موٹ کسی کو محرم لکھوا دیتی ہیں۔ اس سے جو گندگی پھیلتی ہے وہ "اگر گویم زباں سوزد" (اگر کہوں تو زبان جل جائے) کی مصداق ہے۔

جہاں تک اس ارشاد کا تعلق ہے کہ حج کے دوران لڑائی جھگڑا نہیں ہونا چاہئے، اس کا منشاء یہ ہے کہ اس سفر میں چونکہ ہجوم بہت ہوتا ہے اور سفر بھی بہت طویل ہوتا ہے، اس لئے دوران سفر ایک دوسرے سے ناگواریوں کا پیش آنا اور آپس کے جذبات میں تصادم کا ہونا یقینی ہے۔ اور سفر کی ناگواریوں کو برداشت کرنا اور لوگوں کی اذیتوں پر برافروختہ نہ ہونا بلکہ تحمل سے کام لینا ہی اس سفر کی سب سے بڑی کرامت ہے۔ اس کا حل یہی ہوسکتا ہے ہر حاجی اپنے رفقاء (ساتھی) کے جذبات کا احترام کرے دوسروں کی طرف سے اپنے آئینہ دل کو صاف و شفاف رکھے اور اس راستہ میں جو ناگواری پیش آئے، اسے خندہ پیشانی سے برداشت کرے۔ خود اس کا پورا اہتمام کرے کہ اس کی طرف سے کسی کو ذرا بھی اذیت نہ پہنچے اور دوسروں سے جو اذیت اس کو پہنچے اس پر کسی ردِ عمل کا اظہار نہ کرے۔ دوسروں کیلئے اپنے جذبات کی قربانی دینا اس سفر مبارک کی سب سے بڑی سوغات ہے، اور اس دولت کے حصول کے لئے بڑے مجاہدہ و ریاضت اور بلند حوصلہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ چیز اہل اللہ کی صحبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔

عازمین حج کی خدمت میں بڑی خیر خواہی اور نہایت دل سوزی سے گزارش ہے کہ اپنے اس مبارک سفر کو زیادہ سے زیادہ برکت و سعادت کا ذریعہ بنانے کے لئے مندرجہ ذیل معروضات کو پیش نظر رکھیں۔ چونکہ آپ محبوب حقیقی کے راستہ میں نکلے ہوئے ہیں، اس لئے آپ کے اس مقدس سفر کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور شیطان آپ

کے اوقات ضائع کرنے کی کوشش کرے گا۔

جس طرح سفر حج کے لئے ساز و سامان اور ضروریات سفر مہیا کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے اس سے کہیں بڑھ کر حج کے احکام و مسائل سیکھنے کا اہتمام ہونا چاہئے۔ اور اگر سفر سے پہلے اس کا موقع نہیں ملا تو کم از کم سفر کے دوران اس کا اہتمام کرلیا جائے، کسی عالم سے ہر موقع کے مسائل پوچھ پوچھ کر ان پر عمل کیا جائے۔

اس مبارک سفر کے دوران تمام گناہوں سے پرہیز کرے اور عمر بھر کے لئے گناہوں سے بچنے کا عزم کرے اور اس کے لئے حق تعالیٰ شانہ سے خصوصی دعائیں بھی مانگیں۔ یہ بات خوب اچھی طرح ذہن میں رہنی چاہئے کہ حج مقبول کی علامت ہی یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں انقلاب آجائے۔ جو شخص حج کے بعد بھی بدستور فرائض کا چھوڑنے والا اور ناجائز کاموں کا مرتکب ہے اس کا حج مقبول نہیں۔ آپ کا زیادہ سے زیادہ وقت حرم شریف میں گزرنا چاہئے، اور سوائے بہت زیادہ ضرورت کے بازاروں کا گشت قطعاً نہیں ہونا چاہئے۔ دنیا کا ساز و سامان آپ کو مہنگا سستا، اچھا برا، اپنے وطن میں بھی مل سکتا ہے، لیکن حرم شریف سے میسر آنے والی سعادتیں آپ کو کسی دوسری جگہ میسر نہیں آئیگی۔ وہاں خریداری کا اہتمام نہ کریں۔

نیز چونکہ حج کے موقع پر اطراف و اکناف سے مختلف مسلک کے لوگ جمع ہوتے ہیں، اس لئے کسی کو کوئی عمل کرتا ہوا دیکھ کر وہ عمل شروع نہ کردیں۔ بلکہ یہ تحقیق کرلیں کہ آیا یہ عمل آپکے حنفی مسلک کے مطابق صحیح بھی ہے یا نہیں؟ مثلاً یہاں ایک مسئلہ ذکر کرتا ہوں۔

نماز فجر سے بعد اشراق تک اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک دوگانہ طواف پڑھنے کی اجازت نہیں۔ اسی طرح مکروہ اوقات میں بھی اس کی اجازت نہیں۔ لیکن بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی پڑھتے رہتے ہیں۔ الغرض صرف لوگوں کی دیکھا دیکھی کوئی کام نہ کریں۔ بلکہ اہل علم سے مسائل کی خوب تحقیق کرلیا کریں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج ۴۔ ہکذا معارف القرآن جلد ۱، و معارف الحدیث ج ۴، کتاب الحج۔ الترغیب والترہیب۔ و مظاہر حق جدید۔ علم الفقہ جلد ۵۔ کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعة ج ۱، کتاب الحج و فضائل حج)

حج وعمرہ کی اصطلاحات

حج کے مسائل میں بعض عربی الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اس لئے "م ا باج" سے نقل کر کے چند الفاظ کے معنی لکھے جاتے ہیں۔

استلام:۔ حجر اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا یا حجر اسود اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا۔

اضطباع:۔ احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

طواف:۔ بیت اللہ کے چاروں طرف سات چکر مخصوص طریقے سے لگانا۔

شوط:۔ ایک چکر بیت اللہ کے چاروں طرف لگانا۔

رمل:۔ طواف کے پہلے تین پھیروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔ (اگر جگہ ہو اور دوسروں کو تکلیف بھی نہ ہو)

مطاف:۔ طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ کے چاروں طرف ہے اور اس میں سنگ مرمر لگا ہوا ہے۔

رکن یمانی: بیت اللہ کے جنوبی مغربی گوشہ کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ یمن کی جانب ہے۔

مقام ابراہیم:۔ جنتی پتھر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کو بنایا تھا۔ مطاف کے مشرقی کنارے پر ممبر اور زمزم کے درمیان ایک جالی دار قبہ میں رکھا ہوا ہے۔

ملتزم:۔ حجر اسود اور بیت اللہ کے دروازہ کے درمیان کی دیوار جس پر لپٹ کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

زمزم:۔ مسجد حرام میں بیت اللہ کے قریب ایک مشہور چشمہ ہے جو اب کنویں کی شکل میں ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اپنے نبی حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ محترمہ کے لئے جاری کیا تھا۔

دم:۔ احرام کی حالت میں بعض ممنوع افعال کرنے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے اس کو دم کہتے ہیں۔

آفاقی:- وہ شخص ہے جو میقات کی حدود سے باہر رہتا ہو جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی، عراقی اور ایرانی وغیرہ۔

تلبیہ:- لبیك پورا پڑھنا۔

ایام تشریق:- ذوالحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ''ایام تشریق'' کہلاتی ہیں، کیونکہ ان میں بھی (نویں دسویں ذی الحجہ کی طرح) ہر نماز فرض کے بعد ''تکبیر تشریق'' پڑھی جاتی ہے۔ یعنی اللّٰہ اکبر لا الٰہ الاّ اللّٰہ واللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد.

ایام نحر:- دس ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ تک۔

افراد:- صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال کرنا۔

مفرد:- حج کرنے والا۔ جس نے میقات سے اکیلے حج کا احرام باندھا ہو۔

قران:- حج اور عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ کر پہلے عمرہ کرنا پھر حج کرنا۔

قارن:- قران کرنے والا۔

تمتع:- حج کے مہینوں میں پہلے عمرہ کرنا پھر اسی سال میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

عمرہ:- حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کرنا۔

جمرات یا جمار:- منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قدِ آدم ستون بنے ہوئے ہیں یہاں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اس کو جمرۃ الاولیٰ کہتے ہیں۔ اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف بیچ والے کو جمرۃ الوسطیٰ اور اس کے بعد والے کو جمرۃ الکبریٰ اور جمرۃ العقبہ اور جمرۃ الاخریٰ کہتے ہیں۔

رمی:- کنکریاں پھینکنا مارنا۔

سعی:- صفا و مروہ کے درمیان مخصوص طریقے سے سات چکر لگانا۔

مروہ:- بیت اللہ کے مشرقی شمالی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔

میلین اخضرین:- صفا و مروہ کے درمیان مسجد حرام کی دیوار میں دو سبز میل لگے ہوئے ہیں (ٹیوب لائٹ لگی ہوئی ہیں) جن کے درمیان سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں۔

عرفات یا عرفہ:- مکہ مکرمہ سے تقریباً نو میل مشرق کی طرف ایک میدان ہے جہاں پر حاجی لوگ نویں ذی الحجہ کو ٹھہرتے ہیں۔
یوم عرفہ:- نویں ذی الحجہ جس روز حج ہوتا ہے اور حاجی لوگ عرفات میں وقوف کرتے ہیں۔
مَوقِف:- ٹھرنے کی جگہ۔ حج کے افعال میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کی جگہ ہوتی ہے۔
وقوف:- وقوف کے معنی ٹھہرنا، اور احکام حج میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں خاص وقت میں ٹھہرنا۔
میقاتی:- میقات کا رہنے والا۔
میقات:- وہ مقام جہاں سے مکہ مکرمہ جانے والے کیلئے احرام باندھنا واجب ہے۔
حرم:- مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک زمین حرم کہلاتی ہے، اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں اس میں شکار کھیلنا، درخت کاٹنا، گھاس جانور کو چرانا حرام ہے۔
حل:- حرم کے چاروں طرف میقات تک جو زمین ہے اس کو حل کہتے ہیں، کیونکہ اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔
حلق:- سر کے بال منڈانا۔
قصر:- بال کتروانا۔
حطیم:- بیت اللہ کی شمالی جانب بیت اللہ سے متصل قد آدم دیوار سے کچھ حصہ زمین کا گھرا ہوا ہے اس کو حطیم اور حطیرہ کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے سے ذرا پہلے جب خانہ کعبہ کو قریش نے تعمیر کرنا چاہا سب نے یہ اتفاق کیا کہ حلال کمائی کا مال اس میں صرف کیا جائے لیکن سرمایہ کم تھا اس وجہ سے شمال کی جانب اصل قدیم بیت اللہ میں سے تقریباً چھ گز شرعی جگہ چھوڑ دی۔ اس چھٹی ہوئی جگہ کو حطیم کہتے ہیں۔ اصل حطیم چھ گز شرعی کے قریب ہے اب کچھ احاطہ زائد بنا ہوا ہے۔

(معلم الحجاج ص:۶۸، واحکام حج ص:۸)

سفرِ حج سے پہلے ضروری کام کی باتیں

مسئلہ:- حج کا سفر ہر اعتبار سے بہت مبارک سفر ہے، اس مبارک سفر اور حج مبرور پر بڑے بڑے وعدے ہیں، حاجی ایسے مبارک اور مقدس مقامات پر پہنچتا ہے، جہاں دعاؤں کی قبولیت کے وعدے ہیں، لہٰذا سفر حج سے پہلے اپنے رشتہ داروں اور متعلقین سے جن سے ملنا اور ایک دوسرے سے دعاؤں کی درخواست کرنا جائز ہے، خاص کر ان رشتہ داروں اور متعلقین سے جن سے بات چیت بند ہو، اور آپس میں رنجش اور کدورت ہو ان سے مل کر معافی مانگ لینا اور دلوں کا صاف کر لینا بہت ضروری ہے، اسی طرح اگر کسی کا حق باقی ہے، کسی پر ظلم کیا ہو، قرض لیا ہوا اور ابھی تک ادا نہ کر سکا ہو تو سفر حج سے پہلے پہلے اس کا حق ادا کر دینا، یا اس کا انتظام کر دینا، یا اس سے مہلت لے کر اس کو اطمینان دلانا ضروری ہے، تاکہ اس مبارک سفر کی برکتیں پوری طرح حاصل کر سکے، جس قدر دل کی صفائی کے ساتھ اور حقوق العباد ادا کر کے حرمین شریفین کی حاضری ممنوعات ومکروہات سے بچتے ہوئے اور تمام آداب کی رعایت کرتے ہوئے ہوگی تو انشاء اللہ وہاں کی برکتیں خوب حاصل ہوں گی۔

فضائل حج میں ہے "اپنے سب پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور کسی کا مال ظلم سے لے رکھا ہو اس کو واپس کرے اور کسی قسم کا کسی پر ظلم کیا ہو تو اس سے معاف کرائے" اور جن لوگوں سے اکثر سابقہ پڑتا رہتا ہو ان سے کہا سنا معاف کرائے، اگر کچھ قرض اپنے ذمہ واجب ہو تو اس کو ادا کرے یا ادائیگی کا کوئی انتظام کرے۔

علماء نے لکھا ہے جس شخص پر ظلم کر رکھا ہو یا اس کا کوئی حق اپنے ذمہ ہو تو وہ بمنزلہ ایک قرض خواہ کے ہے جو اس سے یہ کہتا ہے کہ تو کہاں جا رہا ہے؟ کیا تو اس حالت میں شہنشاہ کے دربار میں حاضری کا ارادہ کرتا ہے کہ تو اس کا مجرم ہے، اس کے حکم کو ضائع کر

رہا ہے، ظلم عدولی کی حالت میں حاضر ہو رہا ہے، نہیں ڈرتا کہ وہ تجھ کو مردود کر کے واپس کر دے اگر تو قبولیت کا خواہشمند ہے تو اس ظلم سے توبہ کر کے حاضر ہو، اس کا مطیع فرمانبردار بن کر پہنچ ورنہ تیرا یہ سفر ابتداء کے اعتبار سے مشقت ہی مشقت ہے، اور انتہاء کے اعتبار سے مردود ہونے کے قابل ہے۔

نیز چلنے کے وقت مقامی رفقاء اعزاء واحباب سے ملاقات کر کے ان کو الوداع کہے اور ان سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرے کہ ان کی دعائیں بھی اس کے حق میں خیر کا سبب ہوں گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج۱۰/ص۱۸۰)

مسئلہ:- سفر حج میں جانے سے پہلے اپنی نیت خالص اللہ تعالیٰ اور ثواب آخرت کے لئے کریں۔

مسئلہ:- جس کسی کا مالی حق آپ کے ذمہ ہے اگر وہ مر گیا ہے تو اس کے وارثوں کو ادا کریں، یا ان سے معاف کرائیں۔ اور اگر اصحاب حق بہت زیادہ ہیں اور ان کے پتہ وغیرہ معلوم نہیں تو جس قدر مالی حق ان کا آپ کے ذمہ ہے ان کی طرف سے صدقہ کر دیں اور اگر ہاتھ یا زبان سے ان کو تکلیف پہنچائی تھی تو ان کے لئے کثرت سے دعائیں مغفرت کرتے رہیں۔ انشاء اللہ حقوق کے وبال سے نجات ہو جائے گی۔

مسئلہ:- بالغ ہونے کے بعد کی قضاء شدہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، اتنی مقدار میں ہے جن کو سفر حج سے پہلے آپ پورا نہیں کر سکتے یا لوگوں کے حقوق اتنے زیادہ آپ کے ذمہ ہیں کہ ان سب سے معاف کرانا، یا ادا کرنا اس وقت اختیار میں نہیں ہے تو ایسا کیجئے کہ ان سب فرائض و حقوق کی ادائیگی یا معاف کرانے کا پختہ عزم ابھی سے کر لیجئے اور جس قدر ادا کیا جا سکے اس کو ادا کر دیجئے اور جو باقی رہ جائیں ان کے لئے ایک وصیت نامہ لکھئے اور اپنے کسی عزیز یا ہمدرد یا دوست کو وصی (ذمہ دار) بنا دیجئے کہ اگر آپ زندگی میں ادا نہ کر سکیں تو آپ کے بعد وہ ادا کر دیں۔

(احکام حج: مفتی محمد شفیعؒ ص۲۳ و ہکذا کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۰۹۴)

سفر حج کی تیاری وغیرہ کے متعلق مشورے

(۱) اگر آپ کا حج کمیٹی سے جانے کا ارادہ ہے تو کمیٹی کی طرف سے اخبارات میں اعلان آنے کے بعد شرائط کے مطابق اپنی درخواست ارسال کردیں اور فارم کی خانہ پوری ایسے شخص سے کرائیں جو جانکار اور تجربہ کار ہو۔

(۲) اگر آپ انٹرنیشنل پاسپورٹ پر سفر کرنا چاہتے ہیں تو ذی قعدہ کی ۲۵/تاریخ سے پہلے پہلے سعودی سفارت خانے سے حج کا ویزا حاصل کرلیں اس تاریخ کے بعد عموماً ویزا ملنا بند ہوجاتا ہے۔

(۳) موجودہ زمانے میں ویزے کے حصول کے لئے معلمین کی سروس فیس اور ٹرانسپورٹ کی اجرت کے چیک پیش کرنے ضروری ہیں۔

(۴) سامان سفر میں درج ذیل اشیاء خاص طور پر ساتھ رکھیں۔

(۱) احکام حج کے رسائل (۲) وظیفہ اور دعاء کی کتابیں (۳) سوئی دھاگہ (۴) فاضل بٹن (۵) چھوٹا چاقو (۵) (٦) قبلہ نما (۷) جانماز (۸) لوٹا (۹) گلاس (۱۰) رنگین چشمہ (۱۱) سردی کا موسم ہو تو گرم چادر یا ہلکی رضائی (۱۲) احرام کی دو دو چادریں (۱۳) عورتیں اپنے پردے کیلئے ایسا ہیٹ خریدلیں جس کے اوپر سے نقاب ڈالنے سے کپڑا چہرے پر نہ لگے (۱۴) احرام پر باندھنے کے لئے مرد حضرات کوئی پیٹی یا چمڑے کا پرس لے لیں تاکہ بقدر ضرورت روپیہ وغیرہ رکھنے میں آسانی رہے۔ (صرف پانچ جوڑے کپڑے کافی ہیں، جوتوں کیلئے بیگ تھیلا وغیرہ جوتے تھیلے میں رکھ کر اپنے ساتھ ہی رکھیں، کیونکہ حرم شریف میں ایک ہی گیٹ سے واپسی مشکل ہوجاتی ہے۔)

(۵) کھانے پینے کا سب سامان آٹا چاول وغیرہ یہاں سے لے جانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے، البتہ منیٰ وغیرہ میں استعمال کے لئے بسکٹ یا خشک نمکین یا میوے جات رکھ لئے جائیں تو کوئی حرج نہیں۔ دیگر اشیائے خورد و نوش مکہ معظمہ وغیرہ میں

بآسانی دستیاب ہیں، اس لئے کھانے پینے کا زیادہ بوجھ نہ لے جایا جائے۔

(۶) جو سامان اٹیچی یا بیگ وغیرہ لے جائیں وہ اتنا مضبوط ہونا چاہئے کہ جہاز وغیرہ سے اتارنے چڑھانے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے میں ٹوٹ پھوٹ نہ ہو۔

(۷) اپنے سامانوں پر موٹے حروف سے اپنا نام اور پتہ لکھ دیں اور حج کمیٹی سے جاری ہونے والا کور نمبر بھی لکھ دیں تاکہ گم ہو جانے کی صورت میں ملنا آسان ہو۔

(۸) دوران سفر روپیہ پیسہ کی حفاظت کا خاص دھیان رکھیں اور اپنی سب رقم ایک جگہ نہ رکھیں بلکہ متعدد سامانوں میں متفرق کر دیں۔

(۹) حج کے سفر سے پہلے مسائل حج کو اچھی طرح سے جاننا ضروری ہے اس لئے تجربہ کار علماء سے رابطہ کر کے اور رفقاء کے ساتھ مسائل کا مذاکرہ کر کے صحیح معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔

(۱۰) اور سفر میں ذوق وشوق کے ساتھ اس سعادت پر اللہ تعالیٰ کا تہہ دل سے شکر گذار رہنا بھی ضروری ہے، کیونکہ یہ سعادت ہر ایک کو میسر نہیں آتی۔

(۱۱) بالخصوص اس سفر میں آنکھ، کان، زبان اور تمام اعضاء و جوارح کو گناہوں سے بچانے کا بھرپور اہتمام کرنا چاہئے اور مکمل یکسوئی اور کامل خشوع اور تواضع کے ساتھ ریاکاری سے بچتے ہوئے سفر کا آغاز کرنا چاہئے اور دوران سفر فضول باتوں میں مشغول نہ رہ کر ذکر واذکار میں زیادہ وقت گذارنا چاہئے۔

جدہ ایرپورٹ پر

(۱۲) ہندوستان سے جدہ کی مسافت عموماً ہوائی جہاز پانچ ساڑھے پانچ گھنٹے میں طے کرتے ہیں۔ سعودی عرب کا معیاری وقت ہندوستان سے ڈھائی گھنٹہ پیچھے ہے، اس لئے ایرپورٹ پر اترتے ہی اپنی گھڑیاں وہاں کے وقت سے ملا لینی چاہئیں تاکہ نمازوں کا اہتمام رہے۔

(۱۳) جہاز سے اترنے کے بعد حجاج کو ایک بڑے ہال میں پہنچا دیا جاتا ہے، اس ہال میں استنجاء وضو وغیرہ کا بہترین نظم ہے، اس لئے اگر کسی نماز کا وقت ہو تو وہاں بآسانی ادا کی جاسکتی ہے۔

(۱۴) ہال میں سب سے پہلے آپ کو ایک معلوماتی فارم خانہ پوری کے لئے دیا جائے گا اسے آپ خود پر کریں یا اپنے احباب وغیرہ کی مدد سے پر کردیں۔

(۱۵) اس کے بعد پاسپورٹ کی تفتیش کی کارروائی شروع ہوگی اس کارروائی میں بسا اوقات کئی کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں، اس لئے صبر وسکون کا مظاہرہ کریں دل برداشتہ نہ ہوں۔

(۱۶) پاسپورٹ کی کارروائی کے بعد اگلا مرحلہ کسٹم کا ہے۔ کسٹم سے پہلے اپنے سامان کی اچھی طرح سے شناخت کرلیں۔

(۱۷) کسٹم کے بعد اپنا سامان اچھی طرح سے باندھ کر ہرے رنگ کے لباس میں ملبوس قلیوں کے حوالہ کردیں یہ قلی آپ کا سامان بلا اجرت ہندوستانی حج کمیٹی کے دفتر تک پہنچا دیں گے۔

(۱۸) کسٹم ہال سے باہر نکلنے پر سامنے ہی مکتب الوکلاء الموحد کے کاؤنٹر لگے رہتے ہیں انہیں آپ سروس اور ٹرانسپورٹ چیک حوالہ کردیں اور ٹرانسپورٹ ٹکٹ وصول کرلیں۔

(۱۹) وہاں سے نکل کر ترنگے جھنڈے کو دیکھ کر ہندوستانی حج آفس کے قریب جائیں جہاں تلاش کرنے پر آپ کا سامان مل جائے گا، سامان ایک جگہ نکال کر اکھٹا کرکے خود اس کی حفاظت کریں۔

(۲۰) جدہ کے عظیم الشان ایرپورٹ پر جگہ جگہ آرام دہ وضو خانے استنجا خانے ہیں یہاں آپ اپنی ضروریات سے فارغ ہوسکتے ہیں۔

(۲۱) زرمبادلہ کے چیک یا ڈالر وغیرہ بھی آپ یہاں بھنا سکتے ہیں، یہاں کئی اہم بینکوں کی شاخیں کام کرتی ہیں۔

(۲۲) ضروریات سے فارغ ہوکر حج آفس کے ملازمین اور ذمہ داران سے ملیں اور اپنے پاسپورٹ پر معلم اور جائے قیام کی تفصیلات پر مشتمل اسٹیکر لگوالیں اور یہ معلوم کرلیں کہ آپ کی روانگی کتنی دیر میں ہوگی۔

جدہ سے روانگی

(۲۳) جدہ سے مکہ مکرمہ روانگی سے قبل غسل وغیرہ کر کے تیار ہوجائیں۔

(۲۴) جب آپ بس میں بیٹھنے لگیں گے تو معلم کے نمائندے آپ کا پاسپورٹ لے کر بس ڈرائیور کے حوالہ کردیں گے اور اب آپ کا یہ پاسپورٹ حج سے واپسی ہی میں ملے گا درمیان میں آپ اس کی زیارت بھی نہ کرسکیں گے۔

(۲۵) جدہ سے چل کر بس مکہ معظمہ سے باہر مرکز الاستقبال پر رکے گی اور ہر بس میں ایک رہبر سوار ہوگا جو حجاج کو اپنے اپنے معلمین کے دفاتر یا ان کی رہائش گاہوں پر پہنچائے گا۔

(۲۶) مرکز الاستقبال پر آپ اپنی بسوں سے باہر نہ نکلیں، اگر جائیں بھی تو ساتھیوں کو بتا کر جائیں اور جلد واپس آجائیں۔

مکہ مکرمہ میں حاضری

(۲۷) جب بس آپ کے معلم کے مکتب کے سامنے جاکر کھڑی ہو تو آپ بس سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کریں بلکہ اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے رہیں اور جو پوچھا جائے اس کا صحیح جواب دیں۔

(۲۸) بس میں آپ کو معلم کی طرف سے ایک پیلا پٹکا دیا جائے گا، جس میں آپ کے معلم کا پتہ درج ہوگا اور بلڈنگ نمبر لکھا ہوگا اس کو آپ اپنے ہاتھ میں باندھ لیں اور مستورات کو بھی پہنادیں، خدانخواستہ گم ہونے کی شکل میں یہ پٹہ بہت کام آتا ہے۔

(۲۹) جب آپ کی بس رہائشی بلڈنگ تک پہنچ جائے تو اتر کر سب سے پہلے اپنے

سامان کو بس سے اتروا کر چیک کریں۔

(۳۰) اس کے بعد بلڈنگ کے اپنے مقررہ کمرے میں جس کا تعین اب کمپیوٹر کے ذریعہ ہوتا ہے منتقل ہو جائیں۔

(۳۱) اور جو لوگ حج کمیٹی سے نہ جا رہے ہوں وہ معلم کے دفتر پر پہنچ کر اپنی رہائش گاہ کا خود انتظام کریں، اگر کسی واقف کار کے یہاں ٹھہرنا ہو تو اس کی کارروائی مکمل کریں۔

(۳۲) مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد دو ایک روز میں معلم کی طرف سے ایک فوٹو والا کارڈ ہر حاجی کو دیا جاتا ہے یہ کارڈ دراصل آپ کے پاسپورٹ کی جگہ پر ہے۔ جس میں معلم اور رہائش وغیرہ کی تمام تفصیلات درج ہوتی ہیں، حرمین شریفین کے پورے زمانہ قیام میں اس کارڈ کو ہمہ وقت ساتھ رکھنا چاہئے یہ بہت قیمتی اور ضروری چیز ہے۔

(۳۳) اسی طرح منیٰ جانے سے پہلے اور عرفات کے جائے قیام وغیرہ کے بارے میں ایک کارڈ معلم کی طرف سے دیا جاتا ہے اسے لینا نہ بھولیں اور سفر میں ہر وقت اسے ساتھ رکھیں۔

(از مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری بشکریہ ندائے شاہی حج وزیارت نمبر جنوری ۲۰۰۱ء)

قیام مکہ ومدینہ کے متعلق ضروری ہدایتیں

(۱) اپنے حج کے پورے سفر میں یہ قطعاً نہ بھولیں کہ آپ ایک حاجی ہونے کے ناطے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں، چنانچہ اپنا قیمتی وقت زیادہ سے زیادہ عبادت، تلاوت، ذکر واذکار اور خیر کے کاموں میں صرف کریں۔ اسی طرح اپنے ہر قول عمل اور برتاؤ میں اس عظیم حیثیت کا خیال رکھیں۔

(۲) معلم صاحب کی طرف سے دیا گیا شناختی کارڈ ہر وقت اپنے ساتھ رکھیں۔ راستہ بھولنے پر منزل تک پہنچانے میں معین ومددگار ثابت ہوگا۔

(۳) اگر کبھی گم ہو جائیں اور اپنی عمارت کا پتہ نہ معلوم ہو پا رہا ہو تو اسے ڈھونڈنے

میں مزید بھاگ دوڑ کرنے سے بہتر ہوگا کہ آپ ہندوستانی حج آفس کا پتہ معلوم کریں تا کہ کوئی بھی بآسانی آپ کو وہاں تک پہنچا دے جہاں آفس کے کارکنان فوراً ہی آپ کو مطلوبہ رہائش گاہ تک پہنچا سکیں۔

(۴) مکہ مکرمہ میں اسی عمارت اور کمرے میں قیام کریں جو بذریعہ کمپیوٹر آپ کے لئے الاٹ کئے گئے ہیں اور جن کے دروازوں پر آپ کے نام مع حوالہ/ حاجی پاس نمبر چسپاں ہیں۔ آپ کو ابھی خالی دکھائی دینے والے کمرے خالی نہیں ہیں، بلکہ ان میں رہنے والے حجاج کرام بھی آپ ہی کی طرح آج کل میں پہنچنے والے ہوں گے۔ ویسے بھی اپنی جگہ چھوڑ کر کسی اور کی جگہ پر قبضہ کرنا اخلاقی اور شرعی دونوں ہی اعتبار سے نہایت ہی نامناسب عمل ہوگا۔

(۵) صفائی پر پورا دھیان دیں چاہے وہ کمرے کی ہو یا لباس کی یا جسم کی ہو۔ یا عام معاملات کی، کیونکہ صفائی مومن کی شان اور جزو ایمان ہے۔

(۶) کھانے پکانے کے لئے باورچی خانوں کا ہی استعمال کریں۔ رہائشی کمروں میں کھانا پکانا سخت منع ہے، اس سے جہاں آگ لگنے کا اندیشہ ہے وہیں یہ بھی ممکن ہے کہ مقامی امن وسلامتی کے ذمہ داروں کی طرف سے جو وقتاً فوقتاً عمارتوں کا دورہ کرتے رہتے ہیں۔ آپ کا چولھا ضبط کرلیا جائے۔

(۷) اپنی رہائش گاہ سے حرم شریف کے قریبی گیٹوں کو جن پر نمبر بھی پڑے ہوئے ہیں خود بھی پہچان لیں اور اپنے ساتھ کے کمزور اور عمر رسیدہ لوگوں کو بھی پہچان کرا دیں۔ چونکہ گمشدگی کے واقعات عام طور پر حرم شریف جاتے ہوئے نہیں، بلکہ وہاں سے اپنی رہائش گاہ کو لوٹتے ہوئے ہوتے ہیں، لہٰذا مطاف کی طرف سے باہر نکلنے والوں کی رہنمائی کے لئے جو مختلف رنگوں کے پانچ الکٹرانک بورڈ لگے ہوئے ہیں انہیں خوب اچھی طرح سے پہچان لیں۔ یہ بورڈ حرم شریف کے پانچ مین گیٹوں کی سیدھ میں لگائے گئے ہیں، چونکہ ان میں کا ہر گیٹ مکہ مکرمہ کے مختلف محلوں میں کھلتا ہے، لہٰذا ان بورڈوں

کو پہچان لینے میں جو سب سے بڑا فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر حرم شریف سے نکلتے ہوئے خدانخواستہ آپ کھو بھی گئے تو اپنے مطلوبہ محلہ میں ہی رہیں گے کسی دوسرے محلہ میں نہیں نکلیں گے۔

(۸) سفر حج میں کئی چھوٹے موٹے اسفار کرنے پڑتے ہیں جیسے جدہ سے مکہ مکرمہ، مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ، منیٰ، عرفات، مزدلفہ وغیرہ کے اسفار، عام طور پر اپنے اسفار کے ہر مرحلہ میں سامان کم سے کم رکھنے کی کوشش کریں نیز ہر سامان پر اپنے نام کے ساتھ پلگرم پاس یا حوالہ نمبر لکھنا نہ بھولیں۔ جیسا کہ قیمتی سامانوں پر اپنا یا کیر آف کرکے کسی دوسرے جاننے والے کا ٹیلیفون نمبر لکھ دینا بھی گمشدگی کی شکل میں پھر دوبارہ دستیابی بہترین ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے۔

(۹) بسوں پر سامان رکھواتے یا ان پر سے اترواتے ہوئے اپنے سامانوں کی پوری نگرانی رکھیں تا کہ کوئی سامان چھوٹنے نہ پائے۔

(۱۰) کبھی بھی، کسی حال میں بھی اور کسی کے کہنے پر بھی دس، بیس یا بہت ہوئے تو پچاس ریال سے زیادہ رقم لے کر بھیڑ کی جگہوں میں نہ جائیں چاہے وہ حرم شریف ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اس مقدس مقام پر دل و دماغ اگر پیسوں کی حفاظت میں مشغول رہتے ہیں تو یہ اس مقام کی بے ادبی ہے اور اگر ایسا نہیں تو حرم کی ہوش ربا بھیڑ میں آپ کے پیسے محفوظ رہ جائیں گے کیسے یقین کیا جا سکتا ہے؟

(۱۱) موقع ملتے ہی پہلی فرصت میں اپنی قیمتیں چیزیں ہوں یا دیگر رقومات اپنے معلم صاحب کے پاس بطور امانت جمع کرکے رسید لے لیں پھر بوقت ضرورت ان میں سے لیتے اور خرچ کرتے رہیں، وقتاً فوقتاً جو پیسے لیتے رہیں ان کا اپنی امانت رسید میں اندراج کرواتے رہنا نہ بھولیں، تا کہ جمع شدہ پیسوں میں شک شبہ یا بھول چوک کی گنجائش نہ رہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہر معلم کے آفس میں اپنے حجاج کی امانتیں جمع کرنے کا معقول انتظام ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی احتیاط کا جو مناسب طریقہ معلوم

ہوا اختیار کریں، مگر اپنی جیب، بٹوہ یا بیلٹ میں رکھنے کا مطلب ضائع ہونے کے تجربے کو ہرگز دہرانے کی کوشش نہ کریں۔

(۱۲) نمازوں کی خاطر یا دوسرے کاموں سے کمرہ بند کر کے باہر جاتے ہوئے کمرہ کا ایرکنڈیشن، بجلی یا پنکھا بند کرنا نہ بھولیں۔

(۱۳) جانداروں کے لئے سرچشمۂ حیات، پانی کا بھی اللہ تعالیٰ کے یہاں حساب ہوگا، لہٰذا اس کے اپنے ہر استعمال میں عموماً اور ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے پندرہ تاریخ تک خصوصاً پوری پوری کفایت شعاری برتیں۔

(۱۴) یہاں سعودی عرب میں چونکہ ایک نئی اور گرم آب وہوا سے آپ کا سابقہ ہے، چنانچہ دوپہر کی تیز دھوپ سے جہاں تک ممکن ہو سکے بچنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ مشروبات اور پانی خوب کثرت سے پیا کریں تا کہ خدانخواستہ متاثر نہ ہوں۔

(۱۵) ہندوستانی حج آفس مکہ مکرمہ/معلم صاحب کے اعلان کے مطابق جو مدینہ منورہ کی روانگی سے متعلق آپ کی عمارت میں لگا ہوا ملے گا مدینہ منورہ جانے کے لئے تیار رہیں اور روانگی کا جو وقت مقرر کیا گیا ہے اس کے مطابق اپنی بسوں میں سوار ہو جائیں۔ کسی کی غیر حاضری یا انتظار کی وجہ سے اگر بس لیٹ ہوئی جس کی وجہ سے بس میں سوار دوسرے حجاج کرام کو تکلیف اٹھانی پڑی تو اس کا گناہ یقیناً اسی کے سر جائے گا چاہے دیری کا سبب بڑے سے بڑا ثواب کا کام ہی کیوں نہ ہو۔ معلوم رہے کہ جو حجاج حج سے قبل مدینہ منورہ جا رہے ہوں ان پر طواف وداع ابھی واجب نہیں، کیونکہ یہ طواف وطن واپسی سے پہلے آخری اوقات میں کرنا ہے، جب کہ ان حجاج کرام کو تو حج سے قبل ابھی پھر لوٹ کر مکہ مکرمہ آنا ہے۔

(۱۶) مدینہ منورہ کا سفر اگر حج سے قبل ہو رہا ہو تو ہلکا پھلکا سامان ساتھ رکھیں جیسے دو جوڑے پہننے کے کپڑے جن میں ایک جوڑا اگرم کپڑوں کا بھی ہو تو بہتر ہے، اوڑھنے کی چادر یا کمبل کیونکہ مدینہ منورہ میں بعض مرتبہ موسم میں یکایک خوشگوار خنکی بڑھ جاتی

ہے، احرام کی چادریں، کیونکہ آتے وقت آپ کو ذوالحلیفہ سے (جس کو بیر علی بھی کہتے ہیں یہ مقام مدینہ منورہ یا اس کے اطراف و جوانب سے مکہ مکرمہ آنے والوں کے لئے میقات ہے) عمرے کا احرام بھی باندھنا ہے، دیگر ضروریات کی چیزیں جو آپ مناسب سمجھتے ہوں، کیونکہ آپ کو وہاں نو دس روز رہ کر چالیس نمازیں بھی پڑھنی ہیں۔

(۱۷) ذوالحلیفہ کی میقات پر احرام باندھنے کے لئے جب اپنی بسوں سے اتریں تو اترتے وقت اپنی بسوں کو نمبر وغیرہ دیکھ کر اچھی طرح پہچان لیں نیز دوسرے رفقائے سفر خصوصاً عورتوں اور عمر رسیدہ و کم پڑھے لکھے لوگوں کو پہچان کرا دیں تاکہ وہاں کی مسجد سے احرام باندھ کر واپس اپنی بسوں تک پہنچنے میں کسی طرح کی دشواری نہ ہو، کیونکہ ان دنوں میں وہاں ایک جیسی سیکڑوں بسیں کھڑی رہتی ہیں۔

(۱۸) آپ کی مطلوبہ راحت و آرام اور ہر مرحلے میں پورے پورے تعاون کی خاطر، خصوصاً جب کہ پچھلے سالوں کے مقابلے میں امسال حجاج کی تعداد کہیں زیادہ ہے، حج کا اسٹاف کافی بڑھا دیا گیا ہے۔ چنانچہ اگر آپ کسی وجہ اپنے قریبی حج آفس و ڈسپنسری نہ پہنچ سکے تو بھی وہاں سے کوئی نہ کوئی دن میں کم از کم ایک بار آپ کے حال و احوال اور آپ کی عمارت سے متعلقہ حالات کی جانچ پڑتال کے لئے آپ تک پہنچے گا۔ اگر ایسا نہیں تو آپ ضرور اپنے قریبی، حج آفس و ڈسپنسری کے ذمہ دار کو صورت حال سے آگاہ کریں۔

(۱۹) اپنے حجاج کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر حکومت ہندوستان نے مکہ مکرمہ کے مسفلہ محلہ میں واقع پورے سال خدمت انجام دیتے رہنے والے مین حج آفس و ڈسپنسری کے علاوہ مزید نو برانچ حج آفیسز و ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں۔ مدینہ منورہ میں بھی ستین روڈ پر قطان ہوٹل کے سامنے اور نیشنل کمپنی کے پاس واقع سال بھر خدمت انجام دینے والا مین حج و ڈسپنسری کے علاوہ مزید دو برانچ حج آفیسز ڈسپنسریاں کھولی گئی ہیں تاکہ بسلسلہ طبی ہوں یا دیگر عمومی خدمات آپ کی ہر آواز پر فوری، لبیک کہا جا سکے۔

(۲۰) آپ کی رہائشی عمارتوں کے ہر کمرے کے لئے مخصوص حجاج کرام کی کمپیوٹر لسٹ کمرے کے دروازے پر تو ہوگی ہی ساتھ ہی ساتھ اس کمرے کی تعداد بتانے والا اسٹیکر بھی ہوگا۔ اگر مقررہ تعداد کے مطابق کمرے میں قیام کرنے والے سارے حجاج کرام ابھی نہ پہنچے ہوں اور اسی بیچ حسب پروگرام آپ مدینہ منورہ جارہے ہوں تو جاتے وقت یا تو کمرے میں تالا لگا کر نہ جائیں یا چابی کسی ذمے دار کے حوالہ کر کے جائیں تاکہ آپ کے غائبانہ میں اگر کمرے کے بقیہ حجاج آگئے تو انہیں ٹھہرانے کے لئے کمرے کا تالا نہ توڑنا پڑے۔

(۲۱) اپنے وقتی چندروزہ قیام کے مراحل میں سے ہر مرحلے میں ہمیشہ اپنا قیمتی وقت عبادت، تلاوت، ذکرواذکار اور حج کے مسائل سیکھنے سمجھنے میں صرف کریں بلاوجہ کسی بھی اجنبی اور انجان شخص سے روابط نہ بڑھائیں چاہے وہ آپ کی عمارت کا دربان ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ اس کے نتائج اچھے نہیں پائے گئے۔

(۲۲) اگر آپ کو کسی حاجی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہو تو اس کے لئے قونصلیٹ جنرل آف انڈیا نے محلے مسفلہ کے ابراہیم خلیل روڈ پر ایک پلگرام انفارمیشن سینٹر کھول رکھا ہے جہاں سے حج کمیٹی کے ذریعے ہوئے کسی بھی حاجی صاحب کا صرف نام یا پلگرام پاس نمبر/ حوالہ نمبر بتا کر ان کی رہائش اور آمدورفت کے بارے میں ساری معلومات حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۲۳) خدانخواستہ اگر آپ کا کوئی سامان کھو جائے تو جہاں حج آفس میں اپنی شکایت درج کرائیں وہیں مسفلہ محلّہ کے ہجرہ روڈ پر واقع برانچ حج آفس نمبر (۱) سے بھی رجوع کریں یہاں قونصلیٹ نے حجاج کرام کے کھوئے ہوئے سامانوں کو رکھنے کے لئے کمرۂ امانات کے نام سے ایک کمرہ خاص کر رکھا ہے۔

(۲۴) معلم صاحب کی طرف سے دیا گیا پیلا کلائی بند ہو یا حج کمیٹی کی طرف سے ملا ہوا اسٹیل کا کڑا انہیں خود بھی پہنے رہیں اور اپنی جماعت کے کمزوروں، ضعیفوں اور

عورتوں کو بھی پہنے رہنے کی تاکید کرتے رہیں تاکہ حج کی زبردست بھیڑ میں بھولنے بھٹکنے کی صورت میں ان کلائی بندوں پر درج تفصیلات کی مدد سے ان کا پتہ ٹھکانہ معلوم کرنا آسان ہو سکے۔

(۲۵) منیٰ عرفات، مزدلفہ وغیرہ کی چند ساعتی قیامگاہیں ہوں یا مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طویل المدتی، دامن سے لپٹی، پریشانی چھوٹی موٹی ہو یا خدانخواستہ بڑی سے بڑی، کبھی بھی خوف و ہراس کو اپنے پاس نہ پھٹکنے دیں بلکہ "دل اور بڑھ گیا کوئی مشکل جو آپڑی" کے اصول کے تحت مزید حوصلہ مندی اور بلندی ہمتی سے ان کا مقابلہ کریں۔ اسی طرح یہ بات بھی یاد رہے کہ کسی بھی آفت و مصیبت کے گذرنے کے بعد ان میں گرفتار آدمیوں کو وہیں ڈھونڈا جائے گا جو ان کی مخصوص جگہیں ہیں یا جہاں سے وہ بچھڑے ہیں، لہٰذا ایسے حضرات کو یا تو اپنی جگہوں سے ہٹنا ہی نہیں چاہئے یا اگر وقت کا تقاضہ ہٹنا ہی ہو تو بھی دوبارہ موقع ملتے ہی پھر اپنی جگہ پر آموجود ہونا چاہئے، تاکہ قونصلیٹ کا عملہ ہو یا آپ کے رفقاء سفر آپ کو پانے اور خبر گیری میں جلد از جلد کامیاب ہو سکیں۔

(۲۶) پچھلے سالوں کے تجربات کی روشنی میں آپ کو یہ بتا دینا نہایت ہی ضروری ہے کہ تقریباً ہر سال ہی حج کے ایام میں کچھ دھوکے باز قسم کے لوگ حجاج کرام سے کسی نہ کسی طرح اپنے روابط بڑھاتے ہیں پھر انہیں پوری طرح اپنے اعتماد میں لیکر سستی قربانیوں کا جھانسہ دیتے ہوئے ایک لمبی رقم اینٹھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جب کہ ان کا مقصد صرف اور صرف حجاج کرام کو ٹھگنا ہوتا ہے۔ آپ اس قسم کے لوگوں سے ہمیشہ ہوشیار رہیں۔ اپنی قربانی یا تو خود اپنے ہاتھ سے کریں یا اپنے رفقائے سفر میں سے کسی معتبر شخص کے ذریعے کرائیں یا پھر بینک سے قربانی کا کوپن خرید کر انجام دیں۔

(۲۷) سفر حج کے دوران تو ہمیشہ ہی مگر خصوصاً بھیڑ کی جگہوں میں اپنے سے کمزوروں، بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کا پورا پورا خیال اور تعاون کرتے ہوئے ثواب کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیں۔

(۲۸) یہاں پر مقیم اپنے کسی بھی ملاقاتی کو اپنے کمرے میں بلانے سے پرہیز کریں، کیونکہ مقامی ذمہ داروں کی طرف سے کسی کو اپنے کمرے میں بلانا منع ہے۔ اس کے علاوہ جس کمرے میں آپ مقیم ہیں وہاں دوسرے حجاج بھی تو رہتے ہیں؟ ہوسکتا ہے کہ اجنبی کا وجود ان کے لئے تکلیف کا باعث ہو۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ خدانخواستہ اسی دوران عمارت میں اگر کوئی گڑبڑی پیش آجاتی ہے تو اس ملاقاتی کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی پوچھ گچھ اور انکوائری کے مراحل سے گذرنا پڑے گا اور اس طرح خواہ مخواہ ایک غیر ضروری معاملے میں الجھ کر آپ کی عبادت و ریاضت کے قیمتی اوقات متاثر ہوں گے۔ لہٰذا اگر کسی ملاقاتی سے ملنا ہو تو باہر ہی مل کر رخصت کر دیا کریں۔

(۲۹) اپنے اعزہ و اقارب کو بطور تحفہ دینے کے لئے تسبیح، جانماز اور رومال جیسی جو بھی چھوٹی موٹی چیزیں خریدنی ہوں انہیں حج کے بعد خریدیں، خریداری کا ارادہ کرتے وقت دو باتوں کا خیال رکھیں (۱) مارکیٹ میں جانے سے قبل ہر حال میں ضروری چیزوں کی ایک لسٹ بنالیں اور اسی کے مطابق خریدیں یہ لسٹ مارکیٹ میں پہنچ کر نہ بنائیں ورنہ غیر ضروری چیزیں خرید لی جائیں گی اور ضروری چیز رہ جائیں گی۔ (۲) ہوائی جہاز پر اپنے ساتھ لے جانے کے لئے ایک محدود وزن کی ہی اجازت ہے، جس سے بڑھنے کی صورت میں آپ کو ہر کلو کے حساب سے زیادہ وزن کا چارج دینا پڑے گا، جب کہ ہندوستان پہنچ کر کسٹم کے مراحل بھی درپیش ہوں گے۔ لہٰذا جس حد تک ہوسکے کم سے کم سامان خریدیں۔

(۳۰) حرم شریف کی تقریباً ہر فرض نماز کے بعد جنازے کی نماز کا اعلان ہوتا ہے اور نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے، چنانچہ فرض نمازوں کے بعد احتیاطاً دو چار منٹ رک کر ہی ان کی سنتیں و نوافل کی نیت باندھیں تاکہ اتنے بڑے مجمع میں حرم شریف کے اندر پڑھی جانے والی نماز جنازہ کے ثواب سے آپ بھی مستفیض ہوسکیں جس میں شرکت کی حدیث شریف میں بڑی فضیلت ہے۔

(۳۱) معلم صاحب کی طرف سے آپ کو جو فوٹو والا شناختی کارڈ دیا گیا ہے وہ صرف مکہ مکرمہ، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے لئے ہی کارآمد ہے جدہ کے لئے نہیں۔ جیسا کہ خود اس کارڈ پر بھی سرخ حرفوں میں لکھا ہوا ہے۔ لہٰذا قطعاً اس کارڈ کے بل بوتے پر جدہ وغیرہ کا سفر نہ کریں، کیونکہ خدانخواستہ اگر آپ راستے میں پکڑے گئے اور اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود حج سے قبل نہ چھوٹ سکے تو پھر آپ کے حج کا کیا ہوگا۔

(۳۲) اپنے رفقائے سفر بلکہ عام لوگوں کے ساتھ بھی ہمہ وقت بلند ترین اخلاق کا مظاہرہ کریں جس کی معمولی جھلک یہ ہے کہ آپ کی ذات سے کسی کو ادنیٰ سی بھی تکلیف نہ پہنچے یہاں کے سارے مقدس مقامات کا تہ دل سے احترام کریں جس کا سب سے کمتر نمونہ یہ ہے کہ ہر اس عمل، برتاؤ، بات یہاں تک کہ خیال سے بھی پرہیز کریں جس پر آپ کا دل تھوڑی سی بھی بے اطمینانی محسوس کرتا ہو۔

(۳۳) حرم شریف جاتے ہوئے کپڑے یا پلاسٹک کی ایک تھیلی رکھ لیا کریں تاکہ اس میں اپنے جوتے چپل رکھ سکیں۔ نیز اسے ایسی جگہ رکھنا بھی نہ بھولیں جہاں گم ہونے یا حرم شریف میں صفائی ستھرائی کرنے والے کارکنوں کے ہاتھوں پھینکے جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ (جوتے اگر اپنے ساتھ ہوں تو کسی بھی گیٹ سے نکل کر جا سکتے ہیں)

(۳۴) حج کی سخت بھیڑ میں حرم شریف کے گیٹوں میں کھڑے ہو کر اپنے جوتے چپل پہننا بھی اپنے پیچھے نکلنے والے لوگوں کو اذیت پہنچانے کے برابر ہے، لہٰذا اس سے بچتے ہوئے اپنے جوتے چپل ان گیٹوں سے تھوڑی دور نکل کر پہنا کریں۔
(بشکریہ ندائے شاہی حج و زیارت نمبر جنوری ۲۰۰۱ء)

کیا مالدار ہی حج کر کے جنت کے مستحق ہیں؟

سوال: حج کر کے صرف امیر آدمی ہی جنت میں جا سکتا ہے؟ کیونکہ اس کے پاس حج پر جانے کے لئے مناسب رقم ہے جب کہ غریب محروم ہے؟ اور آج کے زمانہ میں کسی کا حج بھی قبول نہیں ہو رہا ہے، کیونکہ میدانِ عرفات میں اسلام کے دشمنوں کے

نابود ہونے (مٹنے) کی دعاء بڑے خشوع وخضوع سے کرتے ہیں اوران کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ دنیا سے برائی ختم ہونے کی دعا کرتے ہیں، لیکن برائیاں بڑھ رہی ہیں، گویا یہ ان کے دعاء کے نہ مقبول ہونے کی علامات ہیں؟

جواب: حج صرف صاحب استطاعت لوگوں پر فرض ہے۔ مگر جنت صرف حج کرنے پر نہیں ملتی۔ بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ غریب آدمی ان کے ذریعہ جنت کما سکتا ہے۔ حدیث شریف میں تو یہ آتا ہے کہ "فقراء ومہاجرین امراء سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے۔"

حج کس کا قبول ہوتا ہے کس کا نہیں؟ یہ فیصلہ تو قبول کرنے والا ہی کرسکتا ہے، یہ کام میرے اور آپ کے کرنے کا نہیں۔ اور نہ ہم کسی کے بارے میں یہ کہنے کے مجاز ہیں کہ اس کی فلاں عبادت قبول ہوئی یا نہیں۔ البتہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس نے شرائط کی پابندی کے ساتھ حج کے ارکان صحیح طور پر ادا کئے اس کا حج قبول ہوگیا۔ رہا دعاؤں کا قبول ہونا یا نہ ہونا، یہ علامت حج کے قبول ہونے یہ نہ ہونے کی نہیں۔ بعض اوقات نیک آدمی کی دعاء بظاہر قبول نہیں ہوتی اور برے آدمی کی دعاء ظاہر میں قبول ہوجاتی ہے اس کی حکمتیں اور مصلحتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ برائی اور شر کے غلبہ کی وجہ سے نیک لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے "کہ ایک وقت آئے گا کہ نیک آدمی عام لوگوں کے لئے دعاء کرے گا، حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے تو اپنے لئے جو کچھ مانگنا چاہتا ہے مانگ، میں تجھ کو عطا کروں گا، لیکن عام لوگوں کے لئے نہیں، کیونکہ انہوں نے مجھ کو ناراض کرلیا ہے۔"

(کتاب الرقائق: ص ۱۵۵، ص ۳۸۲)

اور یہ مضمون بھی احادیث شریف میں آتا ہے کہ تم لوگ نیکی کا حکم کرو اور برائی کو روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو عذاب عام کی لپیٹ میں لے لیں پھر تم دعائیں کرو تو تمہاری دعائیں بھی نہ سنی جائے گی۔ (ترمذی شریف: ج ۲/ص ۳۹)

اس وقت امت میں گناہوں کی کھلے بندوں اشاعت ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے بہت کم بندے رہ گئے ہیں جو گناہوں پر روک ٹوک کرتے ہوں۔

اس لئے اگر اس زمانے میں نیک لوگوں کی دعائیں بھی امت کے حق میں قبول نہ ہوں تو اس میں قصور ان نیک لوگوں یا ان کی دعاؤں کا نہیں بلکہ ہماری شامت اعمال کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف فرمائیں۔ (آمین) (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۹)

جھوٹ اندراج کر کے حج کے لئے جانا؟

سوال: حج کے درخواست فارم میں اس بات کا بھی اقرار ہوتا ہے کہ پانچ سال کے اندر حج نہ کیا ہو اگر کوئی شخص جا چکا ہے تو کیا یہ شخص دھوکہ دینے والا کہلائے گا یا نہیں؟

جواب: حج عظیم عبادت ہے جس کے ذریعہ سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جھوٹ گناہ ہے۔ عبادت کے لئے گناہ کی اجازت نہیں، ویسے بھی خلاف قانون چیز کا ارتکاب اپنے مال اور عزت کو خطرہ میں ڈالنا ہے جو قرینِ دانشمندی نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۱۹۹)

مسئلہ:- دھوکہ دینے والا کہلانے میں کیا شبہ ہے؟

مسئلہ:- اس کے لکھنے یا دستخط کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر ایسا لکھ دے گا یا دستخط کر دے گا تو گنہگار ہوگا، مگر اس سے جو حج فرض ادا کر چکا ہے وہ باطل ہو کر دوبارہ حج کرنا فرض نہیں ہوگا، البتہ حج فرض کے ذریعہ سے گناہ صاف ہو کر پاک وصاف ہو گیا وہ پاکی بعد خطاء اب باقی نہیں رہے گی، گناہ میں ملوث ہو جائے گا، اس لئے ایسا ہرگز نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۱۸۷)

مسئلہ:- جھوٹ، زبانی ہو یا تحریری، بہرحال جھوٹ ہے اور دروغ (جھوٹ) حلفی اس سے بھی زیادہ قبیح اور برا ہے، حلفیہ دروغ بیانی کی ضرورت نہیں کیونکہ قانون کی مخالفت تو اور بھی خطرناک ہے، جعل کھل جانے پر مال وعزت دونوں کا خطرہ ہے۔ ایسا

خطرہ مول لینا قرین دانشمندی نہیں ہے۔ تاہم حج فرض ادا ہو ہی جائے گا۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۳/ص ۱۷۱)

مسئلہ:- ایک مرتبہ حج کرنے کے بعد پانچ سال تک حج کو نہیں جا سکتا، ایسی پابندی لگانے کا کوئی شرعاً حق نہیں ہے۔ جھوٹی قسم کھانا اور جھوٹے حلف نامہ پر دستخط کرنا گناہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۳/ص ۱۷۱)

سرکاری دورہ پر حج کرنا؟

سوال: زید سرکاری ڈاکٹر ہے، اس سال حکومت کی جانب سے وہ بحیثیت ملازم سعودیہ عرب چار ماہ کے لئے بھیجا جا رہا ہے، زمانہ حج میں وہ سعودیہ عرب میں مقیم رہے گا، ایسی صورت میں اگر وہ فریضۂ حج ادا کرے گا، تو کیا اس کے ذمہ سے فرض اُتر جائے گا یا صاحب استطاعت ہونے کے بعد دوبارہ اپنے ذاتی مصارف سے حج کرنا کیا ضروری ہوگا؟

جواب: اگر وہ سرکار کے دیئے ہوئے مصارف سے حج کرے گا تب بھی فریضۂ حج ادا ہو جائے گا پھر صاحب استطاعت ہونے سے دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۴/ص ۱۷۳)

سرکاری روپیہ سے حج کرنا؟

سوال: حکومت حج کے زمانہ میں حاجیوں کی دیکھ بھال کیلئے کسی کو افسر منتخب کر کے اس کے تمام مصارف برداشت کرتی ہے اور اس کے لئے بقدر ضرورت تمام رقم پیشگی دے دیتی ہے، وہ منتخب آفیسر اپنے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ حج بیت اللہ بھی ادا کر لیتے ہیں، ان کا یہ حج کیسا ہوگا؟ ان کا یہ حج فرضیت حج میں شمار ہوگا یا نفل میں؟

جواب: جب کوئی شخص خود صاحب نصاب نہیں جس سے اس پر حج فرض ہو یعنی زادِ راہ پر قادر نہیں مگر وہ پیدل پہنچ جائے یا کوئی اس کو ساتھ لے جائے یا کسی نے اس کو

روپیہ دے دیا جس سے وہ وہاں پہنچ گیا اور حج ادا کرلیا تو اس کا حج ادا ہوجائے گا۔ پھر مالدار ہوجانے پر اس کے ذمہ دوبارہ حج فرض نہیں ہوگا۔ الاشباء والنظائر میں ہے کہ "کسی فرض کی ادائیگی کے لئے جو شرائط ہوں ان کی تحصیل مقصود نہیں بلکہ ان کا حصول ہوجائے خواہ کسی طریقہ سے ہو تو بھی کافی ہے۔ اسی طرح یہاں بھی اس کا حج ادا ہوجائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۲۱۱)

(سرکاری ملازم، سرکاری مصارف سے حج کرنے کے لئے جائے یا سرکاری دورہ پر جائے یا کسی بھی ادارہ کا ملازم سعودی دورہ پر جائے تو سفر کے دوران حج کرتے ہوئے آجائے تو اس سے اس کا فریضۂ حج ادا ہوجائے گا جب کہ اس پر حج فرض ہوگیا ہو اور اگر حج فرض نہیں تھا حج ادا کرنے کے بعد مالدار ہوگیا یعنی صاحب استطاعت ہوگیا تو پھر بھی اپنے پیسے سے حج کرنا لازم نہ ہوگا کیونکہ زندگی میں صرف ایک مرتبہ حج کے زمانہ میں پہنچ کر حج ادا کرنے سے یہ فریضہ ادا ہوجاتا ہے چاہے جس طریقہ سے بھی پہنچ جائے۔ لیکن مطلق حج کی نیت کرنی چاہئے اگر نفل حج کی نیت کریگا تو آئندہ کا فریضہ حج ادا نہ ہوگا۔) محمد رفعت قاسمی

کیا بیت اللہ شریف کو دیکھنے سے حج فرض ہوتا ہے؟

مسئلہ:- جس نے اپنا حج نہ کیا ہو اس کو حج بدل کرنا مکروہ یعنی خلاف اولیٰ ہے اور جب وہ (حج بدل یا عمرہ کرنے والا) کعبہ شریف پہنچتا ہے تو وہ دوسرے کا احرام (حج بدل کا) باندھے ہوئے ہوتا ہے اس واسطہ اس کو (دیکھنے والے) پر زیارت کعبہ سے حج فرض نہیں ہوتا۔ (امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۹۹)

تاجر و دوکاندار کے لئے حج کا حکم

مسئلہ:- جس شخص کے پاس پچاس ہزار کا سامان دوکان میں موجود ہے۔ اگر اس میں سے بقدر مصارف حج کے فروخت کر کے اتنا سرمایہ دوکان میں باقی رہے کہ

اس میں تجارت کر کے یہ شخص مع اہل وعیال کے متوسط حال سے گذر کر سکے تو بقدر مصارف حج کے سامان کا بیچنا لازم ہے اور اس پر حج فرض ہے۔

اور اگر باقی میں تجارت کر کے گذر نہ ہو سکے تو حج واجب نہیں ہے، بشرطیکہ اس شخص کا گذر تجارت پر ہی ہو۔ (امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۵۳)

جس کے پاس صرف مویشی یا غلہ ہو اس کے لئے حج کا حکم

مسئلہ:- چالیس ہزار کے مویشی (جانور) ہوں تو اگر یہ شخص کاشتکار یا زمیندار ہے اور یہ مویشی سب کے سب کھیتی کے کام میں مشغول ہیں، یا یہ جانور سواری کے لئے ہیں اور کبھی کبھی سواری کے کام میں آتے ہیں تو اس حالت میں اس پر حج فرض نہیں، نہ ان مویشی کا بیچنا لازم ہے، اور اگر یہ جانور دودھ پینے کے لئے ہیں اور اس کے اہل وعیال کا گزران کے دودھ ہی پر ہے اس کے سوا اور کوئی صورت معاش (کمائی) کی نہیں، نہ زمین کا غلہ ہے نہ اور کچھ، تب بھی اس پر ان کا بیچنا لازم نہیں، بشرطیکہ اگر مصارف حج کے لئے بعض کو فروخت کیا جائے تو باقی مواشی سے گزارہ نہ ہو سکے، اور نہ حج فرض ہے، اور اگر اس کی معاش ان جانوروں کے دودھ پر موقوف نہیں ہے یا موقوف ہے، لیکن ان میں سے بقدر مصارف حج کے ایک دو یا زیادہ جانوروں کے فروخت کرنے کے بعد باقی ماندہ مواشی گزارہ کو کافی ہیں، یا یہ جانور تجارتی ہیں اور ان کی تجارت پر اس کا گزر موقوف نہیں، یا موقوف ہے، مگر مصارف حج کے لئے ایک دو یا زیادہ بیچنے کے بعد باقی ماندہ کی تجارت اس کے گذر کو کافی ہے، تو بقدر حج کے ایک یا دو زیادہ جانور کو بیچ کر اس پر حج کرنا فرض ہوگا۔ رہا غلہ جو پچاس ہزار کا ہے تو اگر یہ سارا غلہ صرف کھانے کے ہی استعمال میں آتا ہے تب تو حج فرض نہیں اور اگر کچھ کھایا جاتا ہے باقی بیچا جاتا ہے تو جتنا ضرورت سے زائد ہے اس کو بیچ کر حج کرنا فرض ہوگا جب کہ وہ زائد غلہ فروخت ہونے کے بعد زاد وراحلہ ومصارف حج کو کافی ہو۔ (یعنی اس کے حج کا خرچہ اور سفر حج

کے دوران اہل وعیال کا خرچ کافی ہو) (امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۵۳ بکذا معلم الحجاج: ص ۷۹)

کیا مال ضائع ہونے پر حج ساقط ہو جائے گا؟

مسئلہ:- اگر اس کے پاس مال بقدر حج ایسے وقت تھا کہ لوگ حج کو نہیں جار ہے تھے، بلکہ وقتِ حج میں دیر تھی اور وقت حج آنے سے پہلے ہی وہ مال ضائع ہو گیا تو اس کے ذمہ حج نہیں، اگر زمانہ حج میں مال تھا اور اس نے ارادہ کر لیا تھا، مگر بغیر اس کے اختیار کے مال ضائع ہو گیا تب بھی اس کے ذمہ حج فرض نہیں، اگر خود اپنے اختیار سے مال ایسی جگہ خرچ کر دیا جہاں شریعت کی طرف سے خرچ کرنے کا حکم نہیں تھا تو اس کے ذمہ حج لازم ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ. ج ۳/ص ۱۷۹)

زمین بیچ کر حج کرنا؟

سوال: جس شخص کے پاس زمین ہے نقد روپیہ موجود نہیں تو کیا زمین فروخت کر کے حج کرنا ضروری ہے؟

جواب: جس شخص کے پاس اتنی زیادہ زمین ہو کہ اس کا ایک ٹکڑا حج کے خرچہ کے لئے فروخت کرنے کے بعد بھی اتنی زمین باقی رہے جو اس کے اور اہل وعیال کے گزر کے لئے کافی ہے تو ایسے شخص کے ذمہ اپنی زمین کا کچھ حصہ حج کے لئے فروخت کرنا لازم ہے، اور اس پر حج فرض ہے۔ اور اگر مصارف حج کے واسطے ایک ٹکڑا زمین کا بیچنے کے بعد باقی زمین اس کے اور اس کے اہل وعیال کے گزارہ کو کافی نہیں رہتی تو اس حالت میں اس پر حج فرض نہیں اور نہ زمین کا فروخت کرنا فرض ہے۔

(امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۵۲، بحوالہ خانیہ: ج ۱/ص و بکذا احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۱۶، معلم الحجاج: ص ۷۹)

مسئلہ:- اگر جائداد وصحرائی اس قدر ہے کہ اس کی آمدنی اور پیداوار اس کے اور اہل وعیال کے سالانہ خرچ سے زیادہ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہیں اور فروخت کرنا زمین کا اس کے ذمہ لازم نہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۱۵، بحوالہ ردالمحتار کتاب الحج: ج ۲/ص ۱۹۶ و بکذا احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۴)

مسئلہ:- جو زمین جائداد گزر اوقات سے زیادہ نہ ہو اس کو فروخت نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دوسرے کی ملکیت سے بسر اوقات کرنا شرعاً معتبر نہیں۔ اپنی آمدنی کا لحاظ کیا جاتا ہے، اور شریعت میں لحاظ جائز آمدنی کا ہے۔ (فتاوی دار العلوم: ج ۶/ص ۵۳۷)

جائداد گروی رکھ کر حج کو جانا

مسئلہ:- اگر حج فرض ہو چکا ہے تو قرض لے کر حج کر سکتے ہو، اور رہن کرنا جائداد کا اس طرح کہ نفع اس کا مرتہن لیوے تو جائز نہیں اور اگر منافع زمین کا مرتہن نہ لیوے تو درست ہے۔ (فتاوی دار العلوم: ج ۴/ص ۵۱۷ بحوالہ رد المحتار: ج ۵/ص ۳۶۲)

مسئلہ:- مالک مکان خود اپنے مکان میں اوپر رہتا ہے اور نیچے کا مکان زائد از حاجت ہے تو اس پر حج فرض نہیں ہوا۔

(فتاوی دار العلوم: ج ۶/ص ۵۳۷ بحوالہ رد المحتار: ج ۲/ص ۱۹۴)

مسئلہ:- کسی کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کا تھوڑا سا حصہ رہنے کے لئے کافی ہے اور باقی کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو اس کا بیچنا واجب نہیں ہے، لیکن اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ:- اگر کسی شخص کے پاس اتنا بڑا مکان ہے کہ اس کو بیچ کر حج بھی کر سکتا ہے اور چھوٹا سا مکان بھی خرید سکتا ہے تو اس کا بیچنا ضروری نہیں ہے اگر ایسا کرے تو افضل ہے۔

مسئلہ:- کسی کے پاس ضرورت سے زائد مکان ہے، یا ضرورت سے زائد سامان ہے یا زمین و باغ وغیرہ ہے کہ اس کی آمدنی کا محتاج نہیں ہے اور ان کی اتنی مالیت ہے کہ ان کو بیچ کر حج کر سکتا ہے تو ان کو حج کیلئے بیچنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج/ص ۷۹)

ناجائز طور پر قبضہ کی گئی رقم سے حج کرنا؟

سوال: کسی کی ذاتی چیز پر دوسرا آدمی قبضہ کرے اور اس کا مالک بن بیٹھے تو کیا

وہ حج کرسکتا ہے؟

جواب: دوسرے کی چیز پر ناجائز قبضہ کرکے اس کا مالک بن بیٹھنا گناہِ کبیرہ اور سنگین جرم ہے۔ ایسا شخص اگر حج پر جائے گا تو حج سے جو فوائد مطلوب ہیں وہ اس کو حاصل نہیں ہوں گے۔ حج پر جانے سے پہلے آدمی کو اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ اس کے ذمہ جو کسی کا حق واجب ہو اسے ادا کردے۔ کسی کی امانت اس کے پاس ہو تو اسے واپس کردے۔ کسی کی چیز قبضہ کر رکھی ہو تو اس کو واپس کردے۔ کسی کا حق دبا رکھا ہو تو اس کو ادا کردے۔ اس کے بغیر اگر حج پر جائے گا تو محض نام کا حج ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے ''ایک شخص دور سے (بیت اللہ شریف کے) سفر پر جاتا ہے اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں، بدن (سفر کی وجہ سے) میل کچیل سے اٹا ہوا ہے وہ رو رو کر اللہ کو ''یارب یارب کہہ کر پکارتا ہے'' حالانکہ اس کا کھانا حرام، لباس حرام، اس کی غذا حرام، اس کی دعاء کیسے قبول ہو۔'' (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۴۱ وفتاویٰ رحیمیہ: ج ۳/ص ۱۱۶)

مسئلہ:- غصب کی ہوئی رقم سے حج کرے گا تو ذمہ سے حج ساقط ہوجائے گا مگر حج مقبول نہ ہوگا۔ اور کسی کا حق دبا لینے کا گناہ بھی ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱/ص ۱۷۲)

رشوت لینے والے کا حلال کمائی سے حج کرنا؟

سوال: میں جس جگہ کام کرتا ہوں اس جگہ پر اوپر کی آمدنی بہت ہے، لیکن میں اپنی تنخواہ جو کہ حلال ہے علیحدہ رکھتا ہوں۔ کیا میں اپنی تنخواہ سے حج کرسکتا ہوں جب کہ میری تنخواہ میں ایک پیسہ بھی حرام نہیں ہے؟

جواب: جب آپ کی تنخواہ حلال ہے تو اس سے حج کرنے میں کیا اشکال ہے؟ ''اوپر کی آمدنی، سے مراد اگر حرام کا روپیہ ہے تو اس کے بارے میں آپ کو پوچھنا چاہئے تھا کہ حلال کی کمائی تو میں جمع کرتا ہوں اور حرام کی کمائی کھاتا ہوں۔ میرا یہ طرز عمل کیسا ہے؟ حدیث شریف میں ہے کہ جس جسم کی غذا حرام کی ہو دوزخ کی آگ اس

کی زیادہ مستحق ہے۔ الغرض آپ حج کیلئے جانا چاہتے ہیں تو حرام کمائی سے توبہ کریں۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۲)

تحفہ یا رشوت کی رقم سے حج کرنا؟

سوال: میں ایک دفتر میں ملازم ہوں میری تنخواہ اتنی نہیں ہے کہ پیسے جمع کر کے حج کر سکوں۔ میرے پاس دفتر میں تھوڑی تھوڑی کر کے بطور تحفہ رقم ملی ہوئی ہے، میں نے کبھی حکومت سے کوئی بے ایمانی یا دھوکہ دے کر رقم نہیں لی بلکہ وہ بردستی رقم دی گئی ہے بطور تحفہ، کیا اس رقم سے حج کرنا جائز ہے؟

جواب: حج ایک مقدس فریضہ ہے مگر یہ اسی پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ آپ کو جو رقم تحفہ میں ملی ہے اگر آپ ملازم نہ ہوتے، کیا تب بھی یہ رقم آپ کو ملتی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ تحفہ نہیں ہے رشوت ہے اور اس سے حج کرنا جائز نہیں بلکہ جن لوگوں سے یہ رقم لی گئی ان کو لوٹانا ضروری ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۳ وبکذا فتاویٰ رشیدیہ/ص ۴۶۳ کتاب الحج)

رشوت کے ذریعہ ملازمت حاصل کرنے والے کا حج؟

مسئلہ:- رشوت دے کر ملازمت حاصل کرنا ناجائز ہے، مگر ملازمت ہو جانے کے بعد اپنی محنت سے اس نے جو روپیہ کمایا ہے وہ حلال ہے، اس رقم سے حج کرنا یا اپنے والدین کو حج کرانا جائز ہے۔　(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۷)

مسئلہ:- دفع ظلم اور اپنے جائز حق حاصل کرنے کیلئے رشوت دینی پڑے تو گنجائش ہے مگر دوسرے کی حق تلفی نہ ہو، جس کی رعایت ضروری ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۳/ص ۱۱۲ وبکذا درمختار مع شامی: ج ا/ص ۱۹۸)

حرام کمائی سے حج کرنا؟

سوال: یہ تو متفقہ مسئلہ ہے کہ حج حرام کی کمائی کا قبول نہیں ہوتا، لیکن میں نے

ایک مولوی صاحب سے سنا ہے کہ یہ شخص کسی غیر مسلم سے قرض لے کر حج کے واجبات ادا کرے تو امید کی جاتی ہے اللہ سے کہ اس کا حج قبول ہو جائے گا۔ پوچھنا یہ ہے کہ غیر مسلم کا مال تو ویسے بھی حرام ہے تو یہ کیسے حج ادا ہو گا؟

جواب: غیر مسلم تو حرام و حلال کا قائل ہی نہیں، اس لئے حلال و حرام اس کے حق میں یکساں ہے اور مسلمان اس سے قرض لے گا تو وہ رقم مسلمان کیلئے حلال ہو گی اس سے صدقہ کر سکتا ہے، حج کر سکتا ہے، بعد میں جب اس کا قرض حرام پیسے سے ادا کریگا تو یہ گناہ ہو گا، لیکن حج میں حرام پیسے استعمال نہ ہوں گے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۲)

مسئلہ:۔ غیر مسلم سے روپیہ قرض لیکر حج کو جانے کی اصل یہ ہے کہ کفار مخاطب بالفروع نہیں، اس لئے غیر مسلم سے جو قرض لیا جائے گا وہ شبہات سے خالی ہو گا دوسرے اگر حج کو جانے والے کے پاس مشتبہ رقم ہو تو اس مشتبہ رقم سے حج کرنا بہتر نہیں، اس کو چاہئے کہ قرض لیکر حج کو جائے مگر مسلمان سے قرض لیکر اس کے قرض کو مشتبہ مال سے ادا کرنا اشد ہے اور غیر مسلم کے قرض کو اس سے ادا کرنا اشد نہیں گو شدید ہے۔

(امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۵۹ وبکذا فتاوی رحیمیہ: ج ۶/ص ۲۰۳)

ہیجڑہ پن کی کمائی سے حج کرنا؟

مسئلہ:۔ ہیجڑہ پن کی زندگی گزارنے والا ان تمام غیر شرعی افعال سے توبہ کرے اور جو روپیہ ان کے پاس جمع ہے جو اس (دھندہ و طریقے) سے کمایا ہے اس سے حج نہ کریں بلکہ کسی غیر مسلم سے حج کے لئے قرض لے کر حج کریں اور جو رقم اس کے پاس جمع ہے اس سے قرض ادا کر دیں۔ آئندہ کے لئے زنانہ وضع چھوڑ دیں مردانہ لباس پہنیں اور اس کا ڈیرہ (ٹھکانہ، اڈہ) بھی ختم کر دیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۵۹)

بانڈ کی رقم سے حج کرنا؟

مسئلہ:۔ پرائز بانڈ پر جو رقم ملتی ہے وہ جوا ہے اور سود بھی، جوا اس طرح ہے

کہ بانڈ خریدنے والوں میں سے کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ اس کو اس بانڈ کے بدلہ میں دس روپیہ ہی ملیں گے، یا مثلاً پچاس ہزار۔ اور سود اس طرح ہے کہ پرائز بانڈ خرید کر اس شخص نے متعلقہ ادارہ کو دس روپیہ قرض دیئے اور اس ادارہ نے اس روپیہ کے بدلہ اس کو پچاس ہزار دس روپیہ واپس کئے۔ اب یہ زائد رقم جو انعام کے نام پر اس کو ملی ہے خالص سود ہے اور خالص سود کی رقم سے عمرہ اور حج کرنا جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۵)

مسئلہ:- حرام مال سے حج کرنا نہیں چاہئے، تاہم اگر کر لیا جائے گا تو فریضہ ادا ہو جائے گا لیکن حج مقبول کا ثواب نہ ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۳/ص ۱۹۴ بحوالہ شامی: ج ا/ص ۱۹۱ و بکذا معلم الحجاج/ص: ۸)

مسئلہ:- جو مال ناجائز طریقہ سے جمع کیا ہے اس کو منہا کرنے کے بعد اگر حج کے لئے کافی ہو تو حج فرض ہوگا ورنہ حج فرض نہ ہوگا۔ اور جو مال حرام جمع کیا ہے اس کے اصل مالک کو اگر وہ مر چکا ہے تو اس کے ورثہ کو واپس کرنا ضروری ہے اگر نہ مالک موجود ہوں نہ اس کے ورثہ موجود ہوں تو بہ نیت گلوخلاصی (چھٹکارہ کی نیت سے) اس کا صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (ذمہ کو فارغ کرنا مقصود ہے ثواب کی نیت نہ کی جاوے)

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۳/ص ۲۰۷، بکذا فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۱۶ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۱۹۱ حج بمال حرام)

ملازمین سے چندہ لیکر حج کے لئے قرعہ نکالنا؟

سوال: ہمارے یونین نے ایک حج اسکیم نکالی ہے وہ ہر ملازم سے پچیس روپیہ ماہوار زبردستی ایک سال تک لیتی ہے۔ اس پیسہ سے قرعہ اندازی کر کے دو ملازم کو حج کے لئے کہا ہے۔ کیا اس پیسہ سے حج جائز ہے جب کہ ملازم یونین کے خوف سے چندہ دیتا ہے دل سے نہیں؟

جواب: جو صورت آپ نے لکھی ہے اس طرح حج پر جانا جائز نہیں ہے۔ زبردستی رقم جمع کرانا اور اس کا قرعہ نکالنا یہ دونوں چیزیں ناجائز ہیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۳)

حج کے لئے ڈرافٹ پر زیادہ رقم دینا؟

مسئلہ:- ڈرافٹ منگانے کی جو صورت آپ نے لکھی ہے یعنی ۳۲؍ہزار دیکر ۳۰؍ہزار روپیہ لینا یہ تو سمجھ میں نہیں آتی۔ البتہ اگر پانچ ہزار روپیہ ایجنٹ کو بطور اجرت دیئے جائیں تو کچھ گنجائش ہو سکتی ہے روپیہ کے بدلے ڈالر یا کوئی اور کرنسی لی جائے تو جائز ہے۔

مسئلہ:- اگر کوئی ادارہ ڈرافٹ منگوا دیتا ہو اور زائد رقم حق محنت کے طور پر وصول کرتا ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۴۴)

بیٹی کی کمائی سے حج کرنا؟

سوال: اگر بیٹی اپنی کمائی سے ماں باپ کو حج کرانا چاہے تو کیا یہ حج جائز ہے جب کہ اس کے بیٹے اس قابل نہیں ہیں؟

جواب: بلاشبہ حج جائز ہے لیکن عورت کا محرم کے بغیر حج جائز نہیں۔
(آپ کے مسائل: ج۴/ص۴۲)

نافرمان بیٹے کا حج کو جانا؟

سوال: ماں باپ کے ناراض ہونے پر کیا بیٹے کا حج ہو جائے گا؟ سنا ہے کہ باپ معاف نہ کرے تو حج نہیں ہوتا؟

جواب: اگر اس کے ذمہ حج فرض ہے تو اس کو حج پر جانا لازم ہے اور اس کا فرض بھی سر سے اتر جائے گا، لیکن حج پر جانے والے کے لئے ضروری ہے کہ حج پر جانے سے پہلے تمام اہل حقوق کے حق ادا کرے اور سب سے حقوق معاف کرائے۔

پس آپ کے بیٹے کو چاہئے کہ وہ آپ کو راضی کر لے اور معافی مانگ لے اگر آپ اس کو معاف نہیں کریں گے تو اس سے اس کا نقصان ہوگا (فرض تو ادا ہو جائے گا لیکن حقوق ادا نہ کرنے کا گناہ ہوگا) آپ کا بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اگر آپ معاف کر دیں

گے تو ہوسکتا ہے کہ اس کی حالت سدھر جائے اس میں اس کا بھی فائدہ ہے اور آپ کا بھی۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۵)

مسئلہ:- حج فرض کے لئے والدین کی اجازت ضروری نہیں البتہ حج نفل والدین کی اجازت کے بغیر نہیں کرنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۷)

مسئلہ:- جو شخص صاحب استطاعت ہو تو خواہ اس کے والدین نے حج نہ کیا ہو اس کے ذمہ حج فرض ہے اور حج فرض کے لئے والدین کی اجازت ضروری نہیں ہے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۷)

مسئلہ:- والدہ کی ناراضگی کی حالت میں حج کو جائے تو اس شخص کا حج تو ادا ہو گیا وہ ایک مستقل عبادت تھی جو ادا کرنے سے ادا ہو گئی لیکن ماں (باپ) کی ناراضگی کا جو گناہ اس کی گردن پر ہے اس کی مکافات (جب کہ والدہ کا انتقال ہو گیا ہو) اس کے علاوہ کیا ہو سکتی ہے کہ توبہ واستغفار کے بعد ان کے لئے ایصال ثواب کرے موت کے بعد ایصال ثواب ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے میت کی روح خوش ہوتی ہے اس کا نفع پہنچتا ہے۔ (فتاوی دار العلوم: ج ۶/ص ۵۳۱)

مسئلہ:- حج فرض نہ ہونے کی صورت میں بلا اجازت والدین کے حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے جب کہ والدین کو اس کی خدمت کی ضرورت ہو۔
(فتاوی دار العلوم: ج ۶/ص ۵۳۱)

پہلے خود حج کرے یا والدین کو کرائے؟

سوال: صاحب استطاعت پہلے اپنا حج کرے یا غیر مستطیع والدین کو کرائے؟

جواب: صورت مسئولہ میں اگر لڑکے کے پاس اتنی استطاعت ہو کہ والدین کو اپنے ساتھ لے جا سکتا ہے تو والدین کو ہمراہ لے جائے اور اگر اس وقت والدین کو ساتھ لے جانے کی حیثیت نہ ہو خود جانے کی استطاعت ہو تو اس وقت اپنا فریضہ ادا کرنا چاہئے پہلے والدین کو حج کرانا اس کے بعد پھر خود جانا یہ شرعی حکم نہیں ہے استطاعت ہو

جانے پر والدین کو بھی حج کرانے کی نیت رکھے اور کوشش کرتا رہے۔
(فتاوی رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۸۲ وہکذا فتاوی محمودیہ: ج ۳/ص ۱۷۸)

مسئلہ:- جب خود اپنے ذمہ حج فرض ہے تو والدین کو حج کرانے سے اس کا اپنا فرض ادا نہ ہوگا اس کو خود اپنا فرض حج کرنا لازم ہے۔
(فتاوی دار العلوم: ج ۶/ص ۵۴۲ وہکذا آپ کے مسائل: ج ۴/۲۷)

مسئلہ:- اولاد کے ذمہ باپ کو حج کرانا ضروری نہیں ہے، لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے اولاد کو مال دیا ہے تو ماں باپ کو حج کرانا بڑی سعادت ہے۔
(آپ کے مسائل ج ۴: ص ۲۷)

مسئلہ:- مرد حج کے جانے کے لئے بیوی کی اجازت کا پابند نہیں ہاں یہ ضروری ہے کہ اس کے لئے واپسی تک نفقہ (ضروری خرچہ) کا انتظام کر کے جائے۔
(امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۵۶)

(یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ بعض لوگ ناواقفیت کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک والدین کو حج نہ کرائیں خود ان کا حج ادا ہی نہ ہوگا اور اس غلط خیال کی بنیاد پر بوڑھے والدین کو حج کے لئے روانہ کر دیتے ہیں پھر ان ضعیف لوگوں کو حج میں جن پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ ناقابل بیان ہیں۔ اس لئے اچھی طرح سمجھ لیں کہ اپنے فرض حج کی ادائیگی والدین کے حج پر موقوف نہیں ہے، پہلے خود کو اپنا فریضہ ادا کرنا چاہئے اور اگر والدین کو حج کرانے کا خیال ہو تو خدمت کے لئے ان کے ساتھ ضرور جائیں انہیں دوسروں کے حوالہ نہ کریں۔) محمد رفعت قاسمی

حج مقدم ہے یا بچے کی شادی؟

سوال: میں سرکاری ملازم تھا ریٹائر ہونے پر ستر ہزار روپیہ مجھے ملا میرا ارادہ حج کا تھا، مگر اتفاق اس درمیان میرے لڑکے کی شادی کی امید ہورہی ہے تو میں پہلے حج کروں یا بچے کی شادی کے لئے یہ رقم جمع کروں؟

جواب: صورت مسئولہ میں آپ کے پاس جو رقم ہے وہ آپ کے حوائج اصلیہ کے علاوہ مکہ مکرمہ تک آمد ورفت کے لئے کرایہ اور دیگر اخراجات کے لئے کافی ہو اور جن کا خرچہ آپ کے ذمہ لازم ہو سفر حج سے واپسی تک کے لئے ان کو خرچہ دے سکتے ہوں تو آپ پر حج فرض ہے پہلے اپنے فریضہ حج کو ادا کرلیا جائے ممکن ہے بعد میں کوئی رکاوٹ پیش آجائے اور آپ حج کی سعادت سے محروم رہ جائیں اور یہ عظیم فریضہ آپ کے ذمہ باقی رہ جائے۔

اولاد کا نکاح بھی بہت ضروری ہے احادیث شریف میں اس کی بہت تاکید آئی ہے فریضہ حج سے فراغت کے بعد ان کی شادی کی بھی فکر اور انتظام کیا جائے مگر ان کی شادی کی وجہ سے حج مؤخر نہ کیا جائے، فقہاء کرام نے مکہ مکرمہ تک آمد ورفت کا کرایہ اور جن کا خرچہ ضروری ہے ان کے خرچہ کا انتظام کرنے پر قادر ہونا بیان کیا ہے، بچوں کی شادی کا خرچ بیان نہیں کیا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے مبارک سفر کا خرچ بھی حج کی فرضیت کے لئے ضروری قرار نہیں دیا ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۷۶ بحوالہ زبدۃ المناسک ج ۱/ص ۱۲ و ہکذا معلم الحجاج/ص ۹۱)

ایک فتویٰ یہ بھی ہے کہ ایک شخص کے پاس اس قدر مال تھا کہ وہ حج کرسکتا تھا، لیکن اس نے حج تو نہ کیا بلکہ وہ روپیہ اولاد کی شادی میں لگادیا، اب وہ مفلس ہوگیا اگر وہ تمام عمر مفلس رہے اور مال جمع نہ کیا تو؟

جواب: اس پر حج فرض ہو چکا تھا اگر بلا حج کئے مرگیا تو حج فرض کا چھوڑنے والا ہوا اور (حج نہ کرنے کی وجہ سے) گنہگار ہوا۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج ۴، ص ۵۱۸ وفتاویٰ محمودیہ: ج ۱۴، ص ۱۶۵)

مسئلہ:- آج کل رسم ورواج نے شادی کیلئے جو پابندیاں لازم کردی ہے وہ اکثر ایسی ہیں جو کہ شرعاً لازم نہیں بلکہ شرعاً ناجائز ہیں اگر مسنون طریقہ سے شادی کی جائے حج کو ملتوی یا مؤخر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۳، ص ۱۷۸)

ملازمت کی تلاش میں حج کی نیت کرنا؟

سوال: ایک شخص کی مالی حالت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہے وہ ملازمت کی غرض سے جدہ جانا چاہتا ہے لیکن ملازمت کے لئے ویزہ نہیں مل سکتا اس لئے وہ حج کے ویزہ پر جدہ کا ارادہ رکھتا ہے تو کیا یہ حج وملازمت دونوں کی نیت کرے؟ کیونکہ اصل مقصد ملازمت ہے؟ کیا یہ حج کے وقت حج کرسکتا ہے؟

جواب: جب اس پر حج فرض نہیں تو ملازمت کی غرض سے جدہ کا سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ حج کی نیت ہو تو ثواب کا مستحق ہوگا۔ اگر اسباب حج میسر ہو جائے تو ضرور حج کرے ورنہ لازم نہیں ہے، اور اس طرح جانے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۸، ص۳۱۶ وہکذا احکام القرآن: ص۳۵۱)

ملازمت ختم ہونے کے خوف سے حج میں تاخیر کرنا؟

سوال: میں ابھی تک سرکاری غیر مستقل ملازم ہوں اور غیر مستقل ہونے کی وجہ سے میرے حکام کو بالکل اختیار ہے چاہے جس روز اور جس وقت مجھے (خواہ کوئی قصور ہو یا نہ ہو) برخواست کردیں، چونکہ حج کے لئے مجھ کو طویل رخصت کی درخواست دینا ہوگی، لہٰذا بجائے رخصت کے منظور کرنے کے مجھے غالب اندیشہ ہے کہ وہ یہ ہی حکم دیں گے جایئے ہم نے ہمیشہ کے لئے آپ کو الگ کردیا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اب تک میں فرض حج کرنے نہیں گیا اور ابھی چند سال تک چھٹی کی وجہ سے جانا ملتوی رہے گا، تو میں گنہگار تو نہ ہوں گا؟

جواب: تاخیر حج بلا عذر سے گناہ ہوتا ہے اور جو تاخیر عذر کی وجہ سے اس سے گناہ نہیں ہوتا یہ تو قاعدہ کلیہ ہے۔ اب رہا یہ عذر جو آپ نے بیان کیا وہ عذر ہے یا نہیں؟ تو میں نے مولانا تھانویؒ سے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میرے نزدیک پریشانی روزگار عذر ہے۔ (امدادالاحکام: ج۲، ص۱۶۴)

کوئی حکومت حج نہ کرنے دے تو کیا حکم ہے؟

سوال: چند سال ہو گئے "برما" کا کوئی آدمی حج نہیں کر سکتا، حکومت برما کی طرف سے بالکل اجازت نہیں ہے تو اس حال میں جس پر حج فرض ہوا اور وہ حج نہ کر سکے تو گنہگار ہوگا یا نہیں؟

جواب: امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اس صورت میں حج فرض نہیں ہوا۔ صاحبین (امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ) کے یہاں اس پر حج بدل کرانا فرض ہے، پھر عذر زائل ہو گیا تو دوبارہ خود حج کریں، یہ قول مصحح ہیں، اوّل اگرچہ اوسع ہے مگر دوسرا احوط ہونے کے علاوہ اکثر مشائخ کا مختار بھی ہے۔

لہٰذا حج کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ یہ اختلاف اس صورت میں ہے کہ حکومت کے منع کرنے سے پہلے حج فرض نہ ہوا ہو، اگر پہلے سے فرض تھا اس کے بعد عاجز ہو گیا تو بلا اختلاف دوسرے سے حج کرانا فرض ہے۔

(احسن الفتاویٰ ج ۴/ص ۵۱۸ بحوالہ ردالمحتار ج ۲/ص ۱۵۴)

حج اور زکوٰۃ کی فرضیت میں فرق

زکوٰۃ کی فرضیت اور حج کی فرضیت میں فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ تو صاحب نصاب پر ایک سال پورا ہونے کے بعد فرض ہوتی ہے اگر پورا مال سال سے پہلے ختم یا نصاب سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جب کبھی مال نصاب کے برابر ہو کر سال گزر جائے گا تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی اور جب تک بھی مال نصاب کے برابر رہے گا ہر سال زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔

حج کی فرضیت کے لئے یہ ضروری ہے کہ زندگی میں ایک بار مکہ مکرمہ تک آمد و رفت کا سفر خرچ اور وہاں پر قیام و طعام و قربانی وغیرہ کا خرچ اور اہل و عیال کا حج سے واپسی تک خرچہ کی رقم کا ہونا ضروری ہے قرض ادا کرنے کے بعد تو حج فرض ہو جائے گا۔

اگر اتنی رقم آپ کو زندگی میں ملی اور خرچ یا چوری ہوگئی تو بھی آپ کے ذمہ حج کی فرضیت باقی رہے گی۔ اگر آئندہ مرتے دم تک اتنی رقم جمع نہ ہوسکی جب بھی حج کی فرضیت بدستور باقی رہے گی اور آپ کے ذمہ ضروری ہوگا کہ وصیت کر کے مرے کہ میرے ترکہ میں سے شرعی طور پر حج بدل کرائیں۔

نیز حج زندگی میں اتنی رقم ہونے پر ایک بار فرض ہوتا ہے اور زکوۃ صاحب نصاب پر ہر سال۔ (رفعت قاسمی)

کیا صاحب نصاب پر حج فرض ہے؟

سوال: ایک مولانا کہتے ہیں کہ جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا باون تولہ چاندی ہو وہ صاحب مال ہے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے، یعنی جو صاحب زکوۃ ہے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے، صحیح کیا ہے؟

جواب: اس سے حج فرض نہیں ہوتا بلکہ حج اس پر فرض ہوتا ہے جس کے پاس حج کا سفر خرچ بھی ہو اور غیر حاضری میں اہل وعیال کا خرچ بھی ہو۔ (آپکے مسائل: ج۴، ص۳۰)

مسئلہ:۔ اگر والدین کے پاس رقم نہ ہو اور بیٹا ان کو حج کی رقم دیدے تو اس رقم کا مالک بنتے ہی بشرطیکہ ان پر کوئی قرض نہ ہو، ان پر حج فرض ہو جائے گا۔

(آپ کے مسائل: ج۴، ص۴۷)

حج کی فرضیت اور اہل وعیال کی کفالت

سوال: میں ملازمت سے ریٹائر ہوا ہوں، فنڈ یک مشت حکومت نے دیا ہے۔ اب یہ رقم حج کے لئے اور اس عرصہ تک اہل وعیال کے خرچ کے لئے کافی ہوتی ہے مگر حج سے واپس آنا ہوگا تو روزگار کے لئے میرے پاس کچھ بھی نہ ہوگا، کیا ایسی حالت میں حج فرض ہوگا یا نہیں؟ نیز قاسم کی دوکان ہے جس کی تجارت سے اپنا و بچوں کا گزر کرتا ہے، اگر قاسم دوکان بیچ کر حج کرنے چلا جائے تو پیچھے بچوں کے لئے اسی رقم سے بچوں کا گزر

ہوسکتا ہے۔ کیا اس صورت میں اس پر حج فرض ہوگا یا نہیں؟

جواب: دونوں سوالوں کا جواب ایک ہی کہ حج سے واپسی تک اس کے پاس اتنی رقم پونجی ہونی چاہئے کہ جس سے اس کے اہل وعیال کی بقدر ضرورت کفالت ہوسکے۔ مذکورہ بالا صورتوں میں حج فرض نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴، ص ۳۱)

مسئلہ:- اگر کسی کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ صرف حج کرسکتا ہے اور مدینہ منورہ نہیں جاسکتا تو اس پر حج فرض ہوگیا، حج ادا کرے، مدینہ منورہ جانے کے لئے روپیہ جمع ہونے کا انتظار نہ کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶، ص ۵۱۸ بحوالہ ردالمحتار کتاب الحج: ج ۲، ص ۲۸۹ وہکذا امداد الاحکام: ج ۲، ص ۱۶۱ و کتاب الفقہ: ج ۱، ص ۱۰۳۴)

مستطیع پہلے حج کرے یا مکان بنوائے؟

مسئلہ:- جب کہ روپیہ حج کے موافق موجود ہے تو حج کرنا فرض ہے مکان بنانا ضروری نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶، ص ۵۱۷ بحوالہ بحرالرائق: ج ۲، ص ۳۲۷)

مسئلہ:- حج میں مختار قول یہ ہے کہ واجب ہونے کے بعد علی الفور واجب ہے پس اگر آپ پر حج واجب ہو چکا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ سال گذشتہ میں یا اس سے پہلے کسی سال میں حج کے وقت آپ کے پاس حج کرنے کے لئے کافی رقم تھی اب اس رقم کو مکان میں صرف (خرچ) کرنا جائز نہیں اور اور اگر حج کے وقت میں کسی سے سال کے اندر رقم جمع نہ تھی بلکہ اس سال رقم حج کے وقت کے بعد جمع ہوئی یا ہمیشہ حج کے وقت سے پہلے جمع ہوئی تو اور وقت سے پہلے ہی صرف ہوجاتی تھی تو اس صورت میں اس رقم کو مکان میں لگا دینا جائز ہے۔ (امدادالاحکام: ج ۲، ص ۱۵۸ و ہکذا فتاویٰ محمودیہ: ج ۳، ص ۲۰۰ وفتاویٰ رحیمیہ: ج ۵، ص ۲۱۴ ومعلم الحجاج: ص ۹۰)

استطاعت کے باوجود حج سے پہلے عمرہ کرنا؟

مسئلہ:- جس شخص کو ایام حج میں بیت اللہ شریف تک پہنچنے اور حج پورا

اگر حکومت خلاف قانون کام کرنے پر کوئی کارروائی کرے تو اس کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج۸،ص۳۱۸)

حکومت کی اجازت کے بغیر حج کرنا؟

سوال: میرے والدین اس سال حج پر آرہے ہیں، اور یہاں پر سعودی حکومت کا قانون ہے کہ یہاں کام کرنے والا ایک دفعہ حج کرلے تو پانچ سال کے بعد دوسرا حج کرے۔ میرا ابھی ایک سال باقی ہے۔ میرے والدین بوڑھے ہیں۔ میں حج کرنے جاؤں تو گناہ تو نہیں ہوگا؟ میں بغیر اطلاع کے چلا جاؤں؟

جواب: آپ کا والدین کے ساتھ حج کرنا بلاشبہ صحیح ہے، مگر قانون کی خلاف ورزی کرنے میں عزت اور ملازمت کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ یہ آپ خود دیکھ لیں۔ اس کے بارے میں میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔ البتہ شرعاً اس طرح حج ادا ہوجائے گا اور ثواب بھی ملے گا۔ (آپ کے مسائل: ج۴،ص۴۶)

مسئلہ:- وہلی کا کوٹہ ختم ہوجانے کی وجہ سے زید دوسرے صوبہ سے اپنا نام ولدیت اور سکونت غلط لکھوا کر حج کو جانا چاہتا ہے حج فرض ہو یا نفل، جھوٹ بول کر، غلط بات لکھوا کر حج کو جانا جائز نہیں ہے۔حج تو ہوجائے گا مگر زید جھوٹ کا مرتکب ہوگا۔

(کفایت المفتی: ج۴،ص۳۳۲)

چور راستہ سے حج کو جانا؟

سوال: حکومت کی پابندی کے باوجود جو لوگ چوری یعنی غلط راستوں سے حج کرنے جاتے ہیں اور حج بھی نفلی کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: حکومت کے قانون کی خلاف ورزی کرنے میں ایک تو عزت کا خطرہ ہے کہ اگر پکڑے گئے تو بے عزتی ہوگی۔ دوسرے بعض اوقات احکام شرعیہ کی خلاف ورزی بھی لازم آتی ہے، مثلاً بعض اوقات میقات سے بغیر احرام کے جانا پڑتا ہے جس

کرنے تک وہاں رہنے کی طاقت ہو اس پر حج فرض ہوجاتا ہے اور یہ فرضیت ہمیشہ قائم رہتی ہے، اس لئے ایسے شخص کو جو صرف ایک بار بیت اللہ شریف پہنچنے کے وسائل رکھتا ہے، حج پر جانا چاہیے۔ عمرہ کے لئے سفر کرنا اور فرضیت کے باوجود حج نہ کرنا بہت غلط بات ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴، ص ۳۴ و ہکذا معلم الحجاج ص ۷۳)

مسئلہ:۔ اگر حج کے دنوں میں آدمی مکہ مکرمہ تک پہنچ جائے اور حج تک وہاں ٹھہرنا ممکن بھی ہو تو حج فرض ہوجاتا ہے اور اگر یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں تو حج فرض نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴، ص ۳۵)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص ماہ حج میں داخل ہوجائے یعنی رمضان المبارک میں عمرہ کے لئے جائے اور شوال کا مہینہ شروع ہوجائے تو اگر وہ پہلے حج کر چکا ہے تو دوبارہ حج فرض نہیں، اگر نہیں کیا تو اس پر حج فرض ہے۔ بشرطیکہ یہ حج تک وہاں رہ سکتا ہو یا واپس ہو کر دوبارہ جانے اور حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک بھی نہ پائی جائے تو اس پر حج فرض نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴، ص ۳۶)

سیاحت کے ویزے پر حج کرنا؟

سوال: بعض حضرات اپنی بیگمات (بیویوں) کو عمرہ اور حج کی نیت سے سیاحی ویزہ (ویزٹ) کی حیثیت سے بلاتے ہیں کہ وہ یہاں پر بھی آجائیں گی اور حج یا عمرہ بھی کرلیں گی اور بعض اوقات اس ویزہ کے حصول کے لئے رشوت بھی دینی پڑتی ہے؟

جواب: سیاحی ویزہ پر حج کرنا درست ہے، مگر اس کیلئے رشوت دینا جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴، ص ۳۹)

مسئلہ:۔ بعض لوگ عمرہ کا ویزہ لے کر عمرہ کرنے کے لئے جاتے ہیں اور وہیں رُک کر حج کر کے واپس آتے ہیں، یہ (چوری چھپے رکنا) حکومت کے قانون کی خلاف ورزی ہے، ایسا کرنا نامناسب ہے، لیکن اگر کوئی شخص رک جائے اور حج کرلے تو فریضہ ادا ہوجائے گا۔

سے دم لازم آتا ہے۔ اگر قانونی گرفت اور احکام شرعیہ کی مخالفت کا خطرہ نہ ہوتو مضائقہ نہیں، ورنہ نفلی حج کرنے کیلئے وبال سر لینا ٹھیک نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴، ص ۴۷)

(اصولی اعتبار سے کسی حکومت کو حجاج کی تعداد پر پابندی لگانے کا حق نہیں ہے، اس لئے اپنی عزت اور جان مال کے تحفظ کے ساتھ کوئی بھی شخص کسی مناسب تدبیر سے حج کے لئے جاسکتا ہے، لیکن ضروری ہے کہ جو شخص بھی حج کو جائے وہ اپنے ٹھہرنے کا انتظام ضابطہ کے مطابق کرے، راستوں اور فٹ پاتھ پر قیام کر کے دیگر حجاج کو ایزا رسانی کا مرتکب نہ ہو۔) (رفعت قاسمی)

سعودی عرب میں ملازمت کرنے والوں کا حج؟

سوال: جو لوگ نوکری کے لئے سعودی عرب جاتے ہیں وہاں رہ کر حج یا عمرہ کرتے ہیں حدیث کی رو سے اس کا ثواب کیا ہے؟ جب کہ دوسرے لوگ جو کہ غریب ہیں وہ حج کے لئے پیسہ پیسہ جمع کرتے ہیں؟

جواب: جو لوگ ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب گئے ہوئے ہیں اور جو حج کے دنوں میں بیت اللہ شریف پہنچ سکتے ہوں، ان پر حج فرض ہے۔ اور ان کا حج وعمرہ صحیح ہے۔ اگر اخلاص ہو اور حج وعمرہ کے ارکان بھی صحیح ادا کریں تو انشاء اللہ ان کو بھی حج وعمرہ کا اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ وطن سے جانے والوں کو۔ اور جو غریب آدمی پیسہ پیسہ جمع کر کے حج کی تیاری کرتا رہا، مگر اتنا سرمایہ میسر نہ آسکا کہ حج کے لئے جائے، انشاء اللہ اس کو اس کی نیت پر حج کا ثواب ملے گا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴، ص ۳۸)

سرکاری ڈیوٹی پر جانے والے کا حج؟

سوال: میں یہاں سے ڈیوٹی دینے کے لئے مقامات حج پر حکومت کی طرف سے بھیجا گیا، میرے آفسر نے کہا تم ڈیوٹی کے ساتھ حج بھی کرسکو گے۔ میں نے آفسر کے ساتھ حج کے تمام مناسک پوری طرح ادا کئے۔ میرے ساتھیوں نے کہا کہ ڈیوٹی

کے ساتھ تمہارا حج نہیں ہوا صحیح کیا ہے؟

جواب: آپ کا حج ''ہم خرما و ہم ثواب'' کا مصداق ہے۔ آپ کو دوہرا ثواب ملا، حج کا بھی اور حجاج کی خدمت کا بھی۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص فوج کی طرف سے حج کرنے کے لئے جائے تو اس کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴، ص ۳۹)

(مسلح افواج کے دستے ہر سال حجاج کی خدمت کے لئے جو جاتے ہیں ان کا فرض حج ادا ہو جائے گا۔)

حج کے لئے چھٹی کا حاصل کرنا؟

سوال: ملازمت کے دوران ہر ملازم کو پہلے حج کے لئے ایک ماہ کی چھٹی مع تنخواہ ملتی ہے۔ میں صاحب حیثیت ہوں اور حج کے لئے جانا چاہتا ہوں کیا میں قانوناً حج کی چھٹیوں میں حج کروں یا اپنی سالانہ چھٹیاں لے کر جاؤں؟ کیا ان دونوں چھٹیوں میں فرق سے ثواب میں فرق پڑے گا؟

جواب: اگر قانون کی رو سے چھٹی مل سکتی ہے اور اس کیلئے کسی غلط بیانی سے کام نہیں لینا پڑتا ہے تو حج کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ (آپ کے مسائل: ج ۴، ص ۴۷)

غربت کے بعد مالداری میں دوسرا حج کرنا؟

سوال: مجھ پر حج فرض نہیں تھا کسی نے اپنے ساتھ مجھ کو حج کرادیا، اور جب میں وطن واپس آیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے مال دیا اور غنی (مالدار) ہو گیا، اب بتائیں کہ دوبارہ حج کے لئے جاؤں گا تو یہ حج میرا فرض ہوگا یا نفل؟

جواب: پہلا حج کرنے سے فرضیت ساقط ہو جائے گی، دوسرا حج غنی ہونے کے بعد جو کرے گا وہ حج فرض نہیں کہلائے گا بلکہ نفل ہی سمجھا جائے گا۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج ۶، ص ۵۳۱ بحوالہ ردالمختار: ج ۲، ص ۳۳۲ و ہکذا فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵، ص ۲۲۴)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص خدمت کے واسطے اپنے ہمراہ ایسے ہی تبرعاً ایسے شخص کو حج کے لئے لے جائے جس پر فی الحال حج فرض نہیں اس کا وہ فرض جو آئندہ (مالدار ہونے کے بعد) ہونے والا ہے ادا ہو جائے گا۔ نیز شخص مذکورہ کو (یہیں) پر اس قدر روپیہ دے کر قبضہ کرا دیا جائے جس سے فرضیت عائد ہو جائے تو بھی فرض ادا ہو جائیگا۔

(امداد الاحکام: ج ۲، ص ۱۵۹)

مسئلہ:۔ ملازمت کی حالت (سعودی عرب) میں حج واجب ہونے سے پہلے جو شخص حج کر چکا پھر استطاعت کے بعد دوبارہ اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ حج فرض ادا ہو چکا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ج ٦، ص ۵۲۵)

غریب کو کسی نے حج کے لئے رقم دی؟

سوال: ایک غریب شخص کو نفل حج کرنے کے لئے کسی نے پیسے دیئے اور اس نے خود اپنی طرف سے نفل حج ادا کیا بعد میں وہ نفل حج کرنے والا مالدار ہو گیا اور وہ حج نہ کرنے جائے تو کیا پہلا نفل حج جو اس نے کیا ہے اس سے حج کی فرضیت ساقط ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: پہلا حج جو اس شخص نے کیا ہے اگر خالص نفل حج کی نیت کی ہے تو وہ نفل ادا ہو گا اور فرض حج ساقط نہ ہو گا اور اگر پھر وہ مالدار ہوا تو حج فرض پھر ادا کرنا ہو گا اور اگر خاص نفل کی نیت نہ کی تھی، مگر فرض کی بھی نیت نہ کی تھی بلکہ مطلق حج کی نیت کر لی تھی تو اس سے فرض ساقط ہو گیا، اب مالدار ہونے سے دوبارہ حج فرض نہ ہو گا۔

(امداد الفتاویٰ: ج ۲/ص ۱۵۷ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۸۱)

مسئلہ:۔ ایک شخص پر حج فرض ہوا اور دوسرا کوئی اس کو اپنے خرچہ سے حج کرا دے تو اگر خرچہ دینے والے نے کسی اور کی طرف سے حج بدل کرایا تو کرنے والے کا فرض ساقط نہیں ہوا اور اگر خود کرنے والے ہی کو اس کے حج کے لئے روپیہ دیا ہے تو فرض ساقط ہو گیا۔ (فتاویٰ رشیدیہ: ج ۱/ص ۴٦۳)

(یعنی جس پر حج فرض تھا اس کو کسی نے اسی کے حج کرنے کے لئے روپیہ دیا ہے دینے والے نے اپنا یا کسی اور کا حج بدل کرانے کے لئے وہ رقم نہ دی ہو اور اس نے اس رقم سے حج کر لیا تو اس کے ذمہ جو حج فرض تھا وہ ادا ہو گیا حج کرنے کے لئے اپنا روپیہ ضروری نہیں۔) (محمد رفعت قاسمی)

نفل حج کی نیت سے حج کرنا

سوال: زید پر حج فرض نہیں تھا اس لئے اس نے نفل حج کی نیت سے حج کیا تو کیا اس کے ذمہ سے حج کا فریضہ ساقط ہو گا یا نہیں؟

جواب: نفل حج کی نیت سے فریضہ حج ادا نہ ہو گا خواہ نیت کرنے والے پر حج کرنے کے وقت حج فرض ہو یا نہ ہو۔

(احسن الفتاوی: ج ۴/ص ۵۱۱ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۱۹۳)

(کوئی شخص سعودیہ گیا ہوا ہے وہ وہاں پر حج کرلے یا کسی غریب کو کوئی اپنے ساتھ اپنے خرچہ سے حج کے لئے لے جائے یا کسی غریب کو چند افراد مل کر رقم دیں تو اگر وہ مطلق حج کی نیت سے حج کرے تو آئندہ مالدار ہونے پر دوسرا حج کرنا ضروری نہیں ہے پہلا حج کیا ہوا کافی ہوگا ایسے موقع پر مطلق حج کی نیت سے ہی حج کرنے میں فائدہ ہے۔) (رفعت قاسمی)

جو شخص زکوۃ نہ نکالے اس کا حج کے لئے جانا؟

سوال: جو صاحب نصاب ہیں مگر زکوۃ ادا نہیں کرتے اور حج کے لئے تیار ہیں ان کا حج کو جانا کیسا ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص ایک فرض ادا نہ کرے اور دوسرا فرض ادا کرے تو ظاہر ہے کہ جو فرض ادا کیا جائے گا وہ ادا ہو جائے گا اور جو فرض ادا نہ ہوگا اس کا گناہ رہے گا بنا علیہ (اسی قاعدہ پر) حج اس کا ادا ہو جائے گا۔ (فتاوی دارالعلوم: ج ۴/ص ۵۲۴)

جس روپیہ سے زکوٰۃ نہیں نکالی ہو، اس سے حج کرنا؟

مسئلہ:- جس روپیہ سے زکوٰۃ نہیں نکالی گئی اس سے اگر حج کیا جائے تو حج جائز ہو جائے گا مگر زکوٰۃ کی تاخیر کا گناہ بھی رہے گا، اس لئے بہتر یہ ہے کہ پہلے زکوٰۃ ادا کی جائے اس کے بعد جو رقم بچے اس سے حج کیا جائے، اگر وہ رقم کافی نہ ہو تو قرض لے کر حج کرنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ قرض ادا کرنے کے واسطے کچھ سرمایہ پیچھے چھوڑ جائے مثلاً جائیداد و مکانات وغیرہ۔ اگر سرمایہ کچھ نہ ہو تو قرض لے کر اولاد کے ذمہ ڈالنا جائز نہیں۔ اور جو لڑکا قرض کے ادا کرنے سے انکار کرتا ہے، اس کا کچھ قصور نہیں، اولاد کے ذمہ ماں باپ کی اطاعت و خدمت لازم ہے، قرض ادا کرنا ان کے ذمہ نہیں۔
(امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۶۲)

حج کے لئے رکھی ہوئی رقم پر زکوٰۃ؟

سوال: ایک شخص نے حج کرنے کے ارادہ سے درخواست دی اور رقم حج کیلئے جمع کرائی لیکن جانے میں نام نہ آسکا اور حکومت سے وہ رقم واپس مل گئی، وہ شخص آئندہ سال حج کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، یہ بتائیں کہ حج کرنے کے لئے جو رقم رکھی گئی اس پر زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: اس رقم پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۳/ص ۳۷۲)

مسئلہ:- مستحق زکوٰۃ (فقیر وغریب) کے پاس زکوٰۃ میں ملا ہوا روپیہ جمع ہو تو اس روپیہ سے حج درست ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۳۰)

حج کی رقم دوسرے مصرف پر لگا دینا؟

سوال: میں نے اپنے والدین کو حج کے لئے رقم دی جو انہوں نے کسی اور مصرف میں لگا دی اور وہاں سے یکمشت رقم کی واپسی ایک دو سال کے لئے ممکن نہیں۔ میں نے جس نیت سے ان کو پیسہ دیا تھا اس کا ثواب مجھ کو مل گیا یا نہیں؟

جواب: آپ کو تو ثواب مل گیا اور آپ کے والدین پر حج فرض ہو گیا اگر وہ حج کئے بغیر مر گئے تو گنہگار ہوں گے اور ان پر لازم ہے کہ وہ وصیت کر کے مریں کہ ان کی طرف سے حج بدل کرا دیا جائے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۹)

فرض حج کے لئے قرض لینا؟

سوال: قرض لیکر زید حج کر سکتا ہے یا نہیں اور قرض دینے والا خوشی سے خود کہتا ہے کہ آپ حج کرنے جائیں میں پیسے دیتا ہوں، بعد میں آ کر واپس کر دینا۔

جواب: اگر حج فرض ہے اور قرض مل سکتا ہے تو ضرور لینا چاہیے۔ اگر فرض نہ بھی ہو تو بھی قرض لیکر حج کرنا جائز ہے۔

مسئلہ:- اگر قرض بہ سہولت ادا ہو جانے کی توقع ہو تو قرض لیکر حج وعمرہ پر جانا صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۰ و ہکذا فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۳۶)

مقروض کا حج کرنا؟

سوال: ایک صاحب مقروض ہیں لیکن پیسہ آتے ہی بجائے قرض واپس کرنے کے حج کرتے ہیں۔ ایسے حج کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: حج تو ہو گیا مگر کسی کا قرض ادا نہ کرنا بڑی بُری بات ہے۔ کبھی گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی مقروض ہو کر دنیا سے واپس جائے اور اتنا مال چھوڑ کر نہ جائے جس سے اس کا قرض ادا ہو سکے۔ میت کا قرض جب تک ادا نہ کیا جائے وہ محبوس رہتا ہے۔ اس لئے ادائے قرض کا اہتمام سب سے اہم ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۵۶)

مسئلہ:- اولاد قرض ادا کرنے کا وعدہ کرے تو مقروض باپ کو حج کرنے کے لئے جانا جائز ہے۔ اور وہ قرض خواہوں کا اطمینان کر کے جائے کہ میری اولاد تمہارے قرض کا انتظام کرے گی۔ (امداد الفتاویٰ: ج ۲/ص ۱۵۶)

قرض دار حج کے لئے چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ:- اگر فی الحال قرض خواہوں کا مطالبہ نہ ہو اور وہ بخوشی حج کے لئے جانے کی اجازت دیں یا قرض دار اپنے قرض کا کسی کو ذمہ دار بنادے اور اس پر قرض خواہوں کو اطمینان ہو جائے اور وہ اجازت دیدیں تو وہ شخص حج کے لئے جا سکتا ہے۔ اس شخص پر جتنا قرض ہو احتیاطاً اس کے متعلق ایک وصیت نامہ بھی لکھ دے اور وارثوں کو تاکید کر دے کہ اگر (میری موت ہو جائے اور) میرے ذمہ قرض باقی رہ جائے تو میرے ترکہ میں سے پہلے میرا قرض ادا کیا جائے، اور اگر ترکہ میں گنجائش نہ ہو تو تم اپنے پاس سے قرض ادا کر دینا یا اس سے معاف کرا دینا، اگر قرض خواہوں کی اجازت کے بغیر جائے گا تو مکروہ ہوگا، گو فریضہ ادا ہو جائے گا۔

اور اگر اس وقت قرض ادا کرنے کی گنجائش ہو تو اسی وقت قرض ادا کر دینا چاہئے۔ یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے اس کی بہت ہی زیادہ اہمیت ہے، انتظام ہوتے ہوئے قرضہ ادا نہ کرنا سنگین گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے ''مالدار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔''

مسئلہ:- جو شخص فرض حج ادا کر چکا ہو اور نفلی حج کرنے جاتا ہو تو نفلی حج سے بہتر یہ ہے کہ قرض ادا کرے۔ اور اس کے بالمقابل ناداری کی حالت میں بالخصوص جبکہ دوسروں کے حقوق اپنے ذمہ ہوں ان کے حقوق کی ادائیگی حج نفل سے کہیں زیادہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۸۲ بحوالہ شامی کتاب الحج: ج ۲/ص ۲۰۵ و درّ مختار: ج ۲/ص ۱۹۱)

مسئلہ:- کسی شخص کا کسی پر حق ہو اور وہ اس کی وجہ سے جیل بھیج دیا گیا، اور اس پر حج فرض ہے اور اس حق کے ادا کرنے پر قدرت بھی ہے تو یہ جیل جانا حج کیلئے عذر نہ ہوگا۔ حج کرنا واجب ہوگا۔ (جیل سے رہائی پر حج کرنا ضروری ہوگا) (معلم الحجاج: ص ۸۳)

مسئلہ:- جس شخص کے ذمہ لوگوں کے قرض ہوں اور قرض سے فاضل مال نہیں ہے تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ ادائے قرض سے پہلے حج کا ارادہ نہ کرے، بلکہ جو

کچھ سرمایہ ہے اس کو قرض سے سبکدوشی میں خرچ کرے لیکن اگر ادائے قرض سے پہلے حج کرلیا تو حج ادا ہو جائے گا۔

تجارتی قرضے جو عادۃً ہمیشہ جاری رہتے ہیں اس میں داخل نہیں ہیں ایسے قرضوں کی وجہ سے حج کو مؤخر نہیں کیا جائے گا۔ (احکام الحج: ص ۲۴-حضرت مفتی شفیعؒ)

پیدل حج کرنا؟

مسئلہ:- حج کی فرضیت کے لئے یہ شرط ہے کہ مکہ معظمہ تک سواری پر پہنچنے کے لئے روپیہ ہو اور سفر کے ضروری مصارف اور واپسی تک اہل وعیال کے خرچہ کی رقم بھی رکھتا ہو۔ جس کے پاس اتنی رقم نہ ہو کہ وہ سواری پر جاسکے اس پر پیدل جاکر حج کرنا فرض نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص پیدل حج کرے تو ناجائز بھی نہیں ہے، مگر اس کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ پیدل چلنے کی طاقت بھی رکھتا ہو، تاکہ راستہ کی تکلیف سے دل کو تنگی ودشواری پیش نہ آئے۔ اور یہ پیدل جانا محض ثواب اور رضائے الٰہی کے لئے ہو، شہرت اور ناموری مقصود نہ ہو۔ اپنے اس فعل کو اخبارات اور اشتہارات کے ذریعہ شہرت دینا ناجائز ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پیدل حج کیا اور نہ ترغیب دی۔ بلکہ ایک عورت نے منت مانی تھی کہ میں پیدل حج کروں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا کہ "اس سے کہو سواری پر جائے"۔ نیز پیدل چلنے والے کا چند قدم پر نفلی نماز پڑھنا تو یہ بھی اگرچہ فی نفسہ جائز ہے مگر اس میں بھی نفس کو ریاء وعجب سے محفوظ رکھنا سخت دشوار ہے، اس لئے اس کا ترک کرنا ہی اسلم واحوط (زیادہ بہتر) ہے۔ اور راستہ میں مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھنا مکروہ بھی ہے۔ (کفایت المفتی: ج ۴/ص ۳۲۹)

مسئلہ:- مکہ مکرمہ والے یا جو لوگ مکہ مکرمہ کے قریب رہتے ہیں اور پیدل سفر کرسکتے ہیں ان کیلئے سواری شرط نہیں۔ ہاں اگر چل نہیں سکتے تو ان کیلئے بھی مثل باہر کے رہنے والوں کے سواری شرط ہے اور ضروری سفر خرچ مکہ والوں کیلئے بھی شرط ہے۔

مسئلہ:- اگر باہر کا رہنے والا غریب شخص میقات تک پہنچ گیا اور چلنے پر قادر ہے (اور قانونی رکاوٹ بھی نہ ہو) تو اس کے لئے بھی مکہ والوں کی طرح سواری شرط نہیں زادراہ شرط ہے۔ (علم الحجاج: ص ۷۸)

مسئلہ:- زادراہ میں سرکاری محصول، معلمین کی فیس اور دیگر اخراجات ضروریہ جو حاجی کو ادا کرنے پڑتے ہیں اس میں سب داخل ہیں۔

(معلم الحجاج ص ۸۰ بحوالہ کتاب الفقہ)

(جو مقامی لوگ حج کے لئے خلاف قانون جاتے ہیں ان کی وجہ سے حجاج کرام کو بھی پریشانی ہوتی ہے اگرچہ حج ہو جاتا ہے۔۔ محمد رفعت قاسمی)

توکل پر حج کرنا؟

مسئلہ:- جو حضرات حج وعمرہ کے لئے بے سروسامان کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کرتے ہیں پھر راستہ میں بھیک مانگنا پڑتی ہے وہ خود بھی تکلیف اٹھاتے ہیں دوسروں کو بھی پریشان کرتے ہیں ان کی ہدایت کے لئے حکم نازل ہوا ہے کہ سفر حج کیلئے ضروریات سفر ساتھ لینا چاہئے۔ یہ توکل کے منافی نہیں ہے بلکہ توکل کی حقیقت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اسباب اور وسائل کو اپنی قدرت کے مطابق حاصل اور جمع کرے اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے۔ بالکل ترکِ اسباب (یعنی اسباب کو چھوڑ دینے کا نام) توکل نہیں ہے۔

(معارف القرآن: ج ۱/ص ۴۹۰)

بیوی کا مہر دینا مقدم ہے یا حج؟

مسئلہ:- حج کو جانے کے لئے عورت کو راضی کرنا یا اس کا راضی ہونا شرط نہیں ہے اگر حج فرض ہو۔ اور نہ مہر ادا کر کے جانا ضروری ہے جب کہ نکاح باقی ہو اور مہر مؤجل ہو (فوری ادائیگی والا مہر نہ ہو) بلکہ عورت کو واپسی تک نان ونفقہ (ضروری

خرچہ) دیگر جانا واجب ہے۔ہاں اگر نکاح ٹوٹ چکا ہو اور عورت مہر کا مطالبہ کرے تو حج دین یعنی مہر کا قرض ادا کرنا مقدم ہے۔اور یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ دین مہر کو دوسرے قرضوں کے برابر نہ سمجھا جائے بلکہ اس کی طرف سے بے التفاتی ہو جیسا کہ عام اہل ہند کی یہی حالت ہے تو ایسا دین مہر، وجوب زکوۃ و حج کے منافی نہیں۔مگر طلاق کے وقت عورت کے طلب کرنے کے وقت۔اور جو شخص دین مہر کو بھی لوگوں کے قرض کی طرح سمجھتا ہو اور اس کی ادا کی فکر میں ہو اور حسب ہمت کم یا زیادہ ادا کرتا ہو اس پر حج اس وقت تک فرض نہ ہوگا جب تک کہ دین مہر ادا نہ ہو جائے یا اتنی رقم اس کے پاس جمع ہو جائے جو مہر کے قرض ادا کرنے کے بعد مصارف حج وخرچہ اہل وعیال کو تا واپسی کافی ہو۔

(امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۵۶ و ہکذا فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۳۹ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۱۹۱ و ہکذا آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۲)

نابینا کے لئے حج کا حکم؟

سوال: ایک شخص نابینا (اندھا) ہے، اس پر حج فرض ہے اور اتنی استطاعت ہے کہ اپنے ساتھ کسی کو اپنی خدمت کیلئے لے جائے، ایسی حالت میں وہ خود حج کرے یا حج بدل کرائے؟

جواب: اس صورت میں وہ اپنی طرف سے حج بدل کرا سکتا ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج ۴/ص ۵۵۹ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۳۲۷)

مسئلہ:- نابینا، اور مفلوج وغیرہ سب معذورین کا وہی حکم ہے کہ حج بدل کرانا فرض ہے اگر زندگی میں عذر ختم ہو جائے تو دوبارہ حج خود کرے۔(ورنہ پہلے کا حج بدل معتبر ہوگا) (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۱۹ و ہکذا کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۳۵)

مسئلہ:- جو شخص تندرست نہ ہو، مریض ہو یا لنگڑا ہو، خود سفر نہ کر سکتا ہو اور سارے شرائط حج کے موجود ہوں تو ان پر حج فرض ہو جاتا ہے ان کو حج بدل کرانا اور وصیت کرنی واجب ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۸۳)

حج کے دنوں میں غیر قانونی طور پر گاڑی کرایہ پر چلانا؟

سوال: یہاں غیر سعودی کو کرایہ پر گاڑی چلانے کی اجازت نہیں۔ اور اکثر راستوں کی چوکیوں پر معلوم کیا جاتا ہے تو حالت احرام میں برملا کہتے ہیں کہ ہم دوست ہیں، کرایہ پر نہ لے جا رہے ہیں اور مسافر بھی کہتے ہیں نہ کرایہ پر جا رہے ہیں جب کہ لے جانے والا اور جانے والے جھوٹ بولتے ہیں کیا حکم ہے؟

جواب: حج کے لئے گاڑی لینے اور اس کو کرایہ پر چلانے میں تو کوئی حج نہیں مگر چونکہ قانوناً منع ہے اور اس کی خاطر جھوٹ بولنا پڑتا ہے، اسلئے حج گناہ سے پاک نہ ہوا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۶۰)

(حج تو ہو جائے گا مگر جھوٹ کا گناہ ہوگا۔) (محمد رفعت قاسمی)

کمپنی کی گاڑی حج کیلئے استعمال کرنا

سوال: ملازمین، عمرہ و حج کے لئے کمپنی کی گاڑیاں جو ان کے شہر میں استعمال کے لئے ہوتی ہے ان کو لے کر خاموشی سے سفر پر چلے جاتے ہیں، یا جن کے تعلقات افسروں سے اچھے ہوتے ہیں ان سے اجازت لے کر اس مقدس فریضے کے سفر پر جاتے ہیں جب کہ عام ملازم ایسی مراعات حاصل نہیں کر پاتا اور ان کو کمپنی اجازت نہیں دیتی۔ کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کمپنی کی اجازت نہیں تو کمپنی کی گاڑیاں اور دوسرے سامان کا استعمال جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۶۰)

حج اکبری کیا ہے؟

مسئلہ:- جمعہ کے دن کے حج کو ''حج اکبر'' کہنا تو عوام کی اصطلاح ہے۔ قرآن مجید میں ''حج اکبر'' کا لفظ عمرہ کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے۔ باقی رہا یہ کہ جمعہ کے دن جو حج ہو اس کی فضیلت ستر گنا ہے۔ اس مضمون کی حدیث بعض کتابوں میں

طبرانی کی روایت سے نقل کی ہے۔ مجھ کو اس کی سند کی تحقیق نہیں ہے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۵۶)

مسئلہ:- صاحب درمختار نے اسی کو اختیار فرمایا ہے کہ جمعہ کے روز وقوف عرفہ ہو تو وہ حج ستر حج سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے جو کہ غیر جمعہ ہو۔ اور یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر بھی عمل ہو سکتا ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۴۳ بحوالہ ردالمختار: ج ۱/ص ۱۱۹)

مسئلہ:- جمعہ کو جو حج ہوتا ہے اس کو اکبری کہتے ہیں اس کی اصل اس قدر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخیر حج کیا تھا وہ جمعہ کے دن ہوا تھا اور اس کے بارے میں آیت نازل ہوئی تھی "یوم الحج الاکبر"۔
باقی ویسے حج اکبر بمقابلہ حج اصغر کے ہے کہ عمرہ حج اصغر ہے اور ہر ایک حج حجِ اکبر ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۸۱)

مسجد حرام میں نمازی کے آگے سے گزرنا؟

اس موضوع پر سعودیہ سکالر ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالعزیز نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اہل علم کی آراں اور اس موضوع سے متعلق دلائل ذکر کیے ہیں ذیل میں ان کی تحقیق کے نتائج کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

(۱) نمازی کے سترہ کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔ (سترہ سے مراد وہ رکاوٹ ہے جو اس کی سجدہ گاہ کے آگے ہو۔)

(۲) جماعت ہو رہی ہو تو مقتدیوں کے سامنے سے گزرنا جائز ہے۔

(۳) مطاف یعنی طواف کرنے کی جگہ میں نمازیوں کے آگے سے طواف کرتے ہوئے گزرنا جائز ہے۔

(۴) نمازی کی سجدہ گاہ یعنی تقریباً سوا میٹر جگہ چھوڑ کر گزرنا درست ہے۔

(۵) ایسی صورت میں بھی نمازی کے آگے سے گزرنے کی گنجائش ہے جب وہ مسجد کے راستوں اور گزرگاہوں میں نماز پڑھ رہا ہو، اور لوگ مسجد میں داخل ہورہے ہوں یا نکل رہے ہوں۔

(۶) امام اور منفرد کی سجدہ گاہ کے اندر سے گزرنا جائز نہیں، سوائے کسی شدید ترین مجبوری کے، جسے شریعت کی اصطلاح میں اضطراری کیفیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چونکہ جس حدیث شریف میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت آئی ہے اس میں مسجد نبوی یا مسجد حرام کو مستثنیٰ (الگ) نہیں کیا گیا، بلکہ اس میں بالعموم نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید ہے، ارشاد نبوی ہے "اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کے گزرنے کا کیا وبال ہے تو اس کے لئے چالیس تک کھڑا رہنا گزرنے کی نسبت آسان ہو۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ حدیث:۵۰۱)

یہ تفصیل اس لئے بیان کردی گئی ہے کہ عام لوگ مسجد نبوی اور مسجد حرام میں بے دھڑک نمازیوں کے آگے سے گزرتے رہتے ہیں اور اس کو شدید طور پر جائز سمجھتے ہیں، جب کہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (تاریخ مکہ: ص۱۰۲)

(شارحین نے چالیس سے مراد چالیس مہینے مراد لئے اور چالیس سال بھی۔)

حرم اور حرم سے باہر صفوں کا شرعی حکم؟

سوال: حرم شریف اور حرم کے باہر نماز کی صفوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حرم میں بھی صفوں کے درمیان خاصہ فاصلہ رہتا ہے اور حرم میں جگہ ہونے کے باوجود حرم کے باہر بھی نماز ہوتی ہے۔ حرم کے باہر تین چار سو گز بلکہ زیادہ فاصلہ تک کوئی صف نہیں ہوتی، سر تک منسلکہ میں صفیں قائم کرلی جاتی ہے۔ کیا ان صفوں میں شامل ہونے سے نماز ہو جاتی ہے؟۔

جواب: حرم شریف میں تو اگر صفوں کے درمیان فاصلہ ہو تو تب بھی نماز

ہو جائیگی اور حرم شریف سے باہر اگر صفیں متصل ہوں درمیان میں فاصلہ نہ ہو تو نماز صحیح ہے اور اگر درمیان میں سڑک ہو یا زیادہ فاصلہ ہو تو نماز صحیح نہیں ہے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۸)

امام حرم کے پیچھے نماز نہ پڑھنا؟

مسئلہ:۔ حرمین شریفین پہنچ کر وہاں نماز باجماعت سے محروم رہنا بڑی محرومی ہے۔ حرمین شریفین کے ائمہ امام حنبلؒ کے مقلد ہیں، اہل سنت ہیں، اب اگرچہ ہمارا ان کیساتھ بعض مسائل میں اختلاف ہے، لیکن یہ نہیں کہ ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۵۷)

(نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئے ان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے۔)

حرم شریف میں جوتوں کے تبدیل ہونے کا حکم

سوال: حرم شریف میں جوتوں کے بارے میں کیا حکم ہے جو عام طور پر تبدیل ہو جاتے ہیں کیا ایک بار اپنی ذاتی چپل پہن کر جاتا اور تبدیلی ہونے پر ہر بار ایک نئی چپل پہن کر آنا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

جواب: جن چپلوں کے بارے میں خیال ہو کہ مالک ان کو تلاش کرے گا ان کا پہننا صحیح نہیں اور جن چپلوں کو اس خیال سے چھوڑ دیا گیا ہو کوئی پہن لے ان کا پہننا صحیح ہے۔ یوں بھی ان کو اٹھا کر ضائع کر دیا جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۵۹)

حدودِ حرم میں جانور ذبح کرنا؟

سوال: جیسا کہ حکم ہے حدودِ حرم میں ماسوائے اِن کیڑے مکوڑوں کے جو کہ انسانی جان کے دشمن ہے، کسی جاندار چیز حتیٰ کہ درخت کی ٹہنی توڑنا بھی گناہ ہے۔ لیکن یہ جو کہ روزانہ سیکڑوں کے حساب سے مرغیاں اور دوسرے جانور حدودِ حرم میں ذبح ہوتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: حدودِ حرم میں شکار جائز نہیں، پالتو جانوروں کو ذبح کرنا جائز ہے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۵۸)

مسئلہ:- احرام کی حالت میں بکری، گائے، اونٹ، بھینس، مرغی، گھریلو جانوروں کا ذبح کرنا، اور کھانا جائز ہے۔ البتہ کبوتر کا ذبح کرنا ہر حال میں ممنوع ہے خواہ پالتو کبوتر ہو، کیونکہ حرم شریف میں رہنے والے بہت سے لوگ پالتو کبوتر کا ذبح کرنا حلال سمجھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔ (احکام حج: ص ۹۹)

مسئلہ:- حرم شریف میں شکار کرنا محرم اور غیر محرم دونوں کیلئے حرام ہے اور حرم شریف کی گھاس اور درخت کاٹنا بھی ممنوع ہے نیز احرام میں ٹڈی مارنا بھی منع ہے۔

مسئلہ:- منیٰ، مزدلفہ، حدودِ حرم میں داخل ہیں یہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے پرہیز لازم ہے، لیکن عرفات کا میدان حدودِ حرم سے باہر ہے اس کی گھاس کاٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (احکام حج: ص ۱۰۰۔ حضرت مفتی شفیعؒ)

مسئلہ:- خشکی کے اس شکار کا گوشت کھانا جس کو حلال شخص نے حل (حرم شریف سے باہر میقات کے اندر) میں شکار کیا ہو اور اسی نے ذبح کیا ہو۔ محرم نے کسی قسم کی شرکت نہ کی ہو تو جائز ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۵)

حج میں دعاء قبول ہونے کے مقامات

مسئلہ:- حج میں خاص مقامات ہیں جہاں پر دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

بیت اللہ پر پہلی نظر پڑتے وقت، ملتزم کے پاس یعنی حجر اسود اور خانہ کعبہ کی چوکھٹ کے درمیان۔ میزابِ رحمت کے نیچے۔ بیت اللہ کے اندر۔ زمزم پیتے وقت۔ مقام ابراہیم کے پیچھے۔ صفا و مروہ پر۔ سعی میں۔ عرفات کے میدان میں۔ منیٰ و مزدلفہ میں۔ رمی کے وقت۔ جمرات کے پاس۔

(فتاوی محمودیہ: ج ۳/ص ۱۸۲ و ہکذا معلم الحجاج ص ۳۰۵)

حجر اسود والے کونے اور خانہ کعبہ کے دروازہ کی درمیانی جگہ کو "ملتزم" کہتے ہیں یہ حصہ تقریباً دو میٹر ہے۔ (التاریخ القویم: ج ۳: ص ۴۳۲)

یہ قبولیت دعاء کی جگہ ہے اس مقام پر سنت یہ ہے کہ بیت اللہ کی دیوار سے اس طرح چمٹ کر دعائیں کی جائیں کہ رخسار، سینہ اور ہاتھ چمٹے ہوئے ہوں، چنانچہ حضرت عمر کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے طواف کیا، نماز پڑھی پھر حجر اسود کا بوسہ لینے کے بعد حجر اسود اور دروازہ کے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے کہ اپنے سینے، ہاتھ اور رخسار بیت اللہ کی دیوار سے چمٹایا اور فرمایا "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حجر اسود اور دروازہ کے درمیان جو بھی دعاء کرتا ہے اس کی قبولیت کے آثار دیکھتا ہے۔ یعنی دعاء قبول ہو جاتی ہے۔

حطیم اور رکن یمانی کی درمیانی جگہ بھی ان مقامات میں سے ہے جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "رکن یمانی پر ہاتھ رکھ کر دعاء کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ: ص ۵۴)

تمام مقاماتِ متبرکہ میں مقبولیتِ دعاء کی زیادہ اُمید ہے، اور حضرت حسن بصریؒ نے اہل مکہ کی طرف ایک خط میں تحریر فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ جگہ دعاء کی مقبولیت مجرب ہے طوافؔ میں اور ملتزمؔ کے پاس (یعنی دروازہ بیت اللہ اور حجر اسود کے درمیان جو جگہ ہے اس میں) اور میزابؔ رحمت یعنی بیت اللہ شریف کے پرنالہ کے نیچے، اور بیتؔ اللہ کے اندر اور چاہِؔ زمزم کے پاس اور صفاؔ و مروہؔ پہاڑوں کے اوپر اور سعیؔ کرنے کے میدان میں (جو صفا و مروہ کے درمیان ہے) اور مقامؔ ابراہیم کے پیچھے اور عرفاتؔ میں اور مزدلفہؔ میں اور منیٰؔ میں اور تینوں جمرات کے پاس (جمرات وہ تین پتھر ہیں جو منیٰ میں نصب کیے ہوئے ہیں جن پر حجاج کنکریاں مارتے ہیں) امام جزریؒ فرماتے ہیں کہ اگر سرور عالم ﷺ کے حضور میں (یعنی روضۂ اقدس کے پاس دعا قبول نہ ہو گی تو کہاں ہو گی) (مسائل نماز: ص ۳۳۹)

بچوں کا حج

حج بالغ ہونے کے بعد ہی فرض ہوتا ہے، لیکن جس طرح بچے کا روزہ ونماز صحیح ہے، اسی طرح بچے کا حج بھی صحیح ہے چاہے وہ بچہ بالکل چھوٹا ہو اور عقل وتمیز رکھتا ہو یا اتنا بڑا ہو کہ عقل وتمیز والا ہو۔ مسلم شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک خاتون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بچوں کو لے کر آئی اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کا بھی حج ہے؟ ارشاد فرمایا جی ہاں، اور تمہیں اجر ملے گا۔ اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ بچے کا حج صحیح ہے اور بچے کے حج کا اجر وثواب ماں باپ اور ولی کو بھی ملتا ہے۔

حضرت سائب ابن یزیدؓ کا بیان ہے، کہ میری عمر سات سال کی تھی، جب میرے باپ نے مجھے ساتھ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حج ادا کیا۔

بچے پر چونکہ حج فرض نہیں ہے، اس لئے اس کا حج نفلی حج ہوگا اور بالغ ہونے کے بعد اگر اس پر حج فرض ہو جائے تو اسے فرض حج کی نیت سے دوبارہ حج ادا کرنا ہوگا۔

حج کرنے والا بچہ یا بچی اگر بہت ہی چھوٹی عمر کے ہیں اور عقل وتمیز نہیں رکھتے تو ان کے ماں باپ یا ولی ان کی طرف سے احرام کی نیت کریں مگر یہ احرام واجب نہیں ہے، اگر احرام کی نیت نہ کریں جب بھی کوئی حرج نہیں ہے، پھر ان کی طرف سے ولی ہی حج کے سارے افعال ادا کریں اور اس بچے یا بچی کو ان تمام باتوں سے بچائیں جن سے ایک احرام والا مرد وعورت بچے رہتے ہیں۔ اور طواف میں ان کا جسم اور کپڑے پاک رکھنے کا اہتمام کریں۔ اگر کوئی خلاف احرام بات پیش آجائے تو بچے پر یا اس کی طرف سے ولی پر کوئی دم نہیں ہوگا۔ اور اگر بچہ یا بچی ہوشیار ہو، عقل وتمیز رکھتا ہو، تو پھر ماں باپ یا ولی کی اجازت سے احرام باندھے وضوء اور پاکی وناپاکی کا خیال رکھے اور ان تمام باتوں کا اہتمام کرے۔ جس کا اہتمام ایک احرام والا مرد اور عورت کرتے ہیں۔

اور جو افعال بچہ بطور خود ادا نہ کرسکتا ہو جیسے رمی وغیرہ تو وہ ولی اس کی طرف سے ادا کردے البتہ وقوف عرفہ، منیٰ اور مزدلفہ میں رات گزارنا، طواف اور سعی وغیرہ وہ کرے اور اگر نہ کرسکتا ہو تو پھر ماں باپ یا ولی گود میں یا کندھے پر بیٹھا کر طواف اور سعی کرائیں طواف اور سعی کراتے وقت اپنی اور بچے کی بھی نیت کرلیں تو دونوں کی طرف سے ادا ہو جائے گا۔ نیز اگر بچے سے کوئی خلاف احرام بات سرزد ہوجائے تو کوئی دم بچے پر یا بچہ کی طرف سے ولی پر نہیں ہوگا بچہ جو جو افعال کریگا اس کا ثواب ملے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(محمد رفعت قاسمی)

بچے کے ساتھ لے جانے سے کیا بالغ ہونے پر حج فرض ہوجائے گا؟

سوال: بچہ کو حج کیلئے ساتھ لے جانا کیا مناسب نہیں ہے، کیونکہ بیت اللہ کو دیکھنے سے حج فرض ہوجائے گا؟ اور بالغ ہونے پر مالدار نہ ہو اور مر گیا تو کیا گنہگار ہوگا؟

جواب: بچہ اگر حج کرکے چلا آئے تو بالغ ہونے کے بعد اس پر حج فرض نہیں ہوگا ہاں اگر بلوغ کے بعد مالدار بھی ہوجائے تو حج فرض ہوجائے گا، مالداری کی وجہ سے ہوگا زیارتِ (دیکھنے) سابقہ کی وجہ سے نہ ہوگا۔ (امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۶۳)

مسئلہ:- بچوں کو ساتھ لے جانے سے بچوں کا بھی حج ادا ہوجاتا ہے اور ماں کو بھی اجر و ثواب ملتا ہے، اور جو افعال وہ خود نہ کرسکے ان کے ماں باپ (یا جس کے ساتھ بچہ ہو وہ) کردیں مثلاً "لبیک" ان کی طرف سے پکار دیں جس جگہ "رمی" کی جاتی ہے وہاں ان کی طرف سے رمی کردیں، ان کو گود میں لے کر طواف وغیرہ کرادیں، احرام باندھیں، اگر بچہ بہت چھوٹا ہو تو اس کو بالکل برہنہ کردینا (کپڑے اتار دینا) بھی کافی ہے۔ (الجواب المتین ص ۲۰: میاں اصغر حسین صاحب)

(اگر بچہ کے کپڑے نہ بھی اتریں جب بھی کوئی دم وغیرہ نہیں ہے، بچہ جتنے افعال کرے گا اتنے کا ہی ثواب ملے گا۔) (محمد رفعت قاسمی)

بالغ اولاد کا حج؟

سوال: کوئی شخص اپنی بالغ لڑکی یا لڑکے کو حج کرائے تو کیا وہ حج نفل ہوگا؟

جواب: اگر رقم لڑکی یا لڑکے کی ملکیت کر دی گئی تھی تو ان پر حج فرض بھی ہوگیا اور ان کا حج فرض بھی ادا ہوگیا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۷)

مسئلہ:- جس لڑکے نے باپ کی موجودگی میں باپ کے مال سے حج کیا، باپ کے انتقال کے بعد جب یہ لڑکا باپ کے مال کا وارث ہوا تو اگر پہلا حج بلوغ کے بعد ہوا تو حج فرض ادا ہوگیا دوبارہ حج فرض نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۳۰ بحوالہ ردالمختار کتاب الحج: ج ۲/ص ۲۰۱)

نابالغ کا حج؟

سوال: میں حج کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں میرے ساتھ دو بچے گیارہ سال اور تیرہ سال کے ہیں، تو میرے نابالغ بچے ہیں ان کا فرض حج ہوگا یا نفل؟

جواب: نابالغ کا حج نفلی ہوتا ہے۔ بالغ ہونے کے بعد اگر ان کی استطاعت ہو تو ان پر حج فرض ہوگا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۷)

مسئلہ:- اگر لڑکے نے حج کیا اور وہ صاحب شعور ہے کہ اعمال حج کا مقصد جانتا ہو، تو اس کا حج ہوجائے گا، تاہم فریضۂ حج اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔ (کیوں کہ وہ بالغ نہیں ہے)۔

مسئلہ:- اگر کوئی لڑکا ذی شعور نہیں ہے اور ایام حج آگئے تو اس کا ولی اس کی جانب سے اعمال حج ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بچے نے دس حج بھی کیے، پھر بالغ ہوا تو اس پر لازم ہے کہ اسلامی حج ادا کرے۔'' (جب کہ استطاعت ہو)

مسئلہ:- منجملہ شرائط وجوب حج کے عاقل ہونا ہے، لہٰذا مجنون (پاگل

اگر چہ بالغ ہو) اس پر حج واجب نہیں ہے اور نہ اس کا حج کرنا صحیح ہوگا، لہٰذا وہ اس بارے میں بے شعور بچہ کے مانند ہے۔

مسئلہ:- حج واجب ہونے کی ایک شرط ''آزاد'' ہونا ہے، چنانچہ غلام پر حج واجب نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۳۴ و ہکذا فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۱۸۹)

مسئلہ:- باپ چھوٹے بے ماں کے بچے کو چھوڑ کر فریضۂ حج کو جا سکتا ہے۔ باپ کے جانے کے بعد بچے کے ولی تایا و چچا (ہیں وہ) پرورش کریں گے البتہ بچے کا خرچ باپ دے کر جائے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۳۳)

مسئلہ:- کسی مجنون نے حج کا احرام باندھا اور وقوف عرفہ سے پہلے ہوش آ گیا اور جنون جاتا رہا تو اگر اس کے بعد دوبارہ احرام باندھ لیا تو حج فرض ادا ہو جائے گا اور اگر دوبارہ احرام نہیں باندھا تو حج فرض ادا نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۷۷)

مسئلہ:- نابالغ کو بالغ ہونے اور مجنون کو اچھا ہونے کے بعد پھر حج کرنا ہوگا بشرطیکہ قدرت اور شرائط موجود ہوں۔

مسئلہ:- اگر احرام باندھنے کے بعد کوئی شخص مجنون ہو گیا یا احرام سے پہلے مجنون تھا مگر احرام کے وقت افاقہ ہو گیا اور احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا اس کے بعد مجنون ہو گیا اور تمام افعال حج اس کو ساتھ لے کر اس کے ولی نے کرا دیئے تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا البتہ طوافِ زیارت افاقہ ہونے کے بعد خود ادا کرنا ضروری ہے۔
(معلم الحجاج: ص ۸۸)

نابالغ بچوں کا احرام؟

مسئلہ:- نابالغ بچہ ہوشیار اور سمجھ دار ہے تو خود وہ احرام باندھے اور افعال حج ادا کرے۔ اور بالغ کی طرح سب افعال کرے، اگر نا سمجھ اور چھوٹا بچہ ہے تو اس کا ولی اس کی طرف سے اس کے احرام باندھے۔

مسئلہ:- چھوٹا بچہ نا سمجھ اگر خود افعال ادا کرے یا خود احرام باندھے تو یہ

افعال اور احرام صحیح نہیں ہوں گے۔ البتہ سمجھدار بچہ اگر خود احرام باندھے اور افعال خود ادا کرے تو صحیح ہو جائیں گے۔

مسئلہ:- سمجھدار بچہ کی طرف سے ولی احرام نہیں باندھ سکتا۔

مسئلہ:- سمجھدار بچہ جو افعال خود کر سکتا ہو خود کرے اور اگر خود نہ کر سکے تو اس کا ولی کر دے البتہ نمازِ طواف بچہ خود پڑھے ولی نہ پڑھے۔

مسئلہ:- سمجھدار بچہ خود طواف کرے اور ناسمجھ کو گود میں لے کر طواف کرائے اور یہی حکم وقوف عرفات اور سعی و رمی وغیرہ کا ہے۔

مسئلہ:- ولی کو چاہئے کہ بچہ کو ممنوعات احرام سے بچائے اگر کوئی فعل ممنوع بچہ کر لے گا تو اس کی جزاء واجب نہ ہوگی نہ بچہ پر نہ ولی پر۔

مسئلہ:- بچہ کا احرام لازم نہیں ہوتا، بچہ اگر تمام افعال چھوڑ دے یا بعض چھوڑ دے تو اس پر کوئی جزاء و قضا واجب نہیں ہوگی۔

مسئلہ:- ولی سب سے قریب جو ساتھ ہو وہ بچہ کے احرام باندھے مثلاً باپ بھائی اگر دونوں ساتھ ہو تو باپ کو احرام باندھنا بہتر ہے۔ اگر بھائی وغیرہ باندھے گا تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ:- مجنون کا حکم تمام احکام میں مثل ناسمجھ بچے کے ہے، لیکن اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے بعد مجنون ہوا ہے تو ممنوعات احرام کے ارتکاب سے اس پر جزاء لازم ہونے میں اختلاف ہے احتیاطاً جزاء دیدے تو اچھا ہے حج اس کا بلا اختلاف صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ:- اور اگر احرام سے پہلے سے مجنون تھا اور اس کے ولی نے اس کی طرف سے اس کے احرام باندھا اور پھر وہ ہوش میں آ گیا تو اگر اس نے ہوش میں آنے کے بعد خود دوبارہ احرام باندھ کر افعال حج ادا کر لئے تو حج فرض ادا ہو جائے گا۔

(معلم الحجاج: ص ۱۹۰)

مسئلہ:- کم عقل مجنون، بچہ اور بے ہوش اگر بالکل رمی نہ کریں تو ان پر فدیہ واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۸۷)

حج میں تجارت کرنا؟

مسئلہ:- جس سامان کے یہاں سے لے جانے اور وہاں سے لانے پر کوئی قانونی پابندی نہیں، اس کا یہاں سے لے جانا اور وہاں سے لانا حاجی وغیرہ سب کے لئے جائز ہے۔ ایسا کرنے سے حج کے ثواب میں کمی نہیں آتی، لیکن اتنا ضرور ہے کہ حاجی کا دھیان پھر تجارت میں اٹکا رہتا ہے، اس لئے افضل یہ ہے کہ تجارت کی نیت نہ ہو بلکہ روپیہ کی کمی کو دور کر کے فرائض کو سہولت سے ادا کرنا اور خیرات کرنا مقصود ہو تو اس نیت میں اجر ثواب بھی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۳: ص ۳۶۳ وہکذا فتاویٰ محمودیہ: ج ۳/ص ۱۸۰)

مسئلہ:- اگر کسی شخص کی نیت اصل میں دنیاوی نفعِ تجارت یا مزدوری ہے اور ضمنی طور پر حج کا بھی قصد کرلیا، یا نفعِ تجارت اور قصد حج دونوں مساوی صورت میں ہے تب بھی اخلاص کے خلاف ہے۔ حج کا ثواب اس سے کم ہو جائے گا اور برکات حج جیسی حاصل ہونی چاہئے وہ حاصل نہ ہوں گی، اور اصل نیت حج کی ہے اس کے شوق میں نکلا ہے، لیکن مصارفِ حج میں یا گھر کی ضروریات میں تنگی ہے، اس کو پورا کرنے کے لئے کوئی معمولی تجارت یا مزدوری کرلی، یہ اخلاص کے بالکل منافی نہیں ہے، ہاں اس میں بھی بہتر یہ ہے کہ خاص ان پانچ ایام جن میں حج کے افعال ادا ہوتے ہیں، ان میں کوئی مشغلۂ تجارت ومزدوری کا نہ رکھے، بلکہ ان ایام کو خالص عبادت وذکر میں گزارے، اسی وجہ سے بعض علماء نے خاص ان ایام میں تجارت ومزدوری کو ممنوع بھی فرمادیا گیا ہے۔ (معارف القرآن: ج ۱/ص ۴۳۱)

کاروباری حج؟

سوال: موجودہ دور میں کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو تقریباً ہر سال حج پر جاتے

ہیں ان کا حج ایک قسم کا ''کاروباری حج'' ہوتا ہے، یہ لوگ یہاں سے مختلف دوائیں اور دیگر سامان لے جاتے ہیں اور وہاں پر منافع کے ساتھ فروخت کر دیتے ہیں اور حج سے واپسی پر وہاں سے سامان لاکر یہاں پر فروخت کر دیتے ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ اس کاروباری حج کی دینی حیثیت کیا ہے؟ کیا ہر سال خود جانے کے بجائے کسی غریب کو حج پر بھیج دے؟

جواب: حج کے دوران کاروبار کی تو قرآن کریم نے اجازت دی ہے، لیکن سفر حج سے مقصود ہی کاروبار ہو تو ظاہر ہے کہ اس کو اپنی نیت کے مطابق بدلہ ملے گا۔ ہاں یہ ہے کہ اپنی جگہ دوسروں کو حج کرا دیں اپنے حوصلہ اور ذوق کی بات ہے، اس کی فضیلت میں تو کوئی شبہ نہیں، مگر ہم کسی کو اس کا حکم نہیں دے سکتے۔　(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۲)

حج یا عمرہ کی نذر کرنا؟

مسئلہ:- حج یا عمرہ کی نذر کرنے سے بھی حج یا عمرہ واجب ہو جاتا ہے، مثلاً کسی نے کہا اللہ تعالیٰ کے واسطے مجھ پر حج ہے یا صرف یہ کہا مجھ پر حج ہے تو ان الفاظ سے نذر ہو جائے گی پورا کرنا واجب ہوگا۔

مسئلہ:- اگر کسی نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس مرض سے شفاء دی یا میرے مریض کو شفاء دی تو مجھ پر حج یا عمرہ ہے تو شفاء ہونے پر حج یا عمرہ جس کی نذر مانی ہو کرنا واجب ہوگا۔　(معلم الحجاج: ص ۲۹۱)

مسئلہ:- حج جس طرح خدا کی طرف سے جب اس کے شرائط پائے جائیں فرض ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص حج کی نذر مانے تو وہ بھی واجب ہو جاتا ہے اور اس شخص پر حج کرنا ضروری ہو جاتا ہے، یہی حال تمام عبادات کا ہے اگر چہ وہ فی نفسہ واجب نہ ہوں مگر نذر کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔　(علم الفقہ: ج ۵/ص ۷۵)

مسئلہ:- کبھی حج بلا نذر کے بھی واجب ہو جاتا ہے، مثلاً اگر کوئی شخص میقات سے بلا احرام کے گزر جائے تو اس پر حج یا عمرہ واجب ہو جاتا ہے، تو اگر ایسا شخص

حج کرے گا تو یہ حج واجب ہوگا نیز حج فرض اور حج نذر دونوں ایک ہی طرح ادا کئے جاتے ہیں۔ (معلم الحجاج: ص ۴۷)

حج مقبول کی پہچان

مسئلہ:- حج بہت بڑی عبادت ہے جس سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور جو یہ فرمایا گیا ہے حدیث شریف میں "گویا وہ آج (حج کرنے والا) اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے"۔ یہ گناہوں سے پاک ہونے کو سمجھانے کے لئے ہے، کہ جس طرح نومولود بچہ گناہوں سے پاک صاف ہوتا ہے، اسی طرح "حج مبرور" کے بعد آدمی گناہوں سے پاک وصاف ہوجاتا ہے۔

مسئلہ:- حج مقبول وہی ہے جس سے زندگی کی لائن بدل جائے، آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا اہتمام ہو اور اطاعت کی پابندی کی جائے۔ حج کے بعد جس شخص کی زندگی میں خوشگوار انقلاب نہیں آتا اس کا معاملہ مشکوک ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۵)

مسئلہ:- حج مبرور یعنی مقبول حج۔ اور مقبول حج وہ ہے کہ گناہوں سے توبہ واستغفار کرے اور کامل ارکانِ فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات کے بعد ادا کرے اور احرام کی حالت میں ممنوعات سے اجتناب کرتا رہے۔ ریا، نمود اور حرام مال سے بچے اور جملہ اخراجات، کھانا پینا، پہننا وغیرہ حلال مال سے ہو پھر حج کے بعد دینی حالت بہتر ہو تو سمجھئے کہ حج مقبول اور مبرور۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۳/ص ۱۱۴)

حج وعمرہ کو گناہوں سے پاک رکھنا چاہئے

مسئلہ:- عمرہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری میں بھی لوگ اتنی غلطیاں کرتے ہیں کہ خدا کی پناہ، دین کے مسائل نہ کسی سے پوچھتے ہیں اور نہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔

لوگ خوب ڈاڑھی منڈا کر روضۂ اطہر پر جاتے ہیں اور ان کو ذرا بھی شرم نہیں آتی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، مگر شکل آپ کے دشمنوں جیسی بناتے ہیں۔

اس تحریر سے یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو حج وعمرہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ ان مقدس اعمال کو گناہوں اور غلطیوں سے پاک رکھنا چاہئے۔ ایسے حج وعمرہ ہی پر پورا ثواب مرتب ہوتا ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۸)

حج کے دوران تصویر بنوانا؟

مسئلہ:- حج کے دوران گناہوں کا کام کرنے سے حج کے ثواب میں ضرور خلل آئے گا۔ کیونکہ حدیث شریف میں "حج مبرور" کی فضیلت آئی ہے اور "حج مبرور" وہ کہلائے گا جس میں گناہوں سے اجتناب کیا جائے، اگر حج میں کسی گناہ کا ارتکاب کیا جائے تو "حج مبرور" نہیں رہتا۔ علاوہ ازیں اس طرح تصویریں (احرام باندھتے وقت اور قربانی وغیرہ کرتے وقت) کھنچوانا اس کا منشاء تفاخر اور ریاکاری ہے کہ اپنے دوست کو (حج سے آنے کے بعد) دکھاتے پھریں گے اور ریاکاری سے اعمال کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۵۹)

زندگی میں ایک بار فرضیت حج میں حکمت

سوال: نماز اور زکوٰۃ میں تکرار ہے (بار بار آنا ہونا) حج میں تکرار کیوں نہیں؟ ساری عمر میں صرف ایک بار کیوں فرض ہے؟

جواب: اولاً تو احکام منصوصہ میں حکمت کا متلاشی رہنا ضعفِ ایمان کی دلیل ہے، دوسرے عقلاً جملہ فرائض میں تکرار نہ ہونا چاہئے تھا، مگر تکرار مستلزم ہوا تکرار امر کو، حج کا سبب یعنی بیت اللہ واحد ہے، لہٰذا تکرار کا تقاضہ کرنے والی کوئی چیز نہیں، تیسرے حج میں بہ نسبت دیگر عبادات کے مشقت زیادہ ہے، اس لئے حج کو جہاد فرمایا گیا ہے،

حائضہ سے نماز کے ختم ہونے اور روزہ کے نہ ختم ہونے میں بھی یہی حکمت ہے۔

(احسن الفتاوی: ج ۴: ص ۵۵۱)

مسئلہ:- زندگی میں (استطاعت کے بعد) ایک مرتبہ حج فرض ہے جب ایک مرتبہ حج کر چکا ہو تو دوسری مرتبہ حج فرض نہ ہوگا۔ (فتاوی رحیمیہ: ج ۵/ ۲۱۸)

حج کی فرضیت کا وقت

سوال: ایک شخص حج کے مہینوں میں مالک ہو گیا مال کا تمام شرائط کے ساتھ اور بعد میں مال خرچ کر دیا، یا تلف ہو گیا تو کیا حج کی قضا ضروری ہے؟

جواب: حج کے مہینوں میں مالدار ہوا تو حج فرض ہو گیا، البتہ ایسے اگر دور دراز ملک میں رہتا ہو کہ وہاں سے حج کے مہینوں سے پہلے حجاج روانہ ہوتے ہوں تو قافلہ حجاج کی روانگی کا وقت معتبر ہوگا، اگر اس وقت مال ہے تو حج فرض ہو گیا، اگر حج نہیں کیا تو قضاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:- حج کی فرضیت علی الفور ہے، لہٰذا (بلا عذر) تاخیر سے گنہگار ہوگا۔

(احسن الفتاوی: ج ۴/ ص ۵۲۸ بحوالہ رد المحتار: ج ۲/ ص ۱۵۲ و ہکذا فتاوی رحیمیہ: ج ۸/ ص ۲۹۲ و کتاب الفقہ: ج ۱/ ص ۱۰۳۲)

نماز و حج کی غلطی کیوں معاف نہیں؟

مسئلہ:- روزہ کی غلطی معاف ہے، لیکن نماز و حج کی غلطی معاف نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ روزہ کے اندر کوئی ایسی ہیئت نہیں ہے جو روزہ کو یاد دلاتی ہو، اس لئے روزہ میں معاف سمجھا گیا۔ بخلاف نماز و حج کے، کہ نماز میں استقبال قبلہ نماز کو یاد دلانے والی ہیئت ہے اور حج میں احرام بغیر سلا ہوا کپڑا پہننا وغیرہ یاد دلانے والی موجود ہے اس لئے حج و نماز میں معذور نہیں سمجھا گیا۔ (فتاوی رحیمیہ: ج ۹/ ص ۲۰۱)

مکہ کو مستقل وطن نہ بنانے والے کا حج

سوال: میں مکہ مکرمہ میں ملازم ہوں، آج کل حکومت سعودیہ کے قانون کے مطابق ملک سے ایک مرتبہ باہر جانا پڑتا ہے، اس لئے پاکستان آگیا ہوں، اب میں حج تمتع کرنا چاہتا ہوں اس کی کیا صورت ہوگی؟

جواب: آپ نے چونکہ مکہ مکرمہ کو ہمیشہ کے لئے مستقل وطن نہیں بنایا، اس لئے پاکستان سے تمتع کر سکتے ہیں۔ اگر مستقل وطن بنالیں گے تو تمتع نہیں کرسکیں گے۔

(احسن الفتاوی: ج ۴/ص ۵۲۷ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۲۱۱)

مکہ والا آفاق سے واپسی پر تمتع کرے یا قران؟

سوال: مکہ مکرمہ اور جدہ کے رہنے والے رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں مدینہ طیبہ جاتے ہیں اور شروع شوال میں جدہ والے جدہ آتے ہیں اور مکہ مکرمہ والے مکہ مکرمہ آتے ہیں یا جدہ والے مکہ مکرمہ کے راستے سے جدہ واپس آتے ہیں اور اسی سال حج کا ارادہ رکھتے ہیں، تو وہ اب جب کہ میقات سے باہر چلے گئے تو آفاقی ہو گئے تو ایسی حالت میں تمتع کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: یہ لوگ قران کر سکتے ہیں تمتع نہیں کر سکتے، یہ حکم ان لوگوں کا ہے جن کا حرم یا حل میں وطن اصلی ہے، (حرم سے باہر اور میقات کے اندر کا حصہ ''حل'' کہلاتا ہے) جنہوں نے وہاں وطن اصلی نہیں بنایا صرف ملازمت یا تجارت وغیرہ کے لئے وہاں مقیم ہیں وہ تمتع بھی کر سکتے ہیں اور جو شخص حج کے مہینے شروع ہونے کے بعد آفاق (میقات سے باہر) میں گیا ہو وہ قران بھی نہیں کرسکتا۔ خواہ اس کا وطن اصلی ہو یا نہ ہو۔

(احسن الفتاوی: ج ۴/ص ۵۱۵ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۲۱۴)

احصار کیا ہے؟

احصار کے لغوی معنی ہیں روکنا، منع کرنا، باز رکھنا اور اصطلاح فقہ میں حصار یہ ہے کہ کوئی شخص حج یا عمرہ کا احرام باندھ لے اور پھر وہ حج یا عمرہ کرنے سے روک دیا

جائے ایسے شخص کو اصطلاح میں ''محصر'' کہتے ہیں۔

احصار کی چند صورتیں

احرام باندھنے کے بعد حج سے روکے جانے اور حج یا عمرہ نہ کر سکنے کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ مثلاً

(۱) راستہ پُر امن نہ ہو، دشمن کا خوف ہو، قتل و غارت کا خوف ہو، یا کسی اور طرح کا جان و مال کا خطرہ ہو۔

(۲) مرض لاحق ہو جائے، یہ اندیشہ ہو کہ آگے بڑھنے سے مرض بڑھ جائے گا یا ضعف اور نقاہت کی وجہ سے آگے بڑھنے کی سکت نہ ہو۔

(۳) احرام باندھنے کے بعد عورت کے ہمراہ کوئی محرم نہ رہے، محرم بیمار ہو جائے، یا انتقال ہو جائے یا جھگڑا ہو جائے اور ساتھ لے جانے سے انکار کر دے یا طلاق دیدے یا محرم کو کوئی جانے سے روک دے۔

(۴) سفر خرچ نہ رہے، کم پڑ جائے یا چوری ہو جائے (اور قرض بھی نہ مل سکے)۔

(۵) کسی عورت کی عدت شروع ہو جائے، مثلاً شوہر طلاق دیدے یا عورت کے احرام باندھنے کے بعد شوہر کی وفات ہو جائے۔

(۶) کسی عورت نے شوہر کی اجازت ... نفلی حج کا) احرام باندھا ہو اور احرام باندھنے کے بعد شوہر منع کر دے۔

(۷) قید ہو جانا یا بادشاہ کا منع کرنا۔

(۸) ہڈی ٹوٹ جانا یا اتنا لنگڑا ہونا کہ چل نہ سکے۔

(۹) سفر کی وجہ سے مرض کی زیادتی کا خوف ہونا۔

جب کسی مرد یا عورت کو ان امور مذکورہ میں سے کوئی امر احرام باندھنے کے بعد وقوف عرفہ سے پہلے پیش آجائے تو وہ محصر ہوگا اور اگر وقوف عرفہ کے بعد پیش آئے تو وہ شرعاً محصر نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج: ۲۷۱)

احصار کا حکم

احصار کی صورت میں قربانی واجب ہے، اور جب تک محصر کی جانب سے حرم شریف میں قربانی نہ کی جائے محصر احرام ختم نہ کرے قربانی کا جانور یا رقم بھیجے وقت ذبح کا دن مقرر کرلے تاکہ اس دن یہ اپنا احرام کھول لے۔

مسئلہ:- عمرے یا حج افراد یا تمتع سے روکا گیا ہو تو ایک قربانی اور اگر قران سے روکا گیا ہو تو دو قربانی واجب ہوں گی۔

مسئلہ:- اگر مکہ مکرمہ میں ہی محرم کو کوئی ایسا مانع پیش آجائے کہ وقوف عرفات اور طواف زیارت دونوں نہ کرسکے تو وہ بھی محصر ہے اور اگر صرف ایک سے رکا تو محصر نہ ہوگا، کیونکہ اگر وقوف سے رکا تو عمرہ کرکے حلال ہوجائے اور اگر طواف زیارت سے رکا ہے تو یہ طواف ساری عمر میں ہوسکتا ہے، البتہ ایام نحر کے بعد کرنے سے دم واجب ہوگا۔

(معلم الحجاج ص ۲۷۲ وہکذا علم الفقہ ج۵/ص ۱۶۷۔ احسن الفتاوی: ج ۴/ص ۵۱۱ ومظاہر حق: ج ۳/ص ۳۸۴ ومعارف القرآن: ج ۱/ص ۴۲۵)

(آسان شکل یہ ہے کہ حج یا عمرہ کرنے والا وضو یا غسل کرکے احرام باندھ کر دو رکعت نفل سر ڈھک کر پڑھنے کے بعد گھر سے نکلے لیکن حج کی نیت جہاز میں روانہ ہونے کے بعد کرے یا میقات کے قریب کرے تاکہ اگر کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو وہ محرم نہ ہو کیونکہ نیت کرنے کے بعد ہی احرام کی پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ:- محصر کی قربانی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ یہ قربانی ایام نحر یعنی دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ ہی میں کی جائے بلکہ اس سے قبل یا بعد میں بھی کی جاسکتی ہے۔ جب قربانی کا اپنا مقرر کردہ وقت گزر جائے احرام کھول دے۔ سر منڈوانا مستحب ہے ضروری نہیں، پھر اس پر آئندہ سال قضا واجب ہے۔ اگر صرف عمرہ کا احرام تھا تو صرف عمرہ کی قضا واجب ہے۔ اور اگر صرف حج کا احرام تھا تو حج وعمرہ دونوں واجب ہیں اور حج وعمرہ دونوں کا احرام تھا تو ایک حج اور دو عمرے قضاء میں واجب ہیں۔

(احسن الفتاوی: ج ۴/ص ۵۱۰ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۲۵۴)

مسئلہ:- اگر اس قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے ممنوعات احرام میں سے کوئی امر سرزد ہوجائے تو اس کی پاداش میں اس پر بھی وہی کچھ واجب ہوگا جو کہ غیر محصر احرام باندھنے والے پر واجب ہوتا ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۵۳)

مسئلہ:- جس شخص کا حج فوت ہوگیا یا مُحصَر یعنی جو حج سے روک لیا گیا اس پر بھی طواف وداع واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۹۰)

مسئلہ:- احصار کی قربانی کا گوشت محصر کے لئے کھانا جائز نہیں اس لئے کہ یہ جنایت کی قربانی ہے۔

مسئلہ:- قربانی کا جانور یا اس کی قیمت بھیجنے کے بعد رکاوٹ ختم ہونے کی صورت میں اگر یہ ممکن ہو کہ جو روک دیا تھا (محصر) قربانی کا جانور ذبح ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچ جائے گا اور حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کر سکے گا۔ تو اس پر واجب ہے کہ فوراً حج کے لئے روانہ ہوجائے۔ ہاں اگر قربانی سے پہلے پہنچنے اور حج ادا کر سکنے کا امکان نہ ہو تو پھر روانہ ہونا واجب نہیں ہے۔ (علم الفقہ: جلد ۵/ص ۶۷)

کیا سفر حج میں مرنے والے کا حج ہوجائے گا؟

سوال: اگر کسی شخص کا سفر حج میں حج کرنے سے پہلے انتقال ہوجائے تو کیا اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجائیگا؟

جواب: اور اگر حج پہلے فرض ہو چکا تھا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ وقوف عرفہ کے بعد فوت ہوا تو فرض ادا ہوگیا اور اس سے پہلے فوت ہوا تو فرض ساقط نہیں ہوا، اس لئے اس پر اس کے شہر سے حج بدل کی وصیت کرنا (جب کہ ممکن ہو) فرض ہے، اگر ثلث مال اسکے شہر سے کافی نہ ہو تو جہاں سے بھی ثلث مال میں حج ہوسکے وہیں سے کرایا جائے۔

(احسن الفتاوی: ج ۴/ص ۵۲۳ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۲۶۳ و ہکذا فتاوی رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۲۳)

راستہ میں مرنے پر دوسرے نے حج ادا کیا؟

سوال: ایک شخص فرض حج کے لئے روانہ ہوا، میقات پہنچنے سے پہلے ہی انتقال

ہوگیا، باقی ماندہ روپیہ سے دوسرے آدمی نے اسکی طرف سے حج ادا کیا۔ اس میں کیا میت کی طرف سے حج ادا ہوگیا یا نہیں، اور بقیہ روپیہ وارثوں کو طلب کرنے کا حق ہے یا نہیں؟

جواب: اس شخص کو وہ روپیہ (بقیہ) ورثاء کو دینا ہوگا، کیونکہ مرنے والے نے کچھ وصیت نہیں کی اور روپیہ باقی ماندہ 'میراث' وارثوں کا ہو گیا۔ بہر حال باقی ماندہ روپیہ اس کو واپس دینا ہوگا اور حج اس میت کی طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ ادا ہو جائے گا۔

(فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۵۱ بحوالہ ردالمختار: ج۲/ص ۳۲۸)

سفر حج میں انتقال والے کیلئے خوشخبری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جو حج کے لئے نکلا اور راستہ میں وفات پا گیا اس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب ملتا رہے گا اور جو عمرہ کے لئے نکلا اور راستہ میں انتقال کر گیا اس کے لئے (بھی) قیامت تک عمرہ کرنے کا ثواب ملتا رہے گا''۔

ایک حدیث میں روز محشر کا عام اصول یہ بتایا گیا جس شخص کو جس چیز اور جس عمل پر موت آئے گی قیامت کے دن وہی کرتا ہوا اٹھے گا۔

اس لئے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو کوئی نیک عمل کرتے ہوئے دنیا سے چلے جائیں۔

(الترغیب والترہیب: ج ۲ ص ۳۶)

مسئلہ:- جو شخص احرام کی حالت میں مر جائے اس کی تجہیز و تکفین غیر محرم کی طرح کی جائے یعنی عام مرنے والوں کی طرح اس کا سر ڈھانکا جائے کافور و خوشبو وغیرہ لگائی جائے۔

(معلم الحجاج: ص ۱۱۳)

(حاجی جو حج کے دوران انتقال کر جائے اس کو غسل اور پورا کفن دے کر دفن کرنا چاہئے اور اس کا سر بھی ڈھانک دیا جائے غرض یہ کہ جو عام میت کیساتھ عمل کیا جاتا ہے، وہ سب کرنے چاہئیں، کیونکہ مرنے کے بعد احرام کے مسائل اس سے ختم ہو گئے ہیں۔)

محمد رفعت قاسمی

حج میں خواتین کی بے احتیاطیاں

حج بیت اللہ الحرام، مسلمان کے لئے یہ فریضہ ادا کرنا گوناگوں برکتوں کا ذریعہ ہے، اور حیرت انگیز نعمتوں کا وسیلہ ہے۔ باوجودیکہ سابقہ مشکلات ختم ہوگئیں اور بہت کچھ آسانیاں پیدا ہوگئیں۔ تاہم دور دراز کا سفر ہے، ہزاروں روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اکثر لوگوں کو زندگی میں ایک ہی مرتبہ جانا میسر ہوتا ہے اور اب بھی بہت کچھ مشکلات اٹھانا پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں بے حد ضروری تھا کہ مسلمان اس فریضہ کی ادائیگی میں انتہائی احتیاط برتیں، مسائل حج سے کامل واقفیت حاصل کریں، اسی لئے ہر زبان میں مسائل و احکام حج سے متعلق چھوٹی بڑی کتابیں شائع ہوچکی ہیں تاکہ شرعی قانون کے مطابق صحیح طور پر حج ادا ہوسکے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مخلوق خدا کا یہ عظیم انبوہ جو ملک (بلکہ دنیا) کے ہر گوشہ سے پہنچ رہا ہے، اکثر و بیشتر اس فریضہ کے احکام و مسائل سے بالکل بے خبر ہے۔ سنن و مستحبات تو درکنار فرائض و واجبات سے بھی غافل ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اتنا ہی نہیں کہ محظورات و ممنوعات کا برابر ارتکاب ہوتا رہتا ہے بلکہ اور تمام گناہوں تک پہونچنے سے بچنے کا ذرہ برابر کا بھی اہتمام نہیں ہوتا۔ نمازوں کے ادا کرنے میں تقصیر، جماعت کی پابندی میں کوتاہی حالاں کہ ایک فرض نماز بھی حج سے بدرجہا اہمیت رکھتی ہے۔ اگر بغیر عذر شرعی کے ایک نماز بھی قضا کی تو حج قبول ہونے کی توقع مشکل ہوجاتی ہے۔ سفر میں خصوصاً احرام باندھنے کے بعد بجائے تلبیہ کہنے اور ذکر اللہ کرنے کے عام طور پر غیبتیں کرتے ہیں، بکواس بکتے رہتے ہیں۔ نہ زبان پر قابو نہ نگاہ پر قابو، نہ ہاتھ پر، بلکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے ہیں، نماز کا انتظار ہو رہا ہے اور فضولیات بک رہے ہیں۔ غیبت میں مبتلا ہیں، حالانکہ زندگی کے اس عظیم مرحلے پر پہنچ کر تو تمام اوقات عبادت میں ہوں، گناہوں سے پاک وصاف ہوکر ایسے واپس ہوں جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے ولادت ہوئی ہے، دنیا میں

دوبارہ آئے ہیں۔

بعض حضرات مستحبات و آداب میں غلو کرتے ہیں، لیکن فرائض و واجبات میں تقصیر (کوتاہی) کرتے رہتے ہیں اور دورِ حاضر کے اکثر حجاج کو دیکھ کر تو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ شاید کسی میلہ یا تماشا کے لئے اکٹھا ہوئے ہیں۔ عورتوں پر پردہ فرض ہے، مگر حرمین شریفین میں پہنچ کر اکثر عورتیں بلکہ ۹۹ فیصد برقع پوش عورتیں بھی برقع پھینک کر بے حجاب ہو جاتی ہیں اور اس طرح گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوتی ہیں، نہ صرف بے حجاب بلکہ بسا اوقات نیم عریاں لباس میں بیت اللہ کا طواف کرتی ہیں۔ اور افسوس اس کا ہے کہ نہ شوہر اور نہ ان کے محرم حضرات اس بے حجابی کو روکنے کی تدبیر کرتے ہیں نہ حکومت کی طرف سے اس پر کوئی پابندی عائد کی جاتی ہے، بے محابا مردوں کے درمیان گھستی ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے مردوں کی بھیڑ میں جان بوجھ کر گھستی ہیں اور پھنستی ہیں، اجنبی مردوں کے ساتھ شدید و قبیح اختلاط میں مبتلا ہوتی ہیں۔ یہ سب حرام ہے گناہ کبیرہ ہے، ایسا حج کہ جس میں اول سے اخیر تک محرمات اور کبائر سے احتراز نہ ہو سکے کیا توقع ہے کہ وہ حج قبول ہوگا۔ حج مبرور کے لئے جزاء جنت بے شک ہے لیکن حج مبرور کیسے ہوگا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج مبرور کے بارے میں بیان فرمایا کہ حج کرے اور اس میں کوئی بھی بے حیائی کا کام نہ کرے، کوئی گناہ نہ کرے، تب گناہوں سے پاک و صاف ہوگا جیسے ماں کے پیٹ سے آج ہی پید ہوا ہے۔

پاکستان و ہندوستان کی بعض عورتیں مصر و شام وغیرہ بعض ملکوں کی عورتوں کو دیکھ کر کہ وہ بے پردہ ہیں خود بھی پردہ اٹھا دیتی ہیں اور حرم میں اس طرح آتی ہے جیسے تمام مرد ان کے محرم ہیں یا وہ گھر کے صحن میں پھر رہی ہیں۔ لیکن یہ انتہائی حماقت ہے، اگر کوئی قوم کسی گناہ میں مبتلا ہے تو اس سے وہ گناہ جائز نہیں ہو جاتا۔ پھر دیکھا گیا ہے کہ ان کی بے پردگی (یعنی چہرہ کا کھلا ہونا) ایک خاص سنجیدگی اور وقار کیساتھ ہوتی ہے۔ لباس بھی ان کا سر سے پاؤں تک باحجاب ہوتا ہے، پاؤں تک موزے ہوتے ہیں، لیکن پاکستانی

عورتوں کا خصوصاً پنجاب و سندھ کی عورتوں کا لباس تو انتہائی بے حیائی کا ہوتا ہے تمام نسوانی اعضاء نمایاں ہوتے ہیں، بے محابا سینہ تان کر چلتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ عورتیں بھی اس بے حیائی کیوجہ سے معصیت وفسق میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور ان کے شوہر بھی ان کے اس بے حجابی پر گنہگار ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان کو مطلق منع نہیں کرتے، کوئی اصلاح نہیں کرتے، نہ روکتے ہیں نہ ٹوکتے ہیں، یہ تو کھلی بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔

ان سب سے بڑھ کر ایک اور عام ابتلاء یہ ہے کہ تمام عورتیں پنج وقتہ نمازوں میں مردوں کی طرح حرم میں پہنچتی ہیں، باوجودیکہ عورتوں کے لئے دروازے بھی مخصوص ہیں، اور نماز پڑھنے کی جگہیں بھی متعین ہیں۔ مگر حج کے زمانہ میں چونکہ ازدحام بے حد ہوتا ہے، مستقل جگہ پر نہیں پہنچ پاتیں تو مردوں کے درمیان صفوں میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور نماز پڑھنا شروع کر دیتی ہیں۔

مسجد حرام اور مسجد نبوی ؐ کی نماز اور عورتیں

پہلی بات تو یہ ہے کہ جس طرح اپنے وطن میں عورتوں کا تنہا نماز گھروں میں پڑھنا افضل ہے، اسی طرح مکہ و مدینہ میں بھی عورتوں کے لئے نماز گھروں میں تنہا بغیر جماعت کے پڑھنا افضل ہے۔ اور مکہ و مدینہ میں نماز کا جو ثواب حرم اور مسجد نبوی کا ہوتا ہے وہ ان کو گھروں پر پڑھنے میں اس سے زیادہ ملتا ہے جو مسجد میں مردوں کو ملتا ہے، ایسی صورت میں حرمین شریفین میں عورتوں کو نماز گھروں میں پڑھنی چاہئے بالفرض کسی وقت بیت اللہ کے دیکھنے کی غرض سے یا طواف کرنے کی غرض سے مسجد حرام میں، یا صلاۃ وسلام کی غرض سے مسجد نبوی میں آئیں اور نماز با جماعت پڑھ لیں تو ادا ہو جاتی ہے، بشرطیکہ مردوں کے درمیان نہ کھڑی ہوں۔ ایک عورت اگر مردوں کے درمیان کھڑی ہو جاتی ہے تو تین مردوں کی نماز خراب ہو جاتی ہے دائیں بائیں جانب دو مردوں کی، اس کی محاذات (سیدھ میں) جو مرد کھڑا ہے اس کی بھی، تینوں کی نمازیں فاسد ہو گئیں۔

بالفرض بغیر کسی ارادے کے کوئی عورت اتفاقیہ طور پر عین نماز کے وقت صفوں کے درمیان پھنس جائے اور نکلنا دشوار ہو جائے یا طواف کرنے کے درمیان نماز کھڑی ہو جائے تو اس وقت اس کو خاموش بغیر نماز کے جہاں بھی ہو بیٹھ جانا چاہئے، نماز کی نیت ہرگز نہ کرے، ورنہ مردوں کی نماز بھی خراب ہوگی، جب امام فارغ ہو جائے تو پھر تنہا وہ وہیں نماز ادا کرے۔ عورتوں کو بیت اللہ کا طواف کرنے کے لئے بھی ایسے وقت میں جانا چاہئے جب نماز کا وقت نہ ہو۔ اس وقت نسبتاً بھیڑ بھی کم ہوتی ہے اور اگر اتفاقاً نماز کا وقت ہو جائے تو اذان ہوتے ہی جلدی جلدی طواف پورا کر کے یا طواف درمیان میں چھوڑ دیں تو جتنے شوط (چکر) رہ گئے وہ نماز کے بعد جہاں چھوڑے تھے وہیں سے پورے کرلیں۔ یا اس طواف کو دوبارہ کرلیں۔

بہر حال گناہ سے بچنا بے حد ضروری ہے۔ اور بھی بہت سی کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن ان سب میں نماز اور بے پردگی کا مسئلہ میرے خیال میں سب سے زیادہ اہم ہے۔

بہر حال حج ایک ایسا فریضہ ہے جو زندگی میں بار بار ادا کرنا بے حد مشکل ہے، اس لئے چاہئے کہ مرد ہوں یا عورتیں انتہائی احتیاط کے ساتھ اس فریضہ کی ادائیگی سے سبکدوش ہوں۔

نیز یہ بھی خیال رہے کہ بعض عورتیں اپنے ملکوں میں بھی پردہ نہیں کرتیں اور گویا مستقل طور پر بے پردہ رہتی ہیں۔ بلاشبہ یہ گناہ عظیم ہے اور ایک فرض حکم کی خلاف ورزی ہے، لیکن انہیں بھی حج بیت اللہ کے سفر میں تو چاہئے کہ اس گناہ عظیم سے بچیں۔ تاکہ یہ فریضہ تو صحیح طریقہ سے ادا ہو جائے۔ آج کل بہت سی عورتیں بغیر محرم کے سفر کرتی ہیں، یہ بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ جس عورت کا کوئی محرم نہ ہو اس پر حج فرض ہی نہیں ہوتا بلکہ اگر محرم ہو بھی لیکن حج پر قادر نہ ہو یا یہ عورت اس کے مصارف برداشت کرنے کے قابل نہ ہو تب بھی فرض نہ ہوگا۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ حج بھی فرض نہ ہو اور پھر وہاں جا کر حج میں اتنی فروگزاشتیں بھی ہوں؟ جب شرعاً اس کے ذمہ حج فرض ہی نہیں ہے تو یہ

حج کا سفر کیوں اختیار کیا جاتا ہے۔

نتیجہ یہ کہ حج بیت اللہ میں حجاج کرام سے اس قسم کی کوتاہیوں اور خلاف شرع حرکتوں کی وجہ سے ہی حج کی برکتیں ختم ہو جاتی ہیں، اور باوجود حجاج کی کثرت کے امت جس مقام پر کھڑی ہے وہاں سے روز افزوں تنزلی میں جارہی ہے اگر اتنی کثرت سے حجاج کرام صحیح طریقہ پر یہ فریضہ ادا کرتے اور ہم سب کا حج بارگاہ اقدس میں شرف قبول سے سرفراز ہوتا تو شاید دنیا کا نقشہ ہی بدل جاتا۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو صحیح فہم اور توفیق خیر نصیب فرمائے۔ (آمین) (محدث عصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ)
(بشکریہ ندائے شاہی دسمبر ۲۰۰۴ء)

عورتوں کے لئے حج میں محرم کی شرط کیوں ہے؟

مسئلہ:۔ میں شرعی مسئلہ بتاتا ہوں "کیوں" کا جواب نہیں دیا کرتا۔ مگر آپ کے اطمینان کیلئے لکھتا ہوں کہ بغیر محرم کے عورت کو تین دن یا اس سے زیادہ کے سفر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ کیونکہ ایسے طویل سفر میں اس کا اپنی عزت و عصمت کو بچانا ایک مستقل مسئلہ ہے اور اس ناکارہ کے علم میں ہے کہ بعض عورتیں محرم کے بغیر حج کو گئیں اور گندگی میں مبتلا ہو کر واپس آئیں۔ علاوہ ازیں ایسے طویل سفر میں حوادث پیش آسکتے ہیں، اور عورت کو اٹھانے، بیٹھانے کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ اگر کوئی محرم ساتھ نہ ہوگا تو یہ دشواریاں پیش آئیں گی۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۰)

تنبیہ:۔ خدا کے قانون کو محض اپنی رائے اور خواہش سے ٹھکرا دینا اور صرف ایک پہلو پر نظر کر کے دوسرے سارے پہلوؤں سے آنکھیں بند کر لینا دانشمندی نہیں ہے۔ (یعنی بغیر محرم کے حج کے لئے جانا۔) افسوس ہے کہ آج یہ مذاق عام ہو گیا ہے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۳)

محرم کسے کہتے ہیں؟

سوال: میاں بیوی حج کے لئے جارہے ہیں ان کے ساتھ بیوی کی بھتیجی،

بھانجی، یا بیوی کی سگی بہن جا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: محرم وہ ہوتا ہے جس سے کبھی بھی نکاح نہ ہو سکے۔ بیوی کی بہن، بھانجی اور بھتیجی شوہر کیلئے نامحرم ہیں۔ ان کے ساتھ جانا جائز نہیں۔ (آپکے مسائل: ج۴/ص۷۹)

مسئلہ:- فروعِ والدین یعنی وہ مرد یا عورت جن کی پیدائش کے باپ یا ماں (بلاواسطہ یا بالواسطہ) ذریعہ ہوں جیسے بھائی، بہن، بھانجا، بھانجی، بھتیجا، بھتیجی اور ان کی اولاد جہاں تک نیچے کے درجہ کی ہو سب کے سب حرام ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۸/ص۲۸۸ و ہکذا فتاویٰ عالمگیری اُردو: ج۲/ص۵/ و کتاب النکاح)

مسئلہ:- تایا، چچا، وغیرہ محرم ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج۱۰/ص۱۷۳)

مسئلہ:- محرم سے مراد وہ شخص ہے جس کیساتھ نکاح حرام ہے، خواہ نسب کی وجہ سے یا ازدواجی، یا دودھ کے رشتہ کی وجہ سے۔ نیز محرم کا معتمد عاقل و بالغ ہونا بھی شرط ہے۔ (کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۰۳۶ و ہکذا فتاویٰ رحیمیہ: ج۱۰/ص۱۷۳ و معلم الحجاج ص۸۴)

مسئلہ:- عورت کے لئے اس کی بھانجی کا بیٹا محرم ہے ان کے درمیان نکاح حرام ہے تو وہ اس کے لئے محرم ہوا، عورت اپنی بھانجی کے بیٹے کے ساتھ حج کے لئے جا سکتی ہے۔ اتنا احتیاط کیا جائے کہ وہ فاسق و فاجر نہ ہو، فاسق و فاجر پر اطمینان نہیں ہوتا، فقہاء کرام اس کے ساتھ سفر کرنے سے منع کرتے ہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۸/ص۸۹ بحوالہ شامی: ج۱/ص۵۲۹)

مسئلہ:- محرم کو بھی اسی وقت سفر میں ساتھ جانا جائز ہے جب کہ فتنہ و شہوت کا اندیشہ نہ ہو، اگر ظن غالب یہ ہے کہ سفر کرنے کی صورت میں خلوت (تنہائی) میں یا ضرورت کے وقت چھونے سے شہوت ہو جائے گی تو اس کو ساتھ جانا جائز نہیں ہے۔

(معلم الحجاج: ص۹۷)

مسئلہ:- داماد (سگی بیٹی کا شوہر) اپنی ساس کے لئے محرم ہے، ان میں ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہے، لہٰذا ساس داماد کے ساتھ حج کو جا سکتی ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۸/ص۲۸۸ بحوالہ طحطاوی: ص۳۹۷)

مسئلہ:- سوتیلی ساس اپنے سوتیلے داماد کے ساتھ سفر حج نہیں کرسکتی، کیونکہ سوتیلا داماد محرم نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج۸/ص۳۰۸)

مسئلہ:- آج کل فتنہ کا زمانہ ہے، سسرالی رشتہ سے احتیاط کی ضرورت ہے خصوصاً جب کہ جوان ہوں، معلم الحجاج میں ہے کہ اس زمانہ میں سسرالی رشتہ اور دودھ کے رشتہ (والے محرم کے ساتھ سفر کرنے) سے احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ فتنہ کا زمانہ ہے، اس لئے ان لوگوں کے ساتھ حج نہ کیا جائے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۸/ص۲۸۸ بحوالہ شامی: ج۱/ص۵۲۹، وہکذا معلم الحجاج: ص۹۵))

مسئلہ:- عورت اپنے حقیقی بھتیجہ کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے، لیکن شوہر کے بھتیجہ کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے، کیونکہ عورت کے لئے شوہر کا بھتیجہ محرم نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۸/ص۳۰۷)

مسئلہ:- خنثیٰ مشکل کے لئے بھی (جس کی جنس معلوم نہ ہوسکے کہ مرد ہے یا عورت) محرم کا ساتھ ہونا شرط ہے۔ معلم الحجاج: ص۵۵)

مسئلہ:- ہوائی جہاز کے چند گھنٹوں کے سفر میں بھی عورت کے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ سفر شرعی کے اڑتالیس میل پر احکام جاری ہوجاتے ہیں مثلاً نماز میں قصر وغیرہ۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج۵/ص۲۱۴)

بہنوئی کے ساتھ حج کرنا؟

مسئلہ:- بہنوئی کے ساتھ سفر کرنا شرعاً درست نہیں ہے۔

مسئلہ:- محرم وہ ہے جس سے نکاح کسی حال میں بھی جائز نہ ہو۔ سالی محرم نہیں ہے، چنانچہ اگر (حج کے دوران) شوہر بیوی کو طلاق دیدے (اور عدت گزر جائے) یا بیوی کا انتقال ہوجائے تو سالی کے ساتھ نکاح ہوسکتا ہے۔ اور نامحرم کو ساتھ لے جانے سے حاجی مجرم (گنہگار) بن جاتا ہے۔

(آپ کے مسائل: ج۴/ص۸۴)

منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کرنا؟

سوال: ایک لڑکی نے منہ بولے بھائی کے ساتھ حج کیا، کیا یہ اس کا محرم ہے، اس کے ساتھ نکاح جائز ہے؟

جواب: کسی اجنبی آدمی کو بھائی بنانے سے وہ محرم نہیں بن جاتا، اس لئے اس سے نکاح جائز ہے۔ عورت کا بغیر محرم کے سفر پر جانا گناہ ہے۔ حج تو ہو جائے گا، لیکن عورت گنہگار ہوگی۔ منہ بولا بھائی محرم نہیں ہوتا اور اس کو محرم ظاہر کرنا غلط بیانی ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۵و۷۹)

شوہر کے سگے چچا وغیرہ کے ساتھ حج کرنا؟

مسئلہ:- اگر آپ کی بیوی کی آپ کے چچا سے اور کوئی قرابت نہیں، تو یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے نامحرم ہیں اور آپ کے حقیقی چچا کے ساتھ حج پر جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:- عورت کا جیٹھ نامحرم ہے اور نامحرم کے ساتھ سفر حج پر جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:- بہن کا دیور محرم نہیں ہوتا۔ اور محرم کے بغیر حج یا عمرہ کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:- عورت اپنے دودھ شریک بھائی کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے، کیونکہ وہ محرم ہے۔

(فتاوی محمودیہ: ج ۳/ص ۱۸۹)

مسئلہ:- عورت کا بیٹی کے سسر کے ساتھ حج کو جانا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ محرم نہیں ہے۔

مسئلہ:- ممانی شرعاً محرم نہیں، اس لئے وہ شوہر کے حقیقی بھانجے کے ساتھ حج پر نہیں جاسکتی ہے۔

مسئلہ:- عورت کا کسی ایسی عورت کے ساتھ سفر حج کرنا جس کا شوہر ساتھ ہو، یا ایسی خاتون کے ساتھ جانا جن کے ساتھ اس کا محرم ہو جائز نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۶)

مسئلہ:- پیر غیر محرم کے ساتھ عورت کو حج کا سفر جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۴۰ بحوالہ بحر الرائق: ج ۲/ص ۳۸)

مسئلہ:- عورت کیلئے دیور و جیٹھ (شوہر کے سگے چھوٹے و بڑے بھائی) محرم نہیں ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۰۷)

سفر بغیر محرم کے اور حج محرم کے ساتھ؟

سوال: اگر کوئی عورت حج کے لئے جائے، محرم ساتھ نہیں جا سکتا، مگر وطن سے سوار کرا سکتا ہے اور جدہ ایرپورٹ پر اس کا بھائی موجود ہے تو ایسی عورت کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: وطن سے جدہ تک بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ اس کے ذمہ بھی ہوگا۔ حج وعمرہ ادا ہو جائے گا، مگر آپ کا ہوائی جہاز کا سفر تنہا کرنا جائز نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۰)

حج کرنے کے لئے غیر محرم کو محرم بنانا؟

سوال: جو عورتیں غیر محرم کو محرم دکھا کر حج کرنے چلی جائیں ان کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: محرم کے بغیر حج کا سفر جائز نہیں اور نامحرم کو محرم دکھا کر حج کا سفر کرنا دہرا گناہ ہے۔ لیکن اگر چلی جائے گی حج تو ہو جائے گا گو تنہا سفر کرنے کا گناہ ہوگا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۲)

مسئلہ:- عورت چاہے کتنی ہی بوڑھی ہو اس کیلئے بلا محرم سفر حج حرام ہے، اگر چہ اسکے ساتھ دوسری عورتیں اپنے محارم کیساتھ ہوں تو بھی جائز نہیں ہے، اگر مرتے دم تک محرم میسر نہ ہو تو حج بدل کی اس پر وصیت فرض ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۲)

محرم کے بغیر بوڑھی عورت کا حج کرنا؟

مسئلہ:- عورت کا بغیر محرم کے سفرِ حج جائز نہیں، اگرچہ حج تو ہو جائے گا، لیکن اس ناجائز سفر کرنے کا گناہ الگ ہوگا۔ مگر چونکہ بوڑھی اماں کا سفر زیادہ فتنہ کا موجب نہیں، اس لئے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ان کو رعایت مل جائے، تاہم بوڑھی اماں کو ناجائز سفر کرنے پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیے۔ رہا یہ کہنا کہ ہزاروں عورتیں جن کا کوئی محرم نہیں ہوتا کیا وہ حج نہ کریں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک محرم میسر نہ ہو عورت پر حج فرض ہی نہیں ہوتا، اس لئے حج نہ کریں اور اگر حج کا بہت ہی شوق ہے محرم ملتا نہیں تو نکاح ثانی کرلیا کریں۔

(آپکے مسائل: ج ۴/ص ۴۷ و ۸۳ و بکذائی فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۰۷ و کفایت المفتی: ج ۴/ص ۳۲۱)

ملازم کو محرم بنا کر حج کرنا؟

سوال: میں اپنی مصروفیت کی بنا پر بیوی کے ساتھ حج پر نہیں جا سکتا، کیا میں اپنے ملازم کو محرم کی حیثیت سے بیوی کے ساتھ حج کے لئے بھیج سکتا ہوں؟

جواب: محرم ایسے رشتہ داروں کو کہتے ہیں جس سے اس کے رشتہ کی وجہ سے نکاح جائز نہیں ہوتا، جیسے عورت کا باپ، بھائی، بھتیجا، بھانجا۔ گھر کا ملازم محرم نہیں اور بغیر محرم کے حج پر جانا جائز نہیں ہے۔ آپ خود بھی گنہگار ہوں گے اور آپ کی بیگم اور ملازم بھی۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۶)

خود کو دوسرے کی بیوی ظاہر کر کے حج کرنا؟

سوال: میرا مسئلہ دراصل کچھ یوں ہے کہ میرا نام محمد اکرام ہے میرے دوست کہ جس کا نام محمد اشرف ہے۔ اب میرے دوست کا اپنے کفیل کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی بیوی کو حج پر بلانا تھا، سو اس نے میرے نام پر اپنی بیوی کو حج پر بلایا یعنی اس

نے نکاح نامہ پر بھی میرا نام لکھوایا اور کاغذی کارروائی میں وہ میری بیوی ہی بن کر یہاں آئی ہے اور میں ہی اس کو لینے کے لئے ایرپورٹ گیا سکوریٹی والوں نے میرا اقامہ دیکھ کر میری بیوی جان کر اس کو باہر آنے دیا۔ اور عورت اپنے اصل خاوند کے پاس ہے اس نے حج اپنے خاوند کے ساتھ کیا۔ کیا یہ حج صحیح ہے؟

جواب: فریضۂ حج تو اس محترمہ کا ادا ہو گیا۔ مگر جعل سازی کے گناہ میں تینوں شریک ہیں، وہ دونوں میاں بیوی بھی اور آپ بھی۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۸)

بیوہ اور عدت والی عورت حج کیسے کرے؟

مسئلہ:- خاوند کا انتقال اگر ایسے وقت ہوا کہ حج کے وقت تک اس کی عدت پوری نہیں ہوتی تو وہ عورت عدت پوری ہونے سے پہلے حج کا سفر نہ کرے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۳ وہکذا فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۳۵ بحوالہ رد المحتار: ج ۲/ص ۱۹۸ وفتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۳۷)

مسئلہ:- عورت عدت کی حالت میں اگر حج کرے گی تو حج ہو جائے گا لیکن گنہگار ہوگی۔ (معلم الحجاج: ص ۸۶)

مسئلہ:- عورت کو عدت کے دوران حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے عدت گزر جانے کے بعد اگر محرم کے ساتھ جا سکتی ہو تو جائے اور اگر کوئی محرم میسر نہ آئے تو حج بدل کی وصیت کرے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۰۷)

حاملہ عورت کا حج؟

سوال: کیا حاملہ حج کر سکتی ہے؟ اگر کر سکتی ہے تو کیا وہ بچہ یا بچی جو اس کے پیٹ میں ہے اس کا بھی حج ہو گیا ہے یا نہیں؟

جواب: حاملہ عورت حج کر سکتی ہے۔ پیٹ کے بچے کا حج نہیں ہوتا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۴)

عورت کا متبنّٰی کے ساتھ حج کے لئے جانا؟

مسئلہ:- عورت کو اپنے لے پالک (منھ بولا بیٹا، گود لیا ہوا) کے ساتھ، یا ہمسایہ عورتوں کیساتھ حج کیلئے جانا جائز نہیں ہے۔ محرم نہ ملے تو حج بدل کرا دینا چاہئے، لیکن اس وقت کا حج بدل کرایا ہوا اس شرط کے ساتھ معتبر ہوگا کہ تمام عمر کوئی محرم نہ ملے اور اگر کسی وقت محرم مل گیا مثلاً نکاح کر لیا اور شوہر حج کے لئے ساتھ لے جانے پر راضی ہوگیا اور اس وقت بھی روپیہ بقدر حج عورت و محرم موجود ہو یا بعد کو جمع ہوگیا تو حج دوبارہ کرنا پڑے گا۔ (امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۵۷)

مسئلہ:- وہ عورت جس نے بچپن سے کسی لڑکے کی پرورش کی اور اس کو اپنا متبنّٰی بیٹا بنایا ہے جب کہ بچہ عورت کو ماں اور عورت لڑکے کو بیٹا کہہ کر پکارتی ہو وہ لڑکا اس عورت کے حق میں محرم نہیں ہے، اس کے ساتھ حج یا عمرہ کے لئے جانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ متبنّٰی حقیقی بیٹا نہیں ہے۔ قرآن کریم سورۂ احزاب میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۸/ص ۳۱۸)

حج کے لئے تنہا عورتوں کے قافلہ کا حکم؟

مسئلہ:- فطری اور قدرتی طور پر مرد کا میلان عورت کی طرف اور عورت کا مرد کی طرف ہوتا ہی ہے اور شیطان ملعون بھی معاصی میں مبتلا کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا رہتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۷ کی حدیث میں ہے کہ "مردوں کے حق میں عورتوں سے زیادہ ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں"۔ من جملہ ضروریات شرعیہ کے ایک ضرورت ان کی ادائیگی بھی ہے جس کے لئے ضابطہ شرعیہ اور فتنہ و فساد سے حفاظت کی ایک زائد احتیاطی تدبیر یہ ہے کہ عورت کے سفر میں دیندار محرم یا شوہر ساتھ ہو جو اس کی پوری طور پر حفاظت کر سکے، ورنہ سفر حج کی بھی اجازت نہیں۔ اگر بغیر محرم کے جائیگی تو شرعی حکم کی خلاف ورزی کی وجہ سے گنہگار ہوگی۔ حالانکہ سفر میں عورتوں کی عصمت

و ناموس کی جس قدر حفاظت شوہر اور محرم کر سکتا ہے وہ عورتیں نہیں کر سکتیں، بلکہ خود وہ عورتیں بھی عصمت و پاکدامنی کی حفاظت کے لئے دوسروں کی محتاج ہیں۔

عورت کے حق میں محرم کی شرط اور ضرورت حج سے محرومی کا باعث نہیں بلکہ اس کی عصمت و ناموس کی حفاظت و بدگمانی اور بدنامی اور تہمت سے بچانے کیلئے ہے، جس کے بغیر عورت کی کوئی قیمت نہیں، لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ احکام شرعیہ کی قدر کریں اور شریعت کو اپنا محسن سمجھیں، رہا حج کو جانے کا معاملہ تو کوئی محرم نہ ملے تو شریعت حج بدل کی بھی اجازت دیتی ہے۔ جس میں وہ پورے ثواب کی مستحق ہوگی اور مزید برآں شرعی حکم کی تابعداری کرنے والی اور مستحق اجر عظیم ہوگی۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۲۱ بحوالہ بخاری شریف ج ۱/ص ۴۴ و ابن ماجہ ۲۹۷ و مسلم شریف: ج ۱/ص ۴۳۴ و ہدایہ: ج ۱/ص ۲۱۳)

حجاج کو رخصت کرنے کے لئے عورتوں کا جانا؟

مسئلہ:۔ بعض جگہ یہ رواج ہے کہ حجاج کرام جب حج کے لئے جاتے ہیں تو اسٹیشن تک رخصت کرنے کے لئے عورتیں بھی جاتی ہیں۔ اسٹیشن پر مرد اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے، بے پردگی ہوتی ہے، یہ رسم مذموم اور بہت سی برائیوں پر مشتمل ہوتی ہے، لہٰذا قابل ترک ہے حج کے نام پر لوگوں نے عورتوں کا اجتماع اور اختلاط وغیرہ بہت سی ناجائز اور مکروہ رسومات ایجاد کر رکھی ہیں جو بجائے ثواب کے لعنت کی مستوجب بن رہی ہیں، اس لئے اس رسم کو بالکل بند کر دینا چاہئے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۶/ص ۴۰۹ و بکذا فتاویٰ محمودیہ: ج ۳/ص ۲۰۲)

عورت کا باریک دوپٹہ پہن کر حرمین شریفین میں آنا؟

مسئلہ:۔ عورت کو ایسا کپڑا پہن کر باہر نکلنا حرام ہے جس سے بدن نظر آتا ہو یا سر کے بال نظر آتے ہوں۔

مسئلہ:۔ ایسے باریک دوپٹہ میں نماز بھی نہیں ہوتی جس سے بال نظر آتے ہوں۔

مسئلہ:- مکہ و مدینہ جا کر عام عورتیں مسجد میں جا کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتی ہیں اور مسجد نبویؐ میں چالیس نمازیں پوری کرنا ضروری سمجھتی ہیں، یہ مسئلہ اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ حرمین شریفین میں نماز با جماعت کی فضیلت صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کو وہاں جا کر بھی اپنے گھر (قیام گاہ) میں نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اور گھر میں نماز پڑھنا مسجد کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔

ذرا غور فرمائیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب خود بنفسِ نفیس نماز پڑھا رہے تھے اسی وقت یہ فرمارہے تھے کہ "عورت کا گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں نماز جماعت کے نماز پڑھنے سے افضل ہے۔" جس نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امام و صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم الاجمعین مقتدی ہوں جب اس جماعت کے بجائے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا افضل ہو تو آج کی جماعت عورت کے لئے کیسے افضل ہو سکتی ہے؟ حاصل یہ کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ جا کر عورتوں کو اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہئے اور یہ گھر کی نماز ان کے لئے حرمین شریفین کی نماز سے افضل ہے۔ حرم شریف میں طواف کے لئے آنا چاہئے لیکن مردوں کے ہجوم میں نہ گھسیں اور حجر اسود کا بوسہ لینے کی بھی کوشش (بھیڑ میں) نہ کریں ورنہ گنہگار ہوں گی، نیکی برباد، گناہ لازم کا مضمون صادق آئے گا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۹)

حج کے مبارک سفر میں عورتوں کے لئے پردہ؟

سوال: حج کے موقع پر جب عورتوں سے کہا جاتا ہے پردہ کے لئے، تو جواب یہ دیتی ہیں کہ اس مبارک سفر میں پردہ کی ضرورت نہیں ہے اور مجبوری بھی ہے۔ کیا حکم ہے پردہ کا؟

جواب: احرام کی حالت میں عورت کو حکم ہے کہ کپڑا اس کے چہرہ کو نہ لگے لیکن اس حالت میں جہاں تک اپنے بس میں ہو نامحرموں سے پردہ کرنا ضروری ہے اور جب احرام نہ ہو تو چہرہ کا ڈھکنا لازم ہے۔ یہ غلط ہے کہ مکہ مکرمہ میں یا حج کے سفر میں پردہ

ضروری نہیں۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۲۰ و ہکذا کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۵۴)

کیا لڑکی کا رخصتی سے پہلے حج ہو جائے گا؟

سوال: ایک لڑکی کا نکاح ہوگیا ہے لیکن رخصتی نہیں ہوئی، اور نہ ہی دونوں فریقوں کا دو سال تک رخصتی کا ارادہ ہے۔ لڑکا چاہتا ہے کہ وہ اپنے سعودی عرب کے قیام کے دوران اور رخصتی سے پہلے لڑکی کو اپنے ساتھ حج کروائے۔ تو کیا بغیر رخصتی کے لڑکی کو لڑکے کے ساتھ حج پر بھیجنا صحیح ہے؟

جواب: لڑکا حج کرا لے، دونوں کام ہو جائیں گے۔ رخصتی بھی اور حج بھی۔ جب نکاح ہو گیا تو دونوں میاں بیوی ہیں، رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔

(آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۵۶)

مسئلہ:- اگر حج کی تیاری مکمل ہو جائے اور لڑکی کی منگنی (رشتہ) ہو جائے تو لڑکی اپنے ماں باپ (یا محرم) کے ساتھ حج کے لئے جا سکتی ہے۔

(آپ کے مسائل: ج۴/ص۳۲)

عورت پر حج کی فرضیت؟

سوال: حج کیا مردوں پر فرض ہے یا عورتوں پر بھی؟

جواب: عورت پر بھی حج فرض ہے جب کہ کوئی محرم میسر ہو اور اگر محرم میسر نہ ہو تو مرنے سے پہلے حج بدل کی وصیت کر دے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۳۳)

مسئلہ- حج فرض کے لئے عورت کو اپنے شوہر سے اجازت لینا (جب کہ اس کے ساتھ کوئی محرم جا رہا ہو) اور بیٹے کا باپ سے اجازت لینا ضروری نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل: ج۴/ ص۳۶ و ہکذا فتاویٰ دار العلوم: ج۴/ ص۵۲۸ بحوالہ ردالمحتار: ج۱/ص۲۰۰ و کتاب الفقہ: ج۱/ص۳۲۱)

مسئلہ:- عورت پر حج اس وقت فرض ہوتا ہے کہ اس کے پاس اس قدر

روپیہ ہو کہ دونوں کا خرچ اٹھا سکے یعنی اپنا خرچ اور محرم کا خرچ بھی اٹھا سکے۔
(فتاوی دار العلوم: ج ۱/ص ۵۲۲ بحوالہ عالمگیری مصری: ج ۱/ص ۲۰۳)

مسئلہ:- جس عورت کو اس کے شوہر یا لڑکے نے روپیہ دیا (تو وہ) اس روپیہ کی مالک ہوگئی اگر وہ روپیہ اتنا ہے کہ حج کے سفر کے لئے کافی ہے اور اس کے محرم کا خرچ بھی پورا ہو سکتا ہے تو اس عورت کے ذمہ حج فرض ہے اپنے محرم کے ساتھ حج کو جانا چاہئے۔ (فتاوی دار العلوم: ج ۴/ص ۵۲۱ بحوالہ ہدایہ کتاب الحج: ج ۱/ص ۲۱۵)

عورتوں کے پاس محرم کا خرچ نہ ہو تو؟

مسئلہ:- اگر عورت کے پاس بقدر ضرورت حج مال موجود ہو مگر ساتھ جانے کے لئے کوئی محرم نہیں ملتا، یا ملتا ہے مگر وہ اپنا خرچ برداشت نہیں کر سکتا اور عورت کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ اپنے خرچ کے علاوہ محرم کا خرچ بھی خود برداشت کرے تو اس عورت پر بھی لازم ہے کہ اپنی طرف سے حج بدل کرائے یا وصیت کرے کہ میرے مرنے کے بعد میری طرف سے میرے مال سے حج بدل کرا دیا جائے۔

(احکام حج: ص ۸۸ وہکذا امداد الفتاوی: ج ۲/ص ۱۵۶)

عورتوں کے لئے مخصوص ہدایات

مندرجہ ذیل مسائل میں عورتوں کا حکم مردوں سے بالکل الگ ہے۔
(۱) عورتوں کا احرام صرف اتنا ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔
(۲) سلے ہوئے کپڑے عورتوں کے لئے منع نہیں ہیں۔
(۳) عورتیں تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھیں۔
(۴) ناپاکی کی حالت یعنی حیض ونفاس میں دعاء وتلبیہ پڑھ کر احرام باندھ لیں۔ نماز نہ پڑھیں۔
(۵) سر کے بالوں کو ایک کپڑے سے باندھ لیں تاکہ کوئی بال ٹوٹ کر نہ گر جائے

اور یہ کپڑا (رومال) صرف احتیاط کے لئے ہے (بعض حضرات اس کو عورت کا احرام سمجھتے ہیں جو صحیح نہیں ہے)

(۶) صفا ومروہ کے درمیان سعی کے دوران ہرے کھمبوں یعنی ہری ٹیوب لائٹ کے درمیان دوڑنا عورتوں کے لئے مسنون نہیں ہے۔

(۷) احرام کھولتے وقت بالوں کے آخر سے صرف انگلی کے ایک پوروے کے برابر بال کاٹ لینا کافی ہے۔

(۸) ناپاکی کی حالت میں طواف کے علاوہ حج کے تمام ارکان ادا کرسکتی ہے۔

(۹) ایام نحر یعنی دس، گیارہ، بارہ، تاریخ میں پاکی کی حالت نہ ہوتو طواف زیارت کو پاک ہونے تک مؤخر کردیں ان پر کوئی جرمانہ نہ ہوگا۔

(۱۰) جدّہ یا مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد شوہر یا محرم کا انتقال ہوجائے یا طلاق ہوجائے تو اسی حالت میں حج کے ارکان ادا کرسکتی ہے۔

(۱۱) اگر عورتیں واپسی کے وقت ماہواری کے ایام میں مبتلا ہوجائیں تو ان سے طواف وداع معاف ہوجاتا ہے۔

(۱۲) اضطباع: یعنی احرام کی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا عورتوں کے لئے نہیں ہے۔

(۱۳) عورتوں کو رمی کرتے وقت ہاتھ اتنا اونچا نہ اٹھانا چاہئے کہ بغل نظر آئے۔

(۱۴) رَمل یعنی طواف کے شروع کے تین چکروں میں جھپٹ کر تیزی سے قدم نزدیک رکھ کر چلنا عورتوں کے لئے مسنون نہیں ہے، عورتیں اپنی ہی چال سے چلیں۔

(محمد رفعت قاسمی)

عورتوں کا احرام

مسئلہ:- عورتوں کا احرام اور حج بھی مردوں کی طرح ہے فرق یہ ہے کہ عورت کو سلے ہوئے کپڑے پہنے رہنا چاہئے سر کو بھی چھپانا چاہئے صرف چہرہ پر کپڑا نہ

لگنا چاہئے چہرا کھلا رہنا چاہئے۔

مسئلہ:- عورت کے لئے موزے دستانے پہننا جائز ہے، نہ پہننا اولیٰ ہے، زیور بھی پہن سکتی ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۰)

مسئلہ- حالت حیض و نفاس میں بھی احرام باندھ سکتی ہے مگر اس حالت میں دوگانہ یعنی دو رکعت نفل احرام نہ پڑھے۔ (احکام حج: ص ۳۴- حضرت مفتی شفیعؒ)

مسئلہ:- عورت کو حیض و نفاس میں چونکہ نماز پڑھنی ناجائز ہے اس لئے غسل یا وضو کر کے قبلہ رو بیٹھ کر نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینا چاہئے نماز نہ پڑھے۔

(معلم الحجاج: ص ۱۰۶)

مسئلہ:- عورت کو سر ڈھانکنا واجب ہے اور منہ پر کپڑا لگانا منع ہے سر پر سے کپڑا اس طرح لٹکانا کہ چہرہ پر نہ لگے بہتر ہے۔ اور سلے ہوئے کپڑے پہننے جائز ہیں۔

مسئلہ:- عورت کو چاہئے کہ احرام کی حالت میں سر پر چھوٹا سا رومال باندھے تاکہ سر نہ کھلے اور یہ سر پر رومال باندھنے کا حکم وجوب ستر کے لئے ہے یعنی سر کے بالوں کو چھپانے کے لئے ہے نہ کہ احرام کے لئے، کیونکہ عورت کے سر کا یہ (رومال) احرام نہیں ہے، چنانچہ اگر سر کھلا رہے تو جنایت (دم وغیرہ) نہ ہوگی۔ رومال باندھنا اجنبی مرد کے آگے واجب ہے اور سر کھولنا گناہ ہے۔

مسئلہ:- عورت کے لئے سر کا رومال احرام میں داخل نہیں ہے پس اگر غسل کے لئے (یا وضو میں مسح کرنے کے لئے) کھولے تو جنایت لازم نہ ہوگی۔ یہ اس لئے بھی ہے کہ بال ٹوٹنے سے محفوظ رہیں۔

مسئلہ:- عورت کو حیض میں تمام افعال کرنے جائز ہیں صرف طواف کرنا اور نماز پڑھنا منع ہے۔ اگر احرام سے پہلے حیض آ جائے تو غسل کر کے احرام باندھ کر سب افعال کرے مگر سعی و طواف و نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ:- عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے، صرف اس قدر زور سے

پڑھے کہ خود سن لے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۵)

مسئلہ:- خنثیٰ مشکل یعنی جس شخص کا مرد یا عورت ہونا معلوم نہ ہو تمام احکام میں وہ مثل عورت کے ہے اس کو کسی اجنبی عورت یا مرد کے ساتھ تنہائی جائز نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۲۹)

مسئلہ:- عورت احرام کی حالت میں اگر ہتھیلی پر مہندی لگائے گی تو دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۲۲۹)

مسئلہ:- احرام کی حالت میں روٹی پکاتے ہوئے کچھ بال جل گئے تو صدقہ دے اور اگر مرض کی وجہ سے گر گئے یا سوتے ہوئے جل گئے تو کچھ واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۳۹)

مسئلہ:- عورتوں کو احرام باندھنے کے لئے کسی خاص قسم کا لباس پہننا لازم نہیں ہے، اس لئے خواتین احرام میں سلے ہوئے کپڑے بدستور پہنی رہیں، خواہ وہ کسی رنگ کے ہوں، ان کا احرام یہ ہے کہ وہ چہرہ کھلا رکھیں، اور ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے یہی اولیٰ ہے البتہ غیر محرم مرد ہوں تو چہرے پر کسی چیز سے اوٹ بھی کر سکتی ہیں اور کسی کپڑے سے ہاتھوں کو بھی چھپا سکتی ہیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۹)

مسئلہ:- عورت کے لئے افضل یہی ہے کہ حالت احرام میں موزے پہنے رہے، کیونکہ اس میں زیادہ پردہ ہے، اور اگر اس کے کپڑے ڈھیلے اور تمام بدن کو ڈھانکنے والے ہوں تو وہی کپڑے کافی ہیں۔

مسئلہ:- عورت نے احرام کے وقت موزے پہنے تھے اور بعد میں اتار دیئے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے جیسے کوئی شخص احرام کے وقت جوتے پہنتا ہے، لیکن بعد میں اتار دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ: ص ۲۴)

مسئلہ:- احرام کے لئے غسل کرنا سنت مؤکدہ ہے، گو محض وضو کر لینا اصل سنت کے قائم مقام عمل ہے، لیکن غسل کرنا افضل ہے۔ اور یہ غسل ستھرائی کے پیش نظر

ہوگا پاک ہونے کے لئے نہیں، لہٰذا حیض ونفاس کی حالت میں غسل کرنا چاہئے۔

مسئلہ: - اگر پانی دستیاب نہ ہو تو غسل ساقط ہو جائے گا اس کے بجائے تیمم مشروع نہیں ہے، اس لئے کہ صفائی وستھرائی جو اس غسل کی غرض ہے وہ تیمم سے حاصل نہیں ہوتی۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۴۸)

مسئلہ: - حالت احرام میں عقد نکاح جائز ہے، کیونکہ احرام باندھنا عورت کو عقد نکاح کی صلاحیت سے مانع نہیں، البتہ ہم بستری ممنوع ہے۔
(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۵۶)

مسئلہ: - حالت احرام میں ہم بستری کی طرح وہ حرکات جن سے اس کی خواہش پیدا ہوتی ہے وہ بھی حرام ہیں مثلاً بوسہ لینا، بدن سے بدن ملانا۔
(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۵۳)

کیا عورتوں کو احرام میں چہرہ کھلا رکھنا چاہئے؟

مسئلہ: - یہ صحیح ہے کہ احرام کی حالت میں چہرے کو ڈھکنا جائز نہیں۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ احرام کی حالت میں عورت کو پردہ کی چھوٹ ہوگئی، نہیں! بلکہ جہاں تک ممکن ہو پردہ ضروری ہے، یا تو سر پر کوئی چھجا (ہیٹ، ٹوپ) سا لگایا جائے اور اس کے اوپر سے کپڑا اس طرح ڈالا جائے کہ پردہ ہو جائے مگر کپڑا چہرہ کو نہ لگے، یا عورت اپنے ہاتھ میں پنکھا وغیرہ رکھے (جہاں مردوں کا سامنا ہو) اسے چہرہ کے آگے کر لیا کرے، اس میں شبہ نہیں کہ حج کے طویل اور پُر ہجوم سفر میں عورت کے لئے پردہ کی پابندی بڑی مشکل ہے، لیکن جہاں تک ہو سکے پردہ کا اہتمام کرنا ضروری ہے اور جو اپنے بس سے باہر ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں گے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۸)

مسئلہ: - اگر کسی عورت کے احرام کی حالت میں چہرہ پر برقع کا نقاب ہوا سے اڑ کر پڑے یا سوتے میں چادر وغیرہ تو ایک گھنٹہ سے کم ہو تو جزا اس کی نصف صاع صدقہ واجب ہے اور اگر بار بار پڑتا رہے تو ایک مٹھی صدقہ کر دے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴/ص ۵۲۵)

عورت کا احرام کے اوپر سے مسح کرنا؟

سوال: آج کل دیکھا گیا ہے کہ عورتیں جو احرام باندھتی ہیں تو بال بالکل ڈھک جاتے ہیں اور اس کا سر کے اوپر سے بار بار اتارنا عورتوں کے لئے مشکل ہوتا ہے تو کیا سر کا مسح اسی کپڑے کے اوپر ٹھیک ہے؟

جواب: عورتیں جو سر کے اوپر رومال (کپڑا) باندھتی ہیں اس کا احرام سے کوئی تعلق نہیں، یہ رومالی صرف اس لئے باندھی جاتی ہے کہ بال بکھریں اور ٹوٹے نہیں۔

عورتوں کو اس رومال پر مسح کرنا صحیح نہیں۔ بلکہ رومال اتار کر سر پر مسح کرنا لازم ہے۔

اگر رومال ہی پر مسح کیا سر پر مسح نہیں کیا تو نہ وضو ہوگا، نہ نماز ہوگی، نہ طواف ہوگا، نہ حج ہوگا، نہ عمرہ۔ کیوں کہ یہ افعال بغیر وضو جائز نہیں اور سر پر مسح کرنا فرض ہے بغیر مسح کے وضو نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۰)

مسئلہ:- عورتیں احرام میں سر پر رومال باندھنا ضروری سمجھتی ہیں اور اس کو احرام سمجھتی ہیں، یہ جہالت ہے، غیر محرم سے سر اور چہرہ کا پردہ فرض ہے، اور بالوں کی حفاظت کیلئے سر پر رومال باندھنا بھی فی نفسہ جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۶)

عورتوں کے لئے حج کے ضروری مسائل

سوال: میرا حج کا ارادہ ہے مگر بہت پریشان ہوں کہ اگر حج کے دوران خاص ایام شروع ہو جائیں تو کیا کرنا چاہیے اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چالیس نمازوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: آپ کی پریشانی مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے ہے۔ حج کے افعال میں سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے کوئی چیز ایسی نہیں جس میں عورتوں کے خاص ایام رکاوٹ ہوں اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے ایام شروع ہو جائیں تو عورت غسل یا وضو کر کے حج کا احرام باندھ لے، احرام باندھنے کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی

جاتی ہے وہ نہ پڑھے، حاجی کیلئے مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلا طواف (جسے طواف قدوم کہا جاتا ہے) سنت ہے، اگر عورت خاص ایام میں ہو تو یہ طواف چھوڑ دے منیٰ جانے سے پہلے اگر پاک ہو جائیگی تو طواف کر لے ورنہ ضرورت نہیں اور نہ اس پر کوئی کفارہ لازم ہے۔

دوسرا طواف دس تاریخ کو کیا جاتا ہے جس کو طواف زیارت کہتے ہیں یہ حج کا فرض ہے، اگر عورت اس دوران خاص ایام میں ہو تو طواف میں تاخیر کرے۔ پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

تیسرا طواف مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے وقت کیا جاتا ہے یہ واجب ہے۔ لیکن اگر اس دوران عورت خاص ایام میں ہو تو اس طواف کو بھی چھوڑ دے اس سے یہ واجب بھی ساقط ہو جاتا ہے باقی منیٰ عرفات مزدلفہ میں جو مناسک ادا کئے جاتے ہیں ان کے لئے عورت کا پاک ہونا کوئی شرط نہیں ہے

اور اگر عورت نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو پاک ہونے تک عمرہ کا طواف و سعی نہ کرے اور اگر اس صورت میں اس کو عمرہ کے افعال ادا کرنے کا موقع نہ ملا کہ (حج کے لئے) منیٰ کی روانگی کا وقت آ گیا تو عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے یعنی بغیر نفل پڑھے وضو کر کے حج کے احرام کی نیت کر لے اور یہ عمرہ کا جو احرام توڑ دیا تھا اس کی جگہ بعد میں عمرہ کر لے

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنا مردوں کے لئے مستحب ہے، عورتوں کیلئے نہیں، عورتوں کیلئے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں بھی مسجد کے بجائے اپنے گھر (قیام گاہ) میں نماز پڑھنا افضل ہے۔ (آپ کے مسائل ج:۴/ص ۱۱۸ و ہکذا فی فتاویٰ دار العلوم ج:۶/ص ۵۴۶)

مسئلہ:۔ اگر عورت کو احرام کی حالت میں حیض یا نفاس آ جائے تو عورت پاکی کا انتظار کرے گی، پاک ہونے کے بعد طواف اور سعی کرے گی اور بال کٹوا کر عمرہ پورا کر لے گی اور اگر عمرہ کے بعد آیا یا آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنے کے بعد حیض یا نفاس آ جائے تو حج کے تمام اعمال ادا کرے گی، وقوف عرفہ، وقوف مزدلفہ

کنکریاں مارنا، تلبیہ و ذکر الٰہی سب کچھ کرے گی۔

اور اگر حج کے طواف و سعی کے بعد حیض یا نفاس آجائے تو طواف وداع ساقط ہو جائے گا، کیونکہ حائضہ و نفاس والی عورت پر طواف وداع نہیں ہے

(حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ: ص ۵۲)

مسئلہ:۔ عورتیں حیض یا نفاس کی حالت میں ہوں تو حج کے تمام اعمال انجام دیں صرف طواف بیت اللہ اور سعی صفا و مروہ نہ کریں، طواف اس لئے نہ کریں کہ طواف کے لئے پاکی شرط ہے اور سعی اس لئے نہ کریں کہ سعی طواف کے بغیر نہیں ہوتی۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۹)

مسئلہ:۔ عورتوں کے لئے اس حال میں حجر اسود کو چومنا بالکل حرام ہے جب کہ اجنبی مردوں کے ساتھ جسم لگنے کا احتمال ہو۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴/ص ۸۹)

مسئلہ:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک کے سامنے حاضری کے لئے دھکا بازی خصوصاً عورتوں کا غیر محرم کے ہجوم میں داخل ہونا حرام ہے۔ ایسی حالت میں دور سے درود و سلام پڑھیں۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۸)

عرفات میں حائضہ کا آیت کریمہ وغیرہ پڑھنا؟

مسئلہ:۔ عورت حیض یا نفاس کی حالت میں قرآن مجید کی کوئی بھی آیت تلاوت کی نیت سے نہیں پڑھ سکتی، البتہ قرآن مجید کی وہ آیت یا سورت جس میں دعا یا اللہ کی حمد و ثنا ہو۔ دعا اور ذکر کی نیت سے پڑھنا چاہئے تو پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ:۔ عورت حیض یا نفاس سے ہو اور جس (مرد یا عورت) پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں جانا بیت اللہ شریف کا طواف کرنا اور قرآن شریف پڑھنا اور اس کا چھونا درست نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر الحمد کی پوری سورت (سورۂ فاتحہ) دعاء کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن شریف میں آئی ہیں، ان کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ

سے نہ پڑھے تو درست ہے، اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ دعا ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. اور یہ دعا ربنا لا تؤاخذنا اِنْ سینا أو اخطانا. آخر تک جو سورۂ بقرہ کے آخیر میں ہے۔ یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو، دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں عورت حالت حیض ونفاس میں میدان عرفات میں ذکر اور دعا کی نیت سے سورۂ اخلاص (قل هو الله احد ذکر کی نیت سے پڑھ سکتی ہے) تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۹/ص ۱۱۸)

(آیت کریمہ لا اِله الا انت سبحانك انّی کنت من الظّٰلمین. بھی ذکر کی نیت سے پڑھ سکتی ہے البتہ قرآنی دعاؤں کے حروف کو نہ چھوئے ذکر کے طور پر زبانی پڑھے۔) محمد رفعت قاسمی

مسئلہ:- وقوف عرفات کے لئے پاک ہونا بھی شرط نہیں ہے، اگر کوئی عورت حیض یا نفاس کی وجہ سے ناپاکی کی حالت میں ہو تو اس حالت میں بھی وقوف عرفات درست ہو جائے گا۔ (احکام حج: ص ۶۵ وہکذا فی معلم الحجاج: ص ۱۶۳)

طواف کے دوران اگر بالغ ہو جائے؟

سوال: ایک لڑکی نے اپنے والدین کے ساتھ عمرہ کا طواف کیا اور پھر سعی کی اور سعی کے بعد لڑکی نے اپنی والدہ کو حیض کے شروع ہونے کی اطلاع کی۔ ماں نے اس سے دریافت کیا یہ کب سے شروع ہوا؟ تو اس نے بتایا کہ طواف کے دوران شروع ہوا۔ گویا حالت حیض میں اس نے پورا یا طواف کا اکثر حصہ ادا کیا پھر اسی حالت میں سعی بھی کی اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: لڑکی کو چاہئے تھا کہ عمرہ کا احرام نہ کھولتی بلکہ پاک ہونے۔ کے بعد دوبارہ طواف وسعی کرتی۔ بہر حال چونکہ اس نے احرام نابالغی کی حالت میں باندھا تھا، اس لئے اس پر دم جنایت نہیں ہے۔ مناسک ملا علی قاری میں ہے کہ "اگر بچہ نے ممنوعاتِ

احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب کیا تو اس کے ذمہ کچھ نہیں" خواہ یہ ارتکاب بلوغ کے بعد ہو، کیوں کہ وہ اس سے پہلے مکلف نہیں تھا۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۱۵)

مسئلہ:- حرمین شریفین میں نماز پڑھنے کے لئے عورتوں کا ماہواری کو روکنے کے لئے دوائی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج۱/ص۱۰۹)

مسئلہ:- عورت کو ایام خاص میں سعی کو طواف سے پہلے کرنا صحیح نہیں، پاک ہونے کے بعد طواف وسعی کر کے احرام کھولے۔ اس وقت تک احرام میں رہے۔

(آپ کے مسائل: ج۱/ص۱۰۹)

مسئلہ:- اگر دوران طواف عورت کو حیض آجائے تو طواف کو وہیں روک دے اور جب حیض سے پاک ہو جائے تو نئے سرے سے طواف کا اعادہ کرے۔

(ایضاح المناسک: ص۱۲۱)

مسئلہ:- عورت حیض سے ایسے وقت میں پاک ہوئی کہ بارہویں تاریخ کے آفتاب غروب ہونے میں اتنی دیر ہے کہ غسل کر کے مسجد میں جا کر پورا طواف یا صرف چار چکر کر سکتی ہے اور اس نے نہیں کیا تو دم واجب ہوگا اور اگر اتنا وقت نہ ہو تو کچھ واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص۱۸۰)

مسئلہ:- عورت جانتی ہے کہ حیض عنقریب آنے والا ہے اور ابھی حیض آنے میں اتنا وقت باقی ہے کہ پورا طواف یا چار پھیرے کر سکتی ہے، لیکن نہیں کیا اور حیض آ گیا پھر ایام نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی تو دم واجب ہوگا اور اگر چار پھیر نہیں کر سکتی تو کچھ واجب نہ ہوگا، یعنی پاک ہونے کے بعد چار پھیرے کرنے کا و... بھی نہیں تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔

(معلم الحجاج: ص۱۸۰ و ہکذا فی منتخبات نظام الفتاوی: ج۱/ص۱۵۶)

عورت احرام سے نکلنے کے لئے کتنے بال کاٹے؟

س: حج میں مرد قربانی کے بعد سر منڈاتے ہیں اور عورت اپنے سر کے بال

کتنے کاٹے اور یہ کہ سر کے نیچے کے بال کاٹے جائیں یا پیشانی کے بال بھی کاٹے جاسکتے ہیں؟

جواب: ایک انگلی کے برابر یعنی ایک انگلی کی تہائی مقدار تمام سر کے بال کاٹ دے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۱/ص ۲۰۷)

(عورت اپنے تمام سر کے بالوں کو مٹھی میں پکڑ کر نیچے سے انگلی کے ایک پورے کے برابر بال خود کاٹ لے یا کسی دوسری عورت سے یا کسی محرم سے کٹوالے، اور جتنے بھی عمرے کرے گی اتنی ہی مرتبہ اتنے بال کاٹنا ضروری ہیں اور اتنے ہی حج کے موقع پر کاٹے جائیں گے۔) محمد رفعت قاسمی

طواف زیارت کے وقت حیض آجائے تو؟

سوال: اگر کسی عورت کی بارہ ذی الحجہ کی فلائٹ ہے اور وہ اپنے خاص ایام میں ہے تو کیا وہ طواف زیارت (حج کا طواف) ترک کر کے وطن آجائے اور دم دیدے یا کوئی مانع چیز مثلاً دوائی وغیرہ استعمال کر کے طواف ادا کرے؟

جواب: طواف زیارت حج کا رکن عظیم ہے۔ جب تک طواف زیارت نہ کیا جائے میاں بیوی ایک دوسرے کے لئے حلال نہیں ہوتے بلکہ اس معاملہ میں احرام بدستور باقی رہتا ہے، اس لئے خواتین کو ہرگز طواف زیارت ترک نہیں کرنا چاہئے بلکہ پرواز چھوڑ دینی چاہئے۔

مسئلہ:- اگر کوئی شخص اس طواف کے بغیر وطن واپس آگیا تو اس پر لازم ہے کہ نیا احرام باندھے بغیر واپس مکہ مکرمہ جائے اور جا کر طواف زیارت کرے جب تک نہیں کرے گا میاں بیوی کے تعلق کے حق میں احرام رہے گا اور اس کا حج بھی نہیں ہوتا اور اس کا کوئی بدل بھی نہیں۔ دم دینے سے کام نہیں چلے گا بلکہ واپس جا کر طواف کرنا ضروری ہوگا۔ (تاخیر کی وجہ سے مرد پر دم بھی واجب ہوگا)

جو خواتین ان دنوں ناپاک ہوں، ان کو چاہئے کہ اپنا سفر ملتوی کر دیں اور جب تک پاک ہوکر طواف نہیں کرلیتیں مکہ مکرمہ سے واپس نہ جائیں۔ اگر کوئی تدبیر ایام کے روکنے کی ہوسکتی ہے تو پہلے سے اس کا اختیار کرلینا جائز ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۴۷)

مسئلہ:۔ اگر عورت کے لئے مانع حیض دوا کا استعمال مضر نہ ہو عورت اُسے برداشت کرسکتی ہو اور اس کا تجربہ بھی ہو تو حیض کو روکنے کی دوا کے استعمال کی صورت بھی اختیار کی جاسکتی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۷۹ وج ۶/ص ۴۰۴ وہکذا حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۵۳)

مسئلہ:۔ اگر عورت حیض کی وجہ سے طواف زیارت اس کے وقت میں نہ کرسکے تو دم واجب نہ ہوگا۔ پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کرے۔

(معلم الحجاج: ص ۱۸۰)

مسئلہ:۔ اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اسی جگہ طواف کا سلسلہ روک دینا لازم ہے اور وضو کر کے وہاں سے طواف کی تکمیل کی جاسکتی ہے، لیکن بہتر یہ ہی ہے نئے سرے سے طواف کا اعادہ کیا جائے۔ (سعی میں وضو کی شرط نہیں ہے۔)

(اوجز المناسک: ۵۳۰)

مجبوری کے وقت حیض کی حالت میں طواف زیارت کرنا؟

سوال: آج کل حج کے سفر میں آمد و رفت کی تاریخ پہلے ہی سے متعین ہوتی ہے تبدیل کرانا مشکل ہوتا ہے اور کافی پریشانی ہوتی ہے، تو کیا ایسی مجبوری کی حالت میں عورت حیض کی حالت میں طواف زیارت کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: حیض کی حالت میں حج کا رکن اعظم ''طواف زیارت'' کرنا بہت سنگین گناہ ہے، حدث اکبر یعنی ناپاکی کی حالت میں مسجد حرام میں داخل ہونا پڑے گا اور کافی وقت وہاں گزارنا ہوگا، جب کہ اس حالت میں مسجد میں داخل ہونا ہی حرام ہے، تو اس حالت میں بیت اللہ شریف میں داخل ہونا اور طواف زیارت جیسے اہم رکن کو ادا کرنا

کیسے گوارہ کیا جاسکتا ہے؟

لہٰذا پاک ہونے کے بعد ہی طواف زیار۔ ۔ کی کوشش کرے۔آج کل جہازوں کی کثرت ہے، کوشش کرنے پر کامیابی ہوسکتی ہے، معلم اور ذمہ دار لوگوں سے مل کر بھی اس کا حل نکل سکتا ہے، ناممکن نہیں ہے۔اگر وہاں ٹھہرنے میں اخراجات میں تنگی کا اندیشہ ہے تو کسی سے قرض لے کر یا چندہ کر کے یہاں تک کہ رقم ختم ہونے کی صورت میں زکوٰۃ کی رقم لے کر بھی انتظام کرنا جائز ہوگا یہ سب امور حیض کی حالت میں طواف زیارت کرنے سے اہون (آسان) ہیں، سہلوت پسندی اور سستی سے ہرگز کام نہ کیا جائے۔

اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسی صورت میں طواف کرلیا گیا تو حکماً حج پورا ہوجائے گا اور احرام سے بھی پوری طرح عورت حلال ہوجاتی ہے، لیکن پورا اونٹ یا گائے پوری ذبح کرنا لازم ہوگا، باقی شرعاً جان بوجھ کر ایسی حالت میں طواف کرنے کا حکم یا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔

اور ارادۃً (جان بوجھ کر) ایسی صورت میں یہ کام کرنا اور بعد میں جزاء اس کی دے کر سبکدوش ہوجائیں ہرگز ہرگز جائز نہیں۔نہ یہ گناہ فدیہ سے معاف ہوسکتا ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸ ص ۴۸)

سخت مجبوری میں گنجائش کی ایک شکل

ایک اور مسئلہ خاص طور پر خواتین سے متعلق ہے وہ یہ کہ اگر ایام نحر میں (دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ میں) کسی عورت کو ناپاکی کی بنا پر طواف زیارت کا موقع نہ مل سکے اور بعد میں اتنے روز ٹھہرنے کا بھی نظم نہ ہو کہ وہ پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کر کے وطن لوٹ سکے اور ایسی ناگزیر مشکل سامنے آجائے کہ پاکی کے ساتھ اس سفر میں طواف کا موقع ہی نہ رہے۔تو اس میں شرعی گنجائش فقہاء نے دی ہے۔

اس بارے میں بھی مذکورہ فقہی اجتماع منعقدہ ذی قعدہ ۱۴۲۱ھ نے مندرجہ ذیل

تجویز بکمال احتیاط منظور کی ہے۔

اگر طواف زیارت سے قبل کسی عورت کو حیض آجائے تو اس پر ایسی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے جس سے وہ پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کر کے ہی مکہ مکرمہ سے واپس ہو سکے جیسے ٹکٹ اور ویزے کی تاریخ بڑھانا۔ یا حج کمیٹی سے روانگی کو مؤخر کرانا وغیرہ، اور اگر کوئی ایسی صورت ممکن نہ ہو سکے اور دوبارہ وطن سے واپسی بھی مشکل ہو اور وہ حالت حیض ہی میں طواف زیارت کرے تو اگر چہ وہ گنہگار ہوگی، لیکن اس کا یہ طواف زیارت شرعاً معتبر ہوجائے گا اور وہ پوری طرح حلال ہوجائے گی یعنی احرام کی پابندیاں ختم ہوجائیں گی، مگر اس پر ایک بدنہ یعنی بڑے جانور (گائے یا اونٹ) کی قربانی جنایت میں لازم ہوگی اور اگر قربانی نہیں کی جاسکی اور وہ کسی بھی موقع پر طواف زیارت کا اعادہ کرلے تو بدنہ کا وجوب اس سے ساقط ہوجائے گا۔

(ندائے شاہی ص ۶۷ جنوری ۲۰۰۱ء حج و زیارت نمبر)

اس مسئلہ کی تفصیل دیکھئے منتخبات نظام الفتاوی: ج ۱/ ص ۱۰۷ و شامی: ج ۲/ ص ۲۰۶ و زبدۃ المناسک ص ۱۸۵)

(دونوں فتوی آپ کے سامنے موجود ہیں احتیاط پہلے میں ہیں، لیکن عمل کرنے میں سہولت دوسرے فتوی میں ہے۔ محمد رفعت قاسمی)

طواف کی سات قسمیں اور ان کا حکم

مسئلہ:- حالت جنابت (ناپاکی) یا حالت حیض و نفاس میں اگر طواف کیا جائے گا تو طواف کی ساتوں قسموں کا حکم مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) طواف زیارت کیا جائے تو جنبی حائضہ اور نفساء پر جرمانہ میں ایک گائے پوری یا ایک اونٹ کی قربانی واجب ہوگی جو حدود حرم میں لازم ہوگی، اور اگر ایسی حالت میں تین یا اس سے زیادہ طواف کے چکر کئے تو دم (ایک بکرا، گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ) لازم ہوگا اور اگر پاکی کے بعد طواف کا اعادہ کرلیا جائیگا تو جرمانہ ختم ہوجائے گا۔

(۲) طواف عمرہ: اگر حالت حیض یا نفاس یا جنابت میں طواف عمرہ کریں تو جرمانہ میں ایک دم یعنی بکری کی قربانی لازم ہوگی اور اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کریں تو جرمانہ ختم ہو جائے گا۔

(۳) طواف وداع: حائضہ و نفساء پر یہ طواف معاف ہے ان پر یہ طواف واجب نہیں ہے اور اگر حالت جنابت میں طواف وداع کیا جائے گا تو جرمانہ میں ایک قربانی لازم ہوگی اور اعادہ کرنے سے جرمانہ معاف ہو جائے گا۔

(۴) نذر کا طواف: طواف نذر (جس نے طواف کرنے کی نذر کی ہو وہ) واجب ہے، لہٰذا اگر حالت حیض یا نفاس یا جنابت کی حالت میں طواف نذر کیا جائے گا تو جرمانہ میں ایک دم دینا ہوگا اور پاکی کی حالت میں اعادہ کرنے سے وہ جرمانہ معاف ہو جائیگا۔

(۵) طواف قدوم: حالت جنابت و حیض و نفاس میں طواف قدوم کرنے سے جرمانہ میں دم واجب ہوگا اور پاک ہونے کے بعد اعادہ کرنے سے جرمانہ ساقط ہو جائے گا۔

(۶) طواف نفل (۷) طواف تحیۃ: ان دونوں کا حکم یہ ہے کہ حالت جنابت یا حالت حیض و نفاس میں کیا جائے گا تو ان میں دم دینا واجب ہو جائے گا اور اعادہ کی صورت میں دم ساقط ہو جائے گا۔ کیوں کہ طواف نفل بھی طواف قدوم کی طرح ہے۔
(ندائے شاہی حج و زیارت نمبر: ص ۱۵۷ - جنوری ۲۰۰۱ء بحوالہ غنیۃ المناسک: ص ۲۴۷)

طواف وداع کے موقع پر حیض آجانا؟

مسئلہ: - حائضہ عورت اگر مکہ کی آبادی سے نکلنے سے پہلے پاک ہو جائے تو اس کو لوٹ کر طواف وداع کرنا واجب ہے (جب کہ لوٹنا اپنے اختیار میں ہو) اگر آبادی سے نکلنے کے بعد پاک ہو تو واجب نہیں لیکن اگر میقات سے گزرنے سے پہلے کسی وجہ سے واپس آئے گی تو یہ طواف واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۹۰)

مسئلہ: - عورت حج سے واپسی کے وقت حائضہ ہو جائے اور طواف وداع

نہ کر سکے اور وہاں پر نہ ٹھہر سکتی ہو اور شوہر (یا محرم) کے ساتھ آ جائے اور طواف وداع نہ کر سکے تو اس پر دم لازم نہ ہوگا۔

حائضہ عورت پر طواف وداع واجب نہیں، اگر موقع ہو تو پاک ہونے کے بعد طواف وداع کر کے واپس ہونا افضل ہے اور یہ طواف وداع کا حکم ہے۔ طواف زیارت کا حکم اور ہے۔ (جو پہلے گذر چکا) (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۸۹)

مسئلہ:۔ اہل حرم، اہل حل، اہل میقات اور حائضہ، نفساء، مجنون اور نابالغ پر طوافِ وداع واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۰۷)

مسئلہ:۔ حیض ونفاس والی عورت طواف وداع نہ کرے بلکہ حدود مسجد سے باہر باہر دعا مانگ کر رخصت ہو جائے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۰۷)

عورتوں کے لئے سر منڈانے کی ممانعت کیوں؟

حضرت علی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو اپنا سر منڈانے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف حدیث: ۲۶۵۳۰)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ عورتوں پر حلق نہیں ہے۔ عورتوں پر صرف بال ترشوانا ہے۔ (حدیث: ۲۶۵۴۰)

تشریح:۔ عورتوں کے لئے احرام کھولتے وقت سر منڈوانا دو وجہوں سے ممنوع ہے ایک یہ کہ اس سے عورت کی شکل بدنما ہو جاتی ہے۔ اور مثلہ یعنی صورت بگاڑنا مطلقاً منع ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سے عورت مرد کی ہم شکل بن جاتی ہے۔ عورتوں کے لئے مردوں کی شکل اختیار کرنا بھی مطلقاً منع ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴/ص ۲۲۸)

ایک ضروری ہدایت

حج کمیٹی کی طرف سے لازمی رہائش اسکیم کے تحت عمارتوں میں جو کمرے الاٹ

کئے جاتے ہیں ان میں ایک ہی کمرہ میں کئی فیملیوں کو محرم وغیرہ کا لحاظ کئے بغیر ٹھہرایا جاتا ہے یہ بہت ہی تکلیف دہ اور خطرناک بات ہے۔ اس لئے اولاً یہ کوشش کرنی چاہئے کہ عورتوں اور مردوں کے کمرے الگ الگ ہو جائیں۔ اگر آپس میں حاجی اس طرح کی بات طے کرلیں تو اس میں کوئی مشکل بھی نہیں ہے۔

لیکن اگر یہ صورت نہ ہو سکے تو کم از کم ایک ہی کمرہ میں رہ کر چادر وغیرہ سے پردے ڈال لینا چاہئے، تاکہ کسی حد تک رکاوٹ ہو جائے۔ اور حج کے مبارک سفر میں بدنظری اور بے حیائی سے حفاظت ہو سکے۔

انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ عام طور پر حجاج اس کا بالکل خیال نہیں رکھتے۔ اور ان قیام گاہوں میں اجنبی مرد و عورت اس طرح بے تکلف رہتے ہیں گویا وہ آپس میں سگے (محرم) رشتہ دار ہوں۔ اور بسا اوقات اجنبی مرد و عورت کے درمیان خلوت کی نوبت بھی آجاتی ہے جو قطعاً حرام ہے۔ حتی الامکان ایسی بے احتیاطیوں سے بچنا لازم ہے، نیز عورت اپنے سر کے بالوں کو بھی غیر محرم کی نظر سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین (محمد رفعت قاسمی)

حجر اسود شروع میں ایک ہی تھا اب اس کے چھوٹے چھوٹے آٹھ ٹکڑے ہیں، ان ٹکڑوں کو پتھر کے بڑے ٹکڑے میں جوڑا گیا ہے اور پھر اس پر چاندی کا فریم لگا دیا گیا ہے، یہی وہ ٹکڑے ہیں جن کو بوسہ دینا مسنون ہے، نہ کہ وہ بڑا پتھر اور نہ ہی چاندی کا وہ خول جو اس بڑے پتھر پر چڑھا ہوا ہے۔
(رفعت قاسمی)

حجر اسود کے آٹھ ٹکڑوں کو بڑا کر کے نمایاں کیا گیا ہے

حج کی رہنمائی قدم بہ قدم

احرام کہاں سے باندھیں؟

☆ اگر سیدھے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہوتو جہاز میں سوار ہونے سے پہلے ایئرپورٹ پراحرام باندھیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کردیں۔ اگر جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام نہیں باندھا ہے تو جدہ پہنچنے سے تقریباً ایک گھنٹہ قبل ضرور احرام باندھ لیں، ورنہ میقات سے بلا احرام آگے بڑھنے کے جرم میں دَم قربانی واجب ہوجائے گی۔ (اس لئے کہ ہندوستان وغیرہ سے جانے والا ہر ہوائی جہاز قرن المنازل کی میقات یا اس کی محاذات سے گذر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس مقام سے گذرنے سے پہلے حجاج کو بہر حال احرام باندھ لینا ضروری ہے)

☆ اگر پہلے مدینہ منورہ جانے کا نظام ہوتو یہاں سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں بلکہ جب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جانا ہوتو ذوالحلیفہ سے احرام باندھا جائے گا۔

احرام باندھنے کا مسنون طریقہ

☆ احرام باندھنے سے پہلے مستحب ہے کہ حجامت بنوالی جائے، ناخون کتر لیں، بغل اور زیر ناف بال صاف کر لئے جائیں۔ اس کے بعد احرام کی نیت سے غسل کرلیں۔ اگر غسل کا موقع یا انتظام نہ ہوتو وضو کرلیں۔

☆ غسل یا وضو کے بعد مرد حضرات سِلا ہوا کپڑا اُتار دیں اور ایک تہبند باندھ لیں، اور اس پر ایک چادر اوڑھ لیں، اور خوشبو لگائیں، مگر کپڑے پر داغ نہ لگنے پائے، یہ دونوں چادریں سفید اور نئی ہوں تو بہتر ہے۔ (اگر تہبند کو درمیان سے سی لیا جائے تو بھی جائز ہے اور جو حضرات بلا سلی لنگی پہننے کے عادی نہیں ہیں انھیں سِلی ہوئی لنگی پہننی چاہیئے، تاکہ کشف عورت کا اندیشہ نہ ہو۔ یعنی ناف سے لیکر گھٹنہ تک حصہ نہ کھلے)۔

☆ خواتین احرام کیلئے سلے ہوئے کپڑے نہیں اُتاریں گی، بلکہ ان کا احرام صرف یہ ہے کہ وہ اپنا سر ڈھانک لیں اور چہرہ کھولے رکھیں۔ اور پردہ کے لئے بہتر یہ ہے کہ نقاب کے اوپر کوئی ہیٹ لگالیں تاکہ نقاب چہرے پر نہ لگ سکے۔ (آج کل ایک خاص قسم کے کپڑے کو جسے عورتیں سر کے بالوں پر باندھتی ہیں خواتین نے اسے احرام کا نام دے رکھا ہے اس کی کوئی اصل نہیں، اس کپڑے یا رومال کا نام احرام نہیں)۔

☆ احرام کی تیاری کے بعد اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت نماز نفل احرام کی نیت سے پڑھیں۔ بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ واضح رہے کہ اس نماز کو پڑھتے وقت چادر وغیرہ سے سر ڈھانک لینا افضل ہے، کیونکہ ابھی احرام کی پابندیاں شروع نہیں ہوئیں۔

☆ اگر اس وقت خواتین ناپاکی کے ایام میں ہوں تو وہ نماز نہ پڑھیں بلکہ ویسے ہی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں۔

☆ مرد حضرات نماز سے فارغ ہو کر سر سے چادر ہٹالیں اور اس کے بعد حج کی تینوں قسموں (افراد، قران اور تمتع) میں سے جس قسم کا ارادہ ہو اس کی نیت کریں۔ مثلاً اگر افراد کا ارادہ ہو تو اس طرح کہیں: اللّٰهم انى اريد الحج فيسّره لى وتقبله منّى. (اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں، اسے میرے لئے آسان کیجئے اور قبول فرمائیے۔) اور اگر حج قران کا ارادہ ہو تو یوں کہیں: اَللّٰهم انى اُريد الحج والعمرة فيسّرهما لى وتقبلهما منّى. (اے اللہ میں حج اور عمرہ دونوں اکٹھا کرنا چاہتا ہوں، ان کو میرے لئے آسان فرمادیئے، اور قبول فرمالیجئے) اور اگر حج تمتع کا ارادہ ہے تو یوں کہے: اللّٰهم انى اُريد العمرة فيسّرها لى وتقبلها منّى (اے اللہ میں عمرہ کرنا چاہتا ہوں، اس کو سہل کر دیجئے اور قبول فرمالیجئے) آج کل اکثر لوگ حج تمتع کرتے ہیں، اس میں سہولت ہے۔

☆ اس کے بعد مرد بلند آواز سے اور عورتیں آہستہ آواز سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔

تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: لبيك اللّٰهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، ان الحمد والنعمة لك والملك، لا شريك لك (حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں، حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں حاضر ہوں، ساری تعریفیں اور سب نعمتیں صرف آپ ہی کے لئے ہیں اور ساری بادشاہی بھی آپ ہی کے اختیار میں ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔)

☆ نیت کے ساتھ تلبیہ کہنے کے بعد اب باقاعدہ محرم بن گئے اور احرام کی ساری پابندیاں شروع ہوگئیں۔ یاد رہے کہ احرام کرنے کے لئے نہ صرف نیت کافی ہے، اور نہ ہی صرف تلبیہ، بلکہ تلبیہ اور نیت ایک ساتھ ہونا شرط ہے۔

☆ تلبیہ کے بعد جو چاہے دعا مانگیں۔ یہ دعا مانگنی مستحب ہے: اللّٰهم انى اسئلك رضاك والجنة واعوذبك من غضبك والنار. (اے اللہ! میں آپ کی خوشنودی اور جنت کا طلب گار ہوں اور آپ کے غصے اور دوزخ سے پناہ چاہتا ہوں۔)

☆ احرام شروع ہونے کے بعد بہت سی چیزیں جو پہلے سے حلال تھیں وہ بھی حرام ہوجاتی ہیں۔ مثلاً خوشبو لگانا، بدن کی ہیئت پر سلا ہوا لباس پہننا، بال یا ناخن کاٹنا، سر یا منہ کو ڈھانکنا، جوں مارنا، شکار کرنا، بیوی سے جماع کرنا یا بے حیائی کی باتیں کرنا وغیرہ۔ (ان کی تفصیل مسائل حج کی کتابوں میں دیکھ کر یاد کرنی چاہئے، اور ان سب پابندیوں کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔)

☆ حج تمتع کی صورت میں مکہ معظمہ پہنچ کر طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ پڑھنا بند کر دیا جائے گا اور حج افراد اور حج قران میں یہ تلبیہ ۱۰ ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ (جسے بڑا شیطان بھی کہا جاتا ہے) کی رمی تک جاری رہے گا اور جب تک بھی تلبیہ کا حکم باقی رہے کثرت سے اور پورے ذوق وشوق سے تلبیہ پڑھنے کو جاری رکھا جائے، اور پڑھتے وقت اس کے معنی کا ضرور استحضار رکھیں، اور یہ تصور کریں کہ ایک عاشق بے نوا اپنے مہربان آقا کے دربار میں کھنچا چلا جارہا ہے۔

بیت اللہ میں حاضری

☆ مکہ معظمہ پہونچے اور رہائش وغیرہ کے متعلق انتظامات مکمل ہونے اور فی الجملہ یکسوئی میسر آنے پر اب حرم شریف میں حاضری کے لئے تیار ہوجایئے۔

☆ بیت اللہ شریف پر نظر پڑتے ہی خوب دلجمعی اور گریہ وزاری کے ساتھ دعا کریں۔ یہ قبولیت کا موقع ہے۔

☆ اگر آپ نے حج افراد کا احرام باندھا ہے، تو بیت اللہ میں حاضری کے بعد فوراً طواف قدوم کریں اور اگر حج تمتع یا حج قران کا احرام ہو تو جاتے ہی اولاً طواف عمرہ کریں، حج تمتع کرنے والے کے لئے طواف قدوم کا حکم نہیں اور حج قران کرنے والا عمرہ کے بعد طواف قدوم کرے گا۔

☆ تمتع کرنے والا شخص طواف کے پہلے تین چکروں میں رمل (جھپٹ کر چلنا) اور ساتوں چکروں میں اضطباع (احرام کی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کاندھے پر ڈالنا) کرے گا، اور اس کے بعد عمرہ کی تکمیل کے لئے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کریگا۔ حج قران کرنے والا بھی اسی طرح ارکان عمرہ ادا کرے گا۔

☆ اور حج افراد کرنے والا اگر طواف قدوم کے بعد ہی حج والی سعی کرنا چاہے تو اسے بھی طواف قدوم میں رمل اور اضطباع کرنا پڑے گا۔ واضح رہے کہ رمل اور اضطباع مردوں کے لئے ہر اس طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی کا ارادہ ہو۔

☆ عورتوں کیلیے رمل اور اضطباع کا حکم بالکل نہیں (بعض عورتیں طواف میں مردوں کی طرح رَمل کرتی (جھپٹ کر چلتی) ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے، اس سے احتراز کریں۔

☆ طواف کی ابتداء وانتہاء حجر اسود کی استلام (بوسہ لینے) سے ہوتی ہے۔ حجر اسود کے سامنے فرش پر پورے مطاف میں ایک کالی پٹی بنی ہوئی ہے، اس پٹی کے قریب جاکر اس طرح کھڑے ہوں کہ حجر اسود دائیں جانب ہو۔ پھر طواف کی نیت اس طرح کریں

کہ ''اے اللہ میں تیرے مقدس گھر کے سات چکروں کے طواف کی نیت کرتا ہوں، خالص تیری رضا اور خوشنودی کے لئے، لہٰذا اسے میرے لئے آسان کر کے قبول فرما۔''

☆ نیت کرنے کے بعد دائیں طرف چلیں اور حجر اسود کے بالکل سامنے آجائیں یعنی چہرہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کر کے کالی پٹی پر کھڑے ہوجائیں اور پھر نماز کی طرح ہاتھ اُٹھاتے ہوئے "بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد" پڑھیں اور ہاتھ گرادیں۔

☆ اس کے بعد حجر اسود کا استلام کریں، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر حجر اسود تک پہنچنے کا موقع مل جائے تو اپنا منہ دونوں ہاتھوں کے بیچ میں اس طرح رکھیں جیسے نماز میں سجدے میں رکھا جاتا ہے اور نرمی کے ساتھ بوسہ دیں اور اگر بھیڑ کی وجہ سے حجر اسود تک نہ پہنچ سکیں تو پھر کالی پٹی پر کھڑے دُور سے دونوں ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف اس خیال سے کریں کہ وہ حجر اسود پر رکھی ہوئی ہیں، پھر ان ہاتھوں کو چوم لیں۔ استلام کے وقت یہ کلمات پڑھیں: اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللّٰہ دور سے استلام کرنے میں بھی اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا قریب سے بوسہ لینے میں۔ اس لئے زیادہ بھیڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں، خاص کر خواتین حتی الامکان غیر مردوں سے اختلاط سے بچنے کا اہتمام کریں۔

☆ استلام کرنے کے بعد فوراً اپنا چہرہ سینہ اور قدم حجر اسود کے دائیں طرف کر کے چلنا شروع کردیں اور چکر کے دوران رُخ بیت اللہ شریف کی طرف نہ کریں بلکہ نظر نیچے کئے ہوئے گولائی میں چلتے رہیں۔

☆ اور جب ایک چکر پورا ہوجائے اور دوبارہ کالی پٹی پر پہنچیں تو پھر چہرہ اور سینہ حجر اسود کی طرف کر کے استلام کریں اور فوراً اپنی ہیئت پر آجائیں، اسی طرح ساتوں چکر پورے کریں۔ سہولت کے لئے ایک نقشہ آگے درج ہے:

☆ ہر چکر میں جب بھی رکن یمانی پر پہنچیں تو اگر قریب ہوں تو سینہ اور قدم بیت اللہ شریف کی طرف کیے بغیر دونوں ہاتھوں یا صرف دائیں ہاتھ سے رکن یمانی کو چھونا سنت ہے، لیکن اس وقت ہاتھ کو بوسہ نہیں دیا جائے گا، اور اگر بھیڑ کی وجہ سے قریب جانا مشکل ہو تو دُور سے اشارہ وغیرہ نہ کیا جائے بلکہ وہاں سے ویسے ہی گذر جائیں۔ آج کل بہت سے لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی رُکن یمانی سے گذرتے ہوئے بلند آواز سے تکبیر پڑھتے ہیں اور ہاتھوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ سب خلافِ سنت ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

☆ طواف کے ساتوں چکروں میں باوضو رہنا ضروری ہے۔ اگر پہلے چار چکروں کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے طواف از سر نو کرنا ہوگا اور اگر چار چکروں کے بعد ٹوٹا ہے تو اختیار ہے چاہے تو وضو کر کے بقیہ چکروں کو پورا کر لے یا از سر نو طواف کرے۔

☆ طواف کے دوران ذکر واذکار، تسبیحات، دینی گفتگو اور جو بھی دعاء یاد ہو وہ کی جاسکتی ہے۔ متعین دعائیں پڑھنا ہی ضروری نہیں۔ اور جو دعا بھی پڑھیں اتنی آہستہ

پڑھیں کہ دوسروں کی عبادت میں خلل نہ پڑے۔ آج کل جو طواف میں گروپ بنا کر اور چیخ چیخ کر دعائیں پڑھی جاتی ہیں یہ طریقہ قطعاً غلط ہے۔ طواف کے دوران جب رُکن یمانی سے گزریں تو حجر اسود تک پہنچتے پہنچتے درج ذیل دعا پڑھنا احادیث سے ثابت ہے: اَللّٰهم انی اسئلك العفو والعافية فی الدنيا والآخرة. ربنا آتنا فی الدنيا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار. وادخلنا الجنة مع الابرار يا عزيز يا غفار يا ربّ العالمين. (اے اللہ میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت اور معافی کا خواستگار ہوں۔ اے ہمارے رب ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی سے سرفراز فرمائیے اور ہم کو جنت میں نیک لوگوں کے ساتھ داخل فرمائیے۔

☆ اگر طواف میں اضطباع کیا گیا ہے تو طواف کے بعد سب سے پہلا کام یہ کریں کہ اب اضطباع کی کیفیت ختم کرلیں اور اپنے دونوں مونڈھے احرام کی چادر سے ڈھک لیں، کیونکہ اضطباع صرف طواف کی حالت میں ہی مسنون ہے اس سے پہلے یا بعد میں مسنون نہیں۔

☆ طواف کے سات چکر پورے ہونے پر دو رکعت نماز واجب الطّواف پڑھنا ضروری ہے۔ ہاں اگر مکروہ وقت ہو تو طواف کرتے رہیں اور مکروہ وقت گذرنے کے بعد سب طوافوں کی الگ الگ نمازیں ترتیب وار پڑھ لیں۔

☆ طواف کے دوران نمازیوں کے آگے سے گذرنا منع نہیں اور طواف کے علاوہ حالت میں بہتر ہے کہ نمازی کے عین سامنے سے نہ گذریں بلکہ کم از کم سجدے کے مقام کے آگے سے گذریں۔

☆ طواف کی نماز مقام ابراہیم کے سامنے پڑھنا مسنون ہے۔ پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔ اگر مقام ابراہیم میں بھیڑ کی وجہ سے جگہ نہ ملے تو کہیں بھی طواف کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

☆ طواف کے بعد ملتزم (جو حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان

تقریباً ڈھائی گز کا کعبہ کی دیوار کا حصہ ہے) سے لپٹ کر دعا مانگنا مستحب ہے۔ اگر موقع ملے تو اس جگہ سے لپٹ کر اپنا چہرہ اور پیٹ اور سینہ لگا کر جو چاہیں دعا مانگیں۔ یہ دعاء کی قبولیت کا خاص مقام ہے۔ البتہ اگر احرام کی حالت میں ہوں تو اس سے نہ لپٹیں، کیونکہ اس جگہ پر خوشبو لگائی جاتی ہے، جس کا احرام کی حالت میں بدن سے لگانا منع ہے۔

☆ طواف کے بعد زمزم پینا بھی مسنون ہے۔ اور زمزم پیتے وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے۔ انشاء اللہ

صفا و مروہ کی سعی

☆ طواف کے بعد اگر سعی کرنی ہے تو حجر اسود کا استلام کر کے کالی پٹی کی سیدھ میں چلیں۔ اسی جانب کچھ فاصلہ پر صفا پہاڑی کا مقام ہے۔

☆ صفا پر بس اتنا چڑھیں جہاں سے بیت اللہ شریف نظر آئے زیادہ اوپر چڑھنا مکروہ ہے، یہاں اوّلاً قبلہ رخ ہو کر سعی کی نیت کریں پھر اس طرح ہاتھ جس طرح دعا میں اٹھائے جاتے ہیں نماز کی تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک نہ اٹھائیں جیسا کہ بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں اور ہاتھ اٹھائے ہوئے ذکر واذکار اور دعاء میں مشغول ہوں یہ بھی دعاء کی قبولیت کا مقام ہے۔

☆ پھر صفا سے مروہ کی طرف چلیں، مروہ پہنچ کر ایک چکر مکمل ہو جائے گا، مروہ میں بھی اسی طرح ہاتھ اٹھا کر ذکر واذکار میں مشغول ہوں جیسے صفا پر کیا تھا۔

☆ صفا و مروہ کے درمیان جہاں ہری لائٹیں لگی ہوئی ہیں اس حصے میں مردوں کے لئے تیز چلنا مسنون ہے، لیکن عورتیں اپنی ہیئت پر چلتی رہیں، وہ ہرگز نہ دوڑیں۔ سبز ہرے ستونوں کے درمیان یہ دعاء پڑھنا بھی منقول ہے **رب اغفر وارحم انك انت الاعزّ والاكرم** (اے اللہ! بخشش اور رحمت سے نواز بیشک تو ہی سب پر غالب اور سب سے زیادہ کرم کرنے والا ہے)۔

☆ سعی کے دوران اگر وضو باقی نہ رہے تو وضو کرنا لازم نہیں اگر وضو کر کے آئے تو

از سر نو سعی کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ بس بقیہ چکر پورے کر لے خواہ شروع سعی میں وضو ٹوٹا ہو یا بعد میں۔

☆ سعی سے فارغ ہو کر مسجد حرام میں کسی بھی جگہ دو رکعت نفل پڑھنا بھی مستحب ہے، یہ نماز سر منڈوانے سے پہلے پڑھی جائے گی۔

☆ واضح رہے کہ سعی صرف عمرہ یا حج کے ارکان کے ساتھ مشروع ہے۔ بلا عمرہ یا بلا حج نفلی سعی ثابت نہیں۔ بعض لوگ خواہ مخواہ سعی کرتے نظر آتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ نفلی طواف کی طرح سعی بھی ہوتی ہے۔ یہ محض جہالت ہے۔

سر کے بال منڈوانا یا کتروانا

☆ سعی کی تکمیل کے بعد عمرہ کرنے والا (تمتع والے) حضرات سر حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں گے۔

☆ واضح رہے کہ حلق یا قصر کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہو سکتیں اور حنفی مسلک میں کم از کم چوتھائی سر کا حلق یا قصر لازم ہے۔ اور پورے سر کا حلق یا قصر سنت ہے۔

☆ جس شخص کے سر میں ایک انگلی کے پورونے سے کم بال ہوں اس کے لئے قصر جائز نہیں، بلکہ حلق (منڈوانا) ضروری ہے۔

☆ حلق یا قصر حدودِ حرم میں ہونا ضروری ہے ورنہ دَم لازم ہوگا۔

☆ عمرہ کرنے والا، یا حج کرنے والا جب سب ارکان ادا کر چکے اور صرف حلق یا قصر باقی رہ جائے تو اپنے بال خود بھی کاٹ سکتا ہے اور اپنے جیسے دوسرے محرم کے بال بھی بنا سکتا ہے، لیکن بال کے کاٹنے سے پہلے ناخن وغیرہ نہ کاٹے ورنہ دَم لازم ہو جائے گا۔

عمرہ کے بعد مکہ معظمہ میں قیام

☆ عمرہ کی تکمیل کے بعد تمتع والا حاجی حلال ہو جاتا ہے۔ اب مکہ معظمہ کے قیام کو غنیمت خیال کریں اور زیادہ سے زیادہ طواف، حرم میں نماز با جماعت اور تلاوت و اذکار

کا اہتمام رکھیں۔ یہاں ہر نیکی کا ثواب ایک لاکھ گنا ملتا ہے۔

☆ اگر چاہیں تو اس درمیان زمانہ میں آپ نفلی عمرے بھی کر سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں حدودِ حرم سے باہر تنعیم (مسجد عائشہؓ) یا جعرانہ وغیرہ جا کر احرام باندھنا ہوگا۔

منیٰ کے لئے روانگی

☆ یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی رات ہی سے منیٰ کی روانگی شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے آپ ۷ر ذی الحجہ کی شام ہی سے احرام وغیرہ کی تیاریاں مکمل کر لیں تا کہ معلم کی بسوں کے نظام کے مطابق آپ منیٰ جا سکیں۔ کیونکہ ناواقف اور نا تجربہ کار لوگوں کے لئے معلم کی بسوں کے بغیر منیٰ کی قیام گاہ پر پہنچ پانا بہت ہی دشوار ہوتا ہے۔ البتہ جو حضرات واقف کار ہیں وہ اطمینان سے آٹھویں تاریخ کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ روانہ ہوں۔

☆ حج کا احرام اگرچہ مکہ معظمہ میں اپنی قیام گاہ پر بھی باندھا جا سکتا ہے، لیکن مسجدِ حرام میں جا کر نیت اور تلبیہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

☆ جو حضرات طوافِ زیارت کے بعد کی بھیڑ سے بچنا چاہیں وہ آج ہی ایک نفلی طواف (مع رمل و اضطباع) کر کے حج کی سعی مقدم بھی کر سکتے ہیں۔ اگر اس وقت سعی کر لی تو بعد میں سعی کی ضرورت نہ ہوگی۔

☆ منیٰ جاتے وقت ایک جوڑا کپڑا، لوٹا، چٹائی، چھتری اور پانی کا تھرمس اور کچھ کھانے کی خشک چیزیں (بسکٹ، نمکین وغیرہ) جیسے ضروری سامان لے لیں۔ زیادہ بوجھ نہ لیں۔

☆ منیٰ میں آٹھویں تاریخ سے نویں تاریخ کی صبح تک مقیم رہ کر پانچ نمازیں ادا کرنا مسنون ہے۔

☆ منیٰ میں اب خیمے آگ پروف عمدہ بن گئے ہیں جن میں کولر کا بھی انتظام ہے، مگر

یہ سب یکساں معلوم ہوتے ہیں، اس لئے حجاج کرام اپنے خیمے کی پہچان اچھی طرح کرلیں اور اپنے خیمے سے زیادہ دور نہ جائیں ورنہ گم ہوجانے کا قوی اندیشہ ہے۔ اور اپنا تعارفی کارڈ ہر وقت ساتھ رکھیں۔

☆ خیموں میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط نہ ہونے دیں۔ بلکہ درمیان میں چادر ڈال کر دونوں کے حصے الگ کردیں۔ یہ بہت ضروری ہے۔

☆ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی نماز فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مردوں کیلئے بلند آواز سے اور عورتوں کے لئے آہستہ آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق (اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد) پڑھنا واجب ہے۔

عرفات کے میدان میں

☆ معلم کی بسیں رات ہی سے عرفات لے جانے شروع کردیتی ہیں، لیکن سنت یہی ہے کہ فجر پڑھ کر عرفات کے لئے روانہ ہوں۔

☆ عرفات جاتے وقت نہایت ذوق وشوق کے ساتھ تلبیہ کا ورد کریں اور عاشقانہ انداز اور کیف و مستی کے عالم میں رحمت خداوندی کے امیدوار بن کر عرفات کا قصد کریں کیونکہ آج ہی کا دن پورے حج کا ماحصل ہے۔

☆ عرفات میں اگر اپنی جائے قیام کا پہلے سے پتہ لگالیا جائے تو سہولت رہتی ہے، کیونکہ بسا اوقات معلم کی بسیں ٹریفک کی مجبوریوں کی وجہ سے اتنی دیر کردیتی ہیں کہ وقوف کا وقت بسوں میں بیٹھے بیٹھے ضائع ہونے لگتا ہے۔ اگر قیام گاہ کا پتہ پہلے سے معلوم ہو تو عرفات میں کہیں بھی اتر کر پیدل اپنی قیام گاہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ نیز منیٰ سے ٹیکسیوں کے ذریعے بھی آسکتے ہیں۔

☆ عرفہ کا وقوف جو فرض ہے وہ زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے زوال

سے پہلے ہی پوری تیاری کر لیں، تا کہ بعد میں کوئی وقت ضائع نہ ہو۔

☆ آج کے دن جو لوگ مسجد نمرہ میں امام عرفات کے پیچھے نمازیں پڑھیں وہ تو ظہر اور عصر دونوں نمازیں ظہر کے وقت میں ادا کریں گے، مگر جو حضرات اپنے اپنے خیموں میں انفرادی یا اجتماعی نمازیں پڑھیں ان کے لئے دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت میں پڑھنی ضروری ہیں۔ اگر وہ ظہر کے وقت میں عصر پڑھ لیں گے تو ان کی عصر ادا نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کا خاص خیال رکھیں، کیونکہ بہت سے لوگ منظم طریقہ پر سب ہی لوگوں کو ایک ہی وقت میں جمع بین الصلوٰتین کی تلقین کرتے ہیں۔ حنفی حضرات کو ان کی تلقین پر عمل کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

☆ معلوم ہوا ہے کہ آج کل امام عرفات نجد سے تشریف لاتے ہیں اور وہ مسافر رہتے ہیں اور عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں قصر پڑھاتے ہیں، لہٰذا جو حجاج آج کے دن مسافر ہیں وہ تو امام صاحب کے ساتھ ہی سلام پھیر دیں، اور جو حجاج مقیم ہیں (یعنی حج سے پندرہ دن قبل سے مکہ معظمہ میں مقیم ہیں) وہ دونوں نمازوں میں امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی دو دو رکعتیں پوری کر لیں۔

☆ غروب آفتاب تک عرفات میں قیام کرنا واجب ہے۔

☆ وقوفِ عرفات کا پورا وقت دعا، ذکر، تلبیہ اور دیگر عبادات میں گذاریں۔ البتہ جو لوگ امام عرفات کے ساتھ جمع بین الصلوٰتین کر چکے ہیں وہ اب کوئی نماز نہ پڑھیں، اور خیموں میں رہنے والے حضرات ظہر سے عصر کے درمیان جتنی چاہیں نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ آج کے قیمتی لمحات سستی میں ہرگز ضائع نہ کریں۔ غروب سے کافی پہلے ہی معلم کے آدمی حاجیوں کو بسوں میں بٹھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر بس میں بیٹھ بھی جائیں تو ذکر و اذکار اور دعا سے غافل نہ ہوں۔ یہ بسیں غروب سے پہلے عرفات سے نہیں نکل سکتیں، اس لئے اپنی سیٹوں پر بیٹھے بیٹھے دعا، تلبیہ اور اذکار میں مشغول رہیں۔ (عرفات سے غروب سے پہلے نکلنے پر دم ہے)

☆ غروب ہونے اور رات آجانے کے باوجود عرفات میں مغرب کی نماز ادا نہیں کی جائے گی۔

مزدلفہ کو روانگی

☆ سورج غروب ہونے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کو روانگی ہوگی۔ اب جب بھی آپ مزدلفہ پہنچیں تو عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ایک ساتھ پڑھیں۔ ان دونوں نمازوں کا جمع کر کے پڑھنا سب پر ضروری ہے۔ خواہ اکیلے نماز پڑھیں یا امام کے ساتھ۔
☆ مزدلفہ کی یہ رات بہت ہی متبرک ہے۔ بعض علماء نے اسے شب قدر سے بھی افضل بتایا ہے۔ اس لئے رات میں تکان کے باوجود عبادت کرنا بہت زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ اسے محض سو کر ضائع نہ کریں۔
☆ مزدلفہ میں عام طور پر کھلے آسمان کے نیچے اپنی اپنی چٹائیوں پر رات گذاری جاتی ہے۔ نیز بہت کچھ انتظامات کے باوجود پانی وغیرہ کی قلت کا سامنا ہوتا ہے، اس لئے بہتر ہے کہ عرفات ہی سے پانی وغیرہ کا انتظام کرلیں۔ اور کچھ کھانے پینے کی اشیاء بھی ہمراہ لے لیں۔
☆ حنفیہ کے نزدیک وقوفِ مزدلفہ کا اصل واجب وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوع آفتاب کے درمیان ہے۔ اس لئے اوّل وقت فجر کی نماز پڑھ کر جتنی دیر ہو سکے مزدلفہ کا وقوف کریں اور الحاح وزاری کے ساتھ دعا میں مشغول رہیں۔
☆ مزدلفہ میں قبلہ کی تعیین کی آسان شکل یہ ہے کہ بیت اللہ شریف کے اوپر ایک پہاڑی پر بہت بڑا ٹاور لگا ہوا ہے اس پر سفید لائٹ جلتی بجھتی رہتی ہے۔ یہ مکہ معظمہ کے اردگرد میلوں سے نظر آتی ہے۔ رات کے وقت قبلہ معلوم کرنے کی یہ آسان صورت ہے۔ مزدلفہ میں آپ جس مقام پر بھی ہیں اس لائٹ کو دیکھ کر قبلہ کی تعیین کرلیں۔

☆ مزدلفہ میں شیطان کی رمی کے لئے چنے کے دانے کے بقدر کنکریاں جمع کرلیں اور اگر ناپاکی کا یقین ہو تو انہیں پانی سے دھو کر پاک کرلیں۔

مزدلفہ سے واپسی

☆ ۱۰/ذی الحجہ کو وقوفِ مزدلفہ کے بعد منیٰ کے لئے روانگی ہوگی۔

☆ اگر ہمت اور طاقت ہو اور منیٰ میں اپنی جائے قیام کا صحیح پتہ معلوم ہو اور ضعیف خواتین وغیرہ ساتھ نہ ہوں تو مزدلفہ سے منیٰ کے لئے بسوں سے سفر کرنے کے بجائے پیدل آنے میں زیادہ سہولت ہے۔ اس سے آپ کا وقت کافی بچ جائے گا۔

دوبارہ منیٰ میں

☆ منیٰ پہنچ کر سب سے پہلا عمل آخری جمرہ (بڑے شیطان) کو کنکری مارنا ہے۔ آج کل صبح کے وقت انتہائی ہوشربا ازدہام ہوتا ہے۔ اس بھیڑ میں کمزوروں اور خواتین کا کام نہیں۔ بسا اوقات جان تک کا خطرہ ہوجاتا ہے۔ اس لئے زیادہ شوق میں آکر جان کو خطرہ میں نہ ڈالیں بلکہ منیٰ پہنچ کر اوّلاً اپنی قیام گاہ پر آرام کریں۔ اور دوپہر یا اس کے بعد اطمینان سے جاکر رمی کریں، بالخصوص ضعفاء اور خواتین کو اس کا خیال رکھنا چاہئے۔

☆ رمی شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنے کا سلسلہ بند کردیا جائے۔

☆ اگر صرف حج کا احرام ہو تو رمی کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں۔ اور خواتین کے لئے حلق جائز نہیں، وہ صرف اتنا کریں کہ چوٹی کے سرے سے انگلی کے پوروں کے برابر اپنے بال کاٹ لیں۔

☆ اگر صرف حج کا احرام ہو تو رمی کے بعد حلق یا قصر کرا کر احرام کھول دیں۔ اور خواتین کے لئے حلق جائز نہیں، وہ صرف اتنا کریں کہ چوٹی کے سرے سے انگلی کے پوروں کے برابر اپنے بال کاٹ لیں۔

☆ اگر قران یا تمتع کا احرام ہے تو پہلے واجب قربانی کریں اسکے بعد ہی سر منڈوائیں۔

☆ حنفیہ کے نزدیک مفتی بہ قول کے مطابق قارن اور متمتع کے لئے رمی، قربانی اور حلق میں ترتیب واجب ہے، اس لئے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ یہ ترتیب قائم رہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے ضعف یا نئے سعودی قوانین یا کسی اور عذر کی بنا پر ترتیب قائم نہ رکھ سکے تو صاحبین ؒ اور ائمہ ثلاثہؒ کے قول پر اس پر دم واجب نہ ہوگا۔

طواف زیارت

☆ قربانی اور حلق کے بعد طواف زیارت کے لئے مکہ معظمہ جائیں۔ یہ طواف فرض ہے۔ اور ۱۰ر سے ۱۲ر ذی الحجہ کی غروب آفتاب تک کیا جا سکتا ہے۔

☆ جو عورت ناپاک ہو وہ اس وقت طواف زیارت نہ کرے بلکہ منیٰ ہی میں مقیم رہے اور بعد میں پاک ہونے پر طواف کرے۔ اس تاخیر سے اس پر کوئی جرمانہ نہ ہوگا۔

☆ اگر پہلے حج کی سعی نہ کی ہو تو طواف زیارت کے بعد سعی کرنی ہوگی اور اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں رمل (اکڑ کر چلنا) کیا جائے گا اور جب حلق کے بعد سلے ہوئے کپڑے پہن کر طواف کریں تو اضطباع نہ ہوگا اور سعی بھی سلے ہوئے کپڑوں میں ہوگی۔

☆ ایام منیٰ (۱۰ر۱۱ر۱۲ر ذی الحجہ) میں رات کا اکثر حصہ منیٰ میں گذارنا مسنون ہے۔

رمی جمار

☆ ۱۱ر اور ۱۲ر تاریخ کو زوال کے بعد سے تینوں جمرات کی رمی کی جائے گی۔ اس میں بھی اوّل وقت بھیڑ میں جانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اطمینان اور آرام کے ساتھ کچھ دیر کے بعد میں رمی کریں۔

☆ ان دونوں میں زوال سے قبل رمی جائز اور معتبر نہیں ہے۔ اس کا خیال رکھیں۔

☆ کمزور اور خواتین اگر رات میں رمی کریں تو ان پر کراہت نہیں ہے۔ لہٰذا جو لوگ رات کے وقت میں رمی کرنے پر قادر ہوں ان کی طرف سے دوسرے کی رمی درست نہ

ہوگی۔اس مسئلہ کا بھی خوب خیال رکھیں، کیونکہ بہت سے لوگ حقیقی عذر کے بغیر رمی میں نیابت کرادیتے ہیں۔ایسے لوگوں کی رمی معتبر نہیں ہوتی اوران پر ترکِ رمی کی وجہ سے دَم واجب ہوجاتا ہے۔

☆ کنکری اس طرح ماریں کہ وہ گول دائرہ کے اندر ہی گریں اس سے باہر نہ جائیں۔

☆ جمرہ عقبہ اور جمرہ وسطیٰ کے بعد قبلہ رو ہوکر دعا مانگنا مسنون ہے۔آخری جمرہ کے بعد دعا کا حکم نہیں ہے۔

☆ منیٰ کے ایام خاص طور پر ذکر خداوندی کے دن ہیں۔اس دوران عبادات کا خاص اہتمام رکھیں۔اور دین کی اشاعت کی بھی فکر کریں۔

☆ ۱۲رذی الحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوجائیں۔

☆ اگر ۱۳رذی الحجہ کی صبح صادق تک منیٰ میں رُک گئے تو ۱۳ویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہوجائے گی۔

مکہ معظمہ میں واپسی اور طوافِ وداع

☆ مکہ معظمہ واپس ہوکر جو حضرات فوراً وطن جانا چاہتے ہیں ان پر جانے سے پہلے طواف وداع کرنا واجب ہے۔اگر بلا عذر اسے چھوڑ دیا تو دَم لازم ہوجائے گا۔

☆ طوافِ زیارت کے بعد کیا گیا نفلی طواف بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔

☆ اگر کوئی شخص طوافِ وداع کئے بغیر میقات سے باہر چلا جائے تو اس پر دَم واجب ہوجائے گا۔اس دَم سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ دوبارہ عمرے کا احرام باندھ کر حرم میں آئے اور اوّلاً عمرہ کرے پھر طوافِ وداع کرے،صرف طوافِ وداع کے لئے باہر سے بلا احرام عمرہ آنا منع ہے۔اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھیں۔

☆ جو عورت واپسی کے وقت ناپاک ہو اس کے لئے طوافِ وداع کے لئے رکنا لازم نہیں۔وہ بلا طواف وداع کئے وطن لوٹ سکتی ہے۔

☆ مکہ معظمہ میں جتنا بھی قیام نصیب ہوا سے غنیمت سمجھیں اور زیادہ سے زیادہ طواف اور عمروں کا اہتمام رکھیں۔ زندگی میں یہ مواقع بار بار نصیب نہیں ہوتے۔ اور واپسی کے وقت نہایت حزن وملال کا اظہار کریں، اور بیت اللہ کی جدائی پر گریہ وزاری کے ساتھ واپس ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے بار بار ادب اور مقبول حاضری کی دولت سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

ضروری انتباہ

مسجد حرام (مکہ مکرمہ) میں نماز پڑھتے وقت اس کا ضرور دھیان رکھا جائے کہ نمازی کا رخ کعبہ مشرفہ کی طرف اس طرح رہے کہ اگر نمازی کے چہرے سے سیدھی لکیر کھینچی جائے تو وہ بیت اللہ شریف کے کسی حصہ سے گذر کر آگے جائے۔ اس کی علامت کے طور پر پوری مسجد حرام میں پتھر کی پٹیاں ترتیب سے لگائی گئی ہیں۔ ان کا خیال کر کے نماز میں کھڑے ہوں۔ بہت سے حضرات اس سلسلہ میں کوتاہی کرتے ہیں اور جدھر موقع ملے کھڑے ہوکر نماز پڑھ لیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ مسجد حرام کے اندر عین کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے ورنہ نماز صحیح نہ ہوگی۔ البتہ مسجد حرام کے باہر عین کعبہ کی طرف رخ کرنا ضروری نہیں بلکہ مسجد کی طرف رخ کرنا کافی ہوتا ہے۔ اور دور دراز علاقوں کے لئے مسجد حرام کی بھی شرط نہیں بلکہ صرف جہت کافی ہے۔

(بشکریہ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری۔ ندائے شاہی حج وزیارت نمبر جنوری ۲۰۰۱)

عمرہ کے فضائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''حج اور عمرہ ایک ساتھ کرو، کیونکہ وہ دونوں تنگدستی اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسے کہ بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کر دیتی ہے''۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حج وعمرہ سے نہ صرف گناہ معاف ہوتے ہیں بلکہ انسان سے ان دونوں کی برکت سے فقر وفاقہ بھی دور ہو جاتا ہے اور ظاہر وباطن اور دنیا وآخرت کی دولتوں سے، حج اور عمرہ کرنے والا مالا مال ہو جاتا ہے لیکن اخلاص کے ساتھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ (کا ثواب) ایک حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس حج کے برابر ہے جو میرے ساتھ کیا ہو۔

نیز حدیث شریف میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ حج وعمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں، تو وہ قبول فرماتے ہیں اور اگر خطائیں معاف کرواتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی خطاؤں کو معاف کرتے ہیں۔ (معلم الحجاج: ص ۲۰۸ وہکذا فی معارف القرآن ومعارف الحدیث والترغیب والترہیب ومظاہر حق جدید)

رمضان المبارک میں عمرہ کرنا؟

مسئلہ:- ایام حج یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ تک پورے سال میں صرف یہ پانچ دن ایسے ہیں جن میں عمرہ کرنا ناجائز اور ممنوع ہے اور ان پانچ دن کے علاوہ پورے سال میں جب بھی گنجائش ہو عمرہ کر سکتے ہیں۔ رمضان المبارک میں اعمال کا ثواب ستر گنا زائد ہو جاتا ہے۔ اور بخاری شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''رمضان کا عمرہ پورے حج کے برابر ہوتا ہے۔

(بخاری شریف: ج۱/ص ۲۳۹ ومسلم شریف: ج۱/ص ۴۰۹)

مسئلہ:- جو شخص حج تمتع کرتا ہے اس کو حج سے پہلے شوال، ذی قعدہ اور

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ میں بار بار عمرہ کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ یعنی ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کرسکتا ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۲۲۱ و رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴/ص ۱۸۳)

مسئلہ:- بعض علماء کے نزدیک متمتع ارکان عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد جب دوسرا عمرہ کرے گا تو اس کے ذریعہ تمتع باطل ہو جائے گا، یہ اس لئے صحیح نہیں کہ جب دوسرا عمرہ کرے گا اس کے ذریعہ سے تمتع ہو جائے گا اور جب تیسرا عمرہ کرے گا تو اس کے ذریعہ سے تمتع ہو جائے گا۔ الغرض جتنے عمرے کرے گا ان میں سے آخر والے کے ذریعہ سے تمتع صحیح ہو جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۲/ص ۱۸۳)

مسئلہ:- مکی حضرات (مکہ والوں) کے لئے ایام حج کے علاوہ باقی سال کے تمام دنوں میں عمرہ کرنا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔

(غنیۃ المناسک: ص ۱۵۵)

عمرہ کیا ہے؟

عمرہ کے لغوی معنی ''زیارت'' کے ہیں، چنانچہ جب کوئی شخص کسی کی زیارت کرتا ہے تو کہا جاتا ہے ''اعمرہ'' یعنی میں اس کی زیارت کرتا ہوں۔ اصطلاح شرع میں اس سے مراد اس خاص طریقہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کرنا یعنی میقات یا حل سے احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف وسعی کرنے کے ہیں۔

مسئلہ:- حنفیہ کے نزدیک زندگی میں ایک بار عمرہ کرنا بشرطِ استطاعت وقدرت سنت مؤکدہ ہے، فرض نہیں ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے ''الحج مکتوب والعمرۃ تتطوع'' یعنی حج فرض ہے اور عمرہ تطوع ہے (یعنی رضا کارانہ یا نفل عبادت ہے)

اللہ کا ارشاد ''اتموا الحج والعمرۃ للہ'' میں شروع کرنے بعد اسے پورا کرنے کا حکم ہے۔ اور کوئی بھی عبادت شروع کی جائے تو اس کو پورا کرنا واجب ہو جاتا

ہے خواہ وہ نفل ہی عبادت ہو۔

اس آیت سے عمرہ کی فرضیت پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ رہی حج کی فرضیت وہ تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے ثابت ہے "وللہ علی الناس حج البیت" اس کے علاوہ دوسرے دلائل بھی ہیں جو حج کے بیان میں بتائے گئے ہیں۔

ابورزین العقیلی سے روایت ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ میرا باپ عمر رسیدہ ہے نہ تو حج کر سکتا ہے نہ عمرہ کر سکتا ہے اور نہ سفر کرنے کے قابل ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "باپ کی طرف سے تم حج وعمرہ کرلو"۔ اس حدیث شریف کو بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے اس کو صحیح بتایا ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۲۳)

مسئلہ:۔ رمضان المبارک میں عمرہ کی زیادہ تاکید اس بنا پر ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "عمرة فی رمضان تعدل حجة" یعنی رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۲۷ وہکذا معلم الحجاج: ص ۲۰۶ ومظاہر حق ج: ۳/ص ۲۶۲)

مسئلہ:۔ عمرہ سے حلال ہو کر حدود میقات سے باہر ہو جائے تو واپسی کے وقت احرام ضروری ہے، میقات کی حد سے اگر باہر نہیں گیا تو احرام کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۲۶)

مسئلہ:۔ احرام عمرہ میں سعی کے بعد قصر یا حلق (بال کٹوانا ومنڈوانا) کرانا چاہئے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۷۷)

مسئلہ:۔ کثرت سے عمرہ کرنا مکروہ نہیں، بلکہ مستحب اور افضل ہے، نیز طواف کثرت سے کرنا بمقابلہ زیادہ عمرہ کرنے کے افضل ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۷۷)

مسئلہ:۔ تلبیہ عمرہ میں عمرہ کا طواف شروع کرنے تک تلبیہ پڑھا جاتا ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۱۰۴)

عمرہ اور حج میں کیا فرق ہے؟

مسئلہ:- عمرہ سنت یا واجب ہونے کی شرائط حج کے مثل ہیں اور اس کے احرام کے احکام بھی مثل حج کے احرام کے ہیں، جو چیزیں وہاں حرام و مکروہ و مسنون اور مباح ہیں وہ یہاں بھی ہیں۔ البتہ ان امور میں حج اور عمرہ میں فرق ہے۔ حج کے لئے ایک خاص وقت معین ہے، عمرہ تمام سال میں ہوسکتا ہے۔ صرف پانچ روز یعنی نویں ذی الحجہ سے تیرہ تک مکروہِ تحریمی ہے۔

حج فرض ہے، عمرہ فرض نہیں۔ حج فوت ہو جاتا ہے عمرہ فوت نہیں ہوتا۔ حج میں وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ اور نمازوں کا اکٹھا پڑھنا اور خطبہ ہے۔ عمرہ میں یہ چیزیں نہیں ہیں۔ حج میں طواف قدوم اور طواف وداع ہوتا ہے، عمرہ میں دونوں نہیں ہوتے۔ نیز عمرہ فاسد کرنے سے یا جنابت کی حالت میں طواف کرنے سے، بکری ذبح کرنی کافی ہے اور حج میں کافی نہیں۔ عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لئے حل ہے بخلاف حج کے اہل مکہ مکرمہ کو حج کا احرام حرم شریف میں باندھنا ہوتا ہے، البتہ آفاقی شخص جب باہر سے آئے اور عمرہ کا ارادہ ہو تو اپنی میقات سے احرام باندھ کر آئے۔ عمرہ میں طواف شروع کرنے کے وقت تلبیہ بند کیا جاتا ہے اور حج میں جمرہ اخریٰ کی رمی شروع کے وقت موقوف کیا جاتا ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۲۰۴ و ہکذا فی مظاہر حق ج: ۳/ص ۷۰۲)

مسئلہ:- آفاقی شخص اگر عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ آئے تو اپنی میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئے۔

مسئلہ:- مکہ مکرمہ سے عمرہ کرنے والوں کے لئے عمرہ کے احرام کی میقات حل ہے، اس لئے حل میں جا کر جس جگہ چاہے احرام باندھے لیکن افضل تنعیم (مسجد عائشہ) ہے یا اس کے بعد جعرانہ سے احرام باندھے۔

(معلم الحجاج: ص ۲۰۷)

مناسک عمرہ ایک نظر میں
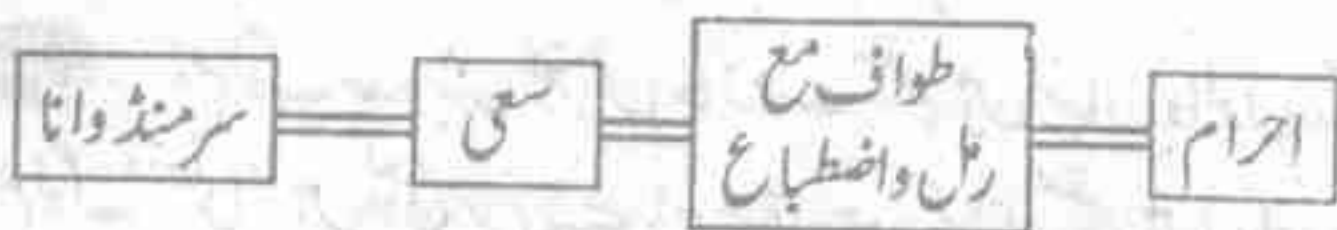
اشہر حج میں عمرے کرنا؟ -

سوال : ایک شخص نے حج کے مہینوں میں جا کر عمرہ ادا کیا، اور وہ حج تک وہاں ٹھہرتا ہے تو کیا اس دوران وہ مزید عمرے کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب : حج تمتع کرنے والے کیلئے حج وعمرہ کے درمیان اور عمرے کرنا جائز ہے۔
(آپ کے مسائل: ج۴/ص۵۱)

مسئلہ :- آفاقی کے لئے ایک عمرہ سے زائد کرنا اشہر حج میں جائز ہے نیز حج تمتع کرنے اولا ایک عمرہ کرنے کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کرسکتا ہے۔
(فتاوی رحیمیہ ج۶/ص۳۹۷ وکذا فی آپ کے مسائل: ج۴/ص۵۰)

عمرے کے مکروہ ایام

مسئلہ :- یوم عرفہ (نویں ذی الحجہ) سے تیرہ ذی الحجہ تک پانچ دن حج کے ہیں۔ ان دنوں میں عمرہ کی اجازت نہیں۔ اس لئے عمرہ ان دنوں میں مکروہ تحریمی ہے۔
(آپ کے مسائل: ج۴/ص۵۰)

احرام باندھنے کے بعد جو عمرہ نہ کرسکے؟

سوال : میں نے عمرہ کرنے کے لئے احرام باندھا لیکن طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے عمرہ ادا نہ کرسکا اور وہ احرام عمرہ ادا کئے بغیر کھول دیا، میرے لئے کیا حکم ہے؟

جواب : آپ کے ذمہ احرام توڑ دینے کی وجہ سے دم (حدود حرم میں ایک بکری ذبح کرنا) واجب ہے اور عمرہ کی قضاء بھی لازم ہے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۵۰)

جدہ میں رہنے والا اشہر حج میں عمرہ کر سکتا ہے؟

سوال: ہم لوگ جدہ میں بغرض ملازمت مقیم ہیں یہاں والوں کے قول کے مطابق ہم لوگ ''حلّی'' ہیں یعنی حرم سے باہر میقات کے اندر مقیم ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ حلّی اشہر حج میں عمرہ نہیں کر سکتا صحیح کیا ہے؟

جواب: اگر اسی سال حج کا ارادہ ہے تو عمرہ کرنا مکروہ ہے، اگر حج کا ارادہ نہیں ہے تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ:- مکہ والوں کو اور جو شخص مکہ والوں کے حکم میں ہے یعنی داخلِ میقات پر رہنے والا (یا عین میقات پر رہنے والا) اور جو شخص پہلے اشہر حج (شوال، ذی قعدہ، اور ذی الحجہ کا پہلا عشرہ) سے مقیم مکہ ہے، جیسے کے آفاقی اشہر حج سے پہلے حلال ہو مکہ مکرمہ میں رہا ہو پھر اس پر اشہر حج آ گیا ہو تو ان کو عمرہ کرنا اشہر حج میں مکروہ ہے جو کہ اسی سال حج کرنا چاہئے اور اگر اس سال حج نہ کرے تو عمرہ اشہر حج میں کرنا ان سب پر مکروہ نہیں ہے۔ اسی سال حج کا ارادہ ہوتے ہوئے عمرہ کیا تو دم جبر لازم ہوگا۔

(فتاوی رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۲۲ بحوالہ شامی: ج ۲/ص ۲۰۸ و زبدۃ المناسک: ج ۱/ص ۲۵۵ و درمختار مع شامی: ج ۲/ص ۲۷۰)

ایام حج میں عمرہ کرنا؟

مسئلہ:- عمرہ تمام سال میں کرنا جائز ہے، صرف حج کے پانچ دن ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے، اگر ان ایام میں احرام نہیں باندھا بلکہ پہلے سے احرام بندھا ہوا تھا، تو پھر مکروہ نہیں ہے، مثلاً کوئی شخص پہلے سے احرام باندھ کر آیا اس کو حج نہیں ملا اور اس نے ان ایام میں عمرہ کر لیا تو مکروہ نہیں ہے، لیکن اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ ان پانچ روز کے بعد عمرہ کرے۔

(فتاوی رحیمیہ: ج ۶/ص ۳۰۵ و ہکذا فی معلم الحجاج: ص ۲۲۳)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے ان پانچ روز میں عمرہ کا احرام باندھ لیا تو احرام باندھنے کی وجہ سے اس پر عمرہ کرنا لازم ہو گیا، مگر چونکہ ان ایام میں عمرہ کا احرام باندھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے اس پر عمرہ کا ترک کرنا واجب ہے، تاکہ گناہ سے بچ جائے اور ان ایام کے گزرنے کے بعد عمرہ کی قضا اور ایک دم واجب ہوگا اور اگر عمرہ ترک نہیں کیا انہی ایام (پانچ دنوں) میں کرلیا تو عمرہ ہو گیا لیکن ایک دم مکروہ کے ارتکاب کی وجہ سے واجب ہوگا، اور اگر ان ایام میں احرام تو عمرہ کا باندھا مگر عمرہ کے افعال ان ایام میں نہیں کئے بلکہ ایام تشریق کے بعد کئے تو عمرہ ہو گیا اور دم بھی واجب نہیں ہوگا، مگر ایسا کرنا مکروہ ہے، کیونکہ احرام کھولنا اسی صورت میں واجب تھا۔ (معلم الحجاج: ص ۲۰۶)

حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے والے پر حج؟

سوال: شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ، اشہر حج (حج کے مہینے) ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ان مہینوں میں کوئی شخص عمرہ ادا کرتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حج بھی ادا کرے۔

اگر ہم شوال یا ذی قعدہ میں عمرہ کر کے ریاض آجائیں (حدود حرم سے باہر) اور دوبارہ حج کے موقع پر جائیں تو اس وقت نیت حج تمتع کی ہوگی یا حج مفرد کی۔ حج تمتع کے لئے دوبارہ عمرہ کی ضرورت ہوگی یا پہلا عمرہ کافی ہے؟

جواب: آفاقی شخص (جو میقات کے حدود سے باہر رہتا ہو، جیسے ہندوستانی، پاکستانی، مصری، شامی، عراقی، ایرانی وغیرہ) اگر اشہر حج میں عمرہ کر کے اپنے وطن لوٹ جائے تو دوبارہ اس کو حج یا عمرہ کے لئے آنا ضروری نہیں ہے اور اگر وہ اسی سال حج بھی کرے تو اس پہلے عمرہ کی وجہ سے متمتع نہیں ہوگا۔ نہ اس کے ذمہ تمتع کا دم لازم ہوگا۔ اگر ایسا شخص تمتع کرنا چاہتا ہے تو اس کو دوبارہ عمرہ کا احرام باندھ کر آنا ہوگا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۶۷)

عمرہ کے بعد کونسا حج کہلائے گا؟

سوال: میں شوال میں ہی ایک عمرہ اپنی طرف سے کروں گا اور اس کے بعد حج کرنے کا ارادہ ہے۔ اس کی نیت کس طرح ہوگی اور یہ حج کون سی قسم سے ہوگا؟

جواب: نیت تو جس طرح الگ عمرے کی اور الگ حج کی ہوتی ہے اسی طرح ہوگی، مسائل بھی وہی ہیں۔ البتہ یہ حج تمتع بن جائے گا اور دس ذی الحجہ کو سر منڈوانے سے پہلے قربانی لازم ہوگی جس کو "دم تمتع" کہتے ہیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۶۶)

مسئلہ:۔ حج تمتع کرنے والے پر طواف قدوم واجب نہیں، عمرہ کرنے کے بعد جس قدر چاہے طوافِ نفل کر سکتا ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۲۱)

کیا عمرہ حج کا بدل ہے؟

مسئلہ:۔ یوروپ وامریکہ جاتے آتے ہوئے اگر عمرہ کی سعادت نصیب ہو جائے تو عمرہ کر لینا چاہئے لیکن عمرہ حج کا بدل نہیں ہے جس شخص پر حج فرض ہو، اس کا حج کرنا ضروری ہے محض عمرہ کرنے سے فرض ادا نہیں ہوگا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۴ وبکذا احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۱۵۹)

ملازمت کا سفر اور عمرہ؟

سوال: ہم لوگ ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب جدہ میں آئے اور پھر ایک ہزار میل دور کام کے لئے چلے گئے۔ تو کیا پہلے ہمیں عمرہ کرنا چاہئے تھا یا بعد میں؟

جواب: چونکہ آپ کا یہ سفر عمرہ کے لئے نہیں تھا، بلکہ ملازمت کے لئے تھا، اس لئے آپ جب بھی چاہیں عمرہ کر سکتے ہیں۔

پہلے عمرہ کرنا آپ کے لئے ضروری نہیں تھا۔ خصوصاً جب کہ اس وقت آپ کو مکہ مکرمہ جانے کی اجازت ملنا بھی دشوار تھا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۵۱)

عمرہ کا ثواب مرحومین کو کس طرح کیا جائے؟

سوال: میں عمرہ اپنی مرحومہ والدہ کی طرف سے کرنا چاہتا ہوں۔ عمرہ اپنی طرف سے کر کے ثواب ان کو بخش دوں؟ یا عمرہ ان کی طرف سے کروں؟

جواب: دونوں صورتیں صحیح ہیں۔ آپ کے لئے آسان یہ ہے کہ عمرہ اپنی طرف سے کر کے ثواب بخش دیں اور اگر ان کی طرف سے عمرہ کرنا ہو تو احرام باندھتے وقت یہ نیت کریں کہ اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے عمرہ کا احرام باندھتا ہوں، یا اللہ! یہ عمرہ میرے لئے آسان فرما، اور میری والدہ مرحومہ کی طرف سے اس کو قبول فرما۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۵۱)

مسئلہ:- اگر کوئی شخص عمرہ کرتے وقت دل میں یہ نیت کرے کہ اس عمرہ کا ثواب میرے فلاں رشتے دار، یا دوست (زندہ یا مرحوم) کو ملے، تو مل جاتا ہے۔ جس طرح دوسرے نیک کاموں کا ایصال ثواب ہو سکتا ہے، عمرہ کا بھی ہو سکتا ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۵۱)

مسئلہ:- عمرہ زندوں کی طرف سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ جن کی طرف سے کیا جائے ان پر حج فرض نہیں ہو جاتا جب تک وہ صاحب استطاعت نہ ہو جائیں۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۳۶)

مسئلہ:- نفل عمرہ نماز کی مانند ہے ایک عمرہ کے ثواب میں ایک سے زیادہ کو شامل کیا جا سکتا ہے، لیکن اگر چند لوگوں نے آپ سے عمرہ کرنے کی درخواست کی ہو کہ ہماری طرف سے عمرہ کرنا، تب تو ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ کرنا ہوگا۔

(فتاوی رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۲۶)

شرائط عمرہ

مسئلہ:- عمرہ کی شرطیں وہی ہیں جو حج کی ہیں اور عمرہ کا صرف ایک رکن ہے اور وہ ہے ''طواف کے چکروں کی بیشتر تعداد ہے'' یعنی چار چکر۔ رہا احرام تو وہ رکن

نہیں ہے بلکہ شرط ہے اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔ اور بال کٹوانے یا منڈوانے کی بھی وہی حیثیت ہے جو سعی کی ہے، یعنی صرف واجب ہے رکن نہیں ہے۔

(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۲۳)

مسئلہ:- عمرہ کے صرف تین کام ہیں (۱) ایک یہ کہ میقات سے یا اس سے پہلے عمرہ کا احرام باندھے (۲) دوسرے مکہ مکرمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔ (۳) تیسرے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اس کے بعد سر کے بال کٹوا کر یا منڈوا کر احرام ختم کر دے۔ (احکام حج: ص ۲۷ حضرت مفتی شفیع و ہکذا فی عالمگیری اُردو: ص ۳۹ کتاب الحج)

فرائض اور واجبات عمرہ

مسئلہ:- عمرہ میں دو فرض ہیں: ایک احرام دوسرا طواف اور احرام کے لئے تلبیہ اور نیت دونوں فرض ہیں ا[illegible] کے لئے نیت فرض ہے۔ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا، سر کے بال منڈ[illegible] یا کتروانا واجب ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۰۵)

عمرہ کا احرام کہاں سے باندھا جائے؟

سوال: (۱) اگر کوئی شخص "حج کے ارادہ سے نہیں ہے" بلکہ صرف عمرہ کا ارادہ رکھتا ہے اور باوجود آفاقی ہونے کے حدود حرم سے باہر مثلاً جدہ میں احرام باندھ سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) نیز جدہ میں ایک دو روز قیام کرنے کے بعد عمرہ کا ارادہ ہو تو اس پر "اہل حل" کا اطلاق ہوگا یا نہیں؟

جواب: (۱) جو شخص بیرون "حِل" سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ رکھتا ہو، اس کو میقات سے بغیر احرام کے گزرنا جائز نہیں بلکہ حج یا عمرہ کا احرام باندھنا اس پر لازم ہے۔ اگر بغیر احرام کے گزر گیا تو میقات کی طرف واپس لوٹ کر میقات سے احرام باندھنا ضروری ہے۔ اگر واپس نہ لوٹا تو دم لازم ہوگا۔

(۲) جو شخص مکہ مکرمہ کے قصد سے گھر سے چلا ہے اس کا جدہ میں ایک دو روز لائق اعتبار نہیں اور وہ اسکی وجہ سے "اہل حل" میں شمار نہیں ہوگا۔ ہاں اگر کسی کا ارادہ جدہ جانے کا ہی تھا وہاں پہنچ کر مکہ مکرمہ جانے کا قصد ہوا تو اس پر "اہل حل" کا اطلاق ہوگا۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے چند اصطلاحات ذہن میں رکھئے گا۔

(۱) میقات: مکہ مکرمہ کے اطراف میں چند جگہیں مقرر ہیں۔ باہر سے مکہ مکرمہ جانے والے شخص کو ان جگہوں سے احرام باندھنا لازم ہے۔ بغیر احرام کے ان سے آگے بڑھنا ممنوع ہے۔

(۲) آفاقی: جو شخص میقات سے باہر رہتا ہو۔

(۳) حرم: مکہ مکرمہ کے حدود جہاں شکار کرنا، درخت کاٹنا وغیرہ ممنوع ہے۔

(۴) حِل: حرم سے باہر اور میقات کے اندر کا حصہ "حل" کہلاتا ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۲ وفتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۱۸)

مسئلہ:- جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہیں وہ عمرہ یا حج کا احرام حرم کے باہر جہاں سے چاہیں باندھ سکتے ہیں "حِل" کی کل زمین ان کے حق میں میقات ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۲۳)

طائف سے بغیر احرام کے عمرہ کرنا؟

سوال: جو حضرات سعودی عرب میں جدہ اور طائف میں ملازم ہیں اگر وہ عمرہ کی نیت سے خانہ کعبہ جاتے ہیں تو میقات سے احرام باندھنا پڑتا ہے۔ یہاں پر مقیم حضرات بغیر احرام کے طواف کرنے چلے جاتے ہیں۔ کیا حکم ہے؟

جواب: آپ کا سوال بہت اہم ہے۔ اس سلسلے میں چند مسئلے اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔

(۱) مکہ شریف کے چاروں طرف کا کچھ علاقہ "حرم" کہلاتا ہے۔ جہاں شکار کرنا اور درخت کاٹنا ممنوع ہے۔ "حرم" سے آگے کم وبیش فاصلے پر کچھ جگہیں مقرر ہیں جن کو

''میقات'' کہا جاتا ہے۔اور جہاں حاجی لوگ احرام باندھتے ہیں۔

(۲) جو لوگ ''حرم'' کے علاقہ میں رہتے ہیں یا میقات سے اندر رہتے ہوں، وہ تو جب چاہیں مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر جاسکتے ہیں۔لیکن جو شخص میقات کے باہر سے جائے، اس کے لئے میقات پر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا لازم ہے۔گویا ایسے شخص پر حج یا عمرہ لازم ہو جاتا ہے، خواہ اس شخص کا مکہ مکرمہ جانا حج وعمرہ کی نیت سے نہ ہو، بلکہ محض کسی ضروری کام سے مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہو یا صرف حرم شریف میں نماز جمعہ پڑھنے یا صرف طواف کرنے کے لئے جانا چاہتا ہو۔

الغرض خواہ کسی مقصد کے لئے بھی مکہ مکرمہ میں جائے وہ میقات سے احرام کے بغیر نہیں جاسکتا۔

(۳) اگر کوئی شخص میقات سے احرام کے بغیر گزر گیا تو اس پر لازم ہے کہ مکہ شریف میں داخل ہونے سے پہلے پہلے میقات پر واپس لوٹے اور وہاں سے احرام باندھ کر جائے۔

(۴) اگر وہ واپس نہیں لوٹا تو اس کے ذمہ ''دم'' واجب ہوگا۔

(۵) جو شخص میقات سے بغیر احرام مکہ مکرمہ چلا جائے، اس پر حج یا عمرہ لازم ہے اگر کئی بار بغیر احرام کے میقات سے گزر گیا تو ہر بار ایک حج یا عمرہ واجب ہوگا۔

ان مسائل سے معلوم ہوا کہ جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں وہ صرف طواف کرنے کے لئے مکہ مکرمہ نہیں جاسکتے بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ میقات سے عمرہ کا احرام باندھ کر جایا کریں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جتنی بار بغیر احرام کے جاچکے ہیں ان پر اتنے دم اور اتنے ہی عمرے واجب ہوں گے۔

(۶) جدہ میقات سے باہر نہیں۔لہٰذا جدہ سے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ آنا صحیح ہے۔ جب کہ طائف میقات سے باہر ہے، لہٰذا وہاں سے بغیر احرام کے آنا صحیح نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل: ج۴/ص۹۵ وبکذا فی احسن الفتاوی: ج۴/ص۵۱۷ و کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۱۰)

ایک احرام سے کتنے عمرے کئے جا سکتے ہیں؟

سوال: میں پانچ عمرے ادا کرنا چاہتا ہوں۔ ان عمروں کے لئے حدود حرم کے باہر تنعیم یا جعرانہ جا کر عمرہ کا احرام باندھا جائے گا۔ کیا پانچ مرتبہ یعنی ہر عمرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ یا ایک مرتبہ احرام باندھ کر ایک دن میں ایک مرتبہ عمرہ کیا جائے یا اسی احرام میں ایک دن میں دو یا تین مرتبہ عمرہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب: ہر عمرہ کا الگ احرام باندھا جاتا ہے۔ احرام باندھ کر طواف سعی کر کے بال کٹوا کر احرام کھول دیتے ہیں اور پھر تنعیم یا جعرانہ جا کر دوبارہ احرام باندھتے ہیں۔ ایک احرام کے ساتھ ایک سے زیادہ عمرے نہیں ہو سکتے اور عمرہ (یعنی طواف وسعی) کرنے کے بعد جب تک (حلق یا قصر کے ذریعہ) بال کٹوا کر احرام نہ کھولا جائے، دوسرے عمرے کا احرام باندھنا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:- جو شخص عمرہ ادا کرنے کے بعد مدینہ طیبہ چلا جائے اور عصر و مغرب کی نمازیں پڑھنے کے بعد میقات سے گزر کر جدہ واپس آ جائے اور رات گزار کر صبح پھر مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کے لئے روانہ ہو، اور مکہ کے قریب میقات سے احرام باندھ کر عمرہ کرے، تو اگر اس شخص کا میقات سے گزرتے وقت مکہ مکرمہ جانے کا قصد تھا تو میقات پر اس کے لئے احرام باندھنا ضروری تھا۔ اور اس کے کفارہ کے طور پر دم واجب ہے اور اگر اس وقت جدہ آنے ہی کا ارادہ تھا، یہاں آ کے عمرہ کا ارادہ ہوا تو دم لازم نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۵ و بکذا فتاوی رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۹۰)

عمرہ کرنے کا طریقہ

عمرہ حج اصغر ہے یعنی چھوٹا حج، جو ہر زمانہ میں ہو سکتا ہے علاوہ ایام حج کے، اس کے لئے کوئی مہینہ تاریخ اور دن مقرر نہیں ہے جب اور جس وقت جی چاہے میقات یا حل سے احرام باندھے اور احرام کے محرمات و مکروہات سے بچے اور مکہ مکرمہ میں انہی آداب کو ملحوظ رکھ کر مسجد حرام میں باب السلام یا باب العمرۃ سے (یا جس گیٹ سے بھی موقع ہو) داخل

ہو اور ''اضطباع'' یعنی احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال کر طواف کرے اور جب پہلی بار کالی پٹی پر کھڑے ہو کر حجر اسود کا استلام یعنی اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرے تو جو تلبیہ احرام باندھنے کے وقت شروع کیا تھا وہ بند کر دے نیز طواف میں ''رمل'' یعنی طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا (صرف مردوں کے لئے ہے) اگر بھیڑ نہ ہو چلنے میں کوئی دشواری بھی نہ ہو تو ورنہ جیسے موقع ہو طواف کرے۔ اور طواف کے بعد دوگانہ طواف نفل پڑھ کر حجر اسود کی طرف ہاتھ سے پہلے کی طرح اشارہ کر کے باب الصفا سے نکل کر حج کی طرح سعی کرے اور سعی ختم کر کے مروہ (یا دوکان یا قیام گاہ) پر بال منڈوا کر یا کٹوا کر حلال ہو جائے یعنی عام کپڑے پہن لے احرام کی پابندیاں ختم ہو گئیں اور سعی کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا مستحب ہے۔ بس عمرہ ہو گیا۔ (معلم الحجاج: ص ۲۰۴)

(نوٹ:۔ طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا واجب اور سعی کے بعد مستحب ہے)

عمرہ سے فارغ ہو کر حلق سے پہلے کپڑے پہننا؟

سوال: میں نے آخری دن جب عمرہ کیا تو فلائٹ کی جلدی میں تھا اسی جلدی میں عمرہ سے فارغ ہو کر پہلے حلق کرانے کے بجائے پہلے احرام کھول کر کپڑے پہن کر بال کٹوائے۔ کیا حکم ہے؟

جواب: اس غلطی کی وجہ سے آپ کے ذمہ دم لازم نہیں آیا، بلکہ صدقہ فطر کی مقدار صدقہ آپ پر لازم ہے۔ اور یہ صدقہ آپ کسی بھی جگہ دے سکتے ہیں۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ ص ۱۰۳)

مسئلہ:۔ حج و عمرہ دونوں ہی میں بال منڈوانا افضل ہے، لیکن اگر عمرہ، اعمال حج شروع ہونے کے کچھ ہی قبل کرے تو افضل بال کٹوانا ہے۔ تاکہ حج میں بال منڈوا سکے، اس لئے کہ حج عمرہ سے بہتر ہے، تو بہتر کام بہتر وقت میں کرنا چاہئے اور اگر عمرہ ایام حج سے بہت پہلے کرے تو ایسی صورت میں سر منڈوا لے، تاکہ فضیلت کو پا سکے،

کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بال منڈوانے والوں کے لئے تین مرتبہ مغفرت و رحمت کی دعا فرمائی جب کہ بال کٹوانے والوں کے لئے صرف ایک بار، اس لئے بال منڈوانا ہی افضل ہے۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۵۹)

عمرہ میں طواف وداع کا کیا حکم ہے؟

سوال: عمرہ میں طواف وداع کیا واجب ہے؟

جواب: عمرہ میں طواف وداع واجب نہیں ہے، البتہ افضل ہے۔ اس لئے اگر کوئی شخص بغیر طواف وداع کئے رخصت ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن حج میں طواف وداع واجب ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک روانہ نہ ہو جب تک خانہ کعبہ کا طواف نہ کر لے''۔ اس کے مخاطب حجاج تھے۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۵۶ وہکذا فی آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۹)

مسئلہ:- عمرہ کا طواف پورا یا اکثر یا کم اگر چہ ایک ہی چکر ہو، اگر جنابت (ناپاکی) یا حیض یا نفاس کی حالت میں یا بے وضو کیا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر طواف کا اعادہ کر لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ:- عمرہ کے کسی واجب کے ترک کرنے سے بدنہ یعنی پورا اونٹ، پوری گائے یا صدقہ واجب نہیں ہوتا، بلکہ صرف دم یعنی ایک بکری یا ساتواں حصہ گائے کا یا اونٹ کا واجب ہوتا ہے، لیکن عمرہ کے احرام میں ممنوعات احرام کے ارتکاب سے مثل احرام حج کے دم یا صدقہ واجب ہوتا ہے۔ (احکام حج: ص ۱۰۶)

عمرہ میں وقوف عرفہ نہ ہونے کی وجہ؟

سوال: حج کے بنیادی ارکان دو ہیں وقوف عرفہ طواف زیارت اور اس کے بعد سعی کرنا۔ اور عمرہ حج اصغر ہے پھر اس میں صرف ایک رکن طواف مع سعی کیوں ہے؟ اس میں وقوف عرفہ کیوں نہیں؟

جواب: عمرہ میں وقوف عرفہ اس وجہ سے مشروع نہیں کیا گیا کہ عمرہ کرنے کا کوئی وقت متعین نہیں۔ ایام حج کے علاوہ پورے سال عمرہ کیا جاسکتا ہے، اس لئے میدان عرفات میں اجتماعی طور پر جمع ہونے کی کوئی صورت نہیں اور انفرادی وقوف میں کچھ فائدہ نہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ حج کی طرح عمرہ کے لئے بھی وقت مقرر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ پھر وہ عمرہ کہاں رہے گا۔ وہ تو حج ہو جائے گا۔ اور سال میں دو مرتبہ لوگوں کو حج کی دعوت دینے میں جو زحمت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے اور اصل بات یہ ہے کہ عمرہ میں مقصود بالذات، بیت اللہ کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر بجالانا اور یہ مقصد صرف طواف سے پورا ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے میدان عرفات میں جمع ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴/ص ۲۱۲)
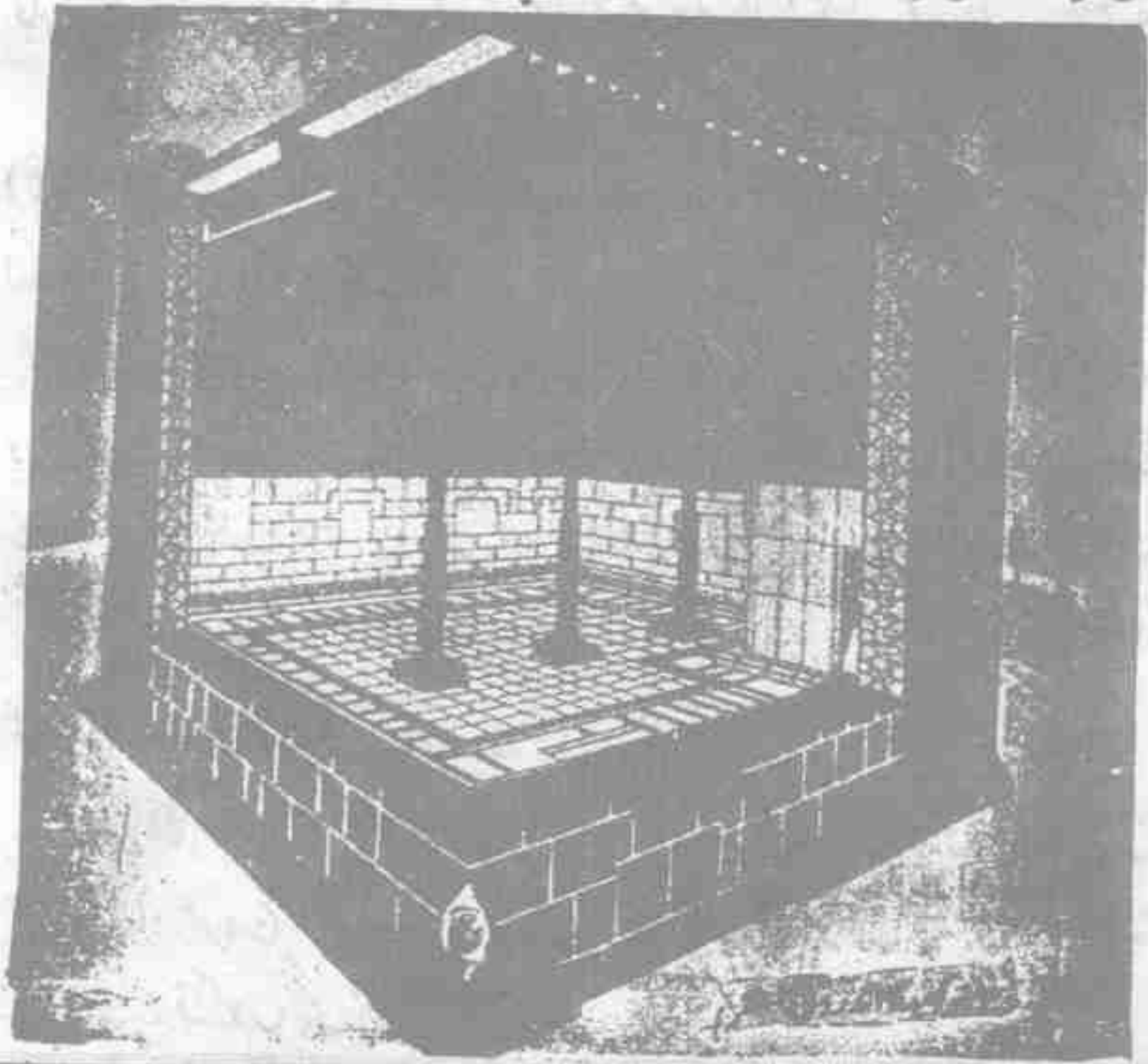
حج بدل کا جواز

مسئلہ:- عبادات کی تین قسمیں ہیں: محض بدنی عبادت جیسے نماز اور روزہ ان دونوں کی غرض اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی) کے لئے نفس کو عاجزی و فروتنی میں ڈالنا ہے۔ اس عبادت میں مال کو دخل نہیں ہے۔

محض مالی عبادت جیسے زکوٰۃ و صدقہ سے غرض خیرات لینے والوں کی مالی امداد ہے۔ دونوں (مالی و بدنی) کی مرکب عبادت حج ہے کہ اس میں طواف اور سعی وغیرہ (مناسک حج) کی بجا آوری میں جہاں خشوع و خضوع ہے وہاں اللہ کی راہ میں مال بھی خرچ کیا جاتا ہے۔

پہلی قسم کی عبادت میں (اپنے بجائے کسی دوسرے کو عبادت کے لئے) نائب بنانے کی گنجائش نہیں ہے۔ چنانچہ کسی شخص کیلئے جائز نہیں ہے کہ اپنے بجائے کسی اور کو نماز روزہ ادا کرنے کے لئے نائب بنادے۔ ایسا کرنے سے کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

دوسری قسم کی عبادت میں نائب بنانے کی گنجائش ہے، لہٰذا مال کے مالک کو جائز ہے کہ وہ مال کی زکوٰۃ اپنی طرف سے نکالنے یا صدقہ دینے کے لئے کسی کو اپنا نائب بنادے۔

تیسری قسم کی عبادت حج ایسی عبادت ہے جس میں نیابت کی گنجائش ہے لہٰذا اگر کوئی حج کرنے سے شرعاً عاجز ہو تو واجب ہے کہ حج کے لئے اپنا نائب بنائے جو اس کے بدلہ میں حج کرے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۶۴، ہکذا معلم ج: ص ۲۸۱)

مسئلہ:- حج بدل صحیح ہے، اور جو صاحب یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم میں چونکہ حج بدل کا حکم نہیں ہے، اس لئے حج بدل کوئی چیز نہیں ہے۔ ان کی بات لغو اور بیکار ہے۔ حج بدل پر صحیح احادیث موجود ہیں اور علماء امت کا اسکے صحیح ہونے پر اجماع ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۸)

حج بدل کے صحیح ہونے کی شرطیں؟

مسئلہ:- حج بدل کے صحیح ہونے کی چند شرطیں ہیں (۱) اجرت کی شرط نہ ہو (۲) بھیجنے والے کے مال ہی سے حج کیا جائے لیکن اگر زیادہ تر خرچ میت کے (یا عاجز اور ہر اُس شخص کے) مال سے (جس کی طرف سے حج بدل کیا جارہا ہے) ہو اور کچھ تھوڑا بہت جانے والے کا خرچ ہو تو بھی جائز ہے۔ (۳) اگر حج بدل والا میت کی رقم کو اپنی رقم سے علیحدہ رکھے تب تو امانت ہے، اگر باوجود احتیاط کے ضائع ہوجائے تو ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر اپنی رقم کے ساتھ ملادے گا تو ضامن ہوگا۔ (۴) اگر (میت کے) ثلث مال میں وسعت ہو تو حج سوار ہوکر کرنا چاہئے، اگر پورا سفر حج پیدل کرے گا اور کرایہ کی رقم اپنے لیے بچائے گا تو ضمان دینا واجب ہوگا، اگرچہ بھیجنے والے نے پیدل حج کرنے کی اجازت بھی دیدی ہو۔ اور سوار ہونا مکہ مکرمہ سے عرفات تک اور وہاں سے مکہ کی واپسی تک واجب ہے باقی سفر میں اگر بھیجنے والے کی اجازت سے پیدل چلے تو جائز ہے۔ (۵) حج میت کے وطن سے کرانا چاہئے (۶) احرام کے وقت حج کی نیت میت کی طرف سے کرنا چاہئے یعنی زبان سے یوں کہے کہ میں فلاں شخص کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں اور اگر نام بھول جائے تو یہ کہے کہ جس شخص کی طرف سے مجھ کو حج کے لئے بھیجا گیا ہے میں اس کی طرف سے حج کی نیت کرتا ہوں (۷) احرام میقات سے باندھنا چاہئے بغیر اجازت بھیجنے والے کے عمرہ کا احرام میقات سے نہ باندھے نہ تمتع کرے، ہاں اگر وہ اجازت دیدے اور یوں کہہ دے کہ جس طرح چاہو حج ادا کردینا تو تمتع بھی جائز ہے (۸) حج بدل والے کو جو روپیہ دیا جائے اس میں بہت زیادہ احتیاط لازم ہے ورنہ حق العباد کا مواخذہ سر پر ہوگا۔ سفر کے بعد جو کچھ رقم اور سامان رقم سے خریدا ہوا باقی بچے وہ سب واپس کردے اور بہتر یہ ہے کہ بھیجنے والا پہلے ہی کہہ دے کہ اگر خرچ میں کوئی بے عنوانی اتفاقاً ہوجائے میری طرف سے معاف ہے۔

(امدادالاحکام: ج ۲/ص ۱۸۷ و ہکذا فی معلم ا ج: ص ۲۸۱)

حج بدل کہاں سے کرایا جائے؟

سوال: حج بدل کہاں سے کرانا چاہئے، اگر کسی مکی سے حج بدل کرالیا تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر زندہ معذور کی اجازت یا مردہ کی وصیت سے حج بدل کیا جارہا ہو تو وصیت کرنے والے یا آمر (زندہ معذور) کے وطن سے حج کرنا ضروری ہے، اگر ثلث مال ناکافی ہو اور ورثہ زیادہ کی اجازت نہ دیں تو جہاں سے بھی ثلث مال سے حج ہو سکے حج بدل کرا دے، اگر وصیت کرنے والے یا آمر نے خود کوئی جگہ یا کچھ مال متعین کر دیا ہو تو وہیں سے کیا جائے، اگرچہ مکہ مکرمہ سے ہی ہو، مگر صاحب استطاعت کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے، اگر حج کا امر یا وصیت نہیں کی بلکہ کسی کی طرف سے تبرعا کوئی شخص حج کرانا چاہتا ہے، تو مکہ مکرمہ سے بھی جائز ہے البتہ صاحب استطاعت کے لئے میقات سے حج کرانا افضل ہے، اور مکہ مکرمہ سے حج کرانے کی صورت میں اس کا خاص اہتمام کیا جائے کہ حج کرنے والا متقی، دین دار اور قابل اعتماد ہو، کیونکہ بعض لوگ متعدد حضرات کی طرف سے حج بدل کر لیتے ہیں، جس سے کسی کا بھی حج نہ ہوگا۔ نیز حج بدل میں اجارہ کی صورت نہ ہونے پائے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۰ وہکذا فی نظام الفتاویٰ: ج ۱/ ص ۱۵۱ و فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۲۸ و احکام حج: ص ۱۲۰)

حج بدل کس کی طرف سے کرایا جائے؟

مسئلہ:- جس شخص پر حج فرض ہو گیا اور اس نے زمانہ حج کا پایا مگر کسی وجہ سے حج نہیں کر سکا پھر کوئی عذر ایسا پیش آ گیا جس کی وجہ سے خود حج کرنے پر قدرت نہیں رہی مثلاً ایسا بیمار ہو گیا جس سے شفاء کی امید نہیں، یا نابینا ہو گیا یا اپاہج ہو گیا یا بوڑھاپے کی وجہ سے ایسا کمزور ہو گیا خود سفر کرنے پر قدرت نہیں رہی تو اس کے ذمہ فرض ہے کہ اپنی طرف سے کسی دوسرے کو بھیج کر حج بدل کرا دے یا وصیت کر دے کہ

میرے مرنے کے بعد میری طرف سے میرے مال سے حج بدل کرادیا جائے۔
اپنا فرض حج بطور بدل کرانے میں یہ تفصیل ہے کہ جس عذر کی وجوہ سے حج خود نہیں کرسکا اگر حج بدل کردینے کے بعد یہ عذر جاتا رہا تو اب خود حج ادا کرنا اس پر فرض ہے پہلا حج جو بطور بدل کرایا تھا وہ نفلی ہوگیا۔ (احکام حج: ص ۱۱۸)

مسئلہ:۔ اگر حج بدل کرانے والے نے حج بدل کرنے والے کو اس قسم کی اجازت دیدی ہو کہ چاہے تم حج بدل پر چلے جاؤ، چاہے تم کسی کو اپنی جگہ بھیج دو تو وہ شخص دوسرے کو بھیج سکتا ہے اور اگر یہ اجازت نہیں تھی، تو وہ رقم لینے والے کو خود جانا ضروری ہے، خود جائے یا رقم واپس کردے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۳۲۲)

مسئلہ:۔ جس شخص پر حج فرض ہوا تھا اور اس نے حج کی ادائیگی کے لئے وصیت بھی کی تھی تو اس کا حج بدل اس کے وطن سے ہونا چاہئے سعودی عرب سے جائز نہیں ہے، البتہ بغیر وصیت کے یا بغیر فرضیت کے کوئی بھی شخص اپنے عزیز کی طرف سے حج بدل کرتا ہے تو وہ حج نفل برائے ایصال ثواب ہے، وہ ہر جگہ سے ہوسکتا ہے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۶۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حج کرنا؟

سوال: کیا نفل حج کا ثواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جاسکتا ہے؟

جواب: نفل حج کا ثواب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں پیش کرنا بلاشبہ جائز بلکہ انتہائی قابل سعادت ہے اس میں پیغمبر علیہ السلام کے عظیم احسانات کی شکرگزاری اور عقیدت کے معنی پائے جاتے ہیں۔ علامہ شامی نے ردالمحتار میں علامہ ابن حجر مکیؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ ابن عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے عمرہ فرمایا کرتے تھے۔ اور علامہ ابن الموفق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ستر حج ادا فرمائے۔
(شامی طبع بیروت: ج ۳/ص ۱۴۳)

(جو حضرات بار بار نفل حج کرتے رہتے ہیں ان کو چاہئے کہ محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی نفل حج کیا کریں۔ (محمد رفعت قاسمی)

معذور باپ کی طرف سے جدہ میں مقیم بیٹے کا حج کرنا؟

سوال: میری عمر ستاسی سال کی ہے میں چلنے پھرنے کے قابل نہیں ہوں، میرا بیٹا کئی سال سے جدہ میں ملازم ہے کیا وہ میری طرف سے حج بدل کرسکتا ہے۔ یا اپنا حج کیا ہوا مجھ کو بخش سکتا ہے؟

جواب: اگر آپ کے ذمہ حج فرض ہے تو حج بدل کے لئے کسی کو اپنے وطن سے بھیجنا ضروری ہے۔ خواہ آپ کا بیٹا جائے یا کوئی اور، اگر آپ پر حج فرض نہیں تو آپ کا بیٹا جدہ سے بھی آپ کی طرف سے حج بدل کرسکتا ہے۔ اور وہ اپنا ایک حج آپ کو بخش دے تب بھی آپ کو اس کا ثواب مل جائے گا۔

لیکن اگر آپ پر حج فرض ہے پھر ادا شدہ حج کے ثواب بخشنے سے وہ فرض پورا نہیں ہوگا۔ اسی طرح وہ بیٹا جو آپ کے وطن سے جدہ جارہا ہے، اگر وہ آپ کے خرچ سے یہاں سے (آپ کے وطن سے) احرام باندھ کر آپ کی طرف سے حج کی نیت کرکے حج کے مہینوں میں جائے اور حج ادا کرلے تو آپ کا حج بدل عذر کی وجہ سے ادا ہو جائے گا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۷)

مجبوری کی وجہ سے حج بدل؟

سوال: میں دل کا مریض ہوں تکلیف ناقابل برداشت ہوگئی ہے، تو کیا میں اپنے عزیز کو حج بدل کے لئے بھیج سکتا ہوں؟ اور حج پر جانے سے پہلے کے جو واجبات ہیں وہ میں ادا کروں یعنی معافی وغیرہ۔

جواب: اگر آپ خود جانے کے قابل نہیں معذور ہیں تو کسی کو حج بدل کے لئے بھیج سکتے ہیں۔ آپ کا حج ہو جائے گا۔ کہا سنا معاف کرنا ہی چاہئے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۴۷)

(اور حقوق العباد وغیرہ ادا کر کے ہی جانا چاہئے۔)

مسئلہ:۔ معذور خسر کے حکم سے داماد اپنے سسر کی جگہ حج بدل کر سکتا ہے۔
(آپ کے مسائل: ج۴/ص۷۵)

سفر کی تکلیف کے ڈر سے حج بدل کرانا؟

سوال: ایک مالدار شخص حج کو جانے کے قابل ہے، محض سفر کی تکلیف کے خوف سے دوسرے شخص کو روپیہ دے کر حج بدل کے۔ لئے بھیجنا چاہتا ہے اس کا حج ادا ہوگا یا نہیں؟ اور اس کا مال سودی کاروبار کا ہے؟

جواب: اس شخص کو حج کے لئے خود جانا چاہئے۔ بحالت موجودہ دوسرے شخص کو حج بدل کے لئے بھیجنے سے اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا، اور حرام روپیہ سے حج نہ کرنا چاہئے۔ وہ حج مقبول نہ ہوگا اگرچہ فرضیت ساقط ہو جائے گی اور یہ طریقہ اختیار کیا جائے کہ وہ شخص قرض لے کر حج کرے پھر وہ قرض ادا کر دے۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ج۶/ص۵۶۱)

حج بدل کون کر سکتا ہے؟

مسئلہ:۔ حنفی مسلک کے مطابق جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کا کسی کی طرف سے حج بدل کرنا جائز ہے۔ مگر مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۶۹)

مسئلہ:۔ جس نے اپنا حج نہ کیا ہو، اس کو حج بدل پر بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے تاہم اگر چلا جائے تو حج بدل ادا ہو جائے گا، لہٰذا ایسے شخص کو بھیجا جائے جو پہلے حج کر چکا ہو، خواہ وہ غریب ہو یا امیر اس مسئلہ میں غریب و امیر کی بحث نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۶۷ وہکذا فی فتاویٰ دارالعلوم: ج۶/ص۵۷۳ واحکام حج: ص۸۸ اور کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۳۲۲)

مسئلہ:۔ کسی خاتون کی طرف سے حج بدل کرانا ہو تو ضروری نہیں ہے کہ کوئی خاتون ہی حج بدل کرے، عورت کی طرف سے مرد بھی حج بدل کر سکتا ہے اور مرد کی

طرف سے عورت بھی کر سکتی ہے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۷۵)

مسئلہ: - نابالغ حج بدل نہیں کر سکتا۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۷۷)

مسئلہ: - عورت کی طرف سے حج بدل مرد بھی کر سکتا ہے اور مقلد کی طرف سے غیر مقلد بھی کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ دار العلوم: ج۶/ص۵۷۴)

مسئلہ: - حج بدل کرنے والا صاحب شعور ہو، لہٰذا کسی لڑکے (بچے) کا جو سنِ شعور کو نہ پہنچا ہو حج بدل کرنا درست نہیں ہے۔ ہاں کم عقل انسان (جو پاگل نہ ہو) حج بدل کر سکتا ہے نیز عورت اور غلام بھی حج بدل کر سکتے ہیں۔ (کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۱۶۶)

حج بدل پر جانے والا کیا نقصان معاش لے سکتا ہے؟

سوال: حج بدل کرنے والا حج بدل کرانے والے سے اپنا نقصان معاش کا معاوضہ لے، تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ اگر یہ معاوضہ نقصان معاش اور کاروبار کا ہے تو نقصان کاروبار کوئی عین متقوم نہیں (ایسا نہیں جس کی قیمت لگائی جائے اور) جس کا معاوضہ لینا جائز ہو اور اگر یہ معاوضہ اپنی مشقت و محنت کا ہے جو سفر میں لاحق ہوگی تو اس صورت میں اجارہ ہو گیا اور حج بدل اجارہ کے ساتھ ناجائز ہے۔

بعض اقوال پر وہ حج ہی نہ ہوگا اور راجح یہ ہے کہ اجارہ فاسد ہے یعنی اجرت لے کر حج کرنے کا یہ غلط طریقہ ہے اور حج تو ہو جائے گا، البتہ معاوضہ کے طور پر نہ ہو بلکہ بھیجنے والا خوشی سے اجازت دیدے کہ میں تم کو یہ رقم حج کے لئے دیتا ہوں اور حج کے بعد جو رقم بچے اس کے متعلق تم کو وکیل کرتا ہوں کہ فاضل رقم اپنے کو میری طرف سے ہبہ کر لینا تو اس صورت میں وہ فاضل رقم اور سامان و کپڑے وغیرہ جو حج کے بعد باقی رہے وہ حج بدل کرنے والا اپنی ملکیت میں لا سکتا ہے۔ اس طرح اگر کسی شخص کے ذمہ اہل و عیال کا نفقہ (ضروری خرچہ) واجب ہے اور دوسرا شخص اس کو حج بدل میں بھیجنا چاہتا ہے اور

یہ صاحب اہل وعیال، یوں کہے کہ مدت حج کے لئے میں نفقہ عیال اس وقت نہیں دے سکتا تم اگر مجھ کو بھیجنا چاہتے ہو تو میرے اہل وعیال کا خرچہ بھی اس قدر ادا کر دو۔

اور یہ گفتگو بطور معاوضہ اور معاملہ کے نہ ہو بلکہ دوستانہ طور پر ہو اور اس کے بعد بھیجنے والا خوشی سے اس کے اہل وعیال کا خرچہ بھی ادا کر دے تو جائز ہے، بشرطیکہ حج بدل کرانے والا خود زندہ ہو اور اگر وہ وصیت کر کے مر گیا ہے تو اس کے حج بدل میں خرچہ سفر حج متعارفہ سے زیادہ دینے کا اختیار ورثہ بالغین کو ہے نابالغوں کے حصہ میں سے جائز نہیں اگر ورثہ نابالغ ہوں تو ضرورت کے مطابق حج کے لئے میت کے تہائی مال میں سے دیا جائے اور تبرعاً، فاضل (زیادہ خرچ) یا خرچہ اہل وعیال کے لیے بالغین اپنے حصہ میں سے رقم دیں اور خرچہ اہل وعیال مامور میں یہ تفصیل ہے کہ ضروری خرچہ پر بھی جانے والے دستیاب ہوں یعنی ایسی مجرد (تنہا) لوگ بھی حج بدل کو تیار ہوں جن کے ساتھ اہل وعیال کا خرچہ لگا ہوا نہیں اور وہ صرف سفر حج کا خرچہ لے کر جا سکتے ہیں۔ اور صاحب اہل وعیال کے علاوہ کوئی شخص معتبر باقاعدہ حج کو صحیح ادا کرنے والا نہ ملتا ہو تو اس صورت میں تہائی مال سے بھی بھیجنے والے کے اہل وعیال کا خرچہ دینا جائز ہے، بلکہ ورثہ پر لازم ہے جب مرنے والے نے حج کی وصیت کی ہو اور تہائی مال میں وسعت بھی ہو۔

(امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۹۲)

حج بدل پر جانے والے کو سفر خرچ کتنا دیا جائے؟

مسئلہ: حج فرض میں کسی دوسرے کو اپنے عوض حج کے لئے بھیجنے میں یہ شرط ہے کہ خود کسی طرح حج کو نہ جا سکے بالکل معذور ہو، عذر کی صورت میں اگر کسی کو اپنی طرف سے نیابتاً حج کو بھیجے تو اس کا خرچ دیدے، سفر خرچ میں یہ شرط نہیں کہ امیرانہ دیوے یا متوسط، یا بقدر کفایت جس طرح حج کرنے والا راضی ہو جائے جس طرح خرچ کرے وہ مال آمر سے (حج بدل کرانے والے کی طرف سے) ہونا چاہئے، اگر آمر امیرانہ خرچ دیدے یہ بھی درست ہے۔ اور متوسط خرچ دے یا بقدر کفایت اور حج بدل پر

جانے والا راضی ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ غرض یہ کہ مامور (جس کو بھیجا جا رہا ہے) جیسے خرچ کا عادی ہو اور جس طرح اس کو آسائش ہو وہ کام کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ج ۴/ ص ۵۶۹)

مسئلہ:- حج بدل کے لئے ضروری ہے پورا خرچ سفر حج کرنے والے کو دیا جائے حج کرانے والے کے مکان سے تمام خرچہ مکہ مکرمہ وغیرہ تک، جانے کا اور واپسی کا، حج کرانے والے کے مال میں سے ہو ورنہ حج بدل فرض ادا نہ ہوگا، البتہ نفل کا ثواب ہو جائے گا۔ اور اگر حج بدل کرنے والے کو روپیہ دیا گیا اور اس نے حج آمر کی طرف سے نہ کیا تو آمر کا حج نہیں ہوا اور گناہ اس پر ہوا جس نے حج نہ کیا اور وہی مواخذہ دار ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ج ۴/ ص ۵۶۷ و ہکذا فی احکام حج: ص ۱۱۹)

حج بدل پر جانے والے کے پاس رقم کم یا زائد ہو تو؟

مسئلہ:- حج بدل کرنے والے کو اس روپیہ میں سے جو اس کو سفر خرچ کے لئے ملا، سفر کے خرچ سے زائد رکھنا اس صورت میں درست ہے کہ روپیہ دینے والے نے اس کو وکیل بالہبہ بنا دیا یعنی یہ اجازت اور اختیار دیدیا کہ زائد رقم تم خود رکھ لینا۔
(فتاویٰ دارالعلوم: ج ۴/ ص ۵۷۳)

مسئلہ:- حج بدل کے مسئلہ میں جب حج بدل کرنے والے کے پاس خرچ نہ رہے وہ اپنے پاس سے یا کسی سے قرض لے کر چلا آئے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ سفر حج میں زیادہ خرچ بھیجنے والے کے مال سے ہوا ہے یا حج بدل کرنیوالے کی رقم سے، صورت اول میں تو حج بدل صحیح ہو گیا۔ اور دوسری صورت میں حج بدل صحیح نہیں ہوا، بلکہ وہ حج خود کرنے والے کی طرف سے ہو گیا۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ بھیجنے والے نے اس کو اپنے پاس سے یا قرض کر کے خرچ کرنے کی اجازت نہ دی ہو اور اگر اجازت دیدی ہو کہ خرچ کم ہو جائے تو تم اپنے پاس سے یا قرض لیکر خرچ کر لینا، تو ہم تم کو دیدیں گے پھر ہر حال میں حج درست ہے، خواہ بھیجنے والے کی دی ہوئی رقم کم ہو یا زیادہ۔ (امداد الاحکام: ج ۲/ ص ۱۸۸ و ہکذا فی فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ ص ۵۷۷ و احکام حج: ص ۱۲۶ بحوالہ ردالمحتار: ج ۱/ ص ۳۳۳)

مسئلہ:- حج کرنے کی کوئی اجرت مقرر نہ کی جائے۔ حج کرانے والے پر عام اخراجات ادا کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ حج کے اخراجات کے لئے جو رقم دی گئی ہے، اگر اس میں کچھ بچ جائے تو حج بدل کرنے والے کو چاہئے کہ باقی بچی ہوئی رقم حج کرانے والے کو واپس کردے ہاں ثواب کے خیال سے حج کرانے والا یا وارث وہ رقم چھوڑ دیں تو اور بات ہے یعنی جائز ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۶۷)

حج بدل کرنے والے سے اپنی فرضیت ختم ہوتی ہے یا نہیں؟

سوال: اگر کسی مالدار مرنے والے کی طرف سے کسی مفلسِ غریب نے حج بدل ادا کیا جس نے ابھی حج ادا نہیں کیا ہے تو مرحوم کا حج تو ادا ہو جاتا ہے، لیکن مفلس حج بدل کرنے والے کے ذمے سے بھی فرضیت حج ساقط ہو جاتی ہے یا نہیں، اگر ایسے مفلس سے عمر بھر کو فرضیت ساقط نہیں ہوتی تو اپنے تمام کام و آرام وعیال کو چھوڑ کر حج بدل پر جانے سے کیا فائدہ؟

جواب: جس مفلس نے اپنا حج نہیں کیا ہے وہ دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے، لیکن افضل یہ ہے کہ ایسے شخص کو حج بدل کے لئے بھیجا جائے جس نے اپنا حج فرض ادا کر لیا ہو۔ باقی اُس مفلس کے ذمہ سے جس نے اپنا حج کئے بغیر دوسرے کا حج فرض بدلاً کیا ہے عمر بھر کے لئے فرض اس کے ذمہ سے ساقط نہیں ہوا بلکہ اگر کسی وقت اس کے پاس مال زیادہ ہو گیا جس میں حج بشرائط ہو سکے تو اس کو اپنی طرف سے دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔ کیونکہ حج بدل تو دوسرے کا تھا اس کی طرف سے تو تھا ہی نہیں۔ رہا یہ سوال کہ جب اس کے ذمہ سے حج فرض (اپنا) ساقط نہیں ہوتا تو اپنے کاروبار و آرام چھوڑ کر سفرِ حج کی صعوبت اٹھانے میں کیا فائدہ ہے، اس کا جواب یہ ہے جو اس کو بے فائدہ سمجھے اس کو واقعی کچھ فائدہ نہ ہوگا وہ ہرگز نہ جائے بلکہ ایسے شخص کو بھیجنا چاہئے جو ایک بار اپنا حج کر کے بیت اللہ شریف اور بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

سے آنکھیں ٹھنڈی کر چکا ہو وہ بتلائے گا کہ سفر کی صعوبت برداشت کرنے میں کیا فائدہ ہے یہ تو نفع ''عاجل'' یعنی جلدی ملنے والا ہے جس کا علم ایک بار حج کرنے والے کو دنیا ہی میں ہو جاتا ہے اور جو ثواب مرنے کے بعد سامنے آئے گا اس کا علم قبر میں پہنچ کر ہو جائے گا۔

دوسروں کی طرف سے حج کرنے کا ثواب بعض وجوہ سے اپنے حج کے ثواب سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے۔ (امداد الاحکام: ج ۲/ ص ۱۹۰ و ۱۹۱)

حج بدل کرنے پر کیا حج فرض ہو جائے گا؟

مسئلہ:- حج بدل پر جانے والے کا یہ خیال غلط ہے کہ اگر۔ سا حج بدل کے لئے جاؤں گا تو آئندہ سال باوجود عدم استطاعت کے حج کے لئے جانا ضروری ہوگا (بیت اللہ کو دیکھنے کی وجہ سے) یہ خیال غلط ہے، کیونکہ اس کے اوپر حج جب فرض ہوگا جب اس کے پاس مصارف ہوں۔ نیز حج بدل پر جانے والے کے گھر والوں کے واپسی تک مصارف بھی اس شخص کے ذمہ یہ جو حج بدل کے لئے بھیج رہا ہو اور جانے سے آنے تک مصارف سفر بھیجنے والے کے ذمہ ہوں گے۔

حج بدل میں نیت کس کی کرے؟

مسئلہ:- حج بدل میں حج کرانے والے کی طرف سے حج کی نیت کرنا لازم ہے، لہٰذا حج بدل کرنے والے کو یوں کہنا چاہئے کہ فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھتا اور تلبیہ کہتا ہوں۔ اور یہ نیت دل میں کر لینا کافی ہے۔ اگر نائب نے یعنی حج بدل کرنے والے نے حج کی نیت اپنی طرف سے کی تو نائب بنانے والے کی طرف سے حج ادا نہ ہوگا۔

(کتاب الفقہ: ج ۱/ ص ۱۱۶۵ و کذا فی احکام حج: ص ۱۲۰)

مسئلہ:- حج بدل میں جس کی طرف سے حج بدل کیا جاتا ہے اس کا نام لینا کوئی ضروری نہیں ہے، بلکہ دل سے یہ نیت کافی ہے کہ فلاں شخص کی طرف سے احرام

باندھتا ہوں۔ اگر احرام کے وقت اس کی طرف سے احرام کی نیت نہیں کی اور اعمال حج شروع کر دیئے تو حج بدل صحیح نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۲۰۰ و معلم الحجاج: ص ۱۰۲)

ایک حج بدل دو کی طرف سے کرنا؟

مسئلہ:۔ اگر دو اشخاص نے اپنے اپنے حج (بدل) کا نائب بنایا اور حج بدل کرنے والے نے دونوں کی طرف سے احرام باندھا اور حج بدل کیا وہ حج درست نہ ہوگا اور وہ دونوں کے اخراجات کی واپسی کا ذمہ دار ہوگا۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۲۶)

مسئلہ:۔ حج بدل کرنے والا دیندار اور قابل اعتماد ہو، کیونکہ بعض لوگ متعدد حضرات کی طرف سے (رقم لے کر) حج بدل کر لیتے ہیں، جس سے کسی کا بھی حج نہ ہوگا۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۰ و ہکذا احکام حج: ص ۱۲۰)

مسئلہ:۔ حج بدل کیلئے احرام ایک ہی باندھا جائے۔ اگر ایک احرام حج بدل کا اور دوسرا حج بدل کرنے والے نے اپنے حج کا باندھا (یعنی ایک ساتھ دونوں کی ایک احرام میں نیت کر لی) تو اس طرح دونوں میں سے کسی کا حج نہ ہوگا، بجز اسکے کہ دوسرے احرام کو توڑ دے (یعنی دوسرے احرام کی نیت ختم کر دے)۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۲۶)

مسئلہ:۔ حج بدل میں یہ ضروری ہے کہ جس کے روپیہ سے سفر حج کیا اور جس کا روپیہ صرف کیا اس کی طرف سے حج کرے۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج ۴/ص ۵۶۴ بحوالہ عالمگیری مصری: ج ۱/ص ۲۴۰)

میت کی طرف سے حج بدل کروانا؟

مسئلہ:۔ جس شخص پر حج فرض ہو اور اس نے اتنا مال چھوڑا ہو کہ اس کے تہائی حصہ سے حج کرایا جا سکتا ہو اور اس نے حج بدل کرانے کی وصیت کی ہو تو اس کی طرف سے حج بدل کرانا اس کے وارثوں پر فرض ہے۔

مسئلہ:۔ جس شخص کے ذمہ حج فرض تھا، مگر اس نے اتنا مال نہیں چھوڑا یا اس

نے حج بدل کرانے کی وصیت نہیں کی، اس کی طرف سے حج بدل کرانا وارثوں پر لازم نہیں، لیکن اگر وارث اس کی طرف سے خود حج بدل کرے یا کسی دوسرے کو حج بدل کیلئے بھیج دے، تو اللہ کی رحمت سے اُمید کی جاتی ہے کہ مرحوم کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ اور جس شخص کے ذمہ حج فرض نہیں اگر وارث اس کی طرف سے حج بدل کریں یا کرائیں تو یہ نفلی حج ہوگا اور مرحوم کو انشاء اللہ اس کا ثواب ضرور پہنچے گا۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۶۹)

مسئلہ:- اگر والدین پر حج فرض نہیں تھا، یعنی صاحب استطاعت نہیں تھے، بیٹا صاحب استطاعت ہے تو والدین کے لئے حج و عمرہ کر سکتا ہے، لیکن یہ نفل حج ہوگا۔
(آپ کے مسائل: ج۴/ص۷۳ و ہکذا فتاوی رحیمیہ: ج۵/ص۲۱۵)

مسئلہ:- میت کی طرف سے حج بدل کر سکتے ہیں، اگر اس نے وصیت کی تھی تو اس کے ترکہ سے اس کا حج بدل ادا کیا جائے گا۔ اگر تہائی مال سے ممکن نہ ہو تو پھر اگر سب وارث بالغ اور حاضر ہوں اور کل مال سے حج بدل کی اجازت دیدیں تو کل مال سے بھی اس صورت میں بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تھی تو ورثاء کی صوابدید اور رضا پر ہے۔ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس صورت میں بھی اس کا حج قبول فرما کر اس کے گناہوں کو معاف فرمائیں۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۷۰ و ہکذا فی فتاوی رحیمیہ: ج۸/ص۲۹۵ و فتاوی دارالعلوم: ج۶/ص۵۶۳ و کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۱۶۶)

مسئلہ:- جس زندہ یا مردہ پر حج فرض نہیں، اس کی طرف سے حج بدل ہو سکتا ہے، مگر یہ نفلی حج ہوگا۔

مسئلہ:- اگر ماں باپ نادار ہیں اور ان پر حج فرض نہ ہو تو اولاد کا ان کی طرف سے حج بدل کرنا ضروری نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۷۲ و ہکذا فی فتاوی محمودیہ: ج۳/ص۱۸۷ و مظاہر حق جدید: ج۳/ص۲۶۴)

بغیر وصیت کے حج بدل کرانا؟

مسئلہ:- اگر والدین کے ذمہ حج فرض تھا اور انہوں نے حج بدل کرانے کی

وصیت نہیں کی، تو اگر اولاد ان کی طرف سے حج کرادے یا خود (اپنے والد اور والدہ کی طرف سے) کرلے تو امید ہے کہ ان کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اور حج کے تینوں اقسام میں سے جونسا بھی حج کرلے صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۷۳ وہکذا فی امداد الاحکام: ج ۱/ص ۱۸۸ و کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۶۵ و فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۳۵)

مسئلہ:- اگر مرحوم کے ذمہ حج فرض تھا اور کوئی شخص اس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہتا ہے تو اس مرحوم کی طرف سے احرام باندھنا لازم ہوگا، ورنہ حج فرض ادا نہیں ہوگا۔ اور اگر مرحوم کے ذمہ حج فرض نہیں تھا تو حج کا ثواب بخشنے سے مرحوم کو حج کا ثواب مل جائے گا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۵۶ و ہکذا فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۷۲ و نظام الفتاویٰ: ج ۱/ص ۱۴۲)

معذور کی طرف سے بغیر اجازت کے حج بدل کرانا؟

سوال: آفاقی (میقات سے باہر رہنے والا) کسی مرنے والے یا معذور شخص کی طرف سے اس کی وصیت یا حکم کے بغیر از خود اپنے خرچ سے حج بدل کرے تو کیا اس کیلئے بھی اس شخص کے وطن سے جانا ضروری ہے جس کی طرف سے وہ حج بدل کررہا ہے؟

جواب: مرنے والے یا معذور کی طرف سے فرض حج ادا کرنے کے لئے اس کا حکم یا اجازت ضروری ہے، بغیر حکم کے کسی اجنبی نے حج کیا تو یہ حج کرنے والے کا ہوگا۔ وہ اس کا ثواب جس کو چاہے بخش دے، لہٰذا اس میں میقات وغیرہ کی قید نہیں اگر وارث نے مرنے والے کی وصیت کے بغیر اس کی طرف سے حج کیا تو اس سے مرنے والے کا فرض ادا ہونے کی امید ہے، مگر اس میں بھی مرنے والے کے میقات سے احرام باندھنا ضروری نہیں، جس میقات سے چاہے باندھ سکتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۲)

بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرانا؟

مسئلہ:- یہ جائز نہیں ہے کہ بلا تقسیم ترکہ حج بدل کرائے یا صدقہ و خیرات

مرنے والے کے لئے برائے ایصال ثواب کرے۔ البتہ اپنے حصہ میں سے یا جو بالغ وارث راضی ہوں ان کے حصہ میں سے حج بدل کرا سکتے ہیں اور صدقہ وخیرات بھی کر سکتے ہیں، نابالغوں کے حصہ میں سے نہیں کر سکتے، ان کا حصہ علیحدہ کر دینا چاہئے۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج۶/ص۵۶۳)

مسئلہ:- وصیت صرف تہائی مال میں ہوتی ہے، اس لئے تہائی مال سے حج بدل کرایا جائے گا۔ چاہے وصیت کرنے والے نے تہائی کی قید لگائی ہو یا نہ لگائی ہو۔ البتہ (سب) وارث اگر تہائی سے زیادہ دے تو ان کو اختیار ہے۔

مسئلہ:- تہائی ترکہ حج کے مصارف سے زیادہ ہے یا حج کے بعد کچھ بچتا ہے تو ورثہ کو واپس کرنا واجب ہے، ان کی بلا اجازت حج کرنے والے کو رکھنا جائز نہیں ہے۔

(معلم الحجاج: ص۲۹۰)

حج بدل میں خرچ کے کم ہونے کی وجہ سے میقات کے قریب ترین مقام سے حج کرانا؟

سوال: حج بدل کرنے والا پیسے کی کمی کی وجہ سے بھیجنے والے کے میقات سے حج نہ کر سکے تو اپنے میقات یا دوسرے میقات سے احرام باندھ سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: حج بدل میں یہ ضروری ہے کہ بھیجنے والے کے وطن سے سفر حج شروع کیا جائے، لیکن اگر پیسے کی کمی کی مجبوری کی وجہ سے دوسری جگہ سے جہاں سے خرچ کفالت کرتا ہو سفر شروع کرے۔ یہ درست ہے اور جس راستہ سے پہنچ سکتا ہو، سفر کرے، جس میقات سے گزرے احرام باندھے۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج۶/ص۵۰۷ وکذا کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۱۶۷)

مسئلہ:- جس مرحوم نے حج بدل کی وصیت کی ہے اس کے تہائی مال میں سے حج بدل کرانا ضروری ہے ورنہ ورثاء گنہگار ہوں گے، تہائی مال حج بدل کے لئے ناکافی ہو تو جہاں سے تہائی مال میں سے حج ہوتا ہو حج کرادیں، مثلاً جدہ سے حج کرا

سکیں اتنا ہی مال ہے تو وہاں سے کرادیں، مکہ شریف سے حج کرادیں۔ اتنا ہی مال ہے تو وہاں سے کرادیں۔ اگر بالغ ورثاء اپنے مال میں سے باقی رقم ملا کر مرحوم کے وطن سے حج کرادیں تو بہتر ہے لیکن نابالغ ورثاء کی رضامندی معتبر نہیں۔
(فتاوی رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۱۴ بحوالہ درمختار مع شامی: ج ۲/ص ۳۳۹ و منتخب نظام الفتاوی: ج ۱/ص ۱۵۲)

حج خرید کر ثواب پہنچانا؟

مسئلہ:۔ یہ تو جائز ہے کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر کسی شخص کو خرچ دے کر اس سے نفلی حج کرا کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جائے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ شخص یعنی نفلی حج کرنے والا احرام کے باندھنے کے وقت اسی میت کی طرف سے حج کی نیت کرے اور اس کی طرف سے احرام باندھے، اور یہ درست نہیں ہے کہ کسی کا پہلا کیا ہوا حج خرید کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جائے، کیونکہ حج کی خرید و فروخت نہیں ہو سکتی۔
(فتاوی دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۶۳)

مسئلہ:۔ اگر کسی نے حج کی اجرت مقرر کی کہ میں تم کو حج بدل کرنے کے عوض میں اتنی رقم دوں گا تو وہ حج ہی سرے سے جائز نہ ہوگا، نہ اس کا حج ہوگا اور نہ اجرت پر حج کرنے والے کا حج ہوگا اور اس قسم کا معاملہ فضول ہوگا یعنی بیکار۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۲۶)
(حج بدل کرنے والا صرف مصارف حج لے اور حج کی اجرت واپس کردے تو حج بدل ادا ہو جائے گا)۔

حج بدل میں قربانی کا حکم؟

مسئلہ:۔ حج بدل کرنے والے کو حج مفرد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا چاہئے اور حج مفرد میں حج کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی، اس لئے جس نے حج بدل کرایا یعنی آمر کی طرف سے قربانی کی ضرورت نہیں۔ جو حج بدل کر رہا ہے اگر مقیم اور صاحب استطاعت ہو تو اپنی طرف سے (واجب) قربانی کرے اور مسافر غیر مستطیع پر عام قربانی

واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے کہ حج بدل کرنے والوں کو حج مفرد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا چاہئے۔ اگر وہ تمتع کریں (یعنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھیں اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد پھر آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھیں) تو تمتع کی قربانی ان کے مال سے لازم ہے۔ حج بدل کرانے والے آمر کے مال سے نہیں۔ الآیہ کہ آمر نے اس کی اجازت دیدی ہو تو اس کے مال سے قربانی کر سکتے ہیں۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۷۸)

مسئلہ:- حج بدل کرنے والوں کو افراد کرنا چاہئے (یعنی صرف حج کا احرام باندھنا) اور بھیجنے والے کی اجازت سے تمتع و قران بھی کر سکتا ہے، مگر قربانی اپنے پاس سے کرنی ہوگی، اگر بھیجنے والا قربانی کی قیمت ادا کردے تو جائز ہے، اس زمانہ میں عرفاً آمر کی طرف سے تمتع و قران اور قربانی کی اجازت ثابت ہے، اس لئے صراحتاً اجازت ضروری نہیں، ویسے صراحتاً اجازت حاصل کر لینا بہتر ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۱۳)

مسئلہ:- حج بدل میں افراد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا ہوتا ہے، البتہ بھیجنے والے کی طرف سے اجازت ہو تو قران یعنی حج و عمرہ کا احرام ایک ساتھ باندھ لے، اور تمتع کی اجازت ہو تو اس کا احرام باندھ لے۔

میرا مشورہ یہ ہے کہ حج بدل میں جانے والا شخص بھیجنے والے سے ہر قسم کے احرام کی اجازت لے لے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۱۳-۳۱۴ بحوالہ شامی: ج ۲/ص ۳۳۹ و زبدۃ: ج ۲/ص ۲۵۸)

حج بدل کے ضروری مسائل

مسئلہ:- حج بدل کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ حج بدل کرانے اور حج بدل کرنے والا دونوں مسلمان اور عاقل ہوں۔

مسئلہ: -دیوانے (پاگل) کا حج صحیح نہیں ہے، ہاں اگر حج واجب ہونے کے بعد جنون لاحق ہوا تو اس سے کسی کو حج کے لئے روانا کرنا درست ہے

مسئلہ:۔ کسی کی طرف سے نفلی حج ادا کرنے کے لئے شرط یہ بھی ہے کہ حج بدل کرنے اور کرانے والے مسلمان، عاقل، اور صاحب شعور ہوں اور حج کی اجرت نہ لی گئی ہو۔ (کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۱۶۷)

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج بدل کرنے کے لئے گیا اور وہیں پر قیام کرنے کے بعد اگلا حج کر کے واپس آیا تو واپسی کا خرچ تو بھیجنے والے کے ذمہ ہوگا، لیکن قیام مکہ مکرمہ کا خرچ خود دوسرا حج کرنے والا اپنے پاس سے کرے۔

(امداد الاحکام: ج۲/ص۱۹۵)

مسئلہ:۔ معذور کا حج بدل کرا دینا جائز ہے اگر یہ عذر جو اس وقت ہے عمر بھر رہا تو یہ حج بدل عمر بھر معتبر رہے گا اور اگر کسی وقت عذر موجودہ زائل ہو گیا تو معذور کو حج فرض دوبارہ خود ادا کرنا ہوگا اور پہلا حج بطور بدل کرایا تھا وہ نفلی ہو گیا۔

(احکام حج: ص۱۱۸ و بکذا فی امداد الاحکام: ج۲/ص۱۹۵ و فتاویٰ دار العلوم: ج۶/ص۵۶۹)

مسئلہ:۔ جو شخص تمام زندگی قید میں رہے اس کی طرف سے حج بدل جائز ہے، لیکن قید سے رہائی مل جائے تو فریضۂ حج اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا یعنی دوبارہ حج فرض ادا کرنا ہوگا۔ (کتاب الفقہ: ج۱/ص۵۶۹)

مسئلہ:۔ جو پیروں سے معذور ہو گیا ہو، لیکن اتنی استطاعت ہے کہ اپنے ساتھ اپنے خرچہ سے ایک آدمی کو حج کے لئے لے جا سکتا ہے تو ایسی معذوری میں اس پر خود حج کرنا تو فرض نہیں لیکن حج بدل کر دینا ضروری ہے، لیکن بعد میں اگر تندرست ہو گیا تو دوبارہ خود حج کرنا پڑے گا۔ (امداد الاحکام: ج۲/ص۲۵۲ و بکذا فتاویٰ رحیمیہ: ج۸/ص۲۹۹)

مسئلہ:۔ جب ایسی تکلیف ہو کہ حج کے سفر سے بالکل عاجز ہو جائے تو حج بدل کے لئے کسی کو اپنی زندگی میں بھیج دینا جائز ہے، پھر اگر عجز کی ہی حالت میں انتقال ہو جائے تب تو یہ حج کافی ہو جائے گا اور اگر وہ عجز زائل ہو جائے تو حج ذمہ رہے گا۔ اور اگر حج بدل کی وصیت کرنے میں اپنی اولاد پر اطمینان نہیں کہ وہ پورا کر دیں گے تو اس کی

یہ صورت ہوسکتی ہے کہ کسی دوسرے معتمد کو حج بدل کے لئے وصیت کردے اور خود اس کو حج بدل کے لئے روپیہ (رقم) سپرد کردے۔

(امدادالاحکام: ج ۲/ص ۱۹۸ وہکذا فی فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۶۶)

مسئلہ:- جب میت کے ذمہ حج فرض نہیں تھا اور ان کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو مدرسہ ومکتب میں رقم دینے میں ثواب زیادہ ہے، حج بدل کرانے سے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۴/ص ۱۳۱)

مسئلہ:- اس کو لازم ہے کہ جب اس پر حج فرض ہے اور وہ خود نہیں کرسکتا اور عذر شرعی ہے تو اپنی طرف سے دوسرے شخص سے حج کرادے، اور اس روپیہ کو دوسرے کسی مصرف میں مثلاً مسجد و مدرسہ کے مصرف میں خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۶۷)

حج بدل کرنے والا اگر خلاف ورزی کرے تو؟

مسئلہ:- مأمور یعنی حج بدل کرنے والے پر لازم ہے کہ آمر یعنی حج بدل کرانے والے کی ہدایات کے خلاف کوئی کام نہ کرے۔ اگر خلاف کیا تو اس کا حج بدل ادا نہیں ہوگا، بلکہ یہ حج خود مأمور کی طرف سے ہو جائے گا اور اس پر لازم ہوگا کہ آمر کی جو رقم اس حج میں خرچ کی ہے وہ اس کو واپس کرے۔ نیز خلاف کرنے پر اگرچہ یہ حج مأمور کی طرف سے ہو جائے گا مگر اس سے مأمور کا بھی حج فرض ادا نہیں ہوگا، بلکہ یہ نفلی حج ہوگا۔ اگر بعد میں اس کے پاس اتنا مال جمع ہوگیا جو حج کے لئے کافی ہو اور باقی شرائط حج صحیح ہوگئیں تو اس کو اپنا حج فرض پھر ادا کرنا پڑے گا۔ (احکام حج: ص ۱۳۱)

حج بدل کرنے والے سے اگر غلطی ہو جائے؟

مسئلہ:- اگر حج بدل کرنے والے سے کوئی کام ایسا سرزد ہو جائے جو حج کو فاسد کردے اور یہ کام عرفہ میں وقوف سے پہلے سرزد ہوا ہو تو اخراجات حج کی واپسی کی

ذمہ داری حج بدل کرنے والے پر عائد ہوگی لیکن اگر وقوف عرفہ کے بعد ایسا امر سرزد ہوا تو عائد نہ ہوگی، کیونکہ حج کا رکن اعظم یعنی وقوف عرفہ ادا ہوگیا ہے، تاہم تمام غلطیوں کا کفارہ حج بدل کرنے والے کے ذمہ ہے، کیونکہ اس کا سبب وہ خود ہے، البتہ احصار یعنی حج سے روکے جانے کی قربانی حج کرانے والے پر ہے، کیونکہ احصار میں یعنی احرام باندھنے کے بعد حج سے روکے جانے پر حج بدل کرنے والے کو کچھ اختیار نہ تھا، بلکہ وہ مجبور تھا۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۶۷)

حج بدل کرنے والے کا راستہ میں انتقال ہوگیا تو؟

سوال: ایک شخص نے حج بدل کے واسطے اپنی طرف سے دوسرے شخص کو بھیجا وہ راستہ میں فوت ہوگیا، مکہ مکرمہ نہ پہنچ سکا، ایسی صورت میں بھیجنے والے کا حج پورا ہوا یا نہیں؟

جواب: اس کا حج نہیں ہوا، اگر اس کے ذمہ یعنی بھیجنے والے کے ذمہ حج فرض ہے تو کسی دوسرے شخص کو بھیج کر حج بدل کرانا چاہئے یعنی جب کہ خود نہ جا سکتا ہو اور خود حج کرنے سے عاجز ہو۔ (فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۷۶، بحوالہ رد المحتار: ج ۲/ص ۲۰۲)

مسئلہ:- میت کی طرف سے حج کرنے والا اگر وقوف عرفہ کے بعد مر جائے تو میت کا حج ہو جائے گا۔ (معلم الحجاج: ص ۲۹۱)

مسئلہ:- اگر حج بدل کرنے والا حج ادا کرنے سے قبل ایسا بیمار یا معذور ہو جائے کہ از خود حج ادا کرنے کی طاقت و قدرت نہیں رہی تو ایسی صورت میں اگر حج بدل کرانے والے نے اس طرح اجازت دے رکھی تھی کہ میری طرف سے جس طرح چاہو حج کر دینا۔ تو اس اجازت کی صورت میں حج بدل کرنے والا چاہے خود کرے یا دوسرے سے کروالے دونوں درست ہے، اسی طرح وہ مریض کسی دوسرے کو اسی مقام سے حج بدل کا اپنا وکیل بنا سکتا ہے۔ اور اگر اس طرح عام اجازت نہیں دی گئی تھی تو حج بدل کرانے والے سے فون وغیرہ کے ذریعہ سے اپنی معذوری کی اطلاع کر کے اجازت

حاصل کر کے دوسرے کو اسی جگہ سے اپنا نائب بنا سکتا ہے جہاں پر بیمار ہو گیا اور مناسک خود ادا کرنے کی امید نہ رہی۔ ویسے حج بدل کرانے والے کو حج بدل کرنے کے سلسلہ میں ہر طرح کا اختیار پہلے دینا ہی مناسب ہے، تاکہ حساب و خرچ، قربانی، تمتع یا کوئی حادثہ وغیرہ کے سلسلہ میں مزید اجازت کی ضرورت پیش نہ آئے۔ اور حج بدل کرنے والے کو بھی ضروری ہے کہ بہت ہی ایمان داری و دیانت داری کا ثبوت دے اور یہ خیال رکھے کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ (مستفاد درمختار کراچی: ج ۲/ص ۶۰۴ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۲۸۹)

حج بدل کے بعد آمر کے گھر آنا؟

سوال: کیا یہ بھی ضروری ہے کہ حج بدل کرانے والے کے مکان پر حج بدل کرنے والا واپس آئے؟

جواب: واپس آنا حج بدل کرانے والے کی جائے سکونت پر ضروری نہیں ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم: ج ٦/ص ۵۷۸)

مسئلہ:- جو حج بدل کر کے واپس آئے وہ "حاجی" کہلائے گا۔ اپنے حج کے بغیر ہی "حاجی" کہلائے گا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۷٦)

میقات کیا ہیں؟

سوال: احرام کہاں اور کس وقت باندھا جائے؟۔

جواب: اس کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے گرد چاروں طرف کچھ مقامات (اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام کی نشاندہی پر) متعین فرمائیں ہیں، جہاں پہنچ کر مکہ مکرمہ جانے والوں پر احرام باندھنا واجب ہے خواہ حج کا احرام باندھے یا عمرہ کا۔ ان مقامات کو میقات کہتے ہیں اور جمع مواقیت آتی ہے۔ مواقیت کا تعین احادیث صحیحہ میں منقول ہے اور یہ پابندی میقات سے باہر رہنے والوں پر عام ہے جب بھی وہ مکہ مکرمہ کے قصد سے حدود میقات میں

داخل ہوں خواہ وہ کسی تجارتی غرض سے جا رہے ہوں یا عزیزوں و دوستوں سے ملاقات کے لئے بہر حال بیت اللہ کا یہ حق ان کے ذمہ ہے کہ میقات سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ میں داخل ہوں اگر حج کا وقت ہے تو حج کا ورنہ عمرہ کا احرام باندھیں اور پہلے بیت اللہ کا یہ حق ادا کریں پھر اپنے اپنے کام میں مشغول ہوں۔ (بدائع الصنائع)

ہاں اگر جدہ کا سفر ہو نیت مکہ مکرمہ کی نہ ہو بلکہ جدہ یا مدینہ کی نیت سے ہو تو میقات سے احرام باندھنا ضروری نہیں ہے۔

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کیلئے جس جگہ پر بھی ان میں سے (جو مواقیت ہیں) کسی میقات کی محاذات آئیگی اس محاذات کے اندر داخل ہونے سے پہلے پہلے احرام باندھنا واجب ہے، یہ مواقیت ان لوگوں کے لئے ہیں جو حدود میقات سے باہر ساری دنیا میں کہیں بھی رہتے ہیں۔

اصطلاح میں مواقیت سے باہر ساری دنیا کو آفاقی نام سے تعبیر کرتے ہیں اور ان لوگوں کو اصطلاح میں آفاقی کہا جاتا ہے۔

(احکام حج: ص ۳۵ و بکذا فی معارف القرآن: ج ۱/ص ۴۲۶ و معارف الحدیث: ج ۴/ص ۲۰۰)

مسئلہ:- کسی کے راستہ میں دو میقات پڑتی ہیں تو اس کو پہلی میقات سے احرام باندھنا افضل ہے اگر دوسری میقات تک مؤخر کر دیا تو جائز ہے مؤخر کرنے کی وجہ سے دم واجب نہ ہوگا، اسی طرح اگر دو میقاتوں کی محاذات پڑتی ہیں تو پہلی میقات کی محاذات سے احرام باندھنا افضل ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۹۳)

مواقیت پانچ ہیں

ذو الحلیفة:- مدینہ طیبہ کی طرف سے آنے والوں کیلئے جو مدینہ طیبہ سے مکہ کی طرف تقریباً چھ میل پر مکہ مکرمہ کے راستہ میں ہے یہاں پر ایک مسجد بنی ہوئی ہے، آج کل مقام بیر علی کے نام سے مشہور ہے، یہاں سے مکہ مکرمہ تقریباً ڈھائی سو میل ہے۔

حجفة:- ملک شام کی طرف سے آنے والوں کے لئے مدینہ طیبہ کے راستہ

کی مشہور منزل رابغ کے قریب ہے جو کہ مکہ مکرمہ سے تقریباً سو میل کے فاصلہ پر بجانب مغرب ساحل کے قریب ہے۔

قرن المنازل:- یہ نجد کی طرف سے آنے والوں کا میقات ہے مکہ مکرمہ سے تقریباً تیس، پینتیس میل مشرق میں نجد جانے والے راستہ میں ایک پہاڑی ہے۔

یَلَمْلَمْ:- یمن کی طرف سے آنے والوں کے لئے ایک پہاڑی ساحل سمندر سے پندرہ بیس میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ اصل میں اہل یمن وعدن کا میقات ہے۔ پہلے زمانہ میں جب جدہ کی بندرگاہ نہ تھی تو ہندوستان و پاکستان اور دوسرے مشرقی ممالک سے بحری راستے پر آنے والے حجاج کا بھی یہی راستہ تھا۔

اس لئے اہل پاکستان و ہندوستان کے لئے بھی یہی میقات مشہور ہے۔ (جب ہندو پاک سے سمندری راستہ سے سفر ہوتا تھا تو جدہ جاتے ہوئے جہاز یلملم کی محاذات سے گزرا کرتے تھے۔ اس لئے ہندو پاک کیلئے یہی میقات مشہور ہوگئی تھی۔ لیکن ہوائی سفر میں یہ میقات نہیں پڑتی بلکہ قرن المنازل والی میقات پڑتی ہے۔) محمد رفعت قاسمی

ذَاتُ عِرق: عراق کی طرف سے آنے والوں کیلئے میقات ہے، مکہ مکرمہ سے تقریباً پچاس میل کے قریب ہے۔ جن لوگوں کا راستہ خاص ان مقامات پر سے نہ ہو تو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لئے جس جگہ پر بھی ان میں سے کسی میقات کی محاذات آئیگی اس محاذات کے اندر داخل ہونے سے پہلے احرام باندھنا واجب ہے، یہ مواقیت ان لوگوں کے لئے ہیں جو حدود میقات سے باہر ساری دنیا میں کہیں رہتے ہیں۔

اصطلاح میں مواقیت سے باہر ساری دنیا کو آفاق کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں کو اصطلاح میں آفاقی کہا جاتا ہے۔

(احکام حج: ص ۲۶ حضرت مفتی شفیعؒ وہکذا فی معارف الحدیث: ج ۴/ص ۲۰۰)

میقات کے بورڈ اور تنعیم میں فرق

سوال: مکہ مکرمہ کی حدود سے پہلے جہاں میقات کا بورڈ لگا ہوتا ہے اور لکھا ہوتا

ہے کہ غیر مسلم آگے داخل نہیں ہوسکتے، وہاں سے احرام باندھے یا تنعیم جا کر مسجد عائشہ سے احرام باندھے؟ نیز میقات کے بورڈ اور تنعیم میں کیا فرق ہے؟

جواب: یہ میقات کا بورڈ نہیں، بلکہ حدود حرم کا بورڈ ہے۔

تنعیم بھی حدود حرم سے باہر ہے، اس لئے ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں۔ اہل مکہ مسجد تنعیم سے جو احرام باندھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قریب ترین جگہ ہے جو حدود حرم سے باہر ہے۔ نیز ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وہاں سے عمرہ کا احرام باندھ کر آئی تھیں اور بعض حضرات عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے مکہ مکرمہ سے جعرانہ جاتے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین کے بعد وہاں سے احرام باندھ کر عمرہ کے لئے تشریف لائے تھے۔

اہل مکہ کے احرام عمرہ کے لئے ان جگہوں کی کوئی تخصیص نہیں، وہ حدود حرم سے باہر کہیں سے احرام باندھ کر آجائیں، صحیح ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۷)

احترامِ کعبہ کے لئے تین دائرے مقرر ہیں

پہلے یہ جان لینا مناسب ہے کہ کعبہ مکرمہ نہایت ہی اشرف واعلیٰ مقام ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کے احترام کے لئے اس کے گرد تین دائرے بنائے ہیں۔ اور ہر دائرہ کے کچھ مخصوص احکام ہیں۔

(۱) پہلا دائرہ مسجد حرام کا ہے جس کے درمیان بیت اللہ شریف واقع ہے، بیت اللہ کے بعد سب سے زیادہ اشرف واعلیٰ مقام ہے جو اس دائرہ سے محدود ہے جس کو مسجد حرام کہا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ بہت سے احکام مخصوص ہیں، مگر ان کا خصوصی تعلق احرام سے نہیں ہے۔ اس لئے ان کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) دوسرا دائرہ حدود حرم کا ہے جو کہ مکہ مکرمہ کے چاروں طرف حرم مکی کی طرف کچھ حدود مقرر ہیں جہاں علامات حرم لگی ہوئی ہیں ان حدودِ حرم کا فاصلہ مکہ مکرمہ سے کسی

طرف تین میل کسی طرف نو میل ہے اور کسی طرف کم و بیش ہے، جو لوگ اس دائرہ کے اندر رہنے والے ہیں وہ اہل حرم کہلاتے ہیں۔

(۳) تیسرا دائرہ مواقیت کا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

دوسرے دائرہ یعنی حدودِ حرم کے رہنے والوں کو اہل حرم کہا جاتا ہے اور حدود حرم سے باہر مگر دائرہ میقات کے رہنے والوں کو اہل ''حِل'' کہا جاتا ہے اور ان سب دائروں سے باہر رہنے والوں کو اہل آفاق کہا جاتا ہے۔

احرام کے بارے میں اہلِ آفاق کا حکم تو پہلے بیان ہو چکا ہے کہ جب بھی وہ مکہ مکرمہ کے قصد سے حدود میقات یعنی ان کی محاذات سے مکہ کی طرف بڑھیں اس سے پہلے ان پر احرام باندھنا واجب ہے خواہ ان کا ارادہ حج و عمرہ کا ہو یا کوئی تجارتی غرض یا دوستوں سے ملاقات وغیرہ مقصود ہو۔

دوسرے دائرہ یعنی حدود میقات کے اندر مگر حدود حرم سے باہر رہنے والے جن کو اہل حِل کہتے ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ جب وہ حج یا عمرہ کے مقصد سے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو اپنے گھر سے یا حدود حرم سے پہلے پہلے احرام باندھ لیں اور اگر کسی تجارتی مقصد یا کسی اور ضرورت سے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو ان پر احرام کی کوئی پابندی نہیں جب چاہیں مکہ مکرمہ جا سکتے ہیں۔

اور پہلے دائرے یعنی حدود حرم کے اندر رہنے والوں پر بھی احرام کی کوئی پابندی نہیں جب وہ عمرہ کرنا چاہیں تو حدود حرم سے باہر جا کر احرام باندھ لیں اور جب حج کرنا چاہیں تو حرم شریف ہی سے احرام باندھ لیں۔ (احکام حج: ص ۳۵)

میقات کی حکمت؟

حج کے لئے لوگ مختلف اطراف و جوانب سے لمبی مسافت طے کر کے آتے ہیں (پہلے زمانہ میں پیدل و سمندری سفر کی وجہ سے کافی مدت میں پہنچتے تھے) اگر گھر سے ہی

احرام باندھ کر آنا واجب ہوتا تو بڑی مشکل و دقت ہوتی اس لئے شارع علیہ السلام نے ہماری مصلحت و فائدہ کے لئے مکہ مکرمہ کے چاروں طرف خاص خاص مشہور مقامات مقرر کر دیئے کہ اس جگہ سے دربار خداوندی کی تعظیم و احترام کے لئے خاص صورت بنا کر (احرام باندھ کر) داخل ہونا ضروری ہے اور مدینہ منورہ کی میقات سب میقاتوں سے فاصلہ پر مقرر کی، کیوں کہ مدینہ منورہ کو مہبط وحی و مرکز ایمان اور دار ہجرت ہونے کا شرف حاصل ہے، اسلئے اس کے باشندوں کو سب سے زیادہ احترام و تعظیم کرنا چاہئے۔ دین میں جس کا مرتبہ جتنا بڑا ہوتا ہے اس کو مشقت بھی اتنی ہی زیادہ اٹھانی پڑتی ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۹۷ و ہکذا فی معارف الحدیث: ج ۴/ص ۱۹۸)

حج کے ایام میں دوسرے کو تلبیہ کہلوانا؟

سوال: حج کے ایام میں دیکھا گیا ہے کہ بس میں سوار ایک آدمی تلبیہ پڑھتا ہے اور باقی سب حاجی اسی کی تکرار کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب: عوام کی آسانی کے لئے اگر ایسا کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ورنہ آواز ملا کر تلبیہ نہ کہا جائے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۷)

اَن پڑھ تلبیہ کیسے پڑھے؟

مسئلہ:- حج میں تلبیہ پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر احرام نہیں بندھے گا۔ جس کو تلبیہ یاد نہ ہو ان کو تلبیہ سکھا دیا جائے، حج ان کا ہو جائے گا اور اگر ان کو تلبیہ کے الفاظ یاد نہیں ہوتے تو کم از کم اتنا تو ہو سکتا ہے کہ احرام باندھتے وقت ان کو تلبیہ کے الفاظ کہلا دیئے جائیں۔ اور وہ آپ کے ساتھ کہتے جائیں اس سے تلبیہ کا فرض ادا ہو جائے گا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۷)

تلبیہ کہاں پڑھا جائے اور کہاں بند کیا جائے؟

مسئلہ:- بعض لوگ طواف کے دوران تلبیہ پڑھتے ہیں یہ درست نہیں ہے

بلکہ عمرہ کے احرام میں طواف شروع کرنے سے پہلے تلبیہ ختم کر دینا ضروری ہے اور حج کے احرام میں دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبیٰ کی (بڑے شیطان کی) رمی کے وقت پہلی کنکری مارنے کے وقت تلبیہ ختم کر دینا ضروری ہے ہاں اگر کسی نے حج افراد یا حج قران کا احرام باندھا ہے اس کے لئے طواف کے دوران تو تلبیہ نہیں بلکہ طواف کے بعد صفا و مروہ کے درمیان سعی کے دوران تلبیہ پڑھنا جائز ہے، اسی طرح اگر کسی نے آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ لیا ہے اور منیٰ کو جانے سے پہلے سعی (مقدم) کرنا چاہتا ہے تو اس کیلئے سعی سے پہلے ایک نفلی طواف کرنا ضروری ہے، پھر اس طواف کے بعد سعی کے دوران تلبیہ پڑھنا جائز ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۰۴ بحوالہ فتح القدیر: ج ۲/ص ۴۹۵ وغنیۃ المناسک: ص ۵۵)

تلبیہ کے ضروری مسائل

مسئلہ:- تلبیہ یعنی پوری لبیک کا زبان سے کہنا شرط ہے اگر دل سے کہہ لیا تو کافی نہ ہوگا۔

مسئلہ:- گونگے کو زبان ہلانی چاہئے گو الفاظ نہ کہہ سکے۔

مسئلہ:- ہر ایسا ذکر جس سے حق تعالیٰ کی تعظیم مقصود ہو تلبیہ کے قائم مقام ہو سکتا ہے جیسے لا الہ الا اللہ الحمد للہ. اللہ اکبر وغیرہ۔

مسئلہ:- تلبیہ اُردو فارسی ترکی سب زبانوں میں جائز ہے، مگر عربی میں پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ:- اگر کوئی اور دوسرا ذکر احرام کے وقت کرلے گا تو احرام صحیح ہو جائے گا لیکن تلبیہ چھوڑنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:- احرام باندھنے کے وقت تلبیہ یا کوئی ذکر ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے اور اس کی تکرار (بار بار پڑھنا) سنت ہے۔ جب تلبیہ کہے تو تین مرتبہ کہے۔

مسئلہ:- تغیر حالات کے وقت مثلاً صبح وشام اٹھتے بیٹھتے باہر جاتے وقت

اندر آنے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کے وقت، رخصت کے وقت، سو کر اٹھتے وقت، سوار ہونے کے وقت، سواری سے اترتے ہوئے، بلندی پر چڑھنے کے وقت، نشیب میں اترتے ہوئے، وغیرہ اوقات میں تلبیہ مستحب اور مؤکد ہے۔ یعنی اور مستحبات کے مقابلہ میں اس کی تاکید زیادہ ہے۔

مسئلہ: — تلبیہ کے درمیان کلام نہ کیا جائے اور جو شخص تلبیہ پڑھ رہا ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ: — فرض اور نفل نماز کے بعد بھی تلبیہ پڑھنا چاہئے اور ایام تشریق میں پہلے تکبیر کہنی چاہئے، اس کے بعد تلبیہ۔ اگر اول تلبیہ پڑھ لیا تو تکبیر ساقط ہو گئی مگر تلبیہ دسویں تاریخ کی رمی کے ساتھ ختم ہو جاتا ہے، باقی ایام میں صرف تکبیر کہی جائے۔

مسئلہ: — اگر چند آدمی ساتھ ہوں تو ایک ساتھ مل کر تلبیہ نہ کہیں علیحدہ علیحدہ کہیں۔

مسئلہ: — تلبیہ میں آواز بلند کرنا مسنون ہے لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ جس سے اپنے آپ کو یا نمازیوں کو یا سونے والوں کو تکلیف ہو۔

مسئلہ: — مسجد حرام، منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں بھی تلبیہ پڑھو، لیکن مسجد میں زور سے نہ پڑھو۔

مسئلہ: — طواف اور سعی میں تلبیہ نہ پڑھو، نیز عورت کو تلبیہ زور سے پڑھنا منع ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۰۴)

احرام کی حکمت؟

احرام حج و عمرہ کیلئے مثل تکبیر تحریمہ کے ہے جس طرح نیت خالص کر کے اللہ اکبر کہہ کر نمازی نماز شروع کرتا ہے اور بہت سی چیزیں اس کے لئے نماز کی حالت میں ناجائز ہو جاتی ہیں اسی طرح حج و عمرہ کے لئے احرام و تلبیہ ہے۔

احرام سے بندہ حج و عمرہ کے ارادہ کی پختگی اور اخلاص و عظمت کا اظہار اور اپنی عبودیت اور عاجزی کی صورت اختیار کرتا ہے دل و زبان سے اقرار کرتا ہے، تمام لذات

وآرائش وزیبائش کو چھوڑ کر صرف دو کپڑے پہن لیتا ہے اور اپنے آپ کو میت یعنی مُردوں جیسا بنالیتا ہے، نیز خاص لباس (احرام) میں یہ بھی حکمت ہے کہ امیر وغریب، شاہ وگدا خدا کے دربار میں ایک لباس میں حاضر ہوتے ہیں کسی کو فخر کا موقع نہیں ملتا۔

شریعت نے اس لباس یعنی احرام کو پسند کیا، سادگی وصفائی اور سہولت میں یہ بے نظیر ہے۔ اور طبی حیثیت سے بھی مفید ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۱ اور حجۃ اللہ والواسعۃ: ج ۲/ص ۱۸۹)

احرام کی چادریں کیسی ہوں؟

مسئلہ:- احرام کا کپڑا ساتھ لینا ضرور خیال رکھیں احرام کی ایک چادر اوڑھنے کے لئے (تقریباً ڈھائی میٹر) اور ایک چادر تہبند باندھنے کے لئے (تقریباً سوا دو میٹر) سفید لٹھے کا ہونا بہتر ہے تیز گرمی وتیز سردی کے ایام میں دو بڑے تولیئے کا احرام بہتر ہے جو چادر اور تہبند کا کام دے سکیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے تو دو تین احرام رکھ لیں کہ ایک میلا ہو جائے تو دوسرا استعمال کر سکے۔ (احکام: ج ۲۴)

مسئلہ:- احرام کی چادر اتنی لمبی ہو کہ داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے اور تہبند اتنا لمبا ہو کہ ستر (ناف سے لے کر گھٹنے تک) اچھی طرح چھپ جائے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۰۵)

مسئلہ:- احرام کیلئے یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی چادر اور ایک ہی لنگی اول سے آخر تک بدن پر رہے بلکہ چادر اور لنگی کو بدلتے رہنا جائز ہے۔ (امدادالاحکام: ج ۲/ص ۱۷۷)

مسئلہ:- مردوں کے لئے احرام دو چادروں کی شکل میں ہوتا ہے، مردوں کو احرام کی حالت میں سلے ہوئے کپڑے پہننا ممنوع ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۲۵۴)

مسئلہ:- سفید کپڑا احرام کا ہونا مستحب ہے۔ ورنہ سیاہ وغیرہ بھی جس میں خوشبو نہ ہو جائز ہے۔ (امدادالاحکام: ج ۲/ص ۱۶۴ بحوالہ ردالمختار: ج ۲/ص ۲۵۴)

مسئلہ:- احرام اگر سیاہ یا دوسرا کوئی رنگ کا ہو تو بھی جائز ہے۔ (گو افضل

سفید ہے) سردی کے وقت گرم چادر اور کمبل سے بھی یہ کام (احرام کا) لیا جا سکتا ہے اور تولیہ سے بھی۔ (احکام حج: ص ۳۱)

مسئلہ:- احرام میں ایک کپڑا بھی (جب کہ ناف سے گھٹنے تک چھپ جائے) کافی ہے اور دو سے زائد بھی جائز ہیں۔ (معلم الحجاج: ص ۱۰۵)

احرام کی چادر لنگی کی طرح سینا؟

سوال: احرام کی چادر لنگی کی طرح سلی ہوئی ہو تو اس کے استعمال کی گنجائش ہے یا نہیں؟ کیونکہ بعض لوگوں کو کھلی چادر بطور لنگی استعمال کرنے کی عادت نہیں ہوتی، ستر کھلنے کا اندیشہ ہوتا ہے خاص کر سونے کی حالت میں تو کیا احرام کی لنگی کو سی سکتے ہیں؟

جواب: ستر (ناف سے لیکر گھٹنے تک کا حصہ) کھلنے کا اندیشہ ہو تو احرام کی چادر سی لینے کی گنجائش ہے، بلا ضرورت سینا مکروہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ۸/ص ۲۸۶ بحوالہ غنیۃ المناسک ص ۴۷)

مسئلہ:- تہبند کے دونوں پلوں کو آگے سے سینا مکروہ ہے اگر کسی نے ستر عورت (ناف سے لیکر گھٹنے تک) کی خاطر حفاظت کی وجہ سے سی لیا تو دم واجب نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۴)

مسئلہ:- ایک چادر احرام کے لئے ناکافی ہو اس لئے دو چادروں کو (آپس میں ملاکر) سی لیا ہو تو ایسی سلی ہوئی چادر سے احرام باندھ سکتا ہے، نیز سلے ہوئے کپڑے (فرش کی چادر وغیرہ) پر محرم سو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۱۹)

مسئلہ:- گو افضل یہی ہے کہ احرام میں بالکل سلائی نہ ہو، لیکن اگر دو پاٹوں کے جوڑنے کو سلائی کی جائے تب بھی جائز ہے۔

(امداد الفتاویٰ: ج ۲/ص ۱۶۴ بحوالہ ردالمختار: ج ۲ ص ۲۵۴ و ہکذا فی معلم الحجاج: ص ۱۰۵)

مسئلہ:- احرام کی چادر (لنگی) میں نیفہ موڑ کر کمر بند ڈال کر باندھنا مکروہ ہے، نیز احرام کی چادر میں گرہ دے گردن پر باندھنا۔ چادر اور تہبند میں گرہ لگانا یا سوئی

اور پن وغیرہ لگانا، تاگے یا رسی سے باندھنا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۴)

مسئلہ:- احرام کی چادر تہبند میں روپیہ یا گھڑی رکھنے کے لئے جیب لگانا جائز ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۵)

احرام کی نیت کے ضروری مسائل

مسئلہ:- صرف حج کی نیت دل میں کر لینے سے احرام درست نہیں ہوتا بلکہ تلبیہ اور کوئی ذکر جو اس کے قائم مقام ہو، کرنا ضروری ہے اسی طرح بلا نیت کے محض تلبیہ پڑھ لے تب بھی محرم نہ ہوگا خلاصہ یہ کہ احرام کے لئے نیت اور تلبیہ دونوں کا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ:- احرام کی نیت دل سے ہونا ضروری ہے زبان سے کہنا صرف مستحسن ہے جس چیز کا احرام باندھنا ہے اس کی دل میں نیت کرنی چاہئے کہ حج افراد کا احرام باندھتا ہوں یا قران کا یا تمتع کا اگر دل سے نیت کر لی اور زبان سے کچھ نہیں کہا تو نیت ہو جائے گی۔

مسئلہ:- دل میں نیت قران کی کی اور زبان سے افراد یا تمتع نکل گیا تو جو دل میں تھا اس کا اعتبار ہوگا، زبان کے الفاظ کا اعتبار نہ ہوگا۔

مسئلہ:- اگر کسی شخص نے صرف احرام باندھ لیا اور حج یا عمرہ کسی چیز کی نیت نہیں کی تو احرام صحیح ہو گیا اور اس کو حج یا عمرہ کے افعال شروع کرنے سے پہلے پہلے اختیار ہے اس احرام کو حج کے لئے کر دے یا عمرہ کے لئے۔

مسئلہ:- حج کا احرام باندھا لیکن فرض یا نفل کی تعین نہ کی تو یہ احرام حج فرض کا ہوگا اگر اس پر حج فرض ہے اور اگر نذر یا نفل یا کسی دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کر لی تو جیسی نیت کرے گا ویسا ہی ہوگا۔

مسئلہ:- اگر حج بدل ہے تو جس کی طرف سے حج کرنا ہے اس کی طرف

نیت کرو اور زبان سے بھی کہو کہ فلاں کی طرف سے حج کی نیت کی اور اس کی طرف سے احرام باندھا۔ (معلم الحجاج: ص ۱۰۲)

مسئلہ:- احرام دو باتوں سے بندھتا ہے ایک نیت کرنا دوسرے اس کے ساتھ تلبیہ کہنا اور اگر کسی نے صرف نیت کی تلبیہ نہ پڑھا یا تلبیہ پڑھا لیکن نیت نہیں کی تو احرام نہ ہوگا۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۴۵)

مسئلہ:- صرف نیت کرنے سے احرام شروع نہیں ہوتا بلکہ الفاظ تلبیہ پڑھنے سے شروع ہوتا ہے، تلبیہ کے الفاظ پڑھتے ہی احرام شروع ہو جاتا ہے اس لئے تلبیہ پڑھنے سے پہلے سر کو چادر وغیرہ سے کھول دیا جائے۔ (احکام حج: ص ۳۲)

(بعض مرتبہ جہاز لیٹ بھی ہو جاتے ہیں احرام میں رہنا اور احرام کی پابندی کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، اس لئے گھر یا ایر پورٹ پر دو رکعت نفل پڑھ کر احرام باندھ لیں لیکن نیت و تلبیہ جہاز میں سوار ہونے کے بعد ہی پڑھیں تا کہ مذکورہ دیگر پریشانی نہ ہو۔ (محمد رفعت قاسمی)

عام پہنے ہوئے کپڑوں میں احرام کی نیت کرنا؟

مسئلہ:- اگر کسی شخص نے سلے ہوئے (عام پہنے ہوئے) کپڑوں میں ہی احرام باندھ لیا یعنی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تو اگر تلبیہ پڑھنے کے بعد پورے دن سلے ہوئے کپڑے پہنے رہا تو دم واجب ہوگا اور ایک دن سے کم پہنے رہا تو صدقہ بقدر صدقۃ الفطر واجب ہے۔ (تقریباً پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت)۔

مسئلہ:- جو کپڑا بدن کی ہیئت پر سلا ہوا یا بنا ہوا اگر اس کو پہنا اور پورے دن یا پوری رات پہنے رہا جنایت کامل یعنی دم لازم ہوگا اور اس سے کم وقت استعمال کیا تو صدقہ واجب ہوگا۔ (احکام حج: ص ۹۵ و ہکذا مظاہر حق: ج ۳/ص ۳۶۷)

مسئلہ:- اور آدھی رات سے آدھے دن تک ایک دن شمار ہوگا۔

(احکام حج: ص ۹۱ حضرت مفتی شفیعؒ بحوالہ زبدہ)

احرام باندھنے کا طریقہ

مسئلہ:- احرام کے لئے غسل مسنون ہے۔ یہ غسل محض صفائی کے لئے ہے، اس لئے حائضہ ونفساء اور بچے کے لئے مستحب ہے۔

مسئلہ:- اگر احرام کے لئے غسل کیا اور پھر احرام باندھنے سے پہلے وضو ٹوٹ گئی تو غسل کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

مسئلہ:- اگر غسل نہ کر سکے تو وضو کر لے بغیر غسل اور وضو کے احرام باندھنا جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ:- اگر پانی نہ ہو تو احرام کے لئے غسل کا تیمم کرنا مشروع نہیں ہاں اگر نماز پڑھنی ہے اور پانی نہیں ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۰۴)

مسئلہ:- جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل کرے اور وضو کر لینا بھی کافی ہے اور سنت یہ ہے کہ وضو یا غسل سے پہلے ناخن کاٹے، مونچھوں کے بال کٹوا کر پست کریں، بغل اور زیر ناف کے بالوں کو صاف کریں، اگر سر پر بال ہوں کنگھے سے ان کو درست کریں۔

احرام کے لئے دونئی یا دھلی ہوئی چادریں ہونا سنت ہے ایک کا تہبند بنایا جائے، دوسرے کو چادر کی طرح اوڑھا جائے۔

احرام پہننے کے بعد سنت یہ ہے کہ دو رکعت نفل پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ یعنی طلوع یا غروب یا زوال کا وقت نہ ہو، کیونکہ ان اوقات میں نماز مکروہ ہے۔ اور پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل یا ایھا الکفرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھنا اولیٰ ہے، اگر کوئی دوسری سورۃ پڑھ لے تو یہ بھی جائز ہے۔

اس نماز کے وقت جو چادر (احرام) اوڑھی ہوئی ہے اسی سے سر بھی چھپالے، کیونکہ ابھی احرام شروع نہیں ہوا جس میں سر کھلا رکھنا ضروری ہوتا ہے اور دو رکعت نفل کے بعد حج کی تینوں قسموں میں جس قسم کے حج کا ارادہ ہے اس کے مطابق دل میں بھی

نیت کرلے اور زبان سے بھی وہ الفاظ اپنی مادری زبان میں کہہ لے جس قسم کا حج کر رہا ہے۔اس کے بعد تلبیہ کے کلمات کہے اور تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں ان کو اچھی طرح یاد کرلیا جائے ان میں سے کوئی لفظ کم کرنا مکروہ ہے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ ط لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ ط لَا شَرِيْكَ لَكَ ط

مسئلہ:۔ جب بھی تلبیہ کہے تو تین بار کہنا چاہئے اور مسجد میں اتنی بلند آواز سے نہ کہے کہ نمازیوں کو تشویش ہو، اور عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔

(احکام حج: ص ۳۱ و کذانی کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۴۸)

مسئلہ:۔ فرض نماز کے بعد اگر احرام کی نیت کرلی تو یہ بھی کافی ہے، لیکن مستقل دو رکعت نفل پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ:۔ احرام بغیر نماز نفل کے باندھنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔اگر وقت مکروہ ہے تو پھر بغیر نماز کے مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ احرام کی نفل کے بعد اور نمازیں سر کھول کر پڑھی جائیگی جب تک احرام رہے گا، احرام کی حالت میں نماز میں بھی سر ڈھانکنا منع ہے۔(معلم الحجاج: ص ۱۰۶)

جھوٹ بول کر بغیر احرام کے میقات سے گذرنا؟

سوال: بعض لوگ جھوٹ بول کر بغیر احرام کے حدود حرم میں چلے جاتے ہیں اور پھر مسجد عائشہ جا کر احرام باندھتے ہیں کیا اس صورت میں دم لازم ہے؟

جواب: بغیر احرام کے حدود حرم میں داخل ہونا گناہ ہے اور ایسے شخص کے ذمہ لازم ہے کہ واپس میقات پر جا کر احرام باندھ کر آئے۔اگر یہ شخص دوبارہ میقات پر گیا اور وہاں سے احرام باندھ کر آیا تو اس کے ذمہ سے دم ساقط ہوگیا۔اگر واپس نہ گیا تو اس پر دم واجب ہے اور یہ دم اس کے ذمہ ہمیشہ واجب رہے گا، جب تک اس کو ادا نہ کرے

اور اس ترک واجب کا گناہ بھی اس کے ذمہ واجب رہے گا۔

نوٹ:- جو لوگ میقات کے باہر سے آئے ہوں، ان کے لئے مسجد عائشہ سے احرام باندھ لینا کافی نہیں، بلکہ ان کو دوبارہ بیرونی میقات پر واپس جانا ضروری ہے۔ اگر بیرونی میقات پر دوبارہ واپس نہیں گئے اور مسجد عائشہ سے احرام باندھ لیا تو دم لازم آئے گا۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۹۶ و بکذا احکام حج: ص۱۰۰)

مسئلہ:- جو لوگ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کا قصد رکھتے ہوں ان کو ''ذوالحلیفہ'' سے (جو کہ مدینہ شریف کی میقات ہے) احرام باندھنا لازم ہے ان کا احرام کے بغیر میقات سے گزرنا جائز نہیں اور اگر مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کا قصد نہیں بلکہ جدہ جانا چاہتے ہیں تو ان کے احرام باندھنے کا سوال ہی نہیں۔

(آپ کے مسائل: ج۴/۴۸)

احرام کی غلطی پر دم کیوں؟

سوال: ایک شخص حج کی نیت سے سعودی عرب گیا لیکن پہلے اس نے ریاض میں قیام کیا پھر مدینہ طیبہ آگیا، اس کے بعد احرام باندھ کر مکہ مکرمہ جا کر عمرہ ادا کیا پھر ریاض واپس آگیا۔ اس کے بعد حج سے ایک ہفتہ پہلے بغیر احرام کے پھر مکہ مکرمہ آیا۔ کسی نے اس کو بتایا کہ تم نے غلطی کی ہے یہاں مکہ میں بغیر احرام کے نہیں آنا چاہئے تھا، لہٰذا اس نے مسجد عائشہ جا کر احرام باندھ کر عمرہ کیا، کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: صورت مسئولہ میں چونکہ اس شخص نے اپنے میقات سے گزرنے کے وقت فی الحال مکہ مکرمہ جانے کی نیت نہیں کی تھی، بلکہ ریاض اور پھر مدینہ منورہ جا کر وہاں سے احرام باندھنے کا ارادہ تھا، اس لئے اس پر بغیر احرام کے میقات سے گزرنے کا دم واجب نہیں۔

دوسری دفعہ جو یہ شخص ریاض سے مکہ مکرمہ بغیر احرام کے آیا، اس کی وجہ سے اس پر دم (قربانی) واجب ہو چکا ہے۔ مسجد عائشہ پر آ کر احرام باندھنے سے اس غلطی کا ازالہ

نہیں ہوا۔ اور دم ساقط نہیں ہوا۔ ہاں! اگر یہ شخص میقات پر واپس لوٹ جاتا اور وہاں سے حج کا یا عمرہ کا احرام باندھ کر آتا تو دم ساقط ہو جاتا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۷)

حج کا احرام طواف کے بعد بغیر حج کے کھول دیا؟

سوال: میں نے وطن سے حج کا احرام باندھ لیا تھا۔ (احرام حج افراد یا حج قران تھا) مکہ مکرمہ میں طواف کرنے کے بعد احرام کھول دیا۔ کیا حکم ہے؟

جواب: آپ پر حج کا احرام توڑنے کی وجہ سے دم لازم ہوا اور حج کی قضا لازم ہوگی۔ حج تو آپ نے کر لیا ہوگا، دم آپ کے ذمہ رہا، اس فعل پر ندامت کے ساتھ توبہ و استغفار بھی کیجئے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی بھی مانگئے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۵)

(اور دم حرم شریف میں ہی ادا کروائیں، جو کہ غرباء و مساکین ہی اس کے مستحق ہیں دوسرے نہیں۔) محمد رفعت قاسمی

میقات سے بغیر احرام کے گزر جانے کے ضروری مسائل:

مسئلہ: - اگر کوئی شخص مسلمان (مرد و عورت) عاقل بالغ جو میقات سے باہر رہنے والا ہے اور مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے خواہ حج و عمرہ کی نیت سے ہو یا کسی اور غرض سے میقات پر سے بلا احرام باندھے آگے گزر جائے گا تو گنہگار ہوگا اور میقات کی طرف لوٹنا واجب ہوگا، اگر لوٹ کر میقات پر نہیں آیا اور میقات سے آگے سے ہی احرام باندھ لیا تو ایک دم دینا واجب ہوگا، اور اگر میقات پر واپس آ کر احرام باندھ لیا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ: - اگر میقات سے کوئی شخص بلا احرام کے گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ پہنچنے سے پہلے میقات پر واپس آ گیا اور میقات پر آ کر تلبیہ پڑھ لیا تو دم ساقط ہو جائے گا، اور اگر احرام باندھ کر واپس آیا اور تلبیہ میقات پر نہیں پڑھا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ:- اگر میقات سے بلا احرام گزر گیا اور آگے جا کر احرام باندھ لیا اور مکہ مکرمہ میں بھی داخل ہو گیا مگر افعال حج شروع نہیں کئے (مثلاً طواف کا ایک چکر بھی نہیں کیا) اور میقات پر واپس آ کر تلبیہ پڑھا تو دم ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ:- اگر بلا احرام میقات سے گزر گیا اور پھر آگے احرام باندھ لیا تو میقات پر آنا واجب ہے۔ اگر واپس نہیں آیا تو گنہگار ہوگا اور دم بھی واجب ہوگا۔ یعنی واپسی کا وقت ہو اور حج کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو میقات پر واپس آ کر تلبیہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ:- میقات پر لوٹنا اس وقت واجب ہے جب واپسی میں جان و مال کا خوف نہ ہو اور کوئی مرض وغیرہ نہ ہو، ورنہ واجب نہیں لیکن گناہ سے توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور ایک دم بھی دینا واجب ہے۔

مسئلہ:- اگر میقات سے گزر کر احرام باندھا اور پھر میقات پر واپس نہیں آیا، یا کچھ افعال شروع کرنے کے بعد واپس آیا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ:- جو شخص کسی میقات سے بلا احرام کے گزرا ہے اس پر یہ واجب نہیں کہ اسی میقات پر واپس آئے بلکہ کسی میقات پر مواقیت مذکورہ (پانچ مواقیت یعنی ذوالحلیفہ، جحفہ، قرن المنازل، یلملم، ذات عرق میں) سے آنا کافی ہے ہاں افضل یہی ہے کہ اسی میقات پر واپس آئے جس سے گزرا تھا۔

مسئلہ:- آفاقی (یعنی میقات سے باہر رہنے والا) میقات سے آگے کسی ایسی جگہ جو حرم سے خارج ہے اور حل میں ہے (حرم شریف سے باہر اور میقات کے اندر کا حصہ حل کہلاتا ہے) کسی ضرورت سے جانا چاہتا ہے مکہ مکرمہ جانے اور حج یا عمرہ کرنے کی نیت نہیں ہے تو اس پر میقات سے احرام باندھنا واجب نہیں اور اس کے بعد وہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ بھی بلا احرام جا سکتا ہے اور اس پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے، اس مقام پر پہنچ کر یہ شخص بھی اس جگہ کے لوگوں کے حکم میں ہو گیا وہاں سے اگر حج اور عمرہ کا

ارادہ کرے تو ان کی میقات یعنی حِل سے احرام باندھنا ہوگا۔

مسئلہ:- آفاقی شخص اگر حرم شریف میں یا مکہ مکرمہ میں بلا احرام کے داخل ہو جائے تو اس پر ایک حج یا عمرہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اگر کئی مرتبہ بلا احرام کے داخل ہوا ہو تو ہر دفعہ کے لئے بلا احرام جانے کی وجہ سے ایک عمرہ یا حج واجب ہوگا۔

(معلم الحجاج: ص۹۶ وبکذافی بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص۴۳)

مسئلہ:- جو لوگ میقات کے رہنے والے ہیں یا میقات اور حرم شریف کے درمیان رہتے ہیں اگر وہ حج یا عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ جائیں تو احرام باندھنا ان پر واجب ہے اور اگر حج وعمرہ کے ارادہ سے نہ جائیں تو ان کے لئے احرام باندھ کر جانا ضروری نہیں۔ بلا احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہو سکتے ہیں، ایسے ہی وہ آفاقی جو وہاں حج وعمرہ کے بعد مقیم ہو گیا ہو، وہ بھی ان کے حکم میں ہے یا کوئی آفاقی شخص کسی ضرورت سے کسی جگہ حِل میں (حدود حرم سے باہر اور میقات کے اندر کا حصہ) اپنے وطن گیا اور وہاں سے مکہ مکرمہ کا ارادہ ہو گیا تو وہاں سے وہ مکہ مکرمہ بلا احرام جا سکتا ہے وہ اہل حِل کے حکم میں ہے ان کو بلا احرام مکہ مکرمہ میں داخل ہونا جائز ہے۔

(معلم الحجاج: ص۹۴ تا ۹۶ وبکذافی حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص۴۳)

(حج کے زمانہ میں سعودیہ میں رہنے والے حضرات قانون کی گرفت سے بچنے کے لئے بغیر احرام کے حج کرنے کے لئے مکہ مکرمہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور پھر بعد میں پریشان ہوتے ہیں کہ کیا کریں؟

ایسے حضرات کی سہولت کے پیش نظر میقات کے مسائل کچھ تفصیل سے بیان کر دیئے ہیں۔ (محمد رفعت قاسمی)

جدّہ سے مکہ آنے والوں کے لئے احرام؟

سوال: کیا جدہ میں مستقل مقیم یا جس کی نیت پندرہ دن قیام کا ہو یا اس سے کم مدت ٹھہرے، تو کیا وہ جدہ سے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ آ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جدہ میں رہنے والوں کو بغیر احرام کے مکہ مکرمہ آنا جائز ہے جب کہ وہ حج وعمرہ کے ارادہ سے مکہ مکرمہ نہ جائیں۔ یہی حکم ان تمام لوگوں کا ہے جو کسی کام سے جدہ آئے تھے پھر وہاں آنے کے بعد ان کا ارادہ مکہ مکرمہ جانے کا ہو گیا۔ ان کو بھی احرام کے بغیر آنا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ جو شخص جدہ گیا، وہاں چند دن قیام کیا، پھر مکہ مکرمہ عمرہ کرنے کی نیت سے گیا، لیکن احرام نہیں باندھا بلکہ پہلے حرم شریف کے پاس ہوٹل میں کمرہ لیا اور پھر مسجد عائشہ جا کر احرام باندھ لیا۔ اس نے غلط کیا کیونکہ جب یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کو چلا تو حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے اس کو عمرہ کا احرام باندھنا لازم تھا اور حدود حرم میں بغیر احرام کے داخل ہونا اس کے لئے جائز نہیں تھا۔ اس لئے بغیر احرام کے حدودِ حرم میں داخل ہونے کی وجہ سے گنہگار ہوا۔ تاہم جب اس نے حرم سے باہر آکر تنعیم سے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو دم ساقط ہو گیا، مگر گناہ باقی رہا توبہ واستغفار کرے۔

مسئلہ:۔ اگر یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ کو نہ جائے بلکہ یوں ہی جائے یا طواف کی نیت سے جائے اور حرم شریف کے باہر ہوٹل میں کمرہ لے لے اور طواف کر کے واپس ہو جائے، یا ہوٹل میں قیام کے بعد عمرہ کرنے کا ارادہ پیدا ہوا اور مسجد عائشہ جا کر احرام باندھا تو اس صورت میں گنہگار نہیں۔ کیونکہ یہ شخص عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ نہیں آیا تھا بلکہ مکہ شریف پہنچنے کے بعد اس کا ارادہ ہوا کہ عمرہ بھی کرلوں۔ اس لئے بغیر احرام کے حرم شریف میں آنے کا گناہ اس کے ذمہ نہیں۔ اب اگر یہ عمرہ کرنا چاہتا ہے تو اہل مکہ کی طرح حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر آئے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۲ اوکذا فی فتاوی رحیمیہ ج ۵/ص ۲۲۶ وجواہر الفقہ: ص ۴۸۷)

بغیر احرام کے مکہ میں داخل ہونا؟

سوال: میں طائف میں سروس کرتا ہوں۔ میں ہر جمعہ کو مکہ مکرمہ جا کر نماز جمعہ پڑھتا ہوں اور بھائی وہاں پر مقیم ہیں ان سے ملاقات کرتا ہوں۔ میرے ساتھی کا کہنا

ہے کہ بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے دم دینا پڑے گا کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں، اگر وہ مکہ مکرمہ آئیں خواہ ان کا آنا کسی ذاتی کام ہی کے لئے ہو، ان کے ذمہ میقات سے حج یا عمرہ کا احرام باندھنا لازم ہے۔ اگر وہ احرام کے بغیر مکہ مکرمہ چلے گئے اور واپس آ کر میقات پر احرام نہیں باندھا تو وہ گنہگار ہوں گے اور ان کے ذمہ حج یا عمرہ بھی واجب ہوگا۔

حنفی مذہب کے مطابق آپ جتنی مرتبہ بغیر احرام کے مکہ مکرمہ گئے آپ کے ذمہ اتنے عمرے لازم ہیں اور جو کوتاہی ہو چکی اس پر استغفار بھی کیا جائے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۸ و ہکذا فی فتاوی رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۰۱ و ہدایہ ص ۲۱۴)

مسئلہ: - کیونکہ طائف میقات سے باہر ہے، لہٰذا وہاں سے بغیر احرام کے آنا صحیح نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۵)

جس کی فلائٹ یقینی نہ ہو وہ احرام کہاں سے باندھے؟

سوال: میں پی، آئی، اے کا ملازم ہوں، عمرہ کرنے کا ارادہ ہے ملازمین کو فری ٹکٹ ملتا ہے مگر ان کی سیٹ کا تعین نہیں ہوتا جس دن جس جہاز میں خالی سیٹ ہوتی ہے اس وقت ملازم جا سکتا ہے۔ سیٹ کے لئے اکثر دو تین دن تک چکر لگانے پڑتے ہیں، ایسے میں گھر سے حرام باندھ کر چلنا محال ہے، کیا جدہ پہنچ کر ایک دو دن قیام کے بعد عمرہ کا احرام باندھ لیا جائے؟

جواب: جب منزل مقصود جدہ نہیں ہے، بلکہ مکہ مکرمہ ہے، تو احرام میقات سے پہلے باندھنا ضروری ہے۔ ایرلائن کے ملازمین کو چاہئے کہ جب ان کی سیٹ کا تعین ہو جائے اور بوڈنگ کارڈ مل جائے تب احرام باندھیں۔ اگر انتظار گاہ میں احرام باندھنے کا وقت ہو تو وہاں باندھ لیں، ورنہ جہاز پر سوار ہو کر باندھ لیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۴)

مسئلہ: - احرام باندھنے کے لئے غسل کرنا، نوافل پڑھنا شرط نہیں مستحب

ہے، لہٰذا عذر کی صورت میں (ٹکٹ کنفرم نہ ہونے میں) صرف سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادریں پہن لیں اور عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں، بس احرام بندھ گیا۔ اور یہ کام جہاز میں سوار ہونے سے پہلے بھی ہوسکتا ہے اور جہاز پر سوار ہو کر بھی ہوسکتا ہے، جدہ جا کر احرام باندھنا درست نہیں، کیونکہ پرواز کے دوران جہاز میقات سے (بلکہ بعض اوقات حدودِ حرم سے) گزر کر جدہ پہنچتا ہے۔ اس لئے جہاز پر سوار ہونے سے پہلے یا سوار ہو کر احرام باندھ لینا ضروری ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۵)

(نیت اور تلبیہ کے بغیر احرام کے احکامات جاری نہیں ہوتے، اس دشواری سے بچنے کے لئے گھر یا ایر پورٹ سے اگر وقت ہو نفل پڑھ کر احرام باندھ لیں لیکن تلبیہ و نیت جہاز میں سوار ہو کر کریں۔ محمد رفعت قاسمی)

غیر ممالک سے جدہ پہنچنے والے کہاں سے احرام باندھیں؟

مسئلہ:۔ اگر پاکستان (یا انڈیا) سے عمرہ کرنے کے ارادہ سے گئے ہیں تو پھر جدہ میں احرام نہیں باندھنا چاہئے۔ اپنے وطن سے احرام باندھ کر جانا چاہئے یا جہاز میں احرام باندھ لیا جائے۔ اگر کسی نے جدہ سے احرام باندھا تو اس کے ذمہ دم لازم ہے یا نہیں؟۔ اس میں اکابر کا اختلاف رہا ہے۔ احتیاط کی بات یہ ہے کہ کوئی ایسا کر چکا ہو تو دم دیدیا جائے اور آئندہ کے لئے اس سے پرہیز کیا جائے (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۱)

جدہ سے احرام کب باندھ سکتا ہے؟

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص کراچی سے جدہ کا سفر عزیزوں سے ملنے کے لئے کر رہا ہے اور کراچی سے اس کی نیت عمرہ کے سفر کی نہیں تو اس کو میقات سے احرام باندھنے کی ضرورت نہیں۔ جدہ پہنچ کر اگر اس کا ارادہ عمرہ کرنے کا ہو جائے تو جدہ سے احرام باندھ لے، اگر عمرہ ہی کے لئے سفر کر رہا ہو تو اس کو میقات سے پہلے احرام باندھنا ضروری ہے۔ لہٰذا مذکورہ صورت میں جب پہلے جدہ کا ارادہ ہے تو احرام باندھنا ضروری

نہیں، اس کے بعد پھر جب ، جدہ سے عمرہ کا ارادہ کرے تو وہاں سے احرام باندھے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۱ و ہکذا فی فتاوی رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۹۲ و زبدۃ المناسک: ج ۱/ص ۴۵)

ہندوستانی اور پاکستانی کہاں سے احرام باندھیں؟

مسئلہ:- یہ بات یاد رکھیں آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والوں کے لئے میقات یا میقات کی محاذات پر احرام باندھ لینا واجب ہے بغیر احرام کے میقات یا محاذات میقات سے مکہ کی طرف بڑھنا جائز نہیں ہے، اگر ایسا کیا تو اس پر دم لازم ہوگا۔ البتہ میقات یا محاذات میقات سے پہلے ہی کوئی احرام باندھ لے تو یہ جائز بلکہ افضل ہے۔
(احکام حج: ۳۹)

مسئلہ:- جو حجاج کرام ہندوستان یا پاکستان سے مکہ مکرمہ جانے کے لئے ہوائی جہاز سے سفر کرتے ہیں ان کو ہوائی جہاز میں سوار ہونے سے پہلے یا ہوائی جہاز پر روانہ ہوکر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گزر جانے پر احرام باندھ لینا چاہئے، جدہ تک احرام مؤخر کرنا جائز نہیں ہے اگر مؤخر کریں گے تو گناہ بھی ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا، اس لئے کہ ہوائی جہاز حدود میقات سے گزر کر جدہ پہنچتا ہے اور ہوائی جہاز کے مسافروں کو یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ جہاز کس وقت حدود میقات کے اندر داخل ہوگا اور اگر حدود میقات کا علم ہو بھی جائے تو اس سے پہلے پہلے احرام باندھ کر فارغ ہونا مشکل ہے، اس لئے کہ ہوائی جہاز بہت ہی تیز رفتار کے ساتھ پرواز کرتا ہے اور ساتھ ساتھ اس وقت احرام باندھنے میں احرام کے سنن و مستحبات کی رعایت بھی مشکل ہے۔
(فتاوی رحیمیہ: ج ۶/ص ۳۱۰ و ہکذا فی جواہر الفقہ: ص ۴۷۴ و عمدۃ الفقہ: ج ۴/ص ۹۴ و احکام حج: ص ۱۰۰)

مسئلہ:- اگر آپ کا جہاز اتنی بلندی سے پرواز کرتا ہوا خط میقاتی پر سے گزرا ہے کہ وہ زمین پر سے نظر نہیں آسکتا ہے تو آپ پر کوئی دم دینا واجب نہیں ہے، اور اگر آپ کا ہوائی جہاز اتنا نیچے نیچے پرواز کر کے گیا ہے کہ زمین پر سے نظر آسکتا ہے تو ایک دم واجب ہوگا۔

ہوائی جہاز کے محکمہ سے اس کی تصدیق ہوسکتی ہے کہ ہوائی جہاز کتنی بلندی سے پرواز کرتا ہے۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ج ۱/ص ۱۴۰)

مسئلہ:- بغیر احرام باندھے میقات سے گزرنا حرام ہے اس کی تلافی کے لئے دم دینا لازم ہے۔ بشرطیکہ اس کے آگے جہاں سے اس کو گزرنا ہے کوئی اور میقات نہ ہو۔ اور افضل یہ ہے کہ پہلے ہی سے احرام باندھ لے، بشرطیکہ اپنے نفس کی طرف سے اطمینان ہو کر منافی احرام کوئی حرکت سرزد نہ ہوگی۔ اور اگر یہ اطمینان نہ ہو تو افضل یہ ہی ہے کہ آخری میقات پر جہاں سے گزرنا ہے احرام باندھ لے۔

(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۴۶ و ہکذا فی معلم الحجاج: ص ۹۲)

ریاض سے سفر کرنے والا احرام کہاں سے باندھے؟

سوال: ریاض سے جب عمرہ یا حج کرنے کے لئے ہوائی جہاز سے جدہ جاتے ہیں، تو دوران سفر ہوائی جہاز کا عملہ اعلان کرتا ہے کہ میقات آگئی احرام باندھ لیں۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ جہاز میں جو اعلان ہوتا ہے میقات آنے کا وہاں اگر احرام نہ باندھا جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب: ایسے لوگ جو میقات سے گزر کر جدہ آتے ہیں، ان کو میقات سے پہلے احرام باندھنا چاہئے۔ احرام باندھنے کے لئے نفل پڑھنا سنت ہے۔ اگر موقع نہ ہو تو نفلوں کے بغیر بھی احرام باندھنا صحیح ہے۔ جدہ سے مکہ جاتے ہوئے راستہ میں کوئی میقات نہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جدہ میقات کے اندر ہے یا خود میقات ہے۔

جو لوگ ہوائی جہاز سے سفر کر رہے ہوں ان کو چاہئے کہ ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام باندھ لیں یا کم از کم چادر ہی پہن لیں اور جب میقات کا اعلان ہو تو جہاز میں احرام باندھ لیں یعنی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیں جدہ پہنچنے کا انتظار نہ کریں۔

مسئلہ:- احرام باندھنا میقات سے پہلے فرض ہے۔ ہوائی جہاز سے سفر ہو تو ہوائی جہاز پر سوار ہونے سے پہلے احرام باندھ لیا جائے۔ جدہ تک احرام کے مؤخر

کرنے کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے۔ احتیاط کی بات یہی ہے کہ احرام کو جدہ تک مؤخر نہ کیا جائے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۲)

بحری جہاز کے ملازم احرام کہاں سے باندھیں؟

سوال: اگر یہ بحری جہاز کے ملازمین صرف جدہ تک جائیں گے اور پھر واپس آجائیں گے ان کو مکہ مکرمہ نہیں جانا تو وہ احرام نہیں باندھیں گے۔ اگر ان کا ارادہ مکہ مکرمہ جانے سے پہلے مدینہ طیبہ جانے کا ہے تب بھی ان کو احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ حج کا قصد رکھتے ہیں اور جدہ پہنچتے ہی ان کو مکہ مکرمہ جانا ہے تو ان کو "یلملم" سے احرام باندھنا لازم ہے۔ اس لئے جو ملازمین ڈیوٹی پر ہوں وہ سفر کے دوران صرف جدہ جانے کا ارادہ کریں۔ وہاں پہنچ کر جب ان کو مکہ مکرمہ جانے کی اجازت مل جائے تب وہ جدہ سے احرام باندھ لیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۳)

مکہ میں آیا ہوا شخص احرام کہاں سے باندھے؟

مسئلہ:- اگر کوئی شخص کسی کام سے یا ڈیوٹی پر، یا کسی رشتہ دار سے ملنے، یا مریض کی عیادت کے لئے، یا تجارت وغیرہ کی غرض سے مکہ مکرمہ میں آیا ہوا ہے اور حج کا وقت آگیا، اس کے دل میں خیال آیا کہ میں حج کرلوں تو اپنی جائے اِقامت سے ہی حج کی نیت کر کے احرام پہن لے۔

مسئلہ:- اگر یہ شخص (جو مکہ میں آیا ہوا ہے) عمرہ کی نیت کرے تو حرم شریف سے نکل کر مسجد عائشہ یا جعرانہ، یا کسی جگہ حدود حرم سے باہر احرام باندھنے کے لئے جانا ہوگا۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ: ص ۲۸)

مسئلہ:- جو شخص مکہ مکرمہ میں پہنچ گیا اور عمرہ کر کے حلال ہوگیا تو اس کی میقات اب مثل مکہ مکرمہ والوں کی میقات کے ہے یعنی حج کے لئے حرم شریف اور عمرہ کرنے کے لئے مسجد عائشہ سے احرام باندھنا افضل ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۹۳)

مکی، حج کا احرام کہاں سے باندھے؟

سوال: ہم مکہ مکرمہ کی حدود میقات کے اندر مقیم ہیں۔ ہم فریضۂ حج یا عمرہ کے لئے اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھ سکتے ہیں یا میقات جانا ہوگا؟

جواب: جو لوگ میقات اور حدود حرم کے درمیان رہتے ہیں ان کے لئے ''حِل'' میقات ہے، حج و عمرہ دونوں کا احرام حدود حرم میں داخل ہونے سے پہلے باندھ لیں۔ اور جو لوگ مکہ مکرمہ میں یا حدود حرم کے اندر رہتے ہیں وہ حج کا احرام حدود حرم کے اندر سے باندھیں اور عمرہ کا احرام حدود حرم سے باہر نکل کر ''حِل'' سے باندھیں چنانچہ اہل مکہ حج کا احرام مکہ سے باندھتے ہیں اور عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے ''مسجد عائشہ'' جاتے ہیں یا جعرانہ جاتے ہیں۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۹۲)

مسئلہ:- اگر مکی شخص میقات سے باہر نکل جائے گا تو واپسی میں اس کو بھی مثل آفاقی کے میقات سے احرام باندھنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج: ص۹۴)

مسئلہ:- متمتع عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچا اور عمرہ کر کے حلال ہو کر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا ہوا ہے تو وہ شخص حج کا احرام حدود حرم کے اندر جہاں سے چاہئے باندھ سکتا ہے اپنے کمرہ میں سے بھی باندھ سکتا ہے۔

(فتاوی رحیمیہ: ج۸/ص۳۰۴ بحوالہ ہدایہ اولین ص۲۴۱ باب تمتع)

مسئلہ:- تمتع کرنے والے کو چاہئے کہ جب عمرہ کے اعمال سے فارغ ہو جائے تو سر منڈوا کر یا بال کتروا کر حلال ہو جائے اور آٹھ تاریخ کو حج کا احرام باندھے۔ اس احرام میں نویں تاریخ یعنی یوم عرفہ تک احرام باندھنے میں تاخیر جائز ہے جب کہ عرفات میں وقوف کرنا اس کے وقت میں ممکن ہو۔ (کتاب الفقہ: ج۱/ص۱۱۴۳)

مسئلہ:- مکی اور جو مکہ والوں کے حکم میں ہے یعنی داخل میقات رہنے والے یا عین میقات پر رہنے والے ہیں ان کے لئے صرف حج افراد کرنا ہے۔ تمتع اور

قران ممنوع ہے۔
اگر حج تمتع کرلیا تو حج میں خرابی نہ آئے گی یعنی فاسد نہیں ہوگا البتہ دم دینا پڑیگا۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۲۱ بحوالہ ہدایہ اولین ۲۴۳ ودرمختار مع الشامی: ج ۲/ص ۲۷۰)

بیہوش ومریض کا احرام

مسئلہ:- اگر کوئی شخص احرام باندھنے کے وقت بیہوش ہو جائے تو ساتھی کو چاہیے کہ اپنے احرام باندھنے سے پہلے یا بعد میں بیہوش کی طرف سے بھی احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لے۔ جب ساتھی نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیا تو بیہوش کا احرام بندھ گیا۔

مسئلہ:- بیہوش کی طرف سے احرام باندھنے کے لئے اس کے حکم یا اجازت کی ضرورت نہیں اس نے حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو، ساتھی اگر اس کی طرف سے اس کے احرام باندھ دے گا تو بہر صورت اس کا احرام صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ:- جس وقت بیہوش کو ہوش آجائے تو تعیین احرام کی کر کے باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے اور اگر ہوش نہ آئے تو جس شخص نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے وہ یا کوئی دوسرا شخص وقوف عرفہ اور طواف وغیرہ اس کی طرف سے نیت کر کے اگر ادا کرے گا تو حج ہو جائے گا بیہوش کو ساتھ لے جانا ضروری نہیں ہے مگر بہتر یہ ہے کہ ساتھ لے جائے۔

مسئلہ:- اور جو شخص ایسے بیہوش کی طرف سے طواف اور سعی کرے اس کو اپنا طواف اور سعی علیحدہ کرنی ہوگی، ایک طواف اور سعی دونوں کی طرف سے کافی نہ ہوگا۔ (جبکہ بیہوش ساتھ نہ ہو)۔

مسئلہ:- بے ہوش کو ساتھ لے جانے کی حالت میں ایک طواف اور سعی دونوں کی طرف سے ہو جائے گا کیونکہ بیہوش خود طواف اور سعی میں موجود ہے، البتہ

بیہوش کی طرف سے نیت الگ کرنی ہوگی۔

(وہیل چیر وغیرہ پر جب مریض یا بیہوش کو ساتھ لے کر طواف وسعی کررہے ہیں یا کرارہے ہیں تو اس کی نیت بھی خود کرانے والا کرلے تو دونوں کی طرف سے ادا ہوجائے گا۔) (محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ:- بے ہوش سے کوئی فعل ممنوعات احرام میں سے ہوگیا گو بلاارادہ ہو، اس کی جزاء بے ہوش ہی پر ہوگی، جس نے اس کی طرف سے احرام کی نیت کی ہے اس پر واجب نہ ہوگی۔

مسئلہ:- جو شخص خود بھی احرام باندھے اور بیہوش کی طرف سے بھی احرام باندھا ہے اگر وہ کوئی فعل ممنوعات احرام میں سے کرے گا تو صرف ایک ہی جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:- اگر احرام کے بعد کوئی شخص بیہوش ہوجائے تو اس کو عرفات اور طواف وغیرہ میں ساتھ لے جانا واجب ہے، دوسرے شخص کی نیابت کافی نہ ہوگی اور جب ایسے بیہوش کو کوئی دوسرا شخص طواف کرائے تو کرانے والے کے لئے طواف کی نیت کرنی شرط ہے۔

مسئلہ:- اگر ایسے بیہوش کو خود اٹھا کر طواف کرایا اور اپنی طرف سے طواف کی نیت بھی کرلی تو دونوں کو ایک طواف کافی ہوجائے گا بشرطیکہ بیہوش کی طرف سے بھی نیت طواف کی ہو۔

مسئلہ:- اگر اٹھانے والا (طواف کرنے والا) حج کا طواف کرتا ہے اور بے ہوش کو عمرہ وغیرہ کا طواف کراتا ہے تب بھی جائز ہے۔ نیت مختلف ہونے سے کچھ مضائقہ نہیں لیکن بے ہوش کی طرف سے طواف کی نیت کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ:- کوئی شخص مریض ہے بے ہوش نہیں ہے اور وہ احرام کے وقت سوگیا اور کسی دوسرے شخص کو احرام باندھنے کے لئے اس نے کہہ دیا تھا اور دوسرے شخص

نے اس کی طرف سے اس کے احرام باندھ دیا تو احرام صحیح ہوگیا۔ جاگنے کے بعد باقی افعال حج خود ادا کرے اور ممنوعات احرام سے بچے اور اگر اس کے حکم کے بغیر کسی نے اس کی طرف سے احرام باندھ دیا تو اس کا احرام صحیح نہ ہوگا اسی طرح ایسے مریض کو دوسرا کوئی طواف سونے کی حالت میں کرائے تو اس کے لئے بھی اس کا حکم اور فوراً طواف کرانا شرط ہے، اگر بغیر اس کے حکم کے یا کچھ دیر کے بعد طواف کرایا تو طواف نہ ہوگا۔

(معلم الحجاج: ص ۱۰۸)

احرام باندھنے کے بعد بغیر حج کے واپسی؟

سوال: اتفاق سے کوئی حاجی جو گھر سے احرام باندھ کر چلا ہو کسی مجبوری کے سبب ایرپورٹ سے واپس آجائے اور حج کے لئے نہ جاسکے تو کیا حکم ہے؟

جواب: گھر سے احرام کی چادریں پہن لینی چاہئے۔ مگر احرام نہ باندھا جائے احرام اس وقت باندھا جائے جب سیٹ پکی ہو جائے۔ احرام باندھنے کا مطلب ہے حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ لینا۔

اور اگر احرام باندھ چکا تھا یعنی احرام کا کپڑا پہن کر تلبیہ پڑھ کر حج یا عمرہ کی نیت کر چکا تھا اس کے بعد نہیں جاسکا تو وہ احرام نہیں اتار سکتا جب تک قربانی کی رقم کسی کے ہاتھ مکہ مکرمہ نہ بھیج دے اور آپس میں یعنی جس کے ہاتھ رقم بھیج رہا ہے یہ طے ہو جائے کہ فلاں دن قربانی کا جانور ذبح ہوگا۔ جب قربانی کا جانور ذبح ہو جائے تب یہ احرام کھولے اور آئندہ اس حج کو قضاء کرے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۶)

احرام باندھنے والا احرام میں شرط لگا لے

مسئلہ:- اگر کوئی شخص احرام باندھنے والا یہ کہے کہ اگر مجھے کوئی مانع پیش آگیا تو میرا احرام وہیں پر کھل جائے گا یا اسی طرح احرام باندھتے وقت کوئی اور الفاظ کہے۔ اور اس کے بعد کسی حادثہ کی وجہ سے عمرہ وحج کے اعمال پورے نہ کرسکا تو اس کے

لئے احرام کھول دینا جائز ہوگا، اس پر کوئی جرمانہ واجب نہ ہوگا۔ تو یہ عذر شرعی ہوگا اور احرام کھول دینا جائز ہوگا۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۷)

مسئلہ:- سنت یہی ہے کہ اگر مانع پیش آنے کا ڈر ہو تو احرام باندھتے وقت شرط لگا دے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ جب ضباعہ بنت الزبیر بن عبدالمطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مرض کا شکوہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا تھا۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۴۱)

حالت احرام میں عذر کے مسائل

اگر کوئی واجب ترک کیا جاتا ہے تو اگر بے عذر ترک کیا گیا تو قربانی کرنی ہوگی اور بعذر ترک کرنے میں کچھ نہیں نہ قربانی نہ صدقہ۔

اگر ممنوعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب بلا عذر کیا جائے تو کہیں قربانی واجب ہوتی ہے کہیں صدقہ جیسا کہ گذشتہ بیان سے واضح ہو چکا اور کسی عذر سے ارتکاب کیا جائے تو اگر اس کے بے عذر ارتکاب سے قربانی واجب ہوتی تھی تو اب اختیار دیا جائے گا چاہے قربانی کرے چاہے قربانی کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک مقدار صدقہ فطر کی دیدے چاہے تین روزے رکھ لے جہاں چاہے رکھے اور جس وقت چاہے رکھے اور اگر اس کے بے عذر ارتکاب سے صدقہ واجب ہوتا تھا تو اب اختیار دیا جائے گا چاہے صدقہ دیدے اور چاہے ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

(افضل یہ ہے کہ یہ مسکین مکہ مکرمہ کے رہنے والے ہوں، ان مسکینوں کی تعداد "چھ" کا ہونا ضروری ہے، اگر کوئی شخص چھ مسکینوں کی مقدار صدقۂ فطر تین یا چار مسکینوں کو دیدے تو کافی نہیں)

عذر کی مثالیں:

(۱) بخار (مثلاً کسی کو بخار چڑھا اور اس نے سر ڈھانک لیا یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا)۔

(۲) سردی (مثلاً کسی کو سردی بہت معلوم ہوئی اس نے کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا، بغیر سلا

ہوا گرم کپڑا کوئی اس کے پاس نہ تھا)

(۳) زخم (مثلاً زخم پر پھاہا وغیرہ رکھنے کے لئے بال اس مقام کے منڈائے یا کوئی خوشبودار مرہم اس مقام پر رکھا)

(۴) دردِ سر (مثلاً دردِ سر کے دور کرنے کے لئے کوئی خوشبودار لیپ استعمال کیا)۔

(۵) جوئیں (مثلاً جوئیں سر میں پڑ گئیں اور اس ضرورت سے اس نے بال منڈوا ڈالے)۔

عذر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت رہے نہ یہ ضروری ہے کہ اس سے خوف مر جانے کا ہو بلکہ صرف تکلیف اور مشقت کا ہونا کافی ہے، خطا اور نسیان اور بیہوشی اور مجبور ہونا (مثلاً کسی محرم سے کسی نے کہا کہ میں تجھ کو قتل کیئے ڈالتا ہوں نہیں تو تو اپنا سر منڈوا لے یا یہ خوشبودار لباس پہن لے) اور سونا (مثلاً کسی محرم نے سونے کی حالت میں اپنا سر چادر میں ڈھانک لیا یا اور کوئی فعل کیا) اور مفلسی کا شمار عذر میں نہیں ہے بلکہ ان حالتوں میں جو جنایت صادر ہوگی اس کا کفارہ ضرور دینا ہوگا ہاں آخرت کا گناہ اس کے ذمہ نہ ہوگا۔

(مفلسی سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی جنایت صادر ہوئی اور اس کی وجہ سے اس پر قربانی یا صدقہ واجب ہوا اور اس کے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے جو وہ قربانی کر سکے یا صدقہ دے سکے تو وہ شخص معذور نہ سمجھا جائے گا اس پر جو قربانی یا صدقہ واجب ہوا تھا واجب رہے گا ہاں یہ اس کو اختیار ہے کہ جب اس کو مقدور ہو تب کفارہ ادا کرے اور اگر مرتے دم تک اتنی قدرت حاصل نہ ہوئی تو امید ہے کہ حق تعالیٰ اس سے درگذر فرمائے۔

(علم الفقہ مع حاشیہ ج۵،ص۵۰)

احرام میں کیسا جوتا پہنا جائے؟

مسئلہ:- موزے اور ایسا جوتا جو قدم کے بیچ میں ابھری ہوئی ہڈی کو چھپا لے یہ احرام میں ممنوع ہے، اگر ایسا جوتا یا موزہ ایک دن یا ایک رات پہنے رہا تو دم واجب ہے اور اس سے کم میں صدقہ بقدر صدقۃ الفطر۔ (احکام حج:ص۹۵)

مسئلہ:- بعض لوگ احرام میں ایسا سلیپر یا جوتہ استعمال کرتے ہیں جس سے قدم کے بیچ کی ہڈی (جو نیچے سے اوپر کی جانب ہے اور اٹھی ہوئی ہے) چھپ جاتی ہے، ایسا سلیپر اور جوتہ احرام میں مردوں کو استعمال کرنا جائز نہیں، جس سے یہ ہڈی چھپ جائے اس لئے یا تو اتنا حصہ کاٹ دیا جائے یا اس کے اگلی جانب کپڑا دیدے تا کہ ہڈی کھلی رہے۔ (معلم الحجاج ص ۳۵۸ وہکذا فی فتاوٰی دارالعلوم ج ۶ ص ۵۵۵)

مسئلہ:- محرم نے احرام کی حالت میں اگر بوٹ پہنا اور کعبین چھپے رہے (اٹھی ہوئی ہڈی) تو اس کے ذمہ دم جنایت لازم ہے۔

(فتاوٰی دارالعلوم ج ۶ ص ۵۵۵ بحوالہ بدائع ج ۱ ص ۱۸۶)

احرام کی حالت میں پیر کی ہڈی کہاں تک کھلی رہے؟

مسئلہ:- احرام میں کعب سے مراد وہ جوڑ (پنڈلی اور قدم کا) ہے جو قدم کے درمیانی حصہ میں اس جگہ ہوتا ہے جس جگہ جوتہ کے تسمے باندھے جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف وضو میں کعب سے مراد وہ دو ہڈیاں (ٹخنے) ہیں جو پاؤں میں ابھری ہوئی ہوتی ہیں۔ اور حدیث (جس میں خفین کو کعب کے نیچے تک کاٹنے کا حکم ہے) میں کعب کے مذکورہ دو مصداق میں سے کوئی مصداق معین نہیں ہے لیکن کعب کا دونوں معنوں میں استعمال موجود ہے اس لئے احتیاطاً پہلے معنی پر محمول کیا گیا ہے فتح القدیر میں یہی مذکور یعنی مسئلہ احرام میں بتقاضہ احتیاط کعب سے مراد وسط قدم کا مذکورہ جوڑ مراد لیا گیا ہے، کیونکہ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے معنی مراد لئے جائیں جس میں پاؤں کا زیادہ سے زیادہ حصہ کھلا رہے۔ (بحر الرائق: ج ۲/ص ۳۲۴ و شامی: ج ۲/ص ۴۹۰ میں تفصیل دیکھئے)

حاصل یہ کہ احرام کی حالت میں دونوں ٹخنے اور پیروں کے اوپر جہاں بال اگتے ہیں جو ابھرا ہوا حصہ ہے اس کا کھلا رہنا ضروری ہے۔ پس احرام کی حالت میں مردوں کو بہتر تو ہوائی چپل پہننا ہے اور اگر جوتہ یا چپل ایسا ہو جو ٹخنوں اور مذکورہ پیروں کے بالائی

حصہ کو نہ چھپاتا ہو تو اس کا پہننا بھی درست ہے، البتہ اگر ایڑی، پنجہ انگلیاں چھپی رہیں تو کوئی حرج نہیں۔ (محمد رفعت قاسمی)

احرام کی حالت میں پھول وغیرہ کا استعمال؟

مسئلہ:۔ احرام پہننے کے بعد گلے میں پھولوں کا ہار ڈالنا مکروہ ہے، عام طور پر لوگ اس طرف خیال نہیں کرتے ہیں اور خوشبودار پھول قصداً سونگھنا بھی مکروہ ہے مگر اس سے کچھ لازم نہیں آتا۔ (احکام حج: ص ۹۴)

مسئلہ:۔ احرام کی حالت میں خوشبو، چھونا یا سونگھنا، خوشبو والے کی دوکان پر خوشبو سونگھنے کے لئے بیٹھنا، خوشبودار میوہ اور خوشبو دار گھاس کو سونگھنا اور چھونا مکروہ ہے، اگر بلا ارادہ خوشبو آجائے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۴)

مسئلہ:۔ احرام باندھنے کے بعد دھونی دیا ہوا کپڑا پہننا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۴)

مسئلہ:۔ احرام کی حالت میں پھول اور خوشبودار پھل سونگھنے سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوتی لیکن سونگھنا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۲۷ و ہکذا کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۵۶)

مسئلہ:۔ احرام کی حالت میں عطر والے کی دوکان پر بیٹھنے سے کوئی مضائقہ نہیں البتہ سونگھنے کی نیت سے بیٹھنا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۲۹)

مسئلہ:۔ احرام کی حالت میں ایسے مکان میں داخل ہوا جس میں کسی چیز کی دھونی دی گئی تھی اور احرام والے کے کپڑوں میں خوشبو آنے لگی اور خوشبو کپڑوں کو بالکل نہیں لگی تو کچھ بھی واجب نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۳۰)

مسئلہ:۔ احرام کی حالت میں خوشبو یعنی عطریات (وغیرہ) کا سونگھنا یا اس کا پاس رکھنا مکروہ ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۵۶)

مسئلہ:۔ حالت احرام میں حجر اسود کا بوسہ نہ لیں، اور نہ ہاتھ لگائیں کیونکہ اس میں خوشبو لگی ہوتی ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۳۲)

احرام سے پہلے خوشبو لگانا؟

سوال: غسل کرنے کے بعد احرام باندھنے سے پہلے بدن پر اور احرام کے کپڑوں پر خوشبو لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: احرام باندھنے سے پہلے تیل اور سرمہ لگانا جائز ہے۔ اور خوشبو لگانے میں یہ تفصیل ہے کہ بدن کو خوشبو لگانا مطلقاً جائز ہے اور کپڑوں کو ایسی خوشبو لگانا جائز ہے جس کا جسم پر اثر باقی نہ رہے۔ اور جس خوشبو کا اثر باقی رہے وہ کپڑوں پر لگانا ممنوع ہے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۷)

مسئلہ: - احرام باندھنے سے پہلے (جسم پر) عطر لگایا اور احرام باندھنے کے بعد (بدن پر) اس کی خوشبو باقی ہے تو کچھ حرج نہیں چاہے کتنی مدت تک باقی رہے۔
(معلم الحجاج: ص ۲۲۹)

مسئلہ: - بنا خوشبو کا سرمہ احرام کی حالت میں لگانا جائز ہے اور اگر خوشبودار ہو تو صدقہ ہے، لیکن اگر دو مرتبہ سے زیادہ لگایا تو دم واجب ہوگا۔
(معلم الحجاج: ص ۲۳۲ وہکذا فی کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۵۸ و احکام حج: ص ۹۴)

احرام سے پہلے خوشبو لگانے کی وجہ یہ ہے کہ احرام باندھنے کے بعد محرم خاک آلود ہو جائے گا۔ اس کے جسم و کپڑوں سے پسینہ اور میل کی بو آنے لگے گی، اس لئے ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے اس کی کچھ تلافی کر لی جائے، تاکہ صورت حال کچھ دیر سے بگڑے۔ (رحمۃ اللہ الواسعہ: ج ۴/ص ۳۱۸)

احرام میں گردن و کان ڈھانکنا؟

سوال: احرام کی حالت میں ضرورت کے وقت کانوں پر، گردن و پیشانی پر رومال باندھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: گردن اور کانوں پر کپڑا ڈالنے میں کوئی حرج نہیں، پیشانی ڈھانکنا جائز

نہیں، البتہ ضرورت کے وقت جائز ہے، مگر جزاء بہر حال لازم ہوگی، جس کی تفصیل یہ ہے کہ بلا عذر چہرہ یا سر کا چوتھائی حصہ یا چوتھائی سے زیادہ ایک دن یا ایک رات ڈھانکا تو دم واجب ہے، اور چوتھائی سے کم یا ایک دن یا ایک رات سے کم ڈھانکا تو نصف صاع صدقہ واجب ہے یعنی مقدار صدقۂ فطر۔ اور عذر سے ڈھانکا تو پہلی صورت میں اختیار ہے دم دے یا تین صاع چھ مساکین پر صدقہ کرے یا تین روزے رکھے۔

اور دوسری صورت میں نصف صاع ایک مساکین کو صدقہ دے یا ایک دن کا روزہ رکھے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۳ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۲۲۷ وہکذا احکام حج: ص ۹۵)

مسئلہ:- احرام کی حالت میں علاوہ سر اور منہ کے پورے بدن کو ڈھانپنا جائز ہے نیز کان وگردن اور پیروں کو رومال وچادر وغیرہ سے ڈھانپنا جائز ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۱۱۵)

مسئلہ:- احرام کی حالت میں ناک، تھوڑی، اور رخسار کو کپڑے سے چھپانا مکروہ ہے، ہاتھ سے چھپانا جائز ہے۔

مسئلہ:- احرام کی حالت میں تکیہ پر منہ کے بل لیٹنا مکروہ ہے اور سر یا رخسار کا تکیہ پر رکھنا جائز ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۴)

احرام میں لحاف اوڑھنا؟

مسئلہ:- مُحرم کو حالت احرام میں سردی سے حفاظت کے لئے لحاف اوڑھنا درست ہے مگر سر کھلا رکھے، باقی تمام بدن پر لحاف رہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۷/ ص ۲۱۲)

مسئلہ:- پس جو کوئی سلے ہوئے کپڑوں میں احرام باندھے تو اگر بعد احرام کی نیت کرنے کے پورے دن پہنے رہے تو دم دے اور کم میں صدقہ، اور جو سونے میں سر ڈھکا تو حسب قلت وکثرت وقت کے کفارہ دے، کیونکہ سونا جاگنا اس باب میں برابر ہے، مگر سوتے کو گناہ نہیں ہوتا۔ (زبدہ) اور گناہ کا نہ ہونا اس وقت ہے کہ جب سونے

کے وقت ارادہ سے نہ ڈھانکے، اور جب جاگے اس وقت معلوم ہو تو اتار دے۔
(زبدۃ المناسک مع عمدۃ المناسک: ص ۳۶۴)

مسئلہ:- احرام کی حالت میں سردی یا کسی اور وجہ سے کان میں روئی رکھنا جائز ہے۔ مگر خوشبو کے استعمال کی اجازت نہیں ہے (یعنی خوشبو سے تر کی ہوئی روئی کا رکھنا جائز نہیں ہے۔) (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۲۰۱)

احرام کی حالت میں غسل کرنا؟

مسئلہ:- ضرورت کے لئے یعنی پاکی حاصل کرنے کے لئے یا ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے یا غبار دور کرنے کے لئے خالص پانی سے ٹھنڈا ہو یا گرم غسل کرنا جائز ہے لیکن میل دور نہ کرے۔

مسئلہ:- صابن (بلا خوشبو والے سے) یا دوسری میل کاٹنے والی چیز سے غسل کرنا احرام والے کے لئے جائز ہے، لیکن اس سے جوئیں نہ مرنے پائیں۔
(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۶۳)

مسئلہ:- بغیر خوشبو کے خالص صابن سے دھونے میں کوئی چیز واجب نہیں لیکن احرام والے کو میل دور کرنا مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۳۱)

احرام کی حالت میں مہندی لگانا؟

مسئلہ:- احرام والے کو مہندی کا خضاب کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ بھی خوشبو ہے اور حالت احرام میں خوشبو ممنوع ہے، خواہ مرد ہو یا عورت اور خواہ مہندی کا خضاب ہاتھوں میں لگایا جائے یا سر میں یا بدن کے کسی اور حصے میں۔
(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۵۶)

مسئلہ:- ساری ڈاڑھی یا پوری ہتھیلی پر مہندی لگانے سے دم واجب ہوتا ہے، نیز اگر درد سر کی وجہ سے خضاب کیا تو جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:- اگر سارے سر یا چوتھائی سر کا مہندی سے خضاب کیا اور مہندی پتلی

پتلی لگائی خوب گاڑھی نہیں لگائی تو دم واجب ہے، اور اگر گاڑھی لگائی تو دو دم واجب ہوں گے۔ اگر سارے دن یا ساری رات لگائے رکھا، اور اگر ایک دن یا رات سے کم لگایا تو ایک دم ایک صدقہ واجب ہوگا، ایک دم خوشبو کی وجہ سے اور ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے۔ یہ مرد کا حکم ہے عورت پر ایک ہی دم واجب ہوگا کیونکہ اس کے لئے سر ڈھانکنا ممنوع نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۲۳ و ہکذا فی احکام حج: ص ۹۳)

حالت احرام میں بالوں یا بدن پر تیل لگانا؟

مسئلہ:۔ جن اشیاء کو انسان کے جسم پر لگایا جاتا ہے ان کی تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ خالص خوشبو کی چیز ہے اور خوشبو ہی کیلئے لگائی جاتی ہے، مثلاً مشک، کافور، عنبر وغیرہ ایسی چیزوں کا تیل وغیرہ میں استعمال احرام کی حالت میں کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔

دوسری چیز وہ ہے جو خالص خوشبو کی چیز نہیں ہے اور نہ اس کے معنی خوشبو کے ہیں اور نہ کسی طرح اس پر خوشبو کا اطلاق ہوتا ہے، جیسے چربی ایسی چیز کا استعمال چکنائی وغیرہ کے طور پر حالت احرام میں جائز ہے اور اس پر کوئی تاوان عائد نہیں ہوتا۔

تیسری وہ چیز جو گو بذات خود خوشبو نہ ہو لیکن خوشبو کی طرح ہو سکتی ہے، لہٰذا کبھی تو خوشبو اور چکنائی کے لئے اور کبھی دوا کے طور پر کام میں لائی جاتی ہے، جیسے روغن زیتون کے اگر اس کو خوشبودار چکنائی کے طور پر استعمال کیا جائے تو وہ خوشبو کے حکم میں ہے اور احرام کی حالت میں اس کا استعمال جائز نہیں ہے، لیکن اگر دوا کے طور پر استعمال ہو تو اس کا لگانا اور کھانا جائز ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۵۹)

مسئلہ:۔ احرام کی حالت میں زخم یا ہاتھ پاؤں کی پھٹن میں تیل لگانا جائز ہے بشرطیکہ خوشبو والی نہ ہو نیز احرام کی حالت میں گھی، تیل، چربی کا کھانا جائز ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۱۱۶)

مسئلہ:۔ زیتون یا تل کا تیل زخم پر یا ہاتھ پاؤں کی بوائیوں یعنی پھٹن میں

لگایا، یا ناک کان میں ٹپکایا تو دم وصدقہ نہیں ہے۔

مسئلہ:- زیتون یا تل کا خالص تیل اگر ایک بڑے عضو یا اس سے زیادہ پر خوشبو کے طور پر لگایا تو دم واجب ہے اور اگر اس سے کم پر لگایا تو صدقہ واجب ہے۔ اور، اگر اس کو کھا لیا یا دوا کے طور پر لگایا تو کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ:- تل کے یا زیتون کے تیل میں اگر خوشبو ملی ہوئی ہے جیسے گلاب یا چمیلی وغیرہ کے پھول ڈال دیئے جاتے ہیں اور اس کو روغن گلاب کہتے ہیں یا کوئی اور خوشبودار تیل اگر ایک عضوِ کامل پر لگایا جائے گا تو دم ہوگا اور اس سے کم پر صدقہ۔

مسئلہ:- چربی، گھی، روغنِ بادام، کڑوا تیل (سرسو کا تیل یا رفائنڈ تیل وغیرہ) کھانا یا لگانا جائز ہے۔

مسئلہ:- جو چیزیں خود خوشبو ہیں مثلاً عنبر، مشک، کافور وغیرہ ان کے استعمال سے جزاء واجب ہوتی ہے۔ اگر چہ دوا کے طور پر ہو۔ (معلم الحجاج: ص۲۲۴)

احرام کی حالت میں خوشبودار غذا کھانا؟

مسئلہ:- پلاؤ، بریانی، زردہ وغیرہ پکی ہوئی چیز میں زعفران، الائچی، دار چینی وغیرہ خوشبودار چیز ڈالی ہو تو ایسی پکی ہوئی چیز کھانا جائز ہے چاہے جتنی مقدار میں خوشبو دار چیز ڈالی گئی ہو۔ اس کے کھانے سے کچھ واجب نہ ہوگا۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۸/ص۳۰۲ بحوالہ شامی: ج۲/ص۲۷۷ وہکذا معلم الحجاج: ص۱۱۴)

مسئلہ:- اور جو (خوشبوئیں حقیقی کہلاتی ہیں جیسے مشک، عنبر، زعفران اگر) پکے ہوئے کھانے میں ملا ہوا کھایا تو کچھ واجب نہیں، اگر چہ غالب ہو اور جو پکا ہوا نہ ہو یعنی جو کھانا پکایا ہی نہیں جاتا تو اگر خوشبو کی چیز غالب ہے اگر چہ خوشبو نہ دے تو دم واجب ہے اور جو مغلوب (کم) ہو اگر چہ خوشبو خوب دے تو کچھ نہیں، نہ دم نہ صدقہ مگر مکروہ ہے۔

(زبدۃ المناسک: ج۲/ص۳۵۵)

مسئلہ:- اگر کسی نے بہت سی خالص خوشبو کھائی، یعنی اتنی کہ منھ کے اکثر

حصہ میں لگ گئی تو دم واجب ہے، اور اگر تھوڑی کھائی یعنی منھ کے اکثر حصہ میں نہیں لگی تو صدقۂ فطر واجب ہے، یہ اس وقت ہے جب کہ خالص خوشبو کھائے اور اگر اس کو کسی کھانے میں ڈال کر پکایا تو کچھ واجب نہیں، اگر چہ خوشبو کی چیز غالب ہو۔

(معلم الحجاج: ص ۲۴۷ وہکذا کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۵۷ واحکام حج: ص ۹۵)

مسئلہ:- پان میں خوشبودار تمباکو یا الیچی ڈال کر کھانا احرام والے کے لئے بالاتفاق مکروہ ہے اور کتب فقہ کی بعض عبارات سے دم لازم ہونے کی طرف اشارہ نکلتا ہے، لہٰذا احتیاط ضروری ہے۔ (احکام حج: ص ۹۴ وہکذا معلم الحجاج: ص ۱۱۶ وامداد الاحکام: ص ۱۶۳)

حالت احرام میں خوشبودار شربت پینا؟

مسئلہ:- ایسی بوتل، شربت اور پھولوں کا رس جن میں خوشبو ڈالی گئی ہو احرام کی حالت میں نہ پی جائیں، اگر کوئی تھوڑی مقدار میں ایک مرتبہ پیئے گا تو صدقہ (پونے دو کلو گیہوں یا اس کی قیمت) واجب ہوگا اور اگر زیادہ مقدار میں پیا تھوڑا تھوڑا دو تین بار تو دم واجب ہوگا، اور جس بوتل میں بالکل خوشبو نہ ڈالی گئی ہو وہ پینا جائز ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۲/ص ۳۰۲ بحوالہ شامی: ج ۲/ص ۲۷۷)

مسئلہ:- اگر خوشبو پینے کی چیز میں ملائی اگر خوشبو غالب ہے تو دم دے اور اگر مغلوب ہے تو صدقہ دے مگر جو مغلوب کو بار بار استعمال کرے تو دم واجب ہے۔ پس اگر بہت پیا تو دم اور تھوڑا پیا تو صدقہ ہے اور اگر تھوڑا تھوڑا دو بار پیا تو دم لازم ہے۔

(زبدۃ المناسک: ج ۲/ص ۱۴۱ وہکذا کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۵۸ واحکام حج: ص ۹۲)

مسئلہ:- پینے کی چیز میں مثلاً چائے، قہوہ وغیرہ میں خوشبو ملائی تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم واجب ہے اور اگر خوشبو مغلوب ہے تو صدقہ ہے، لیکن اگر کئی مرتبہ پیا تو دم واجب ہوگا اور پینے کی چیز میں خوشبو ملا کر پکانے کی وجہ سے کچھ فرق نہیں آتا پینے کی چیز میں خوشبو ڈال کر پکایا جائے یا نہ پکایا جائے بہر صورت جزاء ہے۔

مسئلہ:- لیمن، سوڈا یا کوئی اور بوتل یا شربت جس میں خوشبو نہ ملائی گئی ہو

احرام کی حالت میں پینی جائز ہے اور جس بوتل میں خوشبو ملی ہو اگر چہ برائے نام ہو۔ اگر پی جائے گی تو صدقہ واجب ہوگا لیکن اگر ایک ہی مجلس میں کئی ۔ رپیئے تو دم واجب ہوگا اور اگر خوشبو غالب ہو تو ایک ہی بار پینے میں دم واجب ہو جائے گا۔

(احکام حج: ص ۹۲ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۳۲۱)

احرام کی حالت میں وِکس و بام استعمال کرنا؟

سوال: وِکس بام جو درد سر یا سردی کی وجہ سے لگایا جاتا ہے، اسی طرح بام یا دوائیں جن میں ایک خاص قسم کی خوشبو ہوتی ہے، مرض یا درد کی وجہ سے احرام کی حالت میں لگانا کیسا ہے؟

جواب: وکس بام خوشبو دار چیز ہے اور اس کی خوشبو تیز ہے اگر پوری پیشانی پر لگایا دم لازم ہوگا، فقہاء کرام نے ہتھیلی کو بڑا عضو شمار کیا ہے ہاتھ کے تابع نہیں کیا۔ اس لئے پیشانی بھی بڑا عضو ہونا چاہئے۔ (فتاوی رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۸۴)

مسئلہ:۔ اگر خوشبو کو دوا کے طور پر لگایا، یا ایسی دوا لگائی جس میں خوشبو غالب ہے اور پکی ہوئی نہیں ہے تو اگر زخم ایک بڑے عضو کے برابر یا اس سے زیادہ نہیں تو صدقہ واجب ہے، اور اگر ایک بڑے عضو کے برابر ہے تو دم واجب ہے۔ عذر کی وجہ سے بام لگایا ہو تب بھی یہی حکم رہے گا۔ (معلم الحجاج: ص ۲۲۸)

احرام کی حالت میں چٹنی یا اچار کھانا؟

مسئلہ:۔ حالت احرام میں ایسی چیز کھائے جس میں خوشبو ملائی گئی ہو، مگر وہ پکایا نہیں گیا، جیسے چٹنی، اچار وغیرہ تو اگر خوشبو غالب ہے تو دم واجب ہوگا جب کہ مقدار کھانے کی زیادہ ہو اور اگر تھوڑا سا کھائے تو صدقہ دے، گرچہ خوشبو نہ آتی ہو، کیونکہ اس صورت میں جزاء کا مدار جزاء پر ہے نہ کہ خوشبو آنے پر، اگر اس طرح کھانا تھوڑا تھوڑا کئی بار کھایا تو دم لازم ہوگا۔ (احکام حج: ص ۹۰)

...بن یا ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا؟

...ر منجن یا ٹوتھ پیسٹ میں لونگ، کافور، الائچی، یا خوشبودار چیزیں ڈالی گئی ہوں اور وہ پکی ہوئی نہ ہو اور مقدار کے اعتبار سے خوشبودار چیز مغلوب ہو یعنی کم مقدار میں ہو تو ایسا منجن احرام کی حالت میں کرنا مکروہ ہوگا۔ مگر صدقہ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر منجن یا ٹوتھ پیسٹ میں خوشبودار چیز غالب ہو تو چونکہ منجن یا ٹوتھ پیسٹ پورے منہ یا اکثر حصہ میں لگ جائے گا، لہٰذا دم واجب ہوگا، بہتر یہ ہے کہ احرام کی حالت میں مسواک ہی استعمال کرے منجن یا ٹوتھ پیسٹ استعمال نہ کرے، اس سے سنت بھی ادا نہ ہوگی۔ اس لئے مسواک کو اختیار کرنا چاہئے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۸۵ بحوالہ غنیۃ المناسک: ص ۱۳۲)

بدن پر خوشبو استعمال کرنے کی جنایت

محرم نے اگر کسی بڑے عضو مثلاً سر یا ڈاڑھی یا ہتھیلی یا ران یا پنڈلی پر پورے عضو پر خوشبو لگائی تو جنایت کامل ہوگئی اگرچہ ذرا دیر ہی استعمال کی ہو۔ اس صورت میں بغیر عذر کے دم لازم ہے اگر فوراً ہی اس کو دھو ڈھالا، تب بھی دم ساقط نہیں ہوگا۔ اور عذر کی صورت میں مذکورہ سابق تین اختیار ہے کہ دم دے یا تین روزے رکھے یا چھ مسکینوں کو بقدر صدقۃ الفطر ادا کرے۔ اگر کسی چھوٹے عضو جیسے ناک، کان، آنکھ، مونچھ، انگلی کو خوشبو لگائی یا بڑے عضو کے کسی حصہ کو خوشبو لگائی پورے عضو کو نہیں تو جنایت ناقص ہے اس میں صدقہ بقدر صدقۃ الفطر واجب ہے اور عذر کی حالت میں تین روزے بھی قائم مقام ہو سکتے ہیں۔

نوٹ:- یہ اس وقت ہے جب کہ خوشبو تھوڑی مقدار میں ہو اور اگر خوشبو زیادہ ہو تو پھر چھوٹے بڑے عضو کا اور عضو کامل اور ناقص کا کوئی فرق نہیں ہر حال میں دم لازم ہوا گے۔ اور تھوڑا زیادہ ہونا ہر خوشبو کا الگ الگ ہوتا ہے جس کو عرفی طور پر زیادہ سمجھا

جائے وہ زیادہ کہلائی جائے گی مثلاً مشک کی قلیل مقدار بھی جو عام استعمال کے لحاظ سے کثیر سمجھی جائے وہ کثیر ہی میں داخل ہوگی۔ (احکام حج: ص ۹۱)

کپڑے میں خوشبو استعمال کرنے کی جنایت

مسئلہ:- محرم اگر خوشبودار کپڑا پہنے تو اگر خوشبو بہت ہے مگر بالشت دو بالشت سے کم مقدار میں لگی ہوئی ہو یا خوشبو تھوڑی ہے مگر بالشت دو بالشت سے زیادہ میں لگی ہے تو ایسے کپڑے کو سارے دن یا ساری رات پہنے رہے تو دم ہے۔ اگر تھوڑی خوشبو جو بالشت دو بالشت سے کم میں لگی ہو تو صدقہ دے اگرچہ سارا دن پہنے رہے اور ایسے کپڑے کو ایک دن سے کم پہننے کی صورت میں بھی صدقہ واجب ہے۔

اور ایک دن سے کم میں اگرچہ بہت خوشبو ہو اور بالشت دو بالشت میں بھرا ہوا ہو تو صدقہ ہے اور آدھی رات سے آدھے دن تک ایک دن شمار ہوگا۔

(احکام حج: ص ۹۱ و علم الفقہ: ج ۵ ص ۴۸)

مسئلہ:- جس بستر میں خوشبو لگائی ہوئی ہو احرام والے کے لئے اس پر لیٹنا آرام کرنا جائز نہیں، اس کی جزاء کو خوشبو میں بھرے ہوئے کپڑے پر قیاس کرلیں۔

(احکام حج: ص ۹۳)

مسئلہ:- حجر اسود پر اگر خوشبو لگی ہو (حج کے موسم میں بعض لوگ اس پر خوشبو لگا دیتے ہیں) اور طواف کرنے والا احرام پہنے ہوئے ہو تو اس کا "استیلام" جائز نہیں بلکہ ہاتھوں سے اشارہ کرکے ہاتھوں کو بوسہ دے لے۔ اگر احرام والے نے حجر اسود کا استیلام کیا اس کے منھ یا ہاتھ کو پس اگر خوشبو بہت لگی تو دم اور تھوڑی لگی تو صدقہ لازم ہوگا۔

(احکام حج: ص ۹۳)

بال منڈوانے کی جنایت

مسئلہ:- احرام کی حالت میں چوتھائی سر یا چوتھائی ڈاڑھی یا اس سے زیادہ کے بال منڈوائے یا کتروائے یا کسی اور چیز کے ذریعہ دور کرے یا اکھاڑے خواہ اختیار

سے ہو یا بلا اختیار ہر حال میں جنایت کاملہ ہے جس کی جزاء میں دم لازم ہے۔

مسئلہ:۔ اسی طرح ایک پوری بغل منڈوائی یا زیر ناف کے پورے بال صاف کئے یا پوری گردن کے بال صاف کراوئے تو دم لازم ہے۔

مسئلہ:۔ ناخن چاروں ہاتھ پاؤں کے ایک مجلس میں کاٹے یا صرف ایک ہاتھ ایک پاؤں کے پورے ناخن کاٹے تو جنایت کاملہ ہے دم لازم ہوگا۔

مسئلہ:۔ اگر دو تین بال منڈے یا کاٹے تو ہر بال کے بدلے میں ایک مٹھی گندم کا صدقہ دیدے اور تین بال سے زائد میں پورا صدقۃ الفطر واجب ہے۔

مسئلہ:۔ اگر بال از خود بغیر محرم کے کسی فعل کے گر جائیں تو کچھ لازم نہیں اور اگر محرم کے ایسے فعل سے گرے جس کا وہ مامور (اس کو حکم دیا گیا ہے) ہے جیسے وضو تو تین بال میں بھی ایک مٹھی گندم کا صدقہ کافی ہے۔ (احکام حج: ص ۹۷)

مسئلہ:۔ وضو کرتے ہوئے یا کسی اور طرح اور ڈاڑھی کے تین بال گر گئے تو ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے اور اگر خود اکھاڑے تو ہر ایک کے بال کے بدلے میں ایک مٹھی گیہوں صدقہ کردے اگر تین بال سے زائد اکھاڑے تو آدھا صاع صدقہ کرے۔

(صدقۂ فطر کی مقدار) (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۲۳ و بکذا احکام حج: ص ۹۶ و معلم الحجاج: ص ۲۵۵ و غنیۃ: ص ۱۲۷)

مسئلہ:۔ احرام کی حالت میں سر اور ڈاڑھی کے بال جتنے گریں اتنی قربانیاں دینے کا مسئلہ غلط ہے۔ البتہ احتیاط سے وضو کرنا چاہئے تا کہ بال نہ گریں، اور اگر گر جائیں تو صدقہ کردینا کافی ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۸)

مسئلہ:۔ ڈاڑھی میں خلال کرنا بھی مکروہ ہے، اگر کرے تو اس طرح کرے کہ بال نہ گریں۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۴)

سر یا چہرہ ڈھانپنے کی جنایت

مسئلہ:۔ اگر مرد نے سر یا چہرہ اور عورت نے چہرہ کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ لیا تو اگر ایک دن کامل یا ایک رات کامل اسی طرح رکھا تو جنایت کامل ہوگی یعنی

دم لازم ہوگا، اس سے کم میں صدقہ واجب ہوگا۔ اور عورت کو احرام کی حالت میں بھی سر چھپانا اسی طرح ضروری ہے جس طرح عام حالات میں، اگر اس نے سر کھول دیا تو اس پر تو کچھ واجب نہیں کیونکہ سر کا چھپانا عورت کے لئے احرام کا جزء نہیں ہے بلکہ یہ عورت کے لئے ایک عام حکم ہے۔ (احکام حج: ص ۹۵)

مسئلہ:۔ اگر سلا ہوا کپڑا سارے دن پہنے رہے یا سر و چہرہ دن بھر ڈھانکے رکھا اور اس کا کفارہ ایک دم دیدیا مگر کپڑا بدستور استعمال کرتا رہا تو دوسرا کفارہ دینا ہوگا اور اگر بیچ میں کفارہ دم نہیں دیا تو ایک ہی دم کافی ہو جائے گا۔

نوٹ:۔ چوتھائی سر یا چوتھائی چہرہ کا ڈھانکنا سارے سر اور سارے چہرہ کے حکم میں ہے۔ (احکام حج: ص ۹۵)

جوئیں مارنے کی جنایت

مسئلہ:۔ محرم نے اگر ایک جوں ماری یا کپڑا دھوپ میں ڈالا تاکہ جوئیں مر جائیں یا کپڑا جوئیں مارنے کے لئے دھویا تو ایک جوں کے بدلہ میں روٹی کا ٹکڑا اور دو تین کے بدلے میں ایک مٹھی گیہوں دیدے اور تین سے زیادہ کے بدلے میں اگرچہ کتنی ہی ہو پورا صدقہ دے۔

مسئلہ:۔ اگر کپڑا دھوپ میں ڈالا یا دھویا اور جوئیں مر گئی لیکن جوئیں مارنے کی نیت نہ تھی تو کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ:۔ اپنے بدن کی جوں کو کسی دوسرے سے مروانا یا پکڑ کر زمین میں زندہ ڈال دینا یا خود پکڑ کر کسی دوسرے کو مارنے کے لئے دے دینا سب برابر ہے سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔ (احکام حج: ص ۹۷)

احرام کے ضروری مسائل

مسئلہ:۔ احرام کی حالت میں سردی کی وجہ سے گرم چادریں مثلاً کمبل،

لحاف، رزائی وغیرہ استعمال کرسکتا ہے مگر سر نہیں ڈھانک سکتا نیز حالت احرام میں جرابیں (موزہ وخفین وغیرہ) کا استعمال جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۸ وہکذا معلم الحجاج: ص ۱۰۵ واحسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۱ وردالمحتار: ج ۲/ص ۱۷۷)

مسئلہ:- احرام میں کرتہ، پاجامہ، شیروانی، صدری، بنیان وغیرہ پہننا منع ہے اور جو کپڑا بدن کی ہیئت پر سلا ہوا ہو اس کا پہننا احرام میں جائز نہیں ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۱۰۵)

مسئلہ:- احرام کی حالت میں اگر کسی موذی جانور مثلاً سانپ، بچھو، پسو، چھپکلی، گرگٹ، بھڑ، مکھی مارا جائے تو ایسے موذی جانوروں کو حرم میں اور حالت احرام میں مارنا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۵۸)

مسئلہ:- حالت احرام میں آگے مذکورہ جانور اگر محرم پر حملہ نہ بھی کرے تو بھی اسکو بغیر حملہ کے مار سکتا ہے مثلاً سانپ، بچھو، کوا، چیل، کاٹنے والا کتا، چوہا، مچھر، چیچڑی وغیرہ۔ ان کے مارنے سے کوئی کفارہ یا جزیہ لازم نہیں آتا۔

(کفایت المفتی: ج ۴/ص ۳۳۱ وہکذا معلم الحجاج: ص ۱۱۶)

مسئلہ:- آنت اترنے کی وجہ سے حالت احرام میں پٹی باندھنا جائز ہے اور یہ اس سلے ہوئے میں داخل نہیں ہے جس کی احرام میں ممانعت ہے احرام میں ایسا سلا ہوا کپڑا ممنوع ہے جو جسم کے موافق سلا ہوا ہو۔ (امداد الاحکام: ج ۲/ص ۱۷۷)

مسئلہ:- احرام کی حالت میں آنت اترنے کے عذر کی وجہ سے لنگوٹ باندھنا جائز ہے اور بغیر عذر مکروہ ہے، مگر اس پر کوئی جزاء واجب نہیں۔ نیز احرام کے نیچے نیکر پہننا ہر حال میں ناجائز ہے اور پہننے والے پر سلے ہوئے کپڑا پہننے کی جزاء واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۱ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۱۷۱)

(جن کو پیشاب یا مذی کے قطرے آنے کا عذر ہو وہ احرام کے نیچے لنگوٹ پہن سکتا ہے۔ یعنی وہ بغیر سلا ہوا کپڑا جس کو پہلوان باندھتے ہیں)۔

مسئلہ:- نوٹ روپیہ پیسے کی حفاظت کے لئے احرام کی حالت میں تھیلی (بیلٹ) وغیرہ باندھ سکتے ہیں۔ (امدادالاحکام: ج ۲/ص ۱۷۷ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۱۱۵)

مسئلہ:- احرام کی حالت میں محرم یعنی احرام پہنے ہوئے چشمہ (چھتری) لگا سکتا ہے۔ (امدادالاحکام: ج ۲/ص ۱۸۰)

مسئلہ:- ربڑ یا تار کی پٹی (بیلٹ) وغیرہ سے احرام کا تہبند باندھ سکتے ہیں۔

مسئلہ:- محرم احرام کی چادر (اوپر والی چادر) گرمی کی وجہ سے اتار سکتا ہے ہر وقت اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، پسینہ وغیرہ کی وجہ سے علیحدہ کی جا سکتی ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۵۳)

مسئلہ:- احرام کی حالت میں دیگ، طباق، چار پائی، سبزی وغیرہ سر پر اٹھانا جائز ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۵)

مسئلہ:- احرام کا لباس پہن کر سر ڈھانک کر نفل پڑھیں، پھر سر کھول کر تلبیہ پڑھے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۶)

مسئلہ:- احرام کی نفلوں سے فراغت کے بعد ٹوپی اتارنا یاد نہ رہا تو اگر ٹوپی ایک گھنٹہ سے کم پہنی تو ایک مٹھی گیہوں، اور اس سے زائد پر نصف صاع صدقہ، بارہ گھنٹے یا زیادہ پر دم واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۱۳)

مسئلہ:- کسی حاجی کے لئے عمرہ کے احرام سے فارغ ہونے کے بعد سے حج کا احرام باندھنے تک جو وقفہ ہے، اس میں جس طرح کسی اور چیز کی پابندی نہیں، اسی طرح میاں بیوی کے تعلق کی بھی پابندی نہیں ہے۔ اس لئے عمرہ سے فارغ ہو کر حج کا احرام باندھنے سے پہلے بیوی سے ملنا (جماع، صحبت کرنا) جائز ہے اس سے حج کا ثواب ضائع نہیں ہوتا، نہ آئندہ سال حج کرنا لازم آتا ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۵)

مسئلہ:- حالت احرام میں عورت یا مرد (بغیر صحبت کے) کسی عذر کی بنا پر ناپاک ہو جائیں تو ان پر دم نہیں ہے نیز ناپاکی کی وجہ سے احرام کی نچلی چادر (تہبند) کا

بدلنا جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۲۳ و ہکذا احکام حج: ص ۹۶ و معلم الحجاج: ص ۲۵۵)

مسئلہ: - احرام کی حالت میں چھتری لگانا یا کسی اور چیز کے سایہ میں بیٹھنا، گھر اور خیمے کے اندر داخل ہونا جائز ہے۔

مسئلہ: - احرام کی حالت میں ہیضہ کا انجکشن اور چیچک وغیرہ کا ٹیکہ لگوانا جائز ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۱۵)

مسئلہ: - ہر مرتبہ عمرہ کرنے کے لئے احرام کی چادروں کا ہر بار دھونا کوئی ضروری نہیں جب کہ وہ چادریں پاک ہوں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۸)

مسئلہ: - احرام کی چادر زمزم میں تر کی ہوئی بوسیدہ ہونے سے پہلے پہلے اس کو استعمال کر لینا چاہئے کہ بوسیدہ ہونے کے بعد کفن کے بھی قابل نہیں رہے گی آپ مالک ہیں اس کو بیچ بھی سکتے ہیں، مالی حالت اچھی ہو تو کسی کو بخشش کے طور پر دینا بھی بہتر ہے، رشتہ داروں اور نیک لوگوں کے کفن کے لئے دینا بھی بہتر ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۱۰/ص ۴۹۹)

مسئلہ: - حج وعمرہ کرنے کے بعد چادر خود بھی استعمال کر سکتے ہیں، کسی کو دینا چاہیں تو دے بھی سکتے ہیں۔

مسئلہ: - احرام جو کہ تولیہ کے کپڑے کا ہے اس کو عام استعمال میں تولیہ کی جگہ استعمال کر سکتے ہیں۔

مسئلہ: - حج اور عمرہ کے دوران جو کپڑا احرام میں استعمال کرتے ہیں اس کو گھر میں استعمال کر سکتے ہیں یعنی تولیہ کو تولیہ کی جگہ اور لٹھے کو شلوار اور قمیص بنا کر پہن سکتے ہیں نیز احرام کے کپڑوں کا عام استعمال جائز ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۸)

حج میں بال کٹوانے کی حکمت

حلق یعنی حج میں بال کٹوانے کی حکمت یہ ہے کہ احرام کی حالت سے باہر آنے کا

یہ خاص متعین طریقہ ہے اگر یہ طریقہ مقرر نہ کیا جائے تو ہر شخص پر اپنی اپنی خواہش کے مطابق اپنا احرام ختم کرتا اور احرام سے باہر آنے کے لئے الگ الگ طریقے تجویز کرتا۔

(حجۃ اللہ البالغہ)

اعمال حج کے ختم پر سر منڈانا یا بال کتروانا بھی ایک عبادت ہے اور یہ گویا فریضۂ حج سے فراغت کا نشان ہے۔ جیسے نماز کے لئے سلام یا روزہ کے لئے افطار۔

احرام کی حالت میں بال ٹوٹنے پر پابندی تھی اب ان تمام یا بیشتر بالوں کو کاٹ کر اس حد بندی کے خاتمہ کی تعلیم خود حد لگانے والی شریعت ہی دی رہی ہے اس وقت وہ عبادت تھی اب یہ عبادت ہے۔

سر پر بال رکھنے یا نہ رکھنے کے سلسلے میں لوگوں میں تین طرح کے مزاج وذوق ہوتے ہیں۔

(۱) کسی کو بال رکھنا بوجہ اپنی صحت یا ذوق کے ناپسند ہوتا ہے اسے منڈوا دینے میں کوئی تکلف ہی نہ ہوگا۔

(۲) کسی کو بالوں کا رکھنا پسند تو ہوتا ہے مگر کبھی کبھی منڈوا دینا بھی اس کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے۔

(۳) اور کچھ لوگ بال رکھنے کے ایسے شوقین ہوتے ہیں کہ بالوں کا منڈوانا ان کے لئے بہت بڑی دولت کا لٹ جانا ہوتا ہے۔ شریعت کی نظر میں اصل پسندیدہ طریقہ تو یہی ہے کہ حج سے فارغ ہوتے ہی سر اُسترے سے بالکل صاف کر دیا جائے چنانچہ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بھی منڈانے والوں ہی کیلئے ہیں لیکن تیسرے مزاج والوں کی رعایت میں اس کی بھی اجازت ہے کہ قینچی سے بالوں کے سرے اس طرح لئے جائیں کہ تمام بال یا اکثر بال ایک ڈیڑھ انگل کے بقدر کٹ جائیں۔

یاد رہے کہ بال منڈوانے کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے، عورتیں اپنی چوٹی کے آخر سے صرف ایک انگل بال کاٹ لیں۔ (الترغیب: ج ۳/ص ۹۵)

بال کتروانے سے منڈوانا افضل کیوں ہے؟

قربانی کے بعد احرام کھولا جاتا ہے۔ احرام کھولنے کا افضل طریقہ حلق یعنی سر منڈوانا۔ قصر کرانا یعنی سر کے بالوں کو چھوٹا کرانا دوسرا طریقہ ہے، یہاں افضل طریقہ کی حکمت بیان کی گئی ہے۔ جس طرح نماز کے تحریمہ سے نکلنے کا طریقہ سلام پھیرنا ہے، اسی طرح احرام سے نکلنے کا طریقہ سر منڈوانا ہے اور یہ طریقہ دو وجہوں سے تجویز کیا گیا۔

پہلی وجہ احرام سے نکلنے کا یہ مناسب طریقہ ہے وقار کے خلاف نہیں ہے، اس لئے یہ طریقہ متعین کیا گیا ہے کیونکہ اگر لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جاتا کہ وہ جس طرح چاہیں منافی احرام عمل کے ذریعہ احرام سے نکل سکتے ہیں تو معلوم نہیں لوگ کیا کیا حرکتیں کرتے۔ کوئی جماع کرتا، کوئی شکار کرتا، اور کوئی کچھ اور عمل کرتا۔ جیسے نماز سے نکلنے میں آزادی دیدی جائے کہ لوگ کوئی بھی منافی نماز عمل کر کے نماز سے نکل سکتے ہیں۔ تو لوگ معلوم نہیں کیا کیا مناسب اور نامناسب حرکتیں کر کے نماز سے نکلیں گے۔ اس لئے سلام پھیرنے کے ذریعہ نماز سے نکلنا واجب کیا گیا، کیونکہ یہ ایک باوقار طریقہ ہے اور فی نفسہ بھی ایک ذکر ہے اسی طرح احرام سے نکلنے کے لئے بھی ایسی راہ تجویز کی گئی جو متانت کے منافی نہیں ہے۔

دوسری وجہ احرام میں سر مٹی سے بھر جاتا ہے بالوں کی جڑوں میں میل جم جاتا ہے اس لئے سر میل کچیل سے اسی وقت دور ہو سکتا ہے جب کہ سر منڈوا دیا جائے اس لئے یہ افضل ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴/ص ۳۰۷)

نیز جب بادشاہوں کے دربار جاتے ہیں تو صفائی کا خوب اہتمام کرتے ہیں حجاج احرام کھول کر طواف زیارت کے لئے دربارے خداوندی میں حاضری دیں گے، پس ان کو بھی خوب صاف ہو کر حاضر ہونا چاہئے اور سر منڈانے سے سر کا میل کچیل اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے، اس لئے یہ افضل ہے۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سر منڈا کر احرام کھولنے کا اثر کئی دن تک باقی رہتا ہے جب تک بال بڑھ نہیں جائیں گے ہر دیکھنے والا محسوس کرے گا کہ اس نے حج کیا ہے پس اس عبادت (حج) کی شان بلند ہوگی اس لئے قصر سے حلق افضل ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج۴/ص۲۲۸)

جس کے سر پر بال نہ ہو تو کیا کرے؟

سوال: ایک شخص حج کے لئے گیا اس نے کئی عمرہ کئے چونکہ ہر روز یا دوسرے روز عمرہ کرتا تھا اس لئے بہت معمولی بال کٹتے تھے، قریب ایک سوت کے یا اس سے کم نظر آتے تھے۔ کیا یہ حلق صحیح ہوا یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں جب پہلے حلق کرانے کی وجہ سے سر پر بال نہیں تو صرف اُسترہ یا اس کے قائم مقام مشین پھیر دینا کافی ہے اور یہ پھیرنا واجب ہے۔ اور جو مقدار بال کاٹنے کی پورو ے کے برابر لکھی ہے وہ اس صورت میں ہے کہ سر پر بال ہوں۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۴/ص۴۰۷ وہکذا فتاویٰ عالمگیری: ج۱/ص۱۴۹)

احرام کھولنے کے لئے کتنے بال کاٹنا ضروری ہے؟

سوال: عمرہ پر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد بال کاٹے بغیر احرام کھول دیتے ہیں، یا بعض لوگ چاروں طرف سے معمولی معمولی بال کاٹ لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ سر کے بال چوتھائی کاٹنے کا حکم ہے جو کہ اس طرح پورا ہو جاتا ہے اور بعض لوگ مشین سے کاٹتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان کا احرام اتارنا کیا دم وغیرہ کو لازم کرتا ہے یا نہیں اور مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: حج وعمرہ کا احرام کھولنے کے لئے چار صورتیں اختیار کی جاتی ہیں، ہر ایک کا حکم الگ الگ لکھتا ہوں۔ اول یہ ہے کہ حلق کرایا جائے یعنی استرے سے سر کے سب بال اتار دیئے جائیں، یہ صورت سب سے افضل ہے اور حلق کرانے والوں کے

لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ رحمت کی دعاء فرمائی ہے جو شخص حج و عمرہ پر جا کر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں رحمت سے محروم رہے۔ اس کی محرومی کا کیا ٹھکانا؟

اس لئے حج و عمرہ پر جانے والے تمام حضرات کو مشورہ دوں گا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء سے محروم نہ رہیں، بلکہ حلق کرا کر احرام کھولیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ قینچی یا مشین سے پورے سر کے بال اتار دیئے جائیں، یہ صورت بغیر کراہت کے جائز ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال کاٹ دیئے جائیں، یہ صورت مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے، کیونکہ ایک حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے، مگر اس سے احرام کھل جائے گا۔

اب خود سوچئے کہ جو شخص حج و عمرہ جیسی مقدس عبادت کا خاتمہ ایک ناجائز فعل سے کرتا ہے ان کا حج و عمرہ کیا قبول ہوگا؟

چوتھی صورت میں جب کہ چند بال ادھر سے چند ادھر سے کاٹ دیئے جائیں جو چوتھائی سر سے کم ہو اس صورت میں احرام نہیں کھلے گا بلکہ آدمی بدستور احرام میں رہے گا اور اس کو ممنوعات احرام کی پابندی لازم ہوگی، اور سلا ہوا کپڑا پہننے اور دیگر ممنوعات کا ارتکاب کرنے کی صورت میں اس پر دم لازم ہوگا۔

آج کل بہت سے ناواقف لوگ دوسروں کی دیکھا دیکھی اسی چوتھی صورت پر عمل کرتے ہیں۔ مسئلہ کی رو سے یہ لوگ ہمیشہ احرام میں رہتے ہیں اسی احرام کی حالت میں تمام ممنوعات کا ارتکاب کرتے ہیں وہ اپنی ناواقفی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ ہم نے چند بال کاٹ کر احرام کھول دیا حالانکہ ان کا احرام نہیں کھلا اور احرام کی حالت میں خلاف احرام چیزوں کا ارتکاب کر کے اللہ تعالیٰ کے قہر اور غضب کو مول لیتے ہیں۔

بھرا ہوتا ہے کہ ہزاروں لوگوں میں کوئی ایک آدھ ہوگا جس کا حج و عمرہ شریعت کے

مطابق ہوتا ہے، باقی لوگ سیر سپاٹا کر کے آجاتے ہیں اور حاجی کہلاتے ہیں۔

عوام کو چاہئے کہ حج وعمرہ کے مسائل اہل علم سے سیکھیں اور ان پر عمل کریں محض دیکھا دیکھی سے کام نہ چلائیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۴)

کیا تمام سر کے بال برابر کرنا واجب ہے؟

مسئلہ:۔ اگر انگلی کے پوروے کی لمبائی کے برابر بال کاٹے جاسکتے ہوں تو چوتھائی سر کے بال پوروے کی لمبائی کے برابر کاٹنے سے حلال ہوجائے گا، مگر پورے یعنی تمام سر کے بال برابر کرنا واجب ہے (چند بال اِدھر اُدھر سے نہ کاٹے جائیں) اور اگر پوروے کی لمبائی کے برابر بال نہ کاٹے جاسکتے ہوں یعنی بال چھوٹے ہوں تو منڈوانا ضروری ہے۔ بغیر منڈوائے احرام نہ کھلے گا۔ تفصیل بالا کے مطابق سر کے بال کاٹ کر یا منڈوا کر حلال ہوں اور جتنی بار شرعی طریقہ سے حلال ہوئے بغیر احرام کھلا ہے ہر بار کے لئے دم دیں، اور احرام کھولنے کے بعد محظورات (ممنوعاتِ) احرام میں سے جتنے افعال بھی کئے ہوں ان پر کوئی دم وغیرہ نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۶)

احرام کھولنے کا کیا طریقہ ہے؟

مسئلہ:۔ احرام کھولنے کے لئے حلق یعنی استرے سے سر کے بال صاف کر دینا افضل ہے اور قصر (بال کتروانا، چھوٹے کروانا) جائز ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک احرام کھولنے کے لئے یہ شرط ہے کہ کم سے کم چوتھائی سر کے بال ایک پوروے کے برابر کاٹ دیئے جائیں اگر سر کے بال چھوٹے ہوں اور ایک پوروے سے کم ہوں تو استرے سے صاف کرنا ضروری ہے اس کے بغیر احرام نہیں کھلتا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۲)

مسئلہ:۔ اگر کسی دوا یا صابن وغیرہ سے سر کے بال کو ختم کر دے تب بھی کافی ہے۔ نیز اگر سر پر بال ہی نہیں یا گنجا ہے تو صرف استرہ پھیر لینا کافی ہوگا، اگر سر پر زخم ہو اور استرہ بھی نہ پھیر سکے تو اس سے یہ واجب ہی ساقط ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۳/ص ۱۸۰ وہکذا معلم الحجاج: ص ۱۷۶)

مسئلہ:- قصر (بال چھوٹے کروانا) اسی وقت ہو سکتا ہے جب سر کے بال انگلی کے پوروے کے برابر ہوں لیکن اگر بال اس سے چھوٹے ہوں تو حلق متعین ہے قصر صحیح نہیں، اس لئے جو حضرات بار بار عمرہ کرنے کا شوق رکھتے ہیں ان کو لازم ہے کہ ہر عمرہ کے بعد حلق کرایا کریں۔ قصر سے ان کا احرام نہیں کھلے گا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۴۲)

مسئلہ:- اگر مشین ایسی ہے کہ چھوٹے سے چھوٹا بال بھی کاٹ دیتی ہے تو ٹھیک ہے سب عمرہ درست ہوں گے، البتہ ایسی حالت میں احتیاط یہ ہے کہ استرہ پھیر دیا کریں۔ (جب کہ بال بہت ہی چھوٹے ہوں اور مشین میں نہ آتے ہوں)۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۳/ص ۱۸۳)

مسئلہ:- اگر کوئی جنگل یا کسی ایسی جگہ میں چلا گیا ہو کہ وہاں پر اُسترہ یا قینچی نہیں ہے، تو یہ عذر معتبر نہیں ہے، جب تک سر منڈائے یا کتروائے گا نہیں حلال نہیں ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۱۷۶)

احرام کی حالت میں ایک دوسرے کے بال کاٹنا؟

سوال: قربانی سے فارغ ہو کر بال کٹوانے کے لئے ہم نے حجام کو تلاش کیا لیکن کوئی حجام (نائی) نہیں مل سکا۔ اس پر میرے دوست نے خود ہی میرے بال کاٹ دیئے جب کہ وہ احرام میں تھا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: احرام کھولنے کی نیت سے محرم یعنی احرام والا خود بھی اپنے بال اتار سکتا ہے اور کسی دوسرے محرم کے بال بھی اتار سکتا ہے۔ آپ کے دوست نے آپ کا احرام کھلونے کیلئے جو آپ کے بال اتار دیئے تو ٹھیک کیا اس کے ذمہ دم واجب نہیں ہوا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۴۳)

مسئلہ:- حلق سے پہلے کے تمام ارکان سے دونوں فارغ ہو چکے ہوں اور اب صرف حلق (بال کاٹنے) ہی باقی ہو تو اس وقت ایک دوسرے کا حلق جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۱۲ بحوالہ غنیہ ص ۹۳ و ہکذا فتاویٰ رحیمیہ: ج ۳/ص ۱۱۵)

مسئلہ:- احرام کھولنے کے لئے شوہر اپنی بیوی کے اور باپ اپنی بیٹی کے بال کاٹ سکتا ہے۔ عورتیں یہ کام آپس میں خود بھی کرلیا کرتی ہیں۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۴)

مسئلہ:- حاجی متمتع ہو یا قارن یا مفرد، جب وہ حلق سے پہلے کے تمام ارکان ادا کر چکا ہو اور سر منڈا کر حلال ہونے کا وقت آ گیا ہو اسی طرح دوسرا محرم بھی تمام ارکان ادا کر چکا ہو تو اب خود اپنے بال کاٹنا یا دوسرے کے بال کاٹنا اس کے حق میں محظورات احرام میں سے نہیں ہے، لہٰذا یہ محرم اپنا خود بھی حلق کر سکتا ہے اور اپنا حلق کرانے سے پہلے دوسرے محرم کے بال بھی کاٹ سکتا ہے۔

بخاری شریف: ص ۳۸۰ جلد ایک میں صلح حدیبیہ کے تعلق سے ہے کہ ''صلح مکمل ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کی اور حلق کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی قربانی کی اور ایک دوسرے کا حلق کیا باوجود یہ کہ وہ محرم تھے۔'' اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی کے بعد محرم ایک دوسرے کا حلق کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۹۶ بحوالہ غنیۃ الناسک ص ۹۳ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۱۹۲ و زبدۃ المناسک ص ۱۷۷، و فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۱۹۲)

حرم سے باہر حلق کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال: ایک شخص نے عمرہ کیا اس کے بعد جدہ آ گیا اور جدہ میں آ کر سر منڈوایا جو کہ حدود حرم سے باہر ہے۔ اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: عمرہ یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حدود حرم میں حلق یا قصر ضروری ہے اگر حدود حرم سے باہر سر منڈوایا تو دم لازم ہوگا۔

مسئلہ:- اگر حج یا عمرہ میں حرم سے باہر حلق کیا تو دم دے اور ایسا ہی جو حج میں ایام نحر کے بعد حلق کرے تو دم دے۔

مسئلہ:- اگر عمرہ کے احرام سے حلال ہونے کیلئے حرم سے باہر سر منڈوایا یا حج کے احرام سے حلال ہونے کے لئے حرم سے باہر ایام نحر کے بعد سر منڈوایا تو دم واجب ہوگا، اور دو دم واجب ہوں گے ایک حرم سے باہر سر منڈوانے کا دوسرا تاخیر کا۔ صورت مسئولہ میں جب کہ جدہ میں پہنچ کر سر منڈوایا تو ایک دم لازم ہوگا اور یہ دم حرم میں ہی ذبح کرنا ضروری ہے۔ (منیٰ تمام ذبح گاہ ہے اور اسی طرح مکہ کے گلی کوچے)

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۳۲ بحوالہ زبدۃ: ج ۲/ص ۸۶ و معلم الحجاج: ص ۲۴۷ و ہدایہ اولین ص ۲۵۶)

مسئلہ:- حجامت دسویں سے بارہویں تک کرائیں خواہ دن میں یا رات میں، رمی اور قربانی کے بعد اور بال کٹوانا حرم میں ہونا بھی ضروری ہے اگر مذکورہ وقت کے اور حرم کے علاوہ کسی دوسرے وقت اور جگہ میں حجامت کرائے گا تو حلال تو ہو جائے گا لیکن دم واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۱۷۶)

مسئلہ:- عمرہ کرنے والا یا حج کرنے والا اگر حدود حرم سے باہر نکل جائے اور پھر حرم واپس آ کر سر منڈوائے تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن اگر حاجی ایام نحر کے بعد آ کر سر منڈوائے تو ایک دم تاریخ کا واجب ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۲۴۷)

مسئلہ:- اگر مفرد یا قارن یا متمتع نے رمی سے پہلے سر منڈوایا، یا قارن اور متمتع نے ذبح سے پہلے سر منڈوایا یا قارن اور متمتع نے رمی سے پہلے ذبح کیا تو دم واجب ہوگا، کیونکہ ان چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔ مفرد کے لئے صرف رمی اور سر منڈوانے میں ترتیب واجب ہے۔ کیونکہ ذبح اس پر واجب نہیں ہے۔ اور قارن اور متمتع کو تینوں یعنی رمی، ذبح اور سر منڈوانے میں ترتیب واجب ہے۔ اول رمی کریں، اسکے بعد ذبح کریں اس کے بعد سر منڈوائیں۔ اگر تقدیم یا تاخیر کی تو دم واجب ہوگا۔

(معلم الحجاج: ص ۲۴۷)

فضائلِ طواف

طواف کی بہت ہی فضیلت ہے اور احادیث میں بہت ترغیب دلائی گئی ہے۔
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بیت اللہ پر ہر روز ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں (جس میں سے) ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں کے لئے، اور چالیس نماز پڑھنے والوں کے لئے اور بیس بیت اللہ کو دیکھنے والوں کے لئے۔" (طبرانی)

دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے وہ ایک قدم اٹھا کر دوسرا قدم نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی ایک خطاء معاف کر دیتے ہیں اور ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور ایک درجہ بلند کر دیتے ہیں۔ (جمع الفوائد و کنز الاعمال)

مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے جس قدر ہو سکے طواف کرتے رہو یہ نعمت ہمیشہ میسر نہ ہو گی۔ اکثر اوقات حرم شریف میں گزارو اور بیت اللہ کو دیکھتے رہو، کیونکہ بیت اللہ شریف کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۴۴)

جو محبت و شوق سے بیٹھا ہوا کعبہ شریف کو صرف دیکھ رہا ہے رحمتوں میں حصہ اسے بھی ملتا ہے، کیونکہ کعبہ کو محبت کی نظر سے دیکھنا درحقیقت خدا ہی سے محبت کا نتیجہ ہے، دوسرے کسی چیز کو دیکھنا خود محبت پیدا کرنے کا ایک مؤثر و کامیاب طریقہ ہے، کسی چیز کو محبت کی نظر سے جتنا بار بار دیکھا جاتا ہے اسی قدر اس کی محبت دل میں گھر کر لیتی ہے او دل اس کی طرف کھنچتا ہے، اور کعبۃ اللہ کو چونکہ خدا کا گھر ہونے کی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے اس لئے اس کو دیکھنا گویا کہ خدا ہی تجلیات کا مشاہدہ کرنا ہے۔

(الترغیب الترہیب: ج ۳/ص ۶۴ و معارف الحدیث)

حدیث شریف میں ہے کہ جس نے طواف کے سات چکر پورے کئے اور اس دوران کوئی فضول حرکت نہیں کی تو گویا اس نے جان آزاد کر دی۔ یعنی ایک غلام کو آزاد

کرا کر اپنے پیروں پر کھڑا کر دینے سے جو اجر و ثواب ہے۔ طواف کے عمل پر وہی ثواب ہوگا۔ (الترغیب: ج ۳/ص ۶۴)

طواف افضل ہے یا عمرہ کرنا؟

مسئلہ:- زیادہ طواف کرنا افضل ہے مگر شرط یہ ہے کہ عمرہ کرنے پر جتنا وقت خرچ ہوتا ہے اتنا وقت یا اس سے زیادہ طواف پر خرچ کرے۔ ورنہ عمرہ کی جگہ ایک دو طواف کر لینے کو افضل نہیں کہا جا سکتا ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۲۸)

مسئلہ:- باہر کے رہنے والوں کے لئے نفلی طواف نفلی نماز سے افضل ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۵۰)

طواف کے علاوہ کندھے ننگے رکھنا؟

سوال: حج یا عمرہ میں جو احرام باندھتے ہیں اس میں اکثر لوگ کندھا کھلا رکھتے ہیں، اس کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: شرعی مسئلہ یہ ہے کہ حج و عمرہ کے جس طواف کے بعد صفا و مروہ کی سعی ہو، اس طواف میں ''رمل'' اور ''اضطباع'' کیا جائے۔ اور رمل سے مراد ہے پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا کر قدرے تیز تیز چلنا (صرف شروع کے تین چکروں میں اگر جگہ و موقع ہو تو) اور اضطباع سے مراد داہنا کندھا کھولنا ہے۔ ایسے طواف کے علاوہ خصوصاً نماز میں کندھے ننگے رکھنا مکروہ ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۹۰)

مسئلہ:- عام حالات میں اضطباع یعنی دائیں بغل سے احرام کی چادر نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا، نہ کیا جائے، خاص کر نماز میں اضطباع نہ کرے، جس طواف کے بعد سعی کرنا ہو، اس طواف میں اضطباع مسنون ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۰۱ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۲۲۹)

ہوائی جہاز میں بیٹھ کر طواف اور وقوف عرفہ کرنا؟

دو مسئلے ہیں۔ ایک ہوائی جہاز میں طواف کرنے کا۔ دوسرے ہوائی جہاز میں وقوف عرفہ کرنے کا۔ مذکورہ مسئلوں کے متعلق جو کچھ مجھ کو فقہ کی کتابوں کے مطالعہ کرنے سے ظاہر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ہوائی جہاز میں سوار ہو کر طواف کرنے سے طواف تو صحیح ہو جائے گا بشرطیکہ ہوائی جہاز مسجد کی حدود میں داخل رہے، لیکن بلا عذر ایسا کرنے سے دم واجب ہوگا، جیسا کہ ہوائی جہاز کے علاوہ میں بھی بلا عذر سوار ہو کر طواف کرنے کا حکم ہے۔ اور ہوائی جہاز میں سوار ہو کر عرفات میں سے گزرنے سے وقوف عرفہ نہ ہوگا، چونکہ طواف کی حقیقت دوران حول البیت (خانہ کعبہ کے چاروں طرف گھومنا) ہے اور مکان طواف حول البیت (طواف کرنے کی جگہ خانہ کعبہ) ہے اور گھر (خانہ کعبہ) سے متعلق یہ تصریح موجود ہے کہ زمین سے لیکر آسمان تک بیت اللہ ہے۔ اس لئے طواف خانہ کعبہ سے مرتفع (بلند) ہو کر بھی جائز ہے، اس لئے ہوائی جہاز میں بشرائط مذکور طواف صحیح ہو جائے گا۔ لیکن وقوف عرفہ سے متعلق کہیں یہ تصریح نہیں ملی کی زمین سے لیکر آسمان تک وقوف عرفہ ہے بلکہ اکثر کتب میں وقوف کو زمین کے ساتھ مقید کیا ہے۔

(امداد الاحکام: ج ۲/ص ۲۰۰ بحوالہ بحر الرائق: ج ۲/ص ۳۳۹ و عالمگیری: ج ۱/ص ۱۴۸)

کیا حج کے احرام کے بعد طواف ضروری ہے؟

مسئلہ:- حج کا احرام باندھنے کے بعد جب منیٰ کا ارادہ کر کے جاتے ہیں تو جانے سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کرتے جانا مستحب ہے، یہ طواف فرض یا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۲۰۷)

طواف کا ایک چکر حطیم میں کر لیا تو؟

سوال: ہم عمرہ کا طواف کر رہے تھے، چونکہ ہجوم غفیر تھا اس لئے ہم تیسرے یا چوتھے چکر میں حطیم کے اندر سے گزر گئے۔ پہلے ہم کو علم نہیں ہو سکا تب حطیم سے دوسری

طرف سے نکلے تو معلوم ہوا یہ حطیم ہے۔ کیا دم آئے گا؟

جواب: آپ پر اور آپ کے دوست پر عمرہ کے طواف کا ایک چکر ادھورا چھوڑنے کی وجہ سے دونوں پر ایک ایک دم واجب ہے۔ اور یہ جو قاعدہ ہے کہ قران والے کے ذمہ دو دم ہوتے ہیں وہ یہاں جاری نہیں ہوتا۔ دم ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ آپ کسی مکہ جانے والے کے ہاتھ اتنی رقم بھیج دیں جس سے بکرہ خرید اجا سکے اور وہ صاحب بکرہ خرید کر حدود حرم میں ذبح کرادیں اور گوشت فقراء و مساکین میں تقسیم کردیں، غنی اور مالدار لوگ اس گوشت کو نہ کھائیں۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۸ و ہکذا کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۷۴)

مسئلہ:- طواف مسجد کے اندر ہو، اگر کعبہ کا طواف زمزم یا ستون کے اوپر کی طرف سے کیا جائے تب بھی جائز ہے، لیکن اگر مسجد کے باہر سے طواف کیا تو یہ طواف درست نہ ہوگا۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۷۰)

طواف کے چودہ چکر لگانے کا حکم

سوال: ہم نے طواف کے سات چکر کی جگہ چودہ چکر لگا دیئے اور اس کے بعد سعی وغیرہ کی۔ کیا یہ عمل درست ہے؟

جواب: طواف تو سات ہی شوط (چکر) کا ہوتا ہے گویا آپ نے مسلسل دو طواف کر لئے، ایسا کرنا نامناسب تھا، مگر اس پر کوئی کفارہ یا جرمانہ نہیں۔ البتہ آپ کے ذمہ دونوں طوافوں کے دو دوگانہ لازم ہو گئے تھے یعنی چار رکعتیں۔ اگر آپ نے نہ پڑھی ہوتو اب پڑھ لیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۲)

مسئلہ:- اگر قصداً کسی نے آٹھواں چکر کر لیا طواف کا تو پھر اور چھ چکر ملا کر پورا طواف کرنا واجب ہے۔ گویا اب دو طواف ہو جائیں گے۔

مسئلہ:- ساتویں چکر کے بعد وہم یا وسوسہ سے آٹھواں چکر بھی طواف کا کر لیا تب بھی اس کو دوسرا طواف پورا کرنا لازم ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۳۵)

(گویا اس صورت میں دو طواف ہو گئے ہیں، اس لئے دو رکعت دو طوافوں کی الگ الگ پڑھنا واجب ہے۔)

بغیر وضو کے طواف کر لئے تو کیا حکم ہے؟

سوال: مجھے مذی نکل آتی ہے جس کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے میں نے طواف زیارت کیا، اور فارغ ہوا تو کپڑے پر مذی کا اثر معلوم ہوا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر پورا یا اکثر طواف زیارت بے وضو کیا، تو دم واجب ہے اور اگر نصف سے کم (تین یا اس سے کم چکر) طواف زیارت بلا وضو کیا ہو تو ہر چکر کے لئے آدھا صاع گندم صدقہ کرے اور تمام شوط کا صدقہ دم کے برابر ہو جائے تو کچھ تھوڑا سا کم کر دے۔ اور اگر ان صورتوں میں وضو کر کے طواف زیارت کا اعادہ کر لیا خواہ ایام نحر میں یا ایام نحر گزرنے کے بعد تو دم کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

مسئلہ:- طواف قدوم یا طواف وداع یا نفلی طواف بغیر وضو کیا تو ہر شوط کے لئے آدھا صاع گیہوں صدقہ کرے، اس صورت میں بھی اگر تمام شوط کا صدقہ دم کے برابر ہو جائے تو کچھ تھوڑا سا کم کر دے اور اگر وضو کر کے اعادہ کر لیا تو جزاء ساقط ہو جائے گی۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۲۱ بحوالہ غنیۃ المناسک: ص ۱۴۵ وشامی: ج ۲/ص ۲۸۱ وہکذا احکام حج: ص ۱۰۰ ومعلم الحجاج: ص ۲۲۴ وعمدۃ الفقہ: ج ۴/ص ۵۲۱ وکتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۷۷)

دوران طواف وضو ٹوٹ جائے؟

مسئلہ:- طواف کے لیے وضو شرط ہے اگر طواف کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے دوبارہ طواف کیا جائے اور اگر چار پانچ چکر پورے کر چکا ہو تو وضو کر کے باقی پھیرے پورے کر لے ورنہ نئے سرے سے طواف شروع کرے البتہ سعی کے دوران وضو شرط نہیں ہے۔ اگر بغیر وضو کے سعی کر لی تو ادا ہو جائے گی۔ یہی حکم وقوف عرفات کا ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۹ وہکذا فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۱۹ وعمدۃ الفقہ: ص ۱۹۶ وحج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ ص ۵۵)

طواف میں نیابت کرانا؟

مسئلہ: - طواف میں اس طرح نیابت جائز نہیں کہ جس کے اوپر طواف لازم ہو اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص طواف کر دے، ایسی صورت میں جس کی طرف سے طواف کیا جائے گا اور اس کی طرف سے ذمہ داری ساقط نہیں ہوگی اس لئے عذر یا بیماری کی وجہ سے سواری پر طواف کرنا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک ص ۷۰)

(اور جو طواف کرائے اگر وہ اپنے طواف کی نیت بھی کرلے گا تو اس کا بھی طوف ادا ہو جائے گا۔)

ریاحی مریض طواف کیسے کرے؟

سوال: ایک شخص کے جڑوں سے ہر وقت خون نکلتا رہتا ہے اور یہ حالت مسلسل جاری ہے علاج کے باوجود افاقہ نہیں اسی طرح ریاحی مریض ہے پیٹ میں ریاح بہت ہو جاتی ہے اور یہ مرض بھی مسلسل رہتا ہے، معلوم یہ کرنا ہے کہ طواف کے دوران یہ عارضہ پیش آئے گا تو طواف کرنا کیسا ہے؟ گناہ تو نہیں؟

جواب: اگر معذور ہونے کے تمام شرائط موجود ہوں تو جس عذر کی وجہ سے وہ معذور ہوا ہے اس عذر کے پیش آنے سے وہ وضو نہیں ٹوٹتا، اسی طرح عذر کی حالت میں وہ نماز پڑھ سکتا ہے، لہٰذا جس طرح وہ نماز پڑھ سکتا ہے، اسی طرح وہ معذور طواف بھی کرسکتا ہے اور جس طرح عین نماز میں اس عذر کے پیش آنے سے گنہگار نہیں ہوتا، اسی طرح طواف کے درمیان اس عذر کے پیش آنے سے وہ معذور شخص گنہگار نہ ہوگا، البتہ معذور کا وضو نماز کا وقت نکل جانے سے ٹوٹ جاتا ہے اگر طواف کے درمیان کسی نماز کا وقت نکل جائے تو وہ معذور شخص کیا کرے، اس مسئلہ کی وضاحت معلم الحجاج: ص ۱۵۱ میں ہے کہ معذور شخص کو جس کا وضو نہیں ٹھہرتا یا کوئی زخم جاری ہے اس کا وضو چونکہ صرف نماز کے وقت تک رہتا ہے نماز کا وقت نکل جانے کے بعد دوبارہ وضو کرنا ہوتا ہے اس

لئے اگر چار چکروں کے بعد وقت نکل جائے تو دوبارہ وضو کر کے طواف پورا کرے اور اگر چار چکروں سے کم کئے ہیں تب بھی دوبارہ وضو کر کے پورا کر سکتا ہے، لیکن چار چکر سے کم کی صورت میں شروع سے کرنا افضل ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۲۰ بحوالہ عمدۃ الفقہ: ج ۴/ص ۱۹۶ و احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۴۷)

مسئلہ:- جمع تقدیم کی شرائط اگر موجود ہوں تو معذورِ شرعی میدانِ عرفات میں ظہر کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ سکتا ہے، اس لئے کہ معذور شرعی کا وضو نماز کا وقت خارج ہونے سے ٹوٹتا ہے اور جمع تقدیم میں عصر کی نماز ظہر کے وقت میں پڑھی جاتی ہے، ظہر کا وقت خارج نہیں ہوتا، لہٰذا معذور شرعی کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۲۰ و ہدایہ اولین: ص ۵۱۰)

اذان شروع ہونے کے بعد طواف کرنا؟

سوال: کیا اذان شروع ہونے کے بعد طواف شروع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اذان اور نماز کے درمیان اتنا وقفہ ہو کہ طواف کر سکتا ہے تو اذان کے وقت طواف شروع کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۰۰ و رد المحتار: ج ۲/ص ۲۲۹)

مسئلہ:- جماعت کے لئے اقامت ہو رہی ہو اور جب امام خطبہ کے لئے کھڑا ہو اس وقت طواف کرنا مکروہ ہے، اس کے علاوہ کسی وقت میں طواف مکروہ نہیں ہے اگر چہ وہ اوقات ہوں جن میں نماز پڑھنا مکروہ ہوتی ہے۔ (ج: ص ۴۷)

طواف کے دوران ایذا رسانی؟

مسئلہ:- حج میں دیکھا گیا ہے کچھ لوگ طواف کے دوران تیز دوڑتے ہیں اور سامنے آنے والوں کو دھکا دے کر آگے نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، طواف کے دوران لوگوں کو دھکے دینا بہت برا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۰۰)

مسئلہ:- حجر اسود کو بوسہ دینے میں یا ہاتھ لگانے میں اس کا خیال رکھیں کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچے اگر پہنچنے کا خطرہ ہو تو اس کو چھوڑ دے کیونکہ حجر اسود کا بوسہ دینا مستحب ہے۔ اور ایذاءِ مسلم حرام ہے۔ (احکام حج: ص ۴۶)

طواف کرنے کا طریقہ

مسئلہ:- طواف کے معنی کسی چیز کے گرد گھومنے کے ہیں۔ طواف کی نیت کر کے بیت اللہ کے گرد (چاروں طرف) سات مرتبہ گھومنے کو طواف کہتے ہیں اور ایک چکر کو "شوط" کہتے ہیں بیت اللہ کے سوا کسی چیز یا کسی مقام کا طواف کرنا جائز نہیں ہے۔

طواف کے لئے نیتِ طواف فرض ہے بغیر نیت کے کتنے ہی چکر لگائے طواف نہیں ہوگا، طواف کی نیت (عربی کے علاوہ بھی کسی زبان میں) اس طرح کرے "یا اللہ میں تیری رضاء کے لئے طواف کا ارادہ کرتا ہوں۔ اس کو میرے لئے آسان کر دے اور قبول فرما"۔ دل سے یہ نیت کرنا فرض ہے اور زبان سے کہہ لینا بھی افضل ہے۔

خانہ کعبہ کے جس کونہ میں حجر اسود لگا ہوا ہے اس کے بالکل سامنے زمین پر ایک کالے رنگ کی پٹی صحن کے فرش پر تقریباً ایک بالشت چوڑی چلی گئی ہے کو صفاء کی طرف گویا یہ نشان بنا ہوا ہے کہ حجر اسود کا سامنا ہے۔ آپ مسجد حرام میں جاہے جس دروازہ سے بھی آئیں ہوں اس پٹی پر آکر ٹھہرنا ہے اور تلبیہ موقوف کرنا ہے۔ طواف کی نیت کرنے کے بعد احرام کی چادر کے داہنے پلے کو اپنی داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے کے اوپر ڈال لیں اس کو "اضطباع" کہتے ہیں اور یہ طواف کے پورا ہونے تک رہے گا، اور اس پٹی پر آکر اس طرح کھڑے ہونا ہے کہ حجر اسود آپ کے سامنے ہو اور آپ اس پٹی سے ذرا سے بائیں جانب کھڑے ہوں داہنا قدم تو پٹی سے ملا ہوا ہو اور بایاں قدم اس سے الگ اس طور پر کہ داہنا مونڈھا حجر اسود کے کنارے کے سامنے پڑتا ہو اور بدن حجر اسود کے بغل میں بائیں جانب پڑے یعنی آپ حجر اسود کے بالمقابل بنی

ہوئی پٹی پر اس طرح کھڑے ہو جائیں کہ حجر اسود آپ کے چہرہ کے سامنے ہو جائے پھر "بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد" پڑھتے ہوئے اس طرح دونوں ہاتھ اٹھائیں جیسے نماز میں اٹھاتے ہیں یعنی دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں خانہ کعبہ اور حجر اسود کی طرف رہیں پھر دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دیں اس عمل کو استقبال کہتے ہیں اور یہ صرف شروع میں کرنا ہے باقی چکروں میں استقبال نہیں کیا جائے گا یعنی تکبیر تحریمہ کی طرح کانوں تک ہاتھ اٹھا کر نہیں چھوڑے جائیں گے بلکہ "استیلام" کریں گے یعنی دونوں ہاتھ حجر اسود کے سامنے اس طرح پھیلائیں کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف رہے اور ہاتھوں کی پشت اپنے چہرہ کی طرف رکھیں۔

ہاتھ اٹھاتے ہوئے یہ پڑھیں "بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد" یہ پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں کو بوسہ دیں اور چومتے وقت چٹخارے کی آواز پیدا نہ ہو۔ اس عمل کو "استیلام" کہتے ہیں۔

"استیلام" سے فارغ ہو کر طواف شروع کر دیں اگر آپ کا طواف عمرہ کا طواف ہے اور اس طواف کے بعد آپ کو سعی بھی کرنی ہے، اس لئے اس طواف کے شروع کے تین چکروں میں "رمل" کریں گے "رمل" کا مطلب یہ ہے کہ (اگر ممکن ہو بھیڑ نہ ہو موقع بھی ہو تو) دونوں شانے ہلاتے ہوئے پہلوانوں کی طرح سینہ تان کر قریب قریب قدم رکھتے ہوئے قدرے تیزی سے چلیں۔ پہلے تین چکروں میں رمل کے بعد آخر کے چار چکروں میں اعتدال کے ساتھ چلیں۔ ان چکروں میں "رمل" نہیں کیا جائے گا۔ اور عورتیں کسی بھی چکر میں رمل نہیں کریں گی۔

ہر چکر کے پورا ہونے پر حجر اسود کا "استیلام" کریں گے یعنی جب لوٹ کر حجر اسود پر پہنچے تو پھر "بسم اللہ اللہ اکبر وللہ الحمد" کہہ کر حجر اسود کو بوسہ دینے ہاتھ لگانے اور ہاتھ کو بوسہ دینے کا وہی عمل کریں جو پہلے کیا تھا اس طرح ایک شوط (چکر) پورا ہو گیا اب اسی طرح سات چکر حجر اسود سے شروع کر کے حجر اسود تک کریں گے تو

ایک طواف مکمل ہوگا۔ سات چکر پورا کرنے کے بعد آٹھویں مرتبہ بھی حجر اسود کا استیلام یعنی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی حجر اسود کی طرف کر کے ہاتھ چوم لیں گے۔ اور یہ استیلام ہر چکر کے شروع میں ہوگا اور آخری چکر پورا کر کے حجر اسود کا استیلام کر کے واپس جانا ہے گویا ایک طواف میں آٹھ استیلام ہوں گے۔

(احکام حج: ص ۴۵ وہکذا کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۹۵ اور رحمۃ اللہ الواسعہ: ج ۴/ص ۲۰۸)

طواف کے ہر چکر میں نئی دعاء پڑھنا؟

مسئلہ:- طواف کے سات چکر ہوتے ہیں اور ہر چکر میں نئی دعا پڑھنا کوئی ضروری نہیں۔ بلکہ جس دعاء یا ذکر میں خشوع زیادہ ہو، اس کو پڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ''رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' منقول ہے۔

طواف کے سات چکروں کی دعائیں کتابوں میں جو لکھی ہیں یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں، بعض بزرگوں سے منقول ہیں۔ عام لوگ نہ تو ان کا صحیح تلفظ کر سکتے ہیں نہ ان کے معنی ومفہوم سے واقف ہیں۔ اور پھر طواف کے دوران چلا چلا کر پڑھتے ہیں جس سے دوسروں کو بھی تشویش ہوتی ہے اور بعض حضرات قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے ہیں ایسا کرنا نامناسب ہے۔

تیسرا کلمہ، درود شریف یا کوئی دعا جس میں دل لگے زیر لب (ہلکی آواز جس سے دوسروں کو تکلیف یا تشویش نہ ہو) پڑھتے رہنا چاہئے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۲ واحکام حج: ص ۴۷)

مسئلہ:- مقامات حج میں کوئی دعاء معین کرنا اچھا نہیں ہے، جس میں دل لگے اور جس کی ضرورت سمجھے وہ دعاء کرے کیونکہ الفاظِ معینہ کی پابندی سے رقتِ قلب اور خشوع اکثر نہیں رہتا اسلئے بہتر یہ ہے کہ اپنی زبان اور اپنے محاورہ میں دعاء کرے۔

(احکام حج: ص ۴۸)

طواف کی مسنون دعائیں کون سی ہیں؟

سوال: حج کی کتابوں میں اس طرح نظر آتا ہے کہ طواف اس طرح شروع کرے اور یہ پڑھے، فلاں رکن پر یہ دعا وغیرہ پڑھے، کیا یہ دعائیں مسنون ہیں؟

جواب: ان دعاؤں میں سے اکثر کی سند ضعیف ہے، لہٰذا اس کو سنت سمجھنا جائز نہیں، طواف کی مروجہ دعاؤں کا کوئی ثبوت نہیں ان دعاؤں میں بہت غلو ہونے لگا ہے، اس میں مندرجہ ذیل مفاسد ہیں۔

(۱) ان دعاؤں کا عام اہتمام اور دینی اداروں کی طرف سے ان کی روز افزاں اشاعت کے باعث عوام ان کو ضروری سمجھنے لگے ہیں ایسی حالت میں امرِ مندوب بھی مکروہ ہوجاتا ہے۔ چہ جائے کہ جس کا ثبوت ہی نہ ہو۔

(۲) اکثر لوگوں کو دعائیں یاد نہیں ہوتیں، طواف میں کتاب دیکھ کر پڑھتے ہیں اور ازدحام میں کتاب پڑھتے ہوئے چلنے سے خشوع نہیں رہ سکتا۔

(۳) ازدحام میں کتاب پر نظر رکھنا اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی باعث ایذا (تکلیف دہ) ہے بالخصوص دعاؤں کی خاطر جتھوں کی صورت میں چلنا سخت تکلیف دہ ہے جو حرام ہے، غیر ثابت امر کی خاطر ارتکاب حرام کیا جاتا۔

(۴) جتھوں کی صورت میں چلاّ چلاّ کر دعائیں پڑھنے سے دوسروں کے خشوع میں خلل پڑتا ہے۔

خدا کرے علماء دین کو مفاسد مذکورہ کی طرف التفات ہو اور وہ غیر ثابت دعاؤں کی اشاعت کی بجائے ان سے اجتناب کی تبلیغ میں مصروف ہو کر اپنا فرض ادا کریں۔
(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۷)

(۵) عوام دعاؤں کے الفاظ صحیح ادا نہیں کر پاتے تو معلم (یا قافلہ کا بڑا) جتھے کو روک کر الفاظ کہلوانے کی کوشش کرتے ہیں، جب کہ طواف میں ٹھہرنا (بلا ضرورت) مکروہ تحریمی ہے، علاوہ ازیں اس صورت میں بعض لوگوں کی پشت یعنی پیٹھ یا سینہ بیت

اللہ کی طرف ہو جاتا ہے یہ بھی مکروہ تحریمی ہے اور اسی حالت میں کچھ لوگ اگر آگے کو سرک گئے تو اتنے حصہ کے طواف کا اعادہ واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۹)

(مقامات حج یا طواف وغیرہ کے ہر چکر کے لئے جو دعائیں بعض حضرات نے شائع کی ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول و ماثور تو ہیں مگر خاص طواف وغیرہ کے لئے نہیں، اگر کسی کو یاد ہوں اور ان کو سمجھ کر دعاء کرے تو سبحان اللہ بہت اچھا ہے مگر بہت سے عوام جو کتابیں ہاتھ میں لیکر طواف کی حالت میں ان الفاظ کو بے سمجھے مشکل سے ادا کرتے ہیں اس سے بہتر یہ ہے کہ جو کچھ اپنی سمجھ میں آئے اپنے محاورے میں اور اپنی ہی مادری زبان میں دعاء کریں۔ اور سب سے فائدہ مند اور آسان قرآنی دعاء جو ہے اس کا ورد اکثر زبان پر رکھیں۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. یعنی ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے دنیا کی بھلائی اور بہتری بھی مانگتے ہیں اور آخرت کی بہتری بھی اور عذاب جہنم سے پناہ مانگتے ہیں۔

اس میں لفظ حسنہ تمام ظاہری اور باطنی خوبیوں اور بھلائیوں کو شامل ہے، مثلاً دنیا کی حسنہ میں بدن کی صحت، اہل وعیال کی صحت، رزق حلال میں وسعت و برکت دنیاوی سب ضروریات کا پورا ہونا اعمال صالحہ، اخلاق محمودہ، علم نافع، عزت وجاہت، عقائد کی درستی، صراط مستقیم کی ہدایت، عبادات میں اخلاص کامل سب داخل ہیں، اور آخرت کی حسنہ میں جنت اور اس کے بے شمار اور لازوال نعمتیں اور حق تعالیٰ کی رضاء اور اس کا دیدار یہ سب چیزیں شامل ہیں۔

الغرض یہ دعاء ایک ایسی جامع ہے کہ اس میں انسان کے تمام دنیاوی اور دینی مقاصد آجاتے ہیں، دنیا و آخرت دونوں جہاں میں راحت و سکون میسر آتا ہے، آخر میں خاص طور پر اس میں جہنم کی آگ سے پناہ کا بھی ذکر ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ دعاء مانگا کرتے تھے۔ اگر یاد آجائے تو احقر ''محمد رفعت

قاسمی'' کو بھی اس موقع پر دعاؤں میں یاد رکھیں۔)

طواف کے بعد کی دورکعت کا حکم؟

مسئلہ:۔ طواف کے ہر سات چکر کے بعد دورکعت نماز پڑھنا واجب ہے، خواہ وہ طواف فرض ہو، یا واجب، یا سنت، یا نفل۔ اور افضل یہ ہے کہ طواف اور دورکعت نفل بلا انقطاع ادا کئے جائیں جب کہ مکروہ وقت نہ ہو۔ اور اگر مکروہ وقت ہو تو بعد میں کسی وقت بھی دورکعت نماز پڑھنا لازم ہے، خواہ وطن واپس آکر ہی پڑھے، گو اس میں تاخیر مکروہ ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ا/ص ۱۰۷۵ و ہکذا احکام حج: ص ۴۹)

مسئلہ:۔ اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں نماز طواف نہیں پڑھی تو اس کو ادا کرنا واجب ہے اس کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی تمام زندگی میں ادا کر سکتا ہے۔
(معلم الحجاج: ص ۱۳۳ و حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۵۳)

(ہر طواف کے بعد دورکعت پڑھنا واجب ہے اور حرم شریف میں پڑھنا سنت ہے یعنی جہاں پر شکار کرنا جائز نہیں، اس لئے مسجد حرام کے علاوہ اپنے ہوٹل و قیام گاہ میں بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر دورکعت نفل طواف پڑھنا ہی یاد نہیں رہا بھول گئے اور اپنے وطن پہنچ گئے تو اپنے وطن میں ہی پڑھ لے۔ اس پر تاخیر کی وجہ سے کوئی دم وغیرہ نہیں ہوگا واجب ادا ہو جائے گا۔) محمد رفعت قاسمی

کیا مقام ابراہیم پر نفل ادا کرنا ضروری ہے؟

سوال: بعض یہ جانتے ہوئے کہ مجمع زیادہ ہے مگر مقام ابراہیم پر طواف کی واجب نفل پڑھنے لگتے ہیں۔ جس سے ان کو بھی چوٹ وغیرہ لگنے کا اندیشہ ہے، نیز ضعیف و مستورات کے زخمی ہونے کا احتمال ہے۔ کیا یہ نماز ہجوم سے ہٹ کر نہیں پڑھی جا سکتی؟

جواب: ہجوم سے ہٹ کر ضرور پڑھی جا سکتی ہے۔ اور اگر مقام ابراہیم پر نماز

پڑھنے سے اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو تو مقام ابراہیم پر نماز نہ پڑھی جائے کیونکہ کسی کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔

مسئلہ:- اگر جگہ ہو (اور کسی کو تکلیف بھی نہ پہنچے) تو مقام ابراہیم پر طواف کی دو رکعت نفل پڑھنا افضل ہے یا حطیم میں گنجائش ہو تو وہاں پڑھ لے، ورنہ کسی جگہ بھی پڑھ سکتا ہے، بلکہ سارے حرم شریف میں کہیں بھی پڑھے یا مسجد حرم شریف سے باہر اپنے قیام گاہ پر پڑھے تب بھی جائز ہے کوئی کراہت نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۴)

مسئلہ:- طواف کے بعد دو رکعت مقام ابراہیم کے پیچھے ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مقام ابراہیم نمازی اور بیت اللہ کے درمیان آجائے مقام ابراہیم سے جتنا قریب ہو سکے بہتر ہے اور اگر کچھ فاصلہ بھی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ لوگوں کو تکلیف دے کر آگے پہنچنا جہالت ہے۔

مسئلہ:- ازدحام کے وقت بالکل قریب جانے میں اپنے کو تشویش اور دوسرے کو ایذ ہوتی ہو تو اس سے بہتر ہے کہ کچھ فاصلہ سے پڑھ لے۔

مسئلہ:- دوگانہ طواف کے لئے جس کو مقام ابراہیم کے قریب جگہ مل جائے تو اس کو چاہئے کہ مختصر قرأت کے ساتھ دو رکعت پڑھے اور مختصر دعاء کر کے جگہ چھوڑ دے تا کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو، طویل دعا یا اور نوافل نہ پڑھے (احکام حج: ص ۵۰ حضرت مفتی شفیعؒ)

متعدد طواف کی ایک ساتھ نفل پڑھنا؟

مسئلہ:- اگر کوئی شخص چند طواف مسلسل کرے اور پھر ہر طواف کے لئے دو دو رکعت مسلسل پڑھے تو ایسا کرنا مکروہ ہے البتہ جن اوقات میں طواف کی دو رکعت پڑھنا مکروہ ہے ان اوقات میں اس طرح مسلسل طواف کرنا اور پھر (مکروہ وقت نکلنے کے) بعد میں ہر طواف کے لئے دو دو رکعت پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج: ۳/ص ۱۸۳ و احکام حج: ص ۵۰)

معذور شخص طواف کے نفل کیسے پڑھے؟

مسئلہ:- معذور جیسے فرض نماز پڑھتا ہے ویسے ہی دوگانہ طواف پڑھے، یعنی کھڑے ہوکر۔ اگر اس کی طاقت واستطاعت نہ ہوتو پھر بیٹھ کر پڑھ لے۔ اور طواف خود یا کسی کے سہارے سے کرے یا وہیل چیر پر جیسے عام معذور لوگ وہاں کرتے ہیں کرے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۳)

طواف کے نفل ممنوع اوقات میں پڑھنا؟

مسئلہ:- امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ممنوع اوقات یعنی عصر کے بعد سے مغرب تک، فجر کے بعد سے اشراق تک اور زوال کے وقت، دوگانہ طواف ادا کرنا جائز نہیں ہے اس دوران جتنے طواف کئے ہوں، مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد ان کے دوگانہ طواف الگ الگ ادا کرے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۴ وفتاویٰ محمودیہ: ج ۳/ص ۱۸۲)

مسئلہ:- اگر یہ دوگانہ مکروہ وقت میں پڑھا تو بلا اتفاق ادا نہیں ہوگا۔ درمیان میں مکروہ وقت کا خیال آجائے تو منقطع کردے یعنی توڑ دے اور اگر تمام کرلیا تو مکروہ وقت گزرنے کے بعد دوبارہ پڑھے۔
(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۷ بحوالہ ردالمحتار: ج ۱/ص ۳۴۶ ومعلم الحجاج: ص ۱۳۳)

نفل بھول کر دوسرا طواف شروع کردیا؟

مسئلہ:- طواف کے بعد دورکعت پڑھنا بھول جائے اور دوسرا طواف شروع کردے، اگر دوسرے طواف کا ایک چکر پورا ہونے سے پہلے پہلے یاد آجائے تو اس کو چھوڑ کر دورکعت پڑھ لے، اگر ایک چکر پورا ہونے کے بعد یاد آئے تو یہ طواف پورا کرلے اس کے بعد دورکعت پہلے طواف کے لئے پڑھے اور دورکعت دوسرے طواف کے لئے پڑھے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۳/ص ۱۸۳ وہکذا معلم الحجاج: ص ۱۳۳)

طواف کے ضروری مسائل

مسئلہ:- طواف شروع کرنے سے پہلے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا جیسا کہ نماز میں اٹھاتے ہیں صرف پہلی بار ہے سات مرتبہ نہیں ہے۔ ''استیلام'' یعنی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف رہے گویا حجر اسود پر رکھے ہوئے ہیں، اور ہاتھوں کی پشت اپنے چہرہ کی طرف رکھے اس کے بعد ہاتھوں کو بوسہ دینا آٹھ مرتبہ ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۰ و احکام حج: ص ۴۶)

مسئلہ:- حجر اسود کا ''استیلام'' یعنی بوسہ دینا پہلی مرتبہ اور آٹھویں مرتبہ باتفاق سنت مؤکدہ ہے۔ بیچ والے چکروں میں زیادہ تاکید نہیں ہے۔ (احکام حج: ص ۴۷)

مسئلہ:- جس طواف کے بعد سعی ہوتی ہے اس میں اوّل کے تین چکروں میں ''رمل'' بھی ہوتا ہے اور جس طواف کے بعد سعی نہیں ہوتی اس میں رمل نہیں ہوتا۔

مسئلہ:- اگر طواف رمل کے ساتھ شروع کیا اور ایک دو چکر کے بعد اتنا ہجوم ہوگیا کہ رمل نہیں کرسکتا تو رمل چھوڑ دے اور طواف پورا کرلے۔

مسئلہ:- کسی مرض یا بوڑھاپے کی وجہ سے اگر رمل نہیں کرسکتا تو کچھ حرج نہیں ہے۔

مسئلہ:- سارے طواف یعنی ساتوں چکروں میں رمل کرنا مکروہ ہے۔ لیکن کرنے سے کوئی جزاء واجب نہیں ہوگی۔ (معلم الحجاج: ص ۱۳۴)

(رمل طواف کے شروع کے صرف تین چکروں میں مردوں کے لئے ہے اگر پہلے چکر میں بھول جائے تو صرف دو چکر میں کرے اور اگر دوسرے میں بھی بھول گیا تو صرف تیسرے چکر میں کرے اور اگر تیسرے میں بھی بھول گیا تو اب رمل نہیں ہے، جس طرح شروع کے تین چکروں میں رمل کرنا مسنون ہے، اسی طریقے سے آخر کے چار چکروں میں رمل نہ کرنا مسنون ہے، یعنی ایک سنت اگر چھوٹ گئی تو دوسری سنت کو نہیں

چھوڑنی چاہئے، ہاں ''اضطباع'' آخر طواف تک رہے گا اور دو رکعت نماز طواف پڑھتے وقت اضطباع ختم کر کے یعنی مونڈھے ڈھانک کر تب نماز پڑھے لیکن سر کھلا رہے گا کیونکہ حالت احرام میں سر نہیں ڈھانکنا چاہئے۔ غرض یہ کہ اگر رمل یا اضطباع یا استیلام چھوٹ جائے تو کوئی جزاء وغیرہ لازم نہیں ہے۔) (محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ:- طواف کی جگہ بیت اللہ کے چاروں طرف مسجد کے اندر اندر ہے، چاہے بیت اللہ سے قریب ہو یا دور اور چاہے ستون وغیرہ کو درمیان میں لے کر طواف کرے، طواف ہو جائے گا، نیز اگر کوئی مسجد حرام کی چھت پر چڑھ کر طواف کرے، اگرچہ بیت اللہ شریف سے اونچا ہو جائے تب بھی طواف ہو جائے گا لیکن مسجد حرام سے باہر نکل کر اگر طواف کرے گا تو طواف نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۱۳۷)

مسئلہ:- طواف کرتے وقت سینہ یا پیٹھ بیت اللہ شریف کی طرف کرنا مکروہ تحریمی ہے، اگر اسی حالت میں کچھ فاصلہ (طواف کا) طے کیا تو اتنے حصہ کا طواف کا اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ:- طواف میں سجدہ کی جگہ پر نظر رکھنا مستحب ہے، بیت اللہ کی طرف یا کسی دوسری طرف نظر کرنا خلاف استحباب ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۴۸ بحوالہ غنیۃ: ص ۶۵)

مسئلہ:- طواف میں بالکل خاموش رہنا اور کچھ نہ پڑھنا بھی جائز ہے، نیز طواف کرتے وقت دعاء پڑھنا یا دعاء کرنا ہو تو دعاء میں ہاتھ نہ اٹھائیں۔ (معلم الحجاج: ص ۱۳۷)

مسئلہ:- طواف کرتے ہوئے قرآن مجید کی تلاوت کر سکتے ہیں مگر ذکر افضل ہے، تلاوت کرنا ہو تو بلند آواز سے نہ کرے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص [illegible] احکام حج: ص ۴۹)

مسئلہ:- ذکر یا دعاء یا قرآن شریف کی تلاوت بلند آواز سے کرنا یا کسی اور وجہ سے آواز کو بلند کرنا جس سے طواف کرنے والوں کو اور نمازی کو تشویش ہو، مکروہ ہے۔

(عمدۃ الفقہ: ج ۴/ص ۱۸۹)

مسئلہ:- طواف کی ابتدا حجر اسود سے کی جائے۔ اگر کسی نے نہیں کی تو قیام

مکہ کے دوران دوبارہ طواف کرنا واجب ہے۔ اور اگر طواف دوبارہ نہ کیا اور حج سے واپس آ گیا تو قربانی دینا واجب ہے۔

مسئلہ:- طواف شروع کرنے کے وقت افضل یہ ہے کہ پورا جسم حجرا سود کے سامنے ہو، یہاں تک کہ کوئی حصۂ بدن اس کے مقابل ہونے سے نہ رہ جائے۔

مسئلہ:- واجبات میں سے ہے کہ باب کعبہ کے قریب دائیں جانب سے طواف کرے اور کعبہ کو اپنی بائیں جانب رکھے۔ کیونکہ کعبہ امام کے مانند ہے، اور مقتدی اکیلا ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہوتا ہے۔ اگر طواف اُس کے الٹ کیا یعنی بائیں طرف سے شروع کیا اور کعبہ کو دائیں جانب رکھا تو دوبارہ طواف کرنا یا دم دینا واجب ہے۔
(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۷۴)

مسئلہ:- مریض و معذور کو طواف کرانے کے لئے اجرت پر طواف کرانا جائز ہے۔
(معلم الحجاج: ص ۱۳۶)

مسئلہ:- طواف کے لئے لباس، بدن اور جگہ کا نجاست سے پاک ہونا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کسی نے طواف کیا اور اس کا لباس تمام نجس تھا تو سنت ترک ہوئی لیکن اس پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۷۴)

مسئلہ:- اگر طواف کرانے والے نے طواف کی نیت نہیں کی اور طواف کرنے والا معذور و بیہوش نہیں تھا اس نے خود نیت طواف کی کر لی تو طواف ہو گیا اور اگر بیہوش تھا تو طواف نہیں ہوا، طواف کرانے والا نیت کر لیتا تو طواف ہو جاتا۔ (معلم الحجاج: ص ۱۳۶)

مسئلہ:- ستر عورت جس طرح نماز میں واجب ہے، طواف میں بھی واجب ہے، لہٰذا بدن کے جن حصوں کا ڈھکنا واجب ہے، اگر ان میں سے کسی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا رہ گیا تو واجب ترک ہو گیا، لہٰذا پھر سے طواف کرنا یا قربانی دینا واجب ہے۔
(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۷۴)

مسئلہ:- طواف میں اگر عورت مرد کے ساتھ ہو جائے تو طواف فاسد نہیں

ہوتا نہ مرد کا نہ عورت کا۔ (معلم الحجاج: ص ۱۳۶)

مسئلہ: - طواف کے درمیان حجر اسود کا بوسہ لینے کے لئے انتظار نہ کریں، بلکہ موقع مل جائے تو بہتر ہے ورنہ دور سے ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو چوم لیں، ٹھہریں نہیں، کیونکہ طواف کے درمیان ٹھہرنا خلاف سنت ہے، البتہ طواف کے شروع میں یا بالکل آخر میں بوسہ کے انتظار میں ٹھہرنے میں مضائقہ نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۶ کتاب الحج)

طواف زیارت سے پہلے احرام کیوں کھلتا ہے؟

سوال: یہاں پر ایک سوال ذہن میں آتا ہے کہ حج کا اہم رکن طواف زیارت ابھی باقی ہے پھر اس سے پہلے احرام کیوں کھول دیا جاتا ہے؟

جواب: جب لوگ بادشاہوں کے دربار میں حاضری دیتے ہیں تو خوب صفائی کر کے، بن سنور کر حاضر ہوتے ہیں، اسی طرح لوگوں کو طواف زیارت کے لئے اپنا حال درست کر کے حاضر ہونا چاہئے۔ سر گرد سے صاف کر لیں، بدن سے میل دور کر لیں، اور سلے ہوئے موزوں کپڑے پہن کر دربار خداوندی میں طواف زیارت کے لئے حاضری دیں۔ اسی مقصد سے طواف زیارت سے پہلے احرام کھولنا شروع کیا گیا چنانچہ یہ احرام جزوی طور پر کھلتا ہے یعنی صرف تزیین کی حد تک کھلتا ہے۔ بیوی کے ساتھ صحبت کرنے میں ابھی احرام باقی ہے۔ کیونکہ ابھی حج کا ایک اہم رکن طواف زیارت باقی ہے۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴/ص ۲۰۸)

طواف زیارت کا وقت؟

سوال: کوئی مرد یا عورت کمزوری کی حالت میں ہو۔ دس ذی الحجہ یا گیارہ کو حرم شریف میں بہت ہجوم ہوتا ہے، تو کیا یہ سات یا آٹھ ذی الحجہ کو طواف زیارت (مقدم) کر سکتے ہیں؟ نیز اگر کوئی تیرہویں یا چودھویں تاریخ کو طواف زیارت کرے تو کیا فرض

ادا ہو جائے گا؟

جواب: طواف زیارت کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ (یوم النحر) کی صبح صادق سے شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے طواف زیارت جائز نہیں ہے۔ اور اس کو بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے ادا کر لینا واجب ہے۔ پس اگر بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہو گیا اور اس نے طواف زیارت نہیں کیا تو اس کے ذمہ دم لازم آئے گا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۶۴ وہکذا احکام حج: ص ۹۷ ومعلم الحجاج: ص ۱۷۷)

مسئلہ:۔ طواف زیارت حج کا رکن اعظم ہے، بارہویں ذی الحجہ کا سورج غروب ہونے تک اس کی ادائیگی کا وقت ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۸ وہکذا کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۶۵)

طوافِ زیارت رمی کے بعد کرنا؟

سوال: رمی کے بعد احرام کی حالت میں مسجد حرام میں جا کر طواف زیارت کر لیا جائے اور پھر منیٰ آ کر قربانی اور بال کٹوائے جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: جس شخص نے تمتع یا قران کیا ہو، اس کے لئے تین چیزوں میں ترتیب واجب ہے۔

(۱) جمرہ عقبی کی رمی کرے (۲) پھر قربانی کرے (۳) پھر بال کٹائے۔ اگر اس ترتیب کے خلاف کیا تو دم لازم ہوگا۔ لیکن ان تینوں چیزوں کے درمیان اور طواف زیارت کے درمیان ترتیب واجب نہیں، بلکہ سنت ہے۔ پس ان تینوں چیزوں سے علی الترتیب فارغ ہو کر طواف زیارت کے لئے جانا سنت ہے۔ لیکن اگر کسی نے ان تین چیزوں سے پہلے طواف زیارت کر لیا تو خلاف سنت ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، مگر اس پر دم لازم نہیں ہوتا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۴۵)

مسئلہ:۔ طواف زیارت کو رمی، ذبح، اور حلق کے بعد کرنا سنت ہے واجب نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص رمی، ذبح اور حلق سے پہلے طواف زیارت کر لے تو اس پر دم

لازم نہ ہوگا، مگر خلاف سنت اور مکروہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۸۳ و معلم الحجاج: ص ۱۹۵)

مسئلہ:- قربانی سے پہلے طواف زیارت جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ قربانی کے بعد طواف زیارت کرے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۰۵)

طوافِ زیارت کا طریقہ؟

سوال: کیا طواف زیارت میں رمل، اضطباع اور سعی ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر پہلے سعی نہ کی ہو بلکہ طواف زیارت کے بعد کرنی ہو تو اس میں "رمل" ہوگا۔ مگر طواف زیارت عموماً سادہ کپڑے پہن کر ہوتا ہے (کیونکہ حلق وقربانی کے بعد عام کپڑے پہن لئے جاتے ہیں) اس لئے اس میں اضطباع نہیں ہوگا۔ البتہ اگر احرام کی چادریں نہ اتاری ہوں تو اضطباع بھی کرلیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۶)

مسئلہ:- طواف زیارت کے لئے مستقل احرام کی ضرورت نہیں ہے، جس احرام سے حلال ہوا ہے وہ ہی اس کے لئے کافی ہے۔ (امداد الفتاویٰ: ج ۲/ص ۱۶۴)

مسئلہ:- طواف زیارت کے بعد سعی کرنا واجب ہے، اور جو شخص اس سعی کو مقدم کر چکا ہے اس کے لئے طواف زیارت کے بعد سعی کرنا واجب نہیں ہے۔

(احکام حج: ص ۸۵ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۱۸۷)

ترک طواف زیارت کا حکم

سوال: آپ سے دریافت کیا تھا کہ جس شخص نے طواف زیارت عذر کی وجہ سے چھوڑ دیا، تو پھر کیا تدارک ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ طواف زیارت کرلے۔ اب سوال یہ ہے کہ طواف زیارت حج کے موسم میں کرے یا جب چاہے جا کر طواف زیارت کرسکتا ہے؟

جواب: جب چاہے طواف زیارت کرسکتا ہے، نیا احرام باندھے بغیر ویسے ہی جا کر طواف کرے اور تاخیر کی وجہ سے دم دے۔

طواف زیارت سے قبل دوسرے حج یا عمرہ کا احرام باندھنا جائز نہیں، بیوی سے صحبت کرنا بھی حرام ہے، اگر بیوی سے صحبت کرلی تو دم تاخیر کے علاوہ بدنہ یعنی پوری گائے یا پورا اونٹ بھی واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۹۔ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۱۹۸)

مسئلہ:- طواف زیارت کسی حال میں نہ فوت ہوتا ہے اور نہ اس کا بدل دے کر ادا ہوسکتا ہے بلکہ آخر عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہے گی اور جب تک اس کو ادا نہیں کرے گا بیوی سے مباشرت اور بوس و کنار حرام رہے گی۔ (احکام حج: ص ۷۹)

مسئلہ:- یہ صحیح ہے کہ طواف زیارت نہ کرنے والے پر اس کی بیوی حرام ہوجاتی ہے جب تک طواف زیارت نہ کرے بیوی حلال نہیں ہوتی، گویا بیوی کے حق میں احرام باقی ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۰۵)

مواد نکلنے کی حالت میں طواف زیارت کرنا؟

سوال: ایک شخص کے پیر میں چوٹ لگ گئی، ایسی حالت میں طواف زیارت کیا پیر سے پانی یا مواد کبھی کبھی نکلتا جاتا تھا، اس کے باوجود طواف زیارت کرلیا، تو کیا طواف زیارت ہوگیا یا نہیں؟

جواب: ایام نحر کے اندر زخم سے خون بند ہونے کا انتظار کرنا واجب تھا، لیکن اگر طواف کرلیا تو ہوگیا، لیکن واجب طہارت (پاکی) چھوٹنے کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ البتہ بعد میں اس طواف کا اعادہ کرلیا تو دم ساقط ہوگیا اگرچہ ایام نحر کے بعد اعادہ کیا ہو۔
(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۵ و ہکذا احکام حج: ص ۱۰۲)

مسئلہ:- اگر بدن یا کپڑے پر طواف فرض یا واجب یا نفل کرتے وقت نجاست لگی ہوئی تھی تو کچھ واجب نہ ہوگا لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ:- اگر پورا طواف یا اکثر طواف زیارت جنابت (ناپاکی) یا حیض ونفاس کی حالت میں کرلیا تو پورا ایک اونٹ یا پوری گائے، بیل، کٹرا، واجب ہوگا اور اگر طواف قدوم یا طواف وداع یا طواف نفل ان حالتوں میں کیا تو ایک بکری (یا ساتواں

حصہ) واجب ہوگی اور ان سب صورتوں میں طہارت کے ساتھ طواف کا اعادہ کر لینے سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (معلم الحجاج: ص۲۴۴)

طواف زیارت سے پہلے صحبت کر لی؟

سوال: حج میں غلطی ہوگئی وہ یہ کہ بارہ ذی الحجہ کو آخری کنکریاں مارنے کے بعد، رات کو ہم میاں بیوی نے صحبت کر لی اور ہم نے طوافِ زیارت تیرہ ذی الحجہ کو کیا۔ کیا یہ حج صحیح ہوگیا؟

جواب: آپ دونوں کا حج تو بہر حال ہوگیا، لیکن دونوں نے دو جرم کئے، ایک طواف زیارت کو بارہویں تاریخ سے مؤخر کرنا اور دوسرا طواف زیارت سے پہلے صحبت کر لینا۔ پہلے جرم پر دونوں کے ذمہ دم لازم آیا، یعنی حدود حرم میں دونوں کی طرف سے ایک ایک بکرا ذبح کیا جائے، اور دوسرے جرم پر دونوں کے ذمہ "بڑا دم" لازم آیا، یعنی دونوں کی جانب سے ایک ایک اونٹ یا گائے پوری حدود حرم میں ذبح کی جائے (اور اس کا گوشت صرف فقراء ومساکین ہی کھا سکتے ہیں) اور اس کے علاوہ دونوں کو استغفار بھی کرنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۴۷)

مسئلہ:- حج میں حلق کرانے (بال کٹوانے) کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے تمام ممنوعات احرام جائز ہو جاتے ہیں، لیکن میاں بیوی کا تعلق (صحبت) جائز نہیں جب تک کہ طواف زیارت نہ کر لے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۴۶ وبکذا احکام حج: ص۹۷)

مسئلہ:- اگر وقوفِ عرفات کے بعد سر منڈوانے سے پہلے جماع (صحبت) کر لیا تو حج فاسد نہیں ہوا مگر ایک اونٹ پورا یا پوری سالم گائے ذبح کرنا ہوگا۔

مسئلہ:- اور اگر سر منڈوانے کے بعد طوافِ زیارت سے پہلے جماع کر لیا تو اس صورت میں بھی حج فاسد نہ ہوگا، لیکن جزاء میں ایک بکری واجب ہوگی، بعض حضرات نے اس صورت میں بھی پورا اونٹ وگائے ہی واجب کہا ہے۔ (احکام حج: ص۹۸)

مسئلہ:- طواف زیارت فرض رکن حج ہے اس طواف کے بغیر احرام سے نہیں نکلتا اور بیوی سے صحبت حلال نہیں ہوتی ، یہ طواف کرنا ضروری ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج۶/ص۵۵۱)

(نفلی طواف مرحومین اور زندہ حضرات کیلئے بھی کر سکتے ہیں، آپ اپنے متعلقین کیلئے طواف کریں تو کم سے کم ایک احقر ''محمد رفعت قاسمی'' کیلئے بھی کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کا حج وعمرہ اور طواف وغیرہ بھی قبول فرمائے۔ آمین)

محمد رفعت قاسمی

حجر اسود کی فضیلت

یہ حجر اسود جنت سے آیا ہوا ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیش کیا گیا تا کہ وہ کعبہ شریف کے کونہ میں اس کو لگا دیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں مزید قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اٹھا کر اس جگہ پر نصب فرمایا۔

طواف کی ابتداء وانتہاء اسی مبارک پتھر کے مقابل ہوتی ہے، تاریخ کے طویل وترین دور میں بے شمار حضرات انبیاء علیہ السلام اور خاتم الانبیاء والرسول علیہ السلام اور لاکھوں صحابۂ کرام واولیاء عظام اور لاتعداد حجاج ومعتمرین کے مبارک ہونٹ اس مبارک پتھر سے ملے ہیں، اور اس کے قریب دعاء بھی قبول ہوتی ہے اور قیامت کے دن یہ پتھر (حجر اسود) اپنے بوسہ لینے والوں کے حق میں گواہی دے گا۔ (تاریخ مکہ: ص۴۵)

حجر اسود کا بوسہ لینے کے آداب

مسئلہ:- بوسہ لینے کیلئے کسی کو دھکا یا کوئی تکلیف نہیں دینی چاہئے اس لئے کہ بوسہ لینا سنت ہے جب کہ لوگوں کو ایذا دینا منع ہے، لہٰذا سنت پر عمل کرنے کیلئے ممنوع کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے اور ازدحام کی حالت میں ہاتھ یا چھڑی وغیرہ سے

حجر اسود کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تکبیر کہہ کر اپنے ہاتھ یا چھڑی کے بوسہ پر اکتفا کر لینا چاہئے۔

واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا بوسہ بھی لیا ہے اور ازدحام کے وقت اشارہ بھی کیا (جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیڑ میں جگہ مل سکتی تھی اور صحابۂ کرام بخوشی راستہ دیتے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ پر ہی اکتفا کیا تا کہ امت بھیڑ کے وقت میں اس سنت پر عمل کر لے۔) لہٰذا یہ دونوں عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حجر اسود پر ازدحام نہ کرو، نہ کسی کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ خود کسی کی تکلیف کا نشانہ بنو۔

حضرت عطاءؒ کہتے ہیں "صرف تکبیر و اشارہ پر اکتفا کر لینا اور حجر اسود کا بوسہ نہ لینا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ کسی کو ایذا دے کر بوسہ لوں، نیز یہ بھی فرماتے ہیں جب حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اپنے ہاتھوں کو چومے تو اس میں آواز بلند نہ کریں۔"

مسئلہ:- عورتوں کو مردوں کی بھیڑ میں گھس کر بوسہ لینے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے البتہ جب بھیڑ نہ ہو تو عورتیں حجر اسود کا بوسہ لے سکتی ہیں۔

مسئلہ:- حجر اسود کی سیدھ میں جو علامتی پٹی یا لکیر کا نشان مطاف میں ہے اس پر دعاء کے لئے یا نماز کے لئے کھڑے نہ ہونا چاہئے، بالخصوص ازدحام کے وقت، اس لئے کہ ایسا کرنے سے طواف کرنے والوں کو پریشانی ہوتی ہے۔

(تاریخ مکہ: ص ۴۵ بحوالہ اخبار مکہ للفاکہی)

حجر اسود کو بوسہ کیوں دیتے ہیں؟

سوال: غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں کہ مسلمان حجر اسود کو بوسہ دے کر اس کی پوجا (عبادت) کرتے ہیں۔ ان کو کیا جواب دیا جائے؟

جواب: مذکورہ اعتراض کا جواب آج سے چودہ سو سال پہلے دیا جا چکا ہے، نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کے قریب ہو کر فرمایا تھا ''مجھے معلوم ہے تو ایک پتھر ہے نفع ونقصان پہنچانے پر قادر نہیں، میرا رب تجھے بوسہ دینے کا حکم نہ کرتا تو میں بوسہ نہ دیتا۔''

اسی طرح اس مسئلہ کی تنقیح کرنے والے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہ ایک مرتبہ طواف فرمارہے تھے اس وقت کچھ نومسلم دیہاتی بھی موجود تھے، حضرت عمرؓ حجر اسود کے قریب پہنچے تو بوسہ دینے سے پہلے ذرا ٹھہر گئے اور فرمایا ''میں جانتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں تو ایک پتھر ہے (معبود نہیں ہے) نا تو نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع، اگر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا میں بھی تجھے نہ چومتا۔''

ذرا سوچئے کہ مسلمان حجر اسود کو قابل پرستش اور حاجت روا اور نفع ونقصان کا مالک جانتے ہوتے تو اس طرح کا خطاب کا کیا مطلب؟ اس سے مترشح ہوتا ہے کہ بوسہ صرف جذبۂ محبت میں دیتے ہیں اپنی اولاد کو اور بیوی کو بھی بوسہ دیتے ہیں کیا انھیں معبود اور حاجت روا سمجھ کر بوسہ دیا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۲)

مسئلہ:- کسی چیز کی جو تعظیم وتکریم اس نظریہ سے کی جائے کہ اللہ ورسول کا حکم ہے تو وہ تعظیم برحق ہے، لیکن اگر کسی مخلوق کو نافع وضرر رساں اور بناو بگاڑ کا مختار یقین کر کے اس کی تعظیم کی جائے وہ شرک کا ایک شعبہ ہے اور اسلام میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ (معارف الحدیث: ج ۴/ص ۲۵۲ وہکذا مظاہر حق: ج ۳/ص ۳۱۸)

مسئلہ:- حجر اسود دنیاوی سنگ (پتھر) نہیں ہے کہ اس کو اس پر قیاس کیا جائے بلکہ یہ جنت کی محبوب ومعظم شئ ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایسی اہمیت دی ہے۔ (منتخب نظام الفتاوی: ج ۱/ص ۱۵۳)

مسئلہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''حجر اسود جنت سے نازل ہوا اور آخرت میں وہ بھی اٹھایا جائے گا اور بوسہ دینے والوں کے حق میں شہادت دے گا۔'' (کفایت المفتی: ج ۴/ص ۲۳۲)

حدیث شریف میں ہے کہ حجر اسود ہر اس شخص کو پہچانتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نسبت سے ادب ومحبت کے ساتھ اس کو بلا واسطہ یا بالواسطہ چومتا ہے اور اس کا استیلام کرتا ہے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو ایک دیکھنے والی اور بولنے والی ہستی بنا کر کھڑا کر دے گا اور وہ ان بندوں کے حق میں گواہی دے گا جو اللہ کے حکم کے مطابق عاشقانہ اور نیازمندانہ شان کے ساتھ اس کا استیلام کرتے تھے۔

(معارف الحدیث: ج ۴/ص ۲۵۱ و بکذا مظاہر حق: ج ۳/ص ۳۱۴)

کیا حجر اسود جنت سے سفید آیا تھا؟

سوال: میں نے حدیث شریف میں پڑھا ہے حجر اسود لوگوں کو کثرتِ گناہوں کی وجہ سے کالا ہو گیا۔ تو کیا یہ جب جنت سے آیا تھا اس وقت اس کو حجر اسود نہ کہتے تھے کیونکہ اسود کے معنی ہیں "کالا"؟

جواب: جس حدیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ترمذی، نسائی وغیرہ میں ہے اس کو صحیح حسن کہا ہے۔ اس حدیث میں مذکور ہے کہ یہ اس وقت سفید رنگ کا تھا۔ ظاہر ہے کہ جب یہ نازل ہوا ہوگا اس وقت اس کو "حجر اسود" نہ کہتے ہوں گے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۵۶)

حجر اسود اور رکن یمانی کا بوسہ لینا؟

مسئلہ:- حجر اسود کا استیلام سنت ہے بشرطیکہ بوسہ لینے سے اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو ایذا نہ ہو، اگر اس میں دھکم پیل کی نوبت آئے اور کسی مسلمان کو ایذا پہنچے تو یہ فعل حرام ہے اور طواف میں فعل حرام کا ارتکاب کرنا اور اپنی اور دوسروں کی جان کو خطرے میں ڈالنا بہت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ اگر آدمی آسانی سے حجر اسود تک پہنچ سکے تو اس کو چوم لے ورنہ دور سے اپنے ہاتھوں کو حجر اسود کی طرف بڑھا کر یہ تصور کرے گویا میں نے ہاتھ حجر اسود پر رکھ دیئے ہیں اور پھر اپنے ہاتھوں کو چوم لے، اس کے

ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اور رکن یمانی کو بوسہ نہیں دیا جاتا، نہ اس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے بلکہ اگر چلتے چلتے اس کو داہنا ہاتھ لگانے کی گنجائش ہو تو ہاتھ لگا دے اور ہاتھ کو بھی نہ چومے اور اگر ہاتھ نہ لگا سکے تو بغیر اشارہ کئے گزر جائے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۰ و ہکذا احکام حج: ص ۴۶)

مسئلہ:- جب حجر اسود کی طرف منہ کریں تو اسی حالت میں دائیں جانب کو ہرگز نہ سرکیں بلکہ وہیں دائیں طرف کو گھوم جائیں اور پھر آگے چلیں۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۷)

مسئلہ:- حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت چاندی کے حلقہ پر ہاتھ نہ ٹیکیں۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۷)

مسئلہ:- صرف حجر اسود کا بوسہ لیا جا سکتا ہے، بیت اللہ کی دیوار وغیرہ یا کسی اور جگہ کا چومنا ادب کے خلاف ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۲ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۳۵۱)

مسئلہ:- حجر اسود یا ملتزم پر اگر خوشبو لگی ہو تو محرم (احرام والے) کو اس کا چھونا جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۸۸)

مسئلہ:- حجر اسود کا بوسہ اس حالت میں جائز نہیں جب کہ بھیڑ کی وجہ سے اپنے نفس کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو، اور عورتوں کے لئے اس حال میں حجر اسود چومنا بالکل حرام ہے جب کہ اجنبی مردوں کے ساتھ جسم لگنے کا احتمال ہو۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۶)

(حجر اسود والے کونے اور کالی پٹی سے طواف شروع ہو کر اور یہیں پر آکر ایک چکر ہوتا ہے اور طواف ختم بھی یہیں پر ہوتا ہے۔ کعبۃ اللہ کے تین کونوں کے چکر لگانے کے بعد جب چوتھے کونے پر پہنچیں گے اس کا نام "رکن یمانی" ہے۔ رکن یمانی کو دونوں ہاتھوں سے یا صرف دائیں ہاتھ سے چھونا سنت ہے جب کہ دوسروں کو تکلیف پہنچائے بغیر وہاں تک پہنچنا ممکن ہو ورنہ بغیر ہاتھ لگائے ہی وہاں سے گزر جائے اور اس

کی طرف ہاتھ کا اشارہ بھی نہ کرے جیسا کہ بعض حضرات اس کا استیلام کر کے ہاتھوں کو چومتے ہیں یہ غلط طریقہ اور خلاف سنت ہے۔

اگر ہاتھ لگانا ممکن نہیں ہے تو صرف وہاں پر سے گزرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ پر عمل کرتے ہوئے صرف رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ پڑھتے ہوئے گزر جائے۔ اس میں سب کچھ مانگ لیا گیا ہے۔ اور اس کے الفاظ نہایت مختصر ہیں۔ پس اس مختصر وقفہ کے۔ لئے یہی دعا مناسب ہے، یعنی رکن یمانی سے چل کر حجر اسود تک پہنچنے میں کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی، اس لئے اس موقع پر یہی مختصر دعا مناسب ہے۔) محمد رفعت قاسمی

حجر اسود کی توہین کا حکم؟

سوال: ایک خاتون نے حج سے آکر بتایا دوران حج سنگ اسود کا بوسہ دینے کے لئے جب میں گئی تو وہاں پر لوگوں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھ کر مجھ کو گھن آئی، میں نے بوسہ نہیں دیا۔ ایسی عورت کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس عورت نے حجر اسود کی توہین و بے عزتی کے ارتکاب کی نیت سے یہ گفتگو کی ہو اور اس کا مقصد حجر اسود کی توہین ہو اور بوسہ دینے کے عمل سے نفرت ہو تو یہ کلمہ کفر ہے۔ اس پر تجدید ایمان واجب ہے اور اس کا نکاح شوہر سے ٹوٹ گیا۔ اور اگر اس کا ارادہ یہ ہو کہ چونکہ اس پر لوگوں کا لعاب وتھوک پڑتا ہے جو قابل نفرت ہے، یا اس کا مقصد تکبر کی بنا پر لوگوں کی اہانت ہے تو کفر کا حکم نہیں ہوگا لیکن بدترین قسم کا فسق ہونے میں کلام نہیں ہے، اس عورت پر توبہ واجب ہے۔

اور اگر اس خاتون کو اس بات سے گھن آئی کہ سب مرد، عورتیں، اکٹھے بوسے دے رہے ہیں اور اس کو حیا مانع آئی کہ وہ مردوں کے مجمع میں گھس کر بوسہ دے تو اس کا یہ فعل بلاشبہ صحیح ہے اور کسی مسلمان کے قول وعمل کو حتی الوسع اچھے معنی پر ہی محمول کرنا چاہئے۔
(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۱)

مسئلہ:- حجر اسود کا بوسہ نہ لینے سے کفارہ جنایت بھی لازم نہ آئے گا اور فریضۂ حج ادا ہو جائے گا۔ (منتخب نظام الفتاوی: ج۱/ص۱۵۲)

حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے پتھر ہیں جب ان کو زمین پر اتارا گیا تو حکمت الٰہی نے چاہا کہ ان پر دنیاوی زندگی کے احکام مرتب ہوں، کیونکہ جگہ کی تبدیلی سے احکام میں تبدیلی آتی ہے۔ ایک اقلیم کا آدمی دوسری اقلیم میں جا بستا ہے تو رنگ، مزاج، اور قد وغیرہ میں تبدیلی آجاتی ہے۔ چنانچہ زمین میں اتارنے کے بعد ان کی روشنی مٹا دی گئی اور وہ زمین کے پتھروں جیسے نظر آنے لگے، اس صورت میں ان کی فضیلت کی وجہ ان کا جنتی پتھر ہونا ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج۴/ص۲۴۲)

زمزم کی فضیلت وآداب

بیت اللہ شریف سے مشرق کی جانب ایک تاریخی کنواں ہے، جس کو زمزم کہتے ہیں حدیث شریف میں اس کنوئیں کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اس کے پانی کی بھی بڑی برکت اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو مکہ کے بے آب وگیاہ ریگستان میں لاکر چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کھا کر اس چٹیل میدان میں ان کے لئے زمین کا یہ چشمہ جاری فرمایا۔ حدیث شریف میں ہے "هِيَ هَزْمَةُ جِبْرِيلَ وَسُقْيَا اِسْمٰعِيلَ" (دار قطنی) یہ جبرئیل علیہ السلام کا کھودا ہوا کنواں اور اسماعیل علیہ السلام کا سقاوہ ہے۔

طواف کے بعد یا سعی صفا ومروہ اور بال کٹوانے سے فارغ ہو کر زمزم کا پانی خوب ہی پیٹ بھر کر پینا چاہئے۔

زمزم کا پانی اس افراط کے پینا کہ پسلیاں تن جائے، ایمان کی علامت ہے ایمان سے محروم منافق اتنا نہیں پی تا کہ اس کی پسلیاں تن سکے۔ ابن ماجہ میں آپ صلی

اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ''ہمارے اور منافقین کے درمیان ایک امتیازی علامت یہ ہے کہ منافق زمزم کا پانی اتنا پیٹ بھر کر نہیں پیتے کہ ان کی پسلیاں تن جائیں۔''

آبِ زمزم کی فضیلت و برکت بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے ''آب زمزم جس مقصد سے پیا جائے، وہ اسی مقصد کے لئے مفید ہو جاتا ہے۔ شفاء کے لئے پیو تو اللہ تعالیٰ شفاء بخشے گا، پیٹ بھرنے اور آسودہ ہونے کے لئے پیو تو خدا تمہیں آسودہ کردے گا، پیاس بجھانے کے لئے پیو تو اللہ تعالیٰ تمہاری پیاس بجھادے گا، یہ وہ کنواں ہے، جس کو جبرئیل نے اپنی ٹھوکر کی قوت سے ''اللہ کے حکم سے'' کھودا تھا اور یہ اسماعیلؑ کی سبیلؑ ہے۔ (دار قطنی)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''روئے زمین کے ہر پانی سے زیادہ افضل زمزم کا پانی ہے یہ بھوکے کے لئے غذا ہے اور بیمار کے لئے شفا ہے۔'' (ابن ماجہ)

مسئلہ:- آب زمزم کثرت سے پینا مستحب اور ایمان کی علامت ہے نیز زمزم کو قربت کی نیت سے دیکھنا بھی عبادت ہے جیسے کعبہ کو دیکھنا عبادت ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۳۰۲ و ہکذا تاریخ مکہ: ص ۸۵)

آب زمزم پینے کا طریقہ

سوال: زمزم کے متعلق حدیث شریف میں حکم ہے کھڑے ہو کر پیا جائے عرض یہ ہے کہ یہ حکم صرف حج وعمرہ ادا کرتے وقت ہے یا کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ؟

جواب: آب زمزم کھڑے ہو کر اور قبلہ رخ ہو کر پینا مستحب ہے حج وعمرہ کی تخصیص نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۱۶)

مسئلہ:- وضو کا بچا ہوا پانی اور زمزم کے پانی کو کھڑے ہو کر پینے کی کراہت واستحباب میں اختلاف ہے، راجح یہ ہے کہ بلا کراہت جائز ہے (کھڑے ہو کر پینا) مگر مستحب نہیں ہے۔ (احسن الفتاوی: ج ۴/ص ۵۲۰ بحوالہ رد المحتار: ج ۲/ص ۲۰۲ و ج ۱/ص ۱۲۱)

مسئلہ:۔ زمزم پیتے ہوئے یہ دعاء پڑھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَعِلْمًا نَّافِعًا وَّشِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ. (کتاب الفقہ: ج/اص ۱۰۷۶ وہکذا معلم الحجاج: ص ۱۹۷)

آب زمزم اپنے ساتھ لانا؟

سوال: زمزم شریف کو اپنے ساتھ متبرک سمجھ کر حجاج کرام اپنے وطن لاتے ہیں، کیا اس کا کوئی ثبوت ہے؟۔

جواب: حدیث شریف میں ہے "ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ زمزم لے جاتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم شریف لے جاتے تھے" (ترمذی شریف کتاب الحج: ج/اص ۱۱۵)

اس سے ثابت ہوا حجاج کرام کا زمزم لانا جائز ہے اور باعث برکت، اس پر اعتراض کرنا صحیح نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۹۸)

مسئلہ:۔ آب زمزم کو دوسرے شہروں کی طرف تبرکاً لے جانا اور لوگوں کو پلانا مستحب ہے اور مریضوں پر ڈالنا (چھڑکنا) بھی جائز ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۳۰۲)

مسئلہ:۔ آب زمزم سے استنجا کرنا مکروہ، تبرکاً (حرم شریف میں) زمزم سے وضو یا غسل کرنا مکروہ نہیں ہے، بلکہ مستحب ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۲۳ بحوالہ در مختار: ج ۲/ص ۳۵۲ وہکذا معلم الحجاج: ص ۳۰۲)

مسئلہ:۔ کسی ناپاک چیز کو آب زمزم سے نہ دھویا جائے کپڑا ہو یا کوئی اور ناپاک چیز اور جنبی یعنی ناپاک شخص کو اس سے غسل بھی نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ:۔ آب زمزم کا کنواں مسجد کے اندر ہے اس کے چاروں طرف کی زمین مسجد ہے اس لئے اس میں ناپاکی کا غسل کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز اس طرح تھوکنا کہ ناک کی ریزش ڈالنا یا جنابت کی حالت میں داخل ہونا بھی جائز نہیں ہے۔

(ردالمختار: ج ۱/ص ۲۹۱، احکام حج)

سعی کیا ہے؟

مسئلہ:- صفا و مروہ کی دو پہاڑیاں جو مسجد حرام کے قریب ہی ہیں (اب مسجد حرام میں ہی شامل کرلیا گیا) ''سعی'' کے لفظی معنٰی دوڑنے کے ہیں اور شرعاً صفا و مروہ کے درمیان مخصوص طریقہ پر سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں۔ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کے ایک خاص عمل کی یادگار ہے اور عمرہ اور حج دونوں میں یہ سعی کرنا واجب ہے۔ (احکام حج: ص ۵۳)

مسعی (سعی کرنے کی جگہ) کی لمبائی ۳۹۴.۵ میٹر ہے۔ یہ پیائش صفا کی بلندی پر دیوار سے شروع ہوکر مروہ کی بلندی پر دیوار تک ہے۔ مسعی پٹی کا عرض (چوڑائی) بیس میٹر ہے۔ (تاریخ مکہ: ص ۹۴)

سعی کے شرائط و آداب

مسئلہ:- سعی کا طواف کے بعد ہونا شرط ہے اگر کوئی طواف سے پہلے سعی کرلے تو وہ سعی معتبر نہیں طواف کے بعد دوبارہ سعی کرنی ہوگی۔

مسئلہ:- سعی طواف کے بعد فوراً کرنا ضروری نہیں، مگر طواف کے متصل کرنا سنت ہے، اگر تکان یا کسی دوسری ضرورت کی وجہ سے درمیان میں کچھ وقفہ کرلے تو مضائقہ نہیں۔

مسئلہ:- جو سعی وقوف عرفات کے بعد طواف زیارت کے ساتھ کی جاتی ہے اس میں احرام شرط نہیں بلکہ افضل و مستحب یہ ہے کہ دسویں تاریخ کو منٰی میں قربانی اور حلق کر کے احرام کھول لینے کے بعد طواف زیارت کرے، اگرچہ یہ بھی جائز ہے کہ احرام کھولنے سے پہلے طواف زیارت کرے لیکن حج کی جو سعی وقوف عرفات سے پہلے کی جائے، اس میں احرام شرط ہے اسی طرح عمرہ کی سعی کے لئے بھی احرام شرط ہے۔

مسئلہ:- سعی پیدل کرنا واجب ہے کوئی عذر ہو تو سواری وغیرہ پر بھی کر سکتے

ہیں اگر بلا عذر کے سواری پر سعی کی تو دم یعنی قربانی واجب ہے۔ (احکام حج: ص ۵۴)

سعی میں تاخیر اور چکروں میں فاصلہ کرنا؟

مسئلہ:- سعی ہمارے نزدیک واجب ہے طواف کے بعد فوراً کرنا سنت ہے واجب نہیں، اگر کسی عذر یا تکان کی وجہ سے فوراً طواف کے بعد سعی نہ کر سکے تو مضائقہ نہیں۔ بلا عذر تاخیر مکروہ ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۴۳ و کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۷۷)

مسئلہ:- طوافِ زیارت، حلق، رمی، قربانی۔ حج کے یہ سارے اعمال ایام نحر کے اندر اندر کرنا واجب ہے لیکن صفا و مروہ کے درمیان سعی کا ایام نحر کے اندر کرنا لازم نہیں بلکہ بعد میں کرنا بھی جائز ہے لہٰذا اگر کسی عذر یا تھکاوٹ دور کرنے کے لئے آرام کرنا چاہے تو آرام کرسکتا ہے، آج نہیں تو کل یا دس پندرہ دن کے بعد بھی سعی کرنا جائز ہے اسی طرح سعی کے ساتوں چکروں کو پے در پے (مسلسل) کرنا سنت ہے واجب نہیں لہٰذا اگر چند چکر کے بعد تھکاوٹ کی وجہ سے بقیہ چکر کو موقوف کر دیا بعد میں کسی موقع پر ان چکروں کی تکمیل کی جائے تو سعی مکمل اور صحیح ہو جائے گی اور اس پر کوئی جرمانہ بھی واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ:- اگر کسی نے متفرق طور پر سعی کی مثلاً ایک دن میں سعی کا ایک چکر اور سات دن میں سات چکر کرنا بھی جائز ہے لیکن ایسا کرنا عذر کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے اور بلا عذر خلاف سنت ہے۔

(غنیۃ المناسک: ص ۶۸ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۱۴۷/ و احکام حج: ص ۴۳)

(سعی کے مکمل ہونے کے بعد ہی حلال ہوگا اس وقت تک ممنوعات احرام سے بچنا لازم ہے)

سعی کرنے کا مسنون طریقہ

جس طواف کے بعد سعی ہو تو چاہئے کہ طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کا ''استیلام''

کرے جیسے طواف کے شروع میں اور طواف کے آخیر میں استیلام کیا تھا (ہاتھوں کو حجر اسود کے مقابل کر کے ان کو بوسہ دے اور بسم اللّٰہ اللّٰہ اکبر لا إله الا اللّٰہ کہے) یہ دونوں استیلام ایک مرتبہ سعی کرنے والوں کے لئے مستحب ہے۔ استیلام کرنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق باب الصفا سے باہر آئے اور کسی دوسرے دروازے سے جائے تو یہ بھی جائز ہے کہ پھر صفا پر اتنا چڑھے کہ بیت اللہ شریف بھی نظر آسکے پھر قبلہ رخ کھڑے ہو کر سعی کی نیت اس طرح کرے کہ "یا اللہ میں آپ کی رضا کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سات چکر سعی کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان اور قبول فرمائے۔ (نیت زبان سے یا دل میں کسی بھی زبان میں کر سکتا ہے عربی زبان میں ضروری نہیں) اور یہ نیت دل میں کرنا کافی ہے مگر زبان سے بھی کہنا افضل ہے، پھر دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے جیسے دعاء میں اٹھائے جاتے ہیں (نماز تکبیر تحریمہ کی طرح نہ اٹھائے جیسے بہت سے ناواقف لوگ کرتے ہیں) اور تکبیر و تہلیل یعنی "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَيُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" بلند آواز سے کہے اور درود شریف آہستہ آواز سے پڑھے پھر خوب خشوع و خضوع سے اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دعاء مانگے یہ بھی قبولیتِ دعاء کا مقام ہے اور جو چاہے دعاء مانگے۔ اور دعاء مانگنا سعی کے آداب میں ہے۔

اب سعی شروع کرے اور یہ بات ذہن میں رہے کہ اضطباع کیا تھا یہ اضطباع ختم ہو گیا طواف کی دو رکعت نماز پڑھنے سے پہلے پہلے، لہٰذا اسی حال میں یعنی مونڈھا ڈھکے ہوئے کی حالت میں سعی کرے، لوگوں کو دیکھا دیکھی سعی میں اضطباع نہ کرے۔ پھر ذکر کرتا ہوا صفا سے مروہ کی طرف چلے تھوڑی دور چل کر وہ ہرے نشانات آجائیں گے جس کو کتابوں میں "میلین اخضرین" کہا گیا ہے اب وہاں نہ ستون ہے، نہ پتھر ہے اب تو صرف ہرے رنگ کی ٹیوب لائٹ کی پٹی دیواروں اور چھت پر نظر آئے گی۔ یہ ٹیوب

لائٹ کی ہری پٹی دو جگہ چھت پر ہیں، ان دونوں جگہوں کے درمیان۔ یہاں پر صرف مردوں کو جب یہ کچھ فاصلہ پر رہ جائے تو دوڑ کر چلے مگر متوسط طریقے سے دوڑے (عورتوں کو دوڑنا نہیں ہے) جب دونوں میلوں سے نکل جائے تو اس کے بعد مروہ تک کی مسافت اپنی چال اور میانہ روی سے چل کر پورا کرتا ہے، یہاں تک مروہ پر پہنچے۔ اور کشادہ جگہ پر رک جائے ذرا داہنی جانب کو مائل ہو کر خوب بیت اللہ شریف کی طرف منھ کر کے کھڑا ہو اور پھر جس طرح صفا پر ذکر اور دعاء کی تھی یہاں پر بھی کرے، یہاں بھی دعاء قبول ہوتی ہے۔ یہ صفا سے مروہ تک ایک شوط (چکر) ہو گیا اس کے بعد مروہ سے پھر صفا کی طرف چلے اور دونوں میلوں کے درمیان پہلے کی طرح مرد دوڑ کر چلیں اور پھر صفا پر پہنچ کر پھر اسی طرح دعاء اور ذکر کریں جیسے شروع میں کیا تھا۔ یہ مروہ سے صفا تک دو پھیرے ہو گئے۔ اسی طرح سات پھیرے کرے، پھر سعی کے سات پھیرے پورے کرنے کے بعد دو رکعت نماز نفل مسجد حرام میں پڑھے۔ طواف کے بعد دو رکعت نماز جو ہے وہ واجب ہے لیکن سعی کے بعد دو رکعت نماز مستحب ہے۔ اگر کسی نے نہیں پڑھی تو قضاء نہیں کرنی، نیز یہ نماز مروہ پر ادا نہیں کرنی بلکہ مسجد حرام میں پڑھنی ہے۔

مسئلہ:- طواف میں ایک شوط مکمل ہوتا ہے خانہ کعبہ کے چاروں طرف ایک چکر لگانے کے بعد اور سعی میں صفا سے مروہ تک ایک شوط اور مروہ سے صفا تک دوسرا شوط ہوتا ہے۔ پورا پھیرا کرنے کا نام شوط نہیں ہے۔

(احکام حج: ص ۵۶ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۱۴۲ و کتاب الفقہ: ج ۱/ ص ۱۰۷۵)

صفا کے بجائے مروہ سے سعی کرنا؟

مسئلہ:- صفا سے سعی کرنا واجب ہے اگر بجائے صفا کے مروہ سے سعی شروع کی تو واجب چھوٹنے کی وجہ سے پہلا چکر غیر معتبر ہے۔ اس کے بعد سات چکر پورے کر لے۔ اگر اس وقت ساتواں چکر نہیں کیا تو بعد میں جب چاہے ایک چکر کر لے، البتہ سعی حج کی تکمیل سے قبل وقوف عرفات کر لیا، تو پوری سعی دوبارہ کرے، اگر

نہیں کی تو دم واجب ہے۔(احسن الفتاوی: ج ۴/ص ۵۱۸ و حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۵۸)

مسئلہ:- سعی صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا ہے۔اگر مروہ سے کسی نے ابتداء کی تو یہ پھیرا سعی کا شمار نہ ہوگا بلکہ صفا سے لوٹ کر آئے گا تو سعی شروع ہوگی اور سات چکر اس پھیرے کے علاوہ کرنے ہوں گے جو مروہ سے شروع کیا تھا۔

(معلم الحجاج: ص ۱۴۶)

مسئلہ:- سعی کو صفا سے شروع کرنا اور مروہ پر ختم کرنا واجب ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۱۴۴)

مسئلہ:- نفلی طواف تو ہوتا ہے لیکن نفلی سعی نہیں ہوتی۔(معلم الحجاج: ص ۱۵۰)

سعی کی غلطی کا حکم

مسئلہ:- اگر پوری سعی یا اکثر چکر سعی کے بلا عذر ترک کیے یا بلا عذر سوار ہو کر کیے تو حج ہو گیا لیکن دم واجب ہوگا اور پیدل اعادہ کرنے سے دم ساقط ہو جائے گا اور اگر عذر کی وجہ سے سوار ہو کر سعی کی تو کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر ایک یا دو یا تین چکر سعی کے چھوڑ دیئے یا بلا عذر سوار ہو کر کیے تو ہر چکر کے بدلے صدقہ لازم ہوگا۔

(احکام حج: ص ۱۰۳)

مسئلہ:- سعی کا ایک چکر چھوڑ دیا تو صدقہ دے، اسی طرح دو یا تین چکر چھوڑ دیئے تو ہر چکر کے عوض میں صدقہ واجب ہے۔ چار یا اس سے زیادہ چکر چھوڑنے پر دم لازم ہے۔ (احسن الفتاوی: ج ۴/ص ۵۱۸ و ہکذا حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۵۸)

سعی مقدم کرنا

مسئلہ:- اگر حاجی ازدحام (بھیڑ) سے بچنے کے لئے ساتویں، آٹھویں، ذی الحجہ کو منیٰ روانہ ہونے سے قبل سعی سے فراغت پانا چاہتا ہے تو سعی سے فارغ ہو جانا بلا کراہت جائز ہے لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ سعی سے قبل احرام باندھ کر ایک نفلی

طواف کرے، کیونکہ ہر سعی سے پہلے ایک نفلی طواف کا ہونا بھی شرط ہے اور اس طواف میں مردوں کے لئے احرام کی چادر کا اضطباع کرنا اور دوران طواف رمل کرنا بھی مسنون ہے۔ اگر سعی مقدم نہیں کرتا تو طواف زیارت کے بعد سعی کرے۔

(معلم الحجاج: ص ۲۲۱ بحوالہ اوجز المسالک: ج ۳/ص ۳۶۷)

سعی کے ضروری مسائل

مسئلہ:- اگر سواری پر سعی کر رہا ہے یعنی وہیل چیر وغیرہ پر تو دونوں سبز میلوں کے درمیان سواری کو تیز کر دے بشرطیکہ دوسرے لوگوں کو اس سے تکلیف وایذا نہ پہنچے۔ اور نہ اپنے کو تکلیف ہو۔

مسئلہ:- پیدل یا سواری کا دوڑانا سعی میں اس حد تک سنت ہے کہ دوسروں کو تکلیف دینے کا سبب نہ بنے۔ (احکام حج: ص ۵۷)

مسئلہ:- میلین اخضرین (سبز ٹیوب) کے درمیان زیادہ تیز دوڑنا مسنون نہیں بلکہ متوسط طریقے سے اتنا تیز چلنا چاہئے کہ رمل سے زیادہ اور بہت دوڑنے سے کم رفتار ہو۔

مسئلہ:- میلین کے درمیان ہر چکر میں جھپٹ کر تیز چلنا مسنون ہے۔

مسئلہ:- مُیلین کے درمیان جھپٹ کر نہ چلنا یا تمام سعی میں جھپٹ کر چلنا بُرا ہے لیکن اس سے دم یا صدقہ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ:- اگر ہجوم کی وجہ سے میلین کے درمیان دوڑنے میں دوسروں کو یا اپنے نفس کو تکلیف ہو تو دوڑنا سنت نہیں ہے جہاں موقع پائے دوڑے یا تیز چلنے والوں کی طرح حرکت کرے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۴۵)

مسئلہ:- اگر سعی کرتے ہوئے جماعت کھڑی ہو جائے یا نماز جنازہ ہونے لگے تو سعی چھوڑ کر نماز میں شریک ہو جائے اور پھر باقی پھیرے بعد میں پورے کر لے، اسی طرح اگر کوئی عذر پیش آجائے تو باقی پھیرے پھر پورے کر سکتا ہے۔

مسئلہ:- جائز بات چیت کرنا تو جو مشغول کرنے والا اور خشوع وخضوع کے منافی نہ ہو اور ایسا کھانا پینا جو سعی کے چکروں میں موجب فصل نہ ہو مباح ہے۔

(معلم الحجاج: ص۱۴۹)

(طواف وسعی نماز کی طرح نہیں ہے کہ ضروری بات چیت وغیرہ سے ٹوٹ جائے)

مسئلہ:- سعی کے سات چکر ہیں صفا سے مروہ تک ایک چکر ہوتا ہے اور مروہ سے صفا تک دوسرا چکر ہوتا ہے، اسی طرح سات چکر ہونے چاہئیں۔

(معلم الحجاج: ص۱۴۴)

مسئلہ:- خود سعی کرنا اگرچہ (معذوری میں) کسی سواری پر سوار ہو کر کرے نیز سعی میں نیابت جائز نہیں ہے مگر یہ کہ احرام سے پہلے کوئی شخص بیہوش ہو گیا تو اس کی طرف سے دوسرا شخص سعی کر سکتا ہے بشرطیکہ سعی کے وقت تک ہوش نہ آیا ہو۔

(معلم الحجاج: ۱۴۶)

مسئلہ:- ستر عورت یعنی ناف سے مردوں کو گھٹنے تک ڈھکنا گو ہر حال میں یہ ستر ڈھکنا فرض ہے مگر یہاں احرام میں اور زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے۔

(معلم الحجاج: ص۱۴۹)

(کیونکہ بعض مرتبہ احرام ہوا سے اڑنے لگتا ہے یا سوتے وقت بے پردگی ہو جاتی ہے)

مسئلہ:- سعی میں باوضو ہونا اور کپڑوں کا پاک ہونا مستحب ہے اور اس کے بغیر بھی سعی ہو جاتی ہے۔ (احکام حج: ص۵۹ و حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص۵۵)

مسئلہ:- سعی کے دوران وضو شرط نہیں ہے، اگر بغیر وضو کے سعی کر لی تو ادا ہو جائے گی اور یہی حکم وقوف عرفات کا ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۹ و ہکذا فتاوی رحیمیہ: ج ۱۰، ص ۳۱۹)

مسئلہ:- اگر طواف وسعی کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہو جائے تب بھی کوئی جزا واجب نہیں ہوتی۔ (معلم الحجاج: ص۱۴۳)

مسئلہ:- طواف کے بعد سعی ہو اور سعی کے سات چکر ہوں، ان میں سے ہر پھیرا واجب ہے۔

مسئلہ:- سعی پیدل ہو اگر بلا عذر سوار ہو کر سعی کی تو دوبارہ سعی کرنا یا دم دینا لازم ہے۔

مسئلہ:- سعی طواف کے بعد ہے اگر سعی طواف سے پہلے کر لی اور طواف بعد میں کیا تو وہ سعی شمار میں نہیں آئے گی۔ اور جہاں تک ممکن ہو اس کو پھر کرنا واجب ہے۔
(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۷۷ و ہکذا معلم الحجاج: ص ۱۴۸)

مسئلہ:- صفا و مروہ کے درمیان سعی میں نیابت جائز نہیں ہے اگر عذر ہو تو سعی سواری پر کی جاسکتی ہے۔ (غنیۃ الناسک: ص ۷۰)

سعی سے فارغ ہو کر کیا کرنا چاہئے؟

مسئلہ:- اگر احرام صرف عمرہ کا ہے یا حج میں تمتع کا ہے تو اب احرام اور عمرہ کے افعال تمام ہو گئے یعنی اب عمرہ کے تین عمل مکمل ہو گئے۔ ایک احرام۔ دوسرے طواف۔ تیسرے سعی۔

اور اب مستحب یہ ہے کہ آپ مطاف میں اگر دو رکعت نماز پڑھیں اور طواف کے بعد جو دو رکعت نماز ہے وہ واجب ہے لیکن سعی کے بعد دو رکعت نماز جو ہے وہ مستحب ہے۔ اگر کسی نے ادا نہیں کی تو اس کی قضاء نہیں کرنی ہے اور یہ نماز مروہ پر نہیں پڑھنی بلکہ مطاف پر آ کر ادا کرے۔

اب صرف آخری کام رہ گیا حلق یعنی بال منڈوانا اور قصر بال چھوٹے کروانا۔ مرد نائی کی دوکان پر جا کر اپنے بال منڈوائے یا چھوٹے کروائے یا ساتھ میں کچھ ساتھی ہوں وہ آپس میں مونڈھ لیں تو بھی جائز ہے۔ اس میں بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ اگر دو ساتھی ہیں تو ایک دوسرے کے بال کیسے بنائیں؟ لہٰذا پہلے نائی سے ایک بنوائے تب وہ دوسرے کے بنائے۔

یہ غلط بات ہے۔ بلکہ جب وہ سب کام عمرہ کے یا حج کے کر چکا ہے اور صرف اب احرام کھولنا باقی ہے تو اب اس کے لئے سب جائز ہے چاہے تو اپنے ساتھی کے پہلے بنادے، یا خود اپنے بنالے۔ یا ساتھی اس کے پہلے بنادے ہر صورت جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عورت کے بال کاٹنے کی یہ صورت ہوگی کہ سر کے سب بال اکٹھا کر کے آخر کے مٹھی میں پکڑے جو دو چار بال کچھ لمبے ہوں ان کو پہلے کاٹ کر نکال دے پھر اس کے بعد تقریباً انگلی کے ایک پورے کے برابر قینچی سے چاہے عورت خود ہی کاٹ لے یا اس کا شوہر یا ایک عورت دوسری عورت کے بال کاٹ دے، لیکن کسی غیر محرم سے نہ کٹوائے اور نہ مسجد میں بال گرائے بلکہ اپنے کمرہ پر یا مروہ کے باہر بال کاٹنے کی جگہ پر کاٹے اور حدود حرم میں ہی بال کاٹنا ضروری ہے۔

غرض بال کاٹنے کے بعد عمرہ کا عمل مکمل ہوگیا۔ حج تمتع میں دو چیزیں تھیں ایک حج دوسرے عمرہ تو عمرہ کا عمل پورا ہوگیا۔ اب آپ مکہ مکرمہ میں مقیم ہیں اس میں آپ کی حیثیت اب وہی ہے جو کسی مکہ مکرمہ کے باشندے کی۔ مکہ کے باشندہ کی طرح وہاں پر رہنا ہے مکہ مکرمہ میں جس طریقے سے مکی شخص حج کا احرام اپنے گھر سے باندھتا ہے اسی طریقے سے آپ کو اپنی قیام گاہ سے حج کا احرام باندھنا ہے۔

بہر حال مکہ مکرمہ میں جو قیام ہے اس قیام کے دوران نفل طواف کثرت سے کریں، نماز با جماعت کا پورا اہتمام کریں کم از کم ایک قرآن کریم حرم شریف میں ختم کرنے کی کوشش کریں اور موقع بہ موقع مکہ والوں کی طرح مسجد عائشہ جاکر نفلی عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر نفلی عمرہ کی سعادت کبریٰ حاصل کرتے رہیں نیز مکہ مکرمہ کے قیام کے زمانہ میں جو نفلی طواف کیئے جائیں گے ان میں اضطباع اور رمل نہیں ہوگا۔ اضطباع اور رمل ہر اس طواف کے بعد ہوتا ہے جس طواف کے بعد سعی ہوتی ہے، لیکن نفلی طواف کے بعد بھی دو رکعت طواف پڑھنا واجب ہے۔ محمد رفعت قاسمی

مسئلہ:- مفرد اور قارن جب طواف قدوم اور سعی سے فارغ ہوجائے تو اس کو احرام بندھے ہوئے ہی مکہ مکرمہ میں رہنا چاہئے اور ممنوعات احرام سے بچتا رہے اور متمتع جس وقت عمرہ کے طواف اور سعی سے فارغ ہوجائے تو بال منڈوالے یا چھوٹے کروالے، اس کے بعد وہ حلال ہوگیا۔ جو چیزیں احرام کی وجہ سے اس کے لئے منع ہوگئی تھیں اب وہ حلال ہوگئیں اور جب دوبارہ احرام نہ باندھے گا حلال رہیں گی اور حج کے لئے آٹھ تاریخ گویا اس سے پہلے حج کا احرام باندھنا ہوگا۔

(احکام حج: ص ۵۸ وہکذا معلم الحجاج: ص ۱۵۰)

حج کے فرائض

حج کے اصل فرض تین ہیں (۱) احرام (۲) وقوف عرفات یعنی نو ذی الحجہ کو زوال افتاب کے وقت سے دس ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت ٹھہرنا، اگرچہ ایک لحظہ ہی کیوں نہ ہو۔ (۳) طواف زیارت دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لے کر بارہویں ذی الحجہ تک سر کے بال منڈوانے یا کتروانے کے بعد کیا جاتا ہے۔

ارکان حج

(۱) طوافِ زیارت (۲) وقوف عرفہ۔ ان دونوں میں زیادہ اہم اور اقویٰ وقوفِ عرفہ ہے۔

مسئلہ:- ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہ ہوگا اور اس کی تلافی دم یعنی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ:- ان تینوں فرائض کا ترتیب وار ادا کرنا اور ہر فرض کو اس کے مخصوص مکان (جگہ) اور وقت میں کرنا بھی واجب ہے۔

حج کے واجبات

حج کے واجبات چھ ہیں (۱) مزدلفہ میں وقوف کے وقت ٹھہرنا، (۲) صفا اور مروہ

کے درمیان سعی کرنا۔ (۳) رمی حجار یعنی کنکریاں مارنا (۴) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا (۵) سر کے بال منڈوانا یا کتروانا (۶) آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والے کو طواف وداع کرنا۔

مسئلہ:۔ واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی واجب چھوٹ جائیگا تو حج ہو جائے گا۔ خواہ قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر، لیکن اس کی جزاء لازم ہوگی خواہ قربانی یا صدقہ (جیسا کہ جنایات میں آئیگا) البتہ اگر کوئی فعل کسی معتبر عذر کی وجہ سے چھوٹ گیا تو جزاء لازم نہیں آئیگی۔ (معلم الحجاج: ص ۸۹ و فتاویٰ عالمگیری کتاب الحج: ص ۱۱۱ و مظاہر حق: ج ۳/ص ۴۱۶)

حج کی سنتیں

(۱) طواف قدوم (۲) طوافِ قدوم میں یا طوافِ فرض میں اکڑ کر چلنا (۳) دونوں سبز نشانوں کے درمیان سعی میں جلدی چلنا (۴) قربانی کی راتوں میں سے ایک رات منیٰ میں قیام کرنا (۵) سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات جانا (۶) سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ آجانا (۷) مزدلفہ میں رات گذارنا (۸) تینوں جمرات میں ترتیب قائم رکھنا۔ (فتاویٰ عالمگیری کتاب الحج: ص ۱۸)

مسئلہ:۔ سنت کا حکم یہ ہے کہ ان کو قصداً چھوڑنا برا ہے اور کرنے سے ثواب ملتا ہے اور ان کے ترک یعنی چھوڑنے سے جزاء لازم نہیں آتی ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۹۰ و کتاب الفقہ: ص ۱۰۴۴ و علم الفقہ: ج ۵/ص ۲۵)

مسئلہ:۔ مکروہات کا حکم یہ ہے کہ جس عمل میں کسی مستحب کو ترک (چھوڑیگا) کرے گا اس کے ثواب میں کمی آئے گی اور سنت مؤکدہ کے ترک پر سختی اور ڈانٹ بھی ہوگی اور واجب کے ترک کرنے پر عذاب ہوگا (جب کہ اس گناہ سے توبہ نہ کرے) اور جزاء میں دم (قربانی) یا صدقہ دینا بھی لازم ہوگا اور واجبات کے علاوہ اور چیزوں یعنی مستحبات وسنن کے ترک پر قربانی یا صدقہ کوئی جزاء لازم نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۱۷ بحوالہ عمدۃ الفقہ: ج ۴/ص ۸۷)

حج کی قسمیں

حج کی تین قسمیں ہیں اور تینوں کے کچھ الگ الگ مسائل ہیں۔
(۱) حج افراد (۲) حج قران (۳) حج تمتع

(۱) حج افراد

افراد کے لغوی معنٰی ہیں اکیلا کرنا، تنہا کام کرنا وغیرہ اور اصطلاح شرع میں افراد سے مُراد وہ حج ہے جس کے ساتھ عمرہ نہ کیا جائے، صرف حج کا احرام باندھا جائے اور صرف حج کے ارکان وغیرہ ادا کئے جائیں۔ اس قسم کے حج کا نام افراد ہے اور ایسا حج کرنے والے کو ''مفرِدْ'' کہتے ہیں۔ مفرد احرام باندھتے وقت صرف حج کی نیت کرے اور سارے ارکان حج ادا کرے نیز مفرد پر قربانی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ:- حج افراد میں جو احرام باندھا جائے گا (مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلے عمرہ نہیں کرے گا) وہ افعالِ حج پورے کرنے تک باقی رہے گا۔

(۲) حج قران

قران یعنی حج اور عمرہ کو ایک ساتھ کرنا۔ قران کے معنٰی لغت میں دو چیزوں کو باہم ملانے کے ہیں اور اصطلاح شرع میں قران حج اور عمرہ کا احرام دونوں ایک ساتھ باندھ کر (یعنی ایک ہی احرام میں دونوں کی نیت کر کے) ایک ساتھ حج اور عمرہ کے ارکان ادا کرنے کو قران کہتے ہیں، کیونکہ اس صورت میں حج اور عمرہ دونوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔

قران کا طریقہ

قران کا طریقہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات پر پہنچ کر یا اس سے پہلے غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر احرام کے کپڑے پہن کر دو رکعت نماز سر احرام کی چادر سے

ڈھانک کر پڑھو۔ سلام کے بعد سر کھولو اور دل میں حج اور عمرہ دونوں کے احرام کی نیت کرلو۔ اور باقی احکام احرام عمرہ کے سب وہی ہیں جو حج مفرد کے لئے ہیں۔

جب مکہ مکرمہ پہنچو تو مسجد حرام میں مسجد کے آداب کے مطابق داخل ہوکر اوّل عمرہ کا طواف مع اضطباع (یعنی احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال کر) اور ''رمل'' (یعنی تین چکروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر بھیڑ نہ ہو تو تیزی سے چلنا طواف میں) کے طواف سے فارغ ہوکر نماز طواف دو رکعت اور آب زمزم وغیرہ سے فارغ ہوکر حجر اسود کا استیلام (یعنی ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرکے چومنا اگر بوسہ نہ ہوسکے تو) کرکے باب الصفا سے نکل کر عمرہ کی سعی کرو، سعی کے بعد عمرہ کے افعال پورے ہوگئے لیکن عمرہ کی سعی کے بعد حجامت (بال) نہ بنواؤ کیونکہ تم نے حج کا احرام بھی باندھا ہے، سعی کے فوراً بعد یا ٹھہر کر مگر جہاں تک ہوسکے طواف قدوم جلدی کرلو ورنہ وقوفِ عرفہ سے پہلے پہلے طواف قدوم سے فارغ ہوجاؤ۔

عمرہ اور طواف قدوم سے فارغ ہوکر احرام باندھے ہوئے احرام کی پابندی کی رعایت رکھتے ہوئے مکہ مکرمہ میں قیام کرو اس کے بعد آٹھ ذی الحجہ کو منیٰ جاؤ اور نویں کو عرفات جاؤ۔ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کے احکام میں حج قران اور حج افراد کے احکام میں کچھ فرق نہیں۔ پھر دسویں تاریخ کو منیٰ میں آکر جمرہ اخریٰ کی رمی کرو اس کے بعد قران کے شکریہ میں قربانی کرو اور اس کے بعد سر کے بال منڈوا کر یا کترواکر تم حلال ہوگئے۔ علاوہ عورت سے صحبت و بوس و کنار کے وہ سب چیزیں جو احرام کی وجہ سے منع تھیں جائز ہوگئیں۔ اس کے بعد طواف زیارت کرلو۔ (علم الفقہ: ج ۵/ص ۷۳ و معلم الحجاج: ص ۱۱۳۔ احکام حج: ص ۲۸۔ معارف القرآن: ج ۱/ص و معارف الحدیث کتاب الحج)

(۳) حج تمتع

تمتع کے لغوی معنیٰ ہیں کچھ وقت تک فائدہ اٹھانا اور اصطلاح شرع میں تمتع کے

معنی ہیں حج تمتع کرنا، حج تمتع یہ ہے کہ آدمی عمرہ اور حج ساتھ ساتھ کرے لیکن اس طرح کہ دونوں کے احرام الگ الگ باندھے اور عمرہ کر لینے کے بعد احرام کھول کر ان ساری چیزوں سے فائدہ اُٹھائے جو احرام کی حالت میں ممنوع ہو گئی تھیں، اور پھر حج کا احرام باندھ کر حج ادا کرے، اس طرح حج میں چونکہ عمرے اور حج کی درمیانی مدت میں احرام کھول کر حلال چیزوں سے فائدہ اٹھانے کا کچھ وقت مل جاتا ہے اس لئے اس کو حج تمتع کہتے ہیں۔ بخلاف قارن کے کہ وہ عمرے سے فارغ ہو کر بھی احرام کی حالت میں رہتا ہے اور ان چیزوں سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہے۔

مسئلہ:- تمتع قران سے افضل نہیں ہے لیکن افراد سے افضل ہے۔

تمتع کا طریقہ

تمتع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میقات سے پہلے عمرہ کی نیت سے احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کیا جائے۔

عمرہ سے فارغ ہو کر بال منڈا کر یا کتروا کر حلال ہو جائے یعنی احرام اتار کر عام کپڑے پہن لے احرام کی پابندیاں ختم ہو جائیں گی اس کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کرے یا کسی اور جگہ جانا چاہے جائے (مدینہ، جدہ وغیرہ) مگر اپنے وطن نہ جائے اور جب حج کا وقت آجائے تو حج کا احرام باندھ کر حج کرے اور دس ذی الحجہ کو رمی، قربانی اور بال کٹوا کر احرام کھولا جائے۔

مسئلہ:- تمتع کے لئے آفاقی یعنی میقات سے باہر رہنے والا ہونا شرط ہے مکہ مکرمہ میں رہنے والے اور میقات کے اندر رہنے والے کو تمتع جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:- حج تمتع کرنیوالا ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ حج سے پہلے کر سکتا ہے۔

مسئلہ:- دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں قربانی کرنا، قارن، تمتع پر واجب ہے مفرد کے لئے مستحب ہے۔

مسئلہ:- حج کی تینوں قسموں میں نیت کا دل سے کر لینا کافی ہے اور زبان سے اپنے اپنے محاورہ میں ادا کر لینا درست ہے اور عربی زبان میں کہے تو بہتر ہے مثلاً حج افراد میں نیت اس طرح کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْهُ لِیْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّیْ. یا اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان فرمائے اور قبول فرمائیے۔

اور حج قران میں اس طرح نیت کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّیْ. یا اللہ میں حج و عمرہ دونوں کا ارادہ کرتا ہوں یہ دونوں میرے لئے آسان فرما دیجئے اور قبول فرمائیے۔

اور تمتع کی صورت میں پہلے احرام کے وقت اس طرح نیت کرے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَةَ فَیَسِّرْهَا لِیْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ. یا اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما دیجئے اور قبول فرمائیے

یہاں پر نیت کے عربی اور اُردو دونوں طرح کے الفاظ لکھ دیئے گئے ہیں، کسی کو عربی الفاظ یاد کرنے میں دشواری ہو تو اُردو، فارسی، پنجابی، سندھی، بنگلہ، پشتو، غرض یہ کہ جو بھی اپنی مادری زبان ہو اس میں یہ مضموم ادا کر دینا صحیح ہے۔

(احکام حج: ص ۳۰ و معلم الحجاج: ص ۲۲۰ علم الفقہ: ج ۷ عالمگیری، معارف القرآن: ج ۱/ص ۴۲۶ معارف الحدیث کتاب الحج کتاب الفقہ علی مذاہب ص ۱۱۳۸ و آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۷۷)

مسئلہ:- حج کا احرام باندھنے والے افراد یا قران یا تمتع کا اختیار ہے۔ البتہ حج قران باقی دونوں سے افضل ہے۔ اور تمتع افراد سے بہتر ہے۔

یاد رہے کہ قران کا افضل ہونا اُسی حالت میں ہے کہ جب ممنوعات احرام میں سے کسی امر ممنوع کے سرزد ہو جانے کا اندیشہ نہ ہو، کیونکہ حج قران میں لمبے عرصہ تک حالتِ احرام میں رہنا ہوتا ہے۔ اگر کسی کو ایسی بات کے سرزد ہونے کا اندیشہ ہو تو تمتع ہی

سب سے افضل ہے، کیونکہ اس میں احرام کی حالت میں احرام کے اندر تھوڑے دن رہنا ہوتا ہے اور اس میں انسان کے لئے اپنے نفس پر قابو رکھنا آسان ہے۔
(کتاب الفقہ: ج ا/ص ۱۱۳)

حج کے بعض ضروری مسائل

مسئلہ:- بھیک مانگ کر حج کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اس طرح حج کرنے سے حج ادا ہو جائے گا مگر سوال کرنے کا گناہ بھی ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۱۹۰ وطحاوی: ج ۲/ص ۳۹۴ وفتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۱۸ بحوالہ بحرالرائق: ج ۲/ص ۳۳۵)

مسئلہ:- کوئی شخص غریب کو حج کیلئے رقم دے اور وہ قبول کرلے تو اس پر حج رض ہو جائے گا بشرطیکہ دوسرا کوئی عذر نہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۱۳ وشامی: ج ا/ص ۱۹۶)

مسئلہ:- جس پر حج فرض ہو اس کو پہلے حج کرنا چاہئے اس کے بعد اگر ُنجائش ہو مسجد بھی تعمیر کرائے وہ بھی کارِ ثواب ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۲۱، ردالمحتار: ج ۲/ص ۱۹۰)

(حج فرض ہونے کے بعد پہلے اس کی ادائیگی ضروری ہے بقیہ چیزوں کا درجہ اس کے بعد ہے۔) محمد رفعت قاسمی

مسئلہ:- یتامیٰ وفقراء کو روپیہ دینے سے فریضۂ حج سے سبکدوش نہیں ہو سکتا، لبتہ دوسری صورت یعنی حج بدل ہو سکتی ہے۔ (جب کہ جانے سے معذور ہو)
(فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶/ص ۵۳۲)

مسئلہ:- جو شخص حج تمتع کا احرام باندھ کر مکہ مکرمہ پہنچا اور عمرہ کے افعال ادا ُر کے حلال ہو گیا تو اس کے بعد وہ مدینہ منورہ جا سکتا ہے۔ اور جب مدینہ منورہ سے اپس لوٹے تو بہتر یہ ہے کہ حج افراد کا احرام باندھ کر آئے اور اگر عمرہ کا احرام باندھ کر ۤئے اور عمرہ کر کے حلال ہو جائے اور ایام حج آنے پر پھر حج کا احرام باندھ کر حج کرلے ں کا تمتع صحیح ہوگا اور تمتع کا انعقاد پہلے عمرہ سے ہوگا۔ البتہ قران کا احرام باندھ کر آنا

ممنوع ہے۔ اس لئے کہ یہ حکماً مکی ہے اگر قران کا احرام باندھ کر آئیگا تو دم لازم ہوگا۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۶/ص ۳۹۴)

مسئلہ:- ہوائی جہاز میں پرواز سے قبل نماز صحیح ہے، حالت پرواز میں بلاضرورت صحیح نہیں، قضاء کا خطرہ ہو تو بحالت پرواز ہی پڑھ لیں بعد میں اعادہ واجب نہیں۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۶)

مسئلہ:- آفاقی حاجی کا اشہر حج میں میقات سے باہر نکلنے سے تمتع باطل نہیں ہوتا مگر نکلنا بہتر نہیں ہے اور اگر نکل جائے تو حج افراد کا احرام باندھ کر آنا بہتر ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۶/ص ۲۹۹ بحوالہ زبدۃ المناسک: ج ۲/ص ۱۵)

مسئلہ:- غیر شادی شدہ حج کر سکتا ہے جب کہ حج فرض ہو چکا ہو۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۳۶)

مسئلہ:- کافر کے روپیہ سے مسلمان حج کر سکتا ہے جب کہ اس نے ہبہ کر دیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۷/ص ۱۹۲)

مسئلہ:- حجاج کرام کے لئے مسافر خانہ تعمیر ہو اس میں تعاون کرنا بڑا ثواب کا کام ہے، کسی مرحوم کے لئے بھی اس میں رقم دے سکتے ہیں مرحوم کو ثواب پہنچ جائے گا۔ لیکن زکوٰۃ وصدقاتِ واجبہ اس میں دینا درست نہیں ہے، البتہ صدقاتِ نافلہ دے سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ۔ ج ۸/ص ۱۹)

مسئلہ:- تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے جب کہ شرائط حج موجود ہوں، نیز ایک مرتبہ سے زیادہ حج کرے گا تو وہ نفل ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۴۷)

طریقہ حج تمتع ایک نظر میں

(۱) میقات سے احرام باندھیں۔ (۲) مکہ آکر طواف کریں (یہ سات چکر ہیں جو حجر اسود سے شروع ہوں گے اور اسی پر ختم ہوں گے اس کے لئے وہاں فرش پر ایک موٹی سی لکیر ہوتی ہے اور دیوار پر اس کی سیدھ میں سبز رنگ کا راڈ)۔

طواف کے بعد دو رکعتیں واجب ہیں (مکروہ وقت میں فوراً نہ پڑھیں، بلکہ مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد پڑھیں) یہ دو رکعتیں کعبہ کی طرف منھ کرکے مقام ابراہیم کو سامنے لے کر کے پڑھیں۔ پھر زمزم پی کر سعی کے لئے جائیں۔ صفا سے شروع کریں مروہ تک ایک چکر، اسی طرح سات چکر لگائیں۔ اس کے بعد دو رکعت پڑھیں، اور اب سر پر اُسترا پھرائیں (حلق کرائیں)۔

یہ عمرہ ہوا۔ اب احرام کھولو۔ اس طرح سے حج تمتع ہوگا۔ اب مکہ میں اپنے کپڑوں میں رہے گا۔ طواف کرتا رہے وہاں پر بڑی عبادت طواف ہی ہے جتنا وقت فرض وغیرہ سنتوں سے بچے اسی میں لگائے۔ اور حرم پاک میں زیادہ سے زیادہ وقت گزارے۔ یہاں تک کہ ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ آئے۔ ۸؍ذی الحجہ کو طواف کر کے سعی کرے اور منیٰ جائے۔ (یہ سعی مقدم ہوگی)۔

۸؍ذی الحجہ سے منیٰ میں ظہر سے لے کر ۹؍ذی الحجہ کو سورج نکل آئے تو وہاں عرفات کے لئے چلے۔ زوال سے پہلے عرفات پہنچے۔ وہاں کچھ دیر لیٹے بیٹھے۔ ظہر کا وقت آئے تو ظہر پڑھے۔ (اگر امام الحج کے پیچھے پڑھے تو ظہر اور عصر اکٹھے پڑھے گا پہلے ظہر پھر عصر اگر اپنے خیمہ میں ہو تو صرف ظہر پڑھے گا) پھر وقوف کریں۔ دعائیں پڑھے، کلمہ طیبہ، شہادت، تمجید، استغفار، جس قدر ہو سکے پڑھے، کھڑے ہو کر پڑھتا رہے، کھڑے کھڑے تھک جائے تو بیٹھ کر پڑھے۔

عصر کا وقت آئے تو عصر پڑھے۔ پھر غروب تک اسی طرح دعا اور ذکر میں مشغول

رہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہوجائے۔ غروب کے بعد وہاں سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہوجائے ابھی مغرب کی نماز نہ پڑھے۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشا اکٹھے ہی عشا کے وقت میں پڑھ لے۔ پھر جی چاہے سو جائے۔ ویسے بیداری بھی بہتر ہے، اٹھ کر تسبیح، درود، استغفار میں مشغول ہوجائے۔ تہجد پڑھ لے۔ حتیٰ کہ صبح صادق ہوجائے۔ فجر کی نماز غلس (اندھیرے میں) لیکن صبح صادق کے بعد پڑھ لے۔ یہاں وقوف کرے اور کھڑا ہوکر کچھ دیر دعا کرے یہ ۱۰ر ذی الحجہ آ گئی۔ یہیں مزدلفہ سے کنکریاں اٹھائے ۴۹ یا ۷۰ (اُنچاس یا ستر) احتیاطاً کچھ زائد کنکریاں ساتھ رکھے۔ اور یہاں سے روانہ ہوکر واپس منیٰ آئے۔ جمرۂ عقبہ پر سات کنکریاں مارے۔ واپس آئے اور منیٰ میں ہی قربانی کرے سر منڈائے۔ اب احرام کھولے کپڑے پہن کر مکہ آئے اب طواف زیارت کرے۔ یہ طواف رُکن (فرض) ہے۔ طواف کے بعد واپس منیٰ آئے۔ رات کو وہیں رہے۔ صبح کو اٹھ کر یہ ۱۱ر ذی الحجہ ہے بعد زوال پہلے شیطان کو سات کنکریاں مار کر ایک طرف ہوکر دعا کرے۔ پھر دوسرے شیطان کو کنکریاں مار کر کچھ دور ہوکر دعا کرے، پھر تیسرے کو کنکری مارے اور دعا کئے بغیر واپس آئے۔ اب پھر منیٰ میں رات کو رہے۔ صبح کو یہ ۱۲ر ذی الحجہ کی صبح ہے پھر زوال کے بعد اسی طرح کنکریاں مارے رات کو پھر منیٰ میں ٹھہرنا چاہئے اور صبح ۱۳ر ذی الحجہ کو اسی طرح کنکریاں مار کر تب مکہ واپس آئے۔ اگر ۱۲ر کو ہی کنکریاں مار کر مکہ واپس جانا چاہے تو بھی جائز ہے، مگر غروب سے قبل منیٰ سے نکلے۔ مکہ آئے حج مکمل ہوگیا۔

(بیان فرمودہ: حضرت مولانا اقدس مفتی محمود حسن گنگوہیؒ مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند)

(ماہنامہ النور جنوری ۲۰۰۲ء)

☆ ☆ ☆

مناسکِ حج ایک نظر میں
حج کا پہلا دن
۸رذی الحجہ
مکہ سے منیٰ کو روانگی
منیٰ میں آج کے دن
ظہر
عصر
مغرب
عشاء پڑھنی ہیں
رات منیٰ میں قیام
حج کا دوسرا دن
۹رذی الحجہ
فجر کی نماز منیٰ میں ادا کرکے عرفات کو روانگی
ظہر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے
وقوف عرفات
عصر کی نماز عرفات میں پڑھنی ہے
مغرب کے وقت مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی
مغرب اور عشاء کی نمازیں عشاء کے وقت مزدلفہ میں ادا کرنی ہیں
رات میں مزدلفہ میں قیام کرنا
حج کا تیسرا دن
۱۰رذی الحجہ
مزدلفہ میں فجر کی نماز کے بعد منیٰ کو روانگی
پہلے
بڑے شیطان کی رمی
پھر
قربانی کرنا
پھر
سر کے بال منڈوانا یا کتروانا
اس کے بعد احرام اتاریں
پھر
طواف زیارت کو مکہ جانا
رات منیٰ میں قیام
حج کا چوتھا دن
۱۱رذی الحجہ
منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک
پہلے
چھوٹے شیطان کی
پھر
درمیانے شیطان کی
پھر
بڑے شیطان کی رمی
رمی کرنا ہے
طواف زیارت اگر کل نہیں کیا تھا تو آج کرلیں
رات منیٰ میں قیام
حج کا پانچواں دن
۱۲رذی الحجہ
منیٰ میں رمی کرنا زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک
پہلے
چھوٹے شیطان کی
پھر
درمیانے شیطان کی
پھر
بڑے شیطان کی رمی
رمی کرنا ہے
طواف زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج مغرب سے پہلے ضرور کرلیں
۱۳رذی الحجہ کو اگر قیام کا ارادہ ہے تو کنکریاں زوال سے پہلے ماری جاسکتی ہیں

نوٹ: رمیٔ جمرۂ عقبیٰ وقربانی وسر کے بال منڈانا۔ ان تینوں میں ترتیب واجب ہے۔ لیکن طواف زیارت کی ترتیب واجب نہیں ہے۔

طوافِ زیارت کا وقت ۱۰؍ذی الحجہ کی فجر سے ۱۲؍ذی الحجہ کے غروب آفتاب یعنی مغرب تک ہے۔ نیز طوافِ زیارت سے رات کے کسی حصے میں بھی فارغ ہو سکتے ہیں۔

(محمد رفعت قاسمی)

حج کا پہلا دن ۸؍ذی الحجہ

آٹھ ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد احرام کی حالت میں سب حاجیوں کو منیٰ جانا ہے۔ مُفرِد جس کا احرام حج کا ہے اور قارن جس کا احرام حج وعمرہ دونوں کا ہے ان کے احرام تو پہلے سے بندھے ہوئے ہیں، متمتع جس نے عمرہ کر کے احرام کھول دیا تھا، اسی طرح اہل حرم آج پہلے احرام باندھیں، سنت کے مطابق غسل کر کے احرام کی چادریں پہن کر مسجد حرام میں آئیں اور مستحب یہ ہے کہ طواف کریں اور دوگانہ طواف ادا کرنے کے بعد احرام کے لئے دو رکعت پڑھیں اور حج کی نیت اس طرح کریں کہ "یا اللہ میں آپ کی رضا کے لئے حج کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان کر دیجئے اور قبول فرمائیے۔" اس نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھیں "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" تلبیہ پڑھتے ہی احرام حج شروع ہوگیا۔ اب احرام کی تمام پابندیاں لازم ہوگئیں، اس کے بعد منیٰ کو روانہ ہو جائیں (مکہ مکرمہ سے منیٰ تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے) آٹھویں تاریخ کی ظہر سے نویں تاریخ کی صبح تک منیٰ میں پانچ نمازیں پڑھنا اور اس رات کو منیٰ میں قیام کرنا سنت ہے، اگر اس رات کو مکہ مکرمہ میں رہا یا پہلے عرفات میں پہنچ گیا تو مکروہ ہے۔

(احکام حج: ص ۶۰)

مسئلہ: - اگر کوئی شخص آٹھویں تاریخ سے پہلے ہی منیٰ میں موجود ہو تو وہ

وہیں سے احرام کی نیت کرے گا، اور تلبیہ کہنا شروع کر دیگا۔ مکہ مکرمہ آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص۳۴)

حج کا دوسرا دن ۹رذی الحجہ (یوم عرفہ)

مسئلہ:- نویں ذی الحجہ یوم عرفہ آج حج کا سب سے بڑا رکن ادا کرنا ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، آج سورج نکلنے کے بعد جب دھوپ پھیل جائے منٰی سے عرفات کو روانہ ہو جائیے۔ (تقریباً مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر عرفات حدود حرم سے باہر ہے) وقوف کے لفظی معنٰی ٹھہرنے کے ہیں۔ نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے صبح صادق تک کے درمیانی حصہ میں کسی قدر ٹھہرنا حج کا رکن اعظم ہے اور نویں کے غروب تک عرفات میں ٹھہرنا واجب ہے۔

مسئلہ:- مستحب یہ ہے کہ زوالِ آفتاب سے پہلے غسل کر کے اور اگر اس کا موقع نہ ملے تو وضو بھی کافی ہے، اس طرح تیاری کر کے جائے وہاں پر امام خطبہ دے گا جو کہ سنت ہے واجب نہیں ہے، پھر ظہر وعصر کی دونوں نمازیں ظہر ہی کے وقت میں ایک ساتھ پڑھائے گا، اس صورت میں ظہر کی دو سنتیں بھی چھوڑ دی جائیں گی۔

مسئلہ:- وقوفِ عرفات جو حج کا رکنِ اعظم ہے حدود عرفات سے باہر نہ ہو، نیز مسجد نمرہ میدان عرفات کے بالکل کنارہ پر ہے اس کی مغربی دیوار کے نیچے کا حصہ عرفات سے خارج ہے، اس کو بطن عرفہ کہا جاتا ہے یہ حصہ عرفات میں داخل نہیں ہے، لہٰذا یہاں کا وقوف معتبر نہیں بطن عرفہ والے وقوف کے وقت اس سے نکل کر حدودِ عرفات میں آ جائیں تو حج درست ہو جائے گا ورنہ ان کا حج ہی نہیں ہوگا۔

اس بات کو خوب سمجھ لیا جائے بعض معلموں کے کہنے پر نہ رہیں۔ عرفات کے پورے میدان میں جس جگہ چاہے ٹھہر سکتا ہے۔

مسئلہ:- نو ذی الحجہ کی نماز فجر کے بعد سے تکبیر تشریق ہر نماز کے بعد بلند

آواز سے پڑھیں اور تیرہ ذی الحجہ کی عصر تک تمام فرائض نمازوں کے بعد یہ تکبیر پڑھنی ضروری ہے۔ (احکامِ حج: ص ٦١)

عرفات سے مزدلفہ کو روانگی

جیسے ہی سورج غروب ہو جائے تو عرفات سے مزدلفہ روانہ ہو جائیں اور مزدلفہ منیٰ سے مشرق کی طرف تقریباً تین میل کے فاصلہ پر حدود حرم کے اندر ہے۔ عرفات کے وقوف سے فارغ ہو کر دسویں ذی الحجہ کی شب میں مزدلفہ پہنچنا ہے۔ اور مغرب اور عشاء کی دونوں نمازوں کو عشاء کے وقت میں جمع کر کے پڑھنا ہے۔ اس کے راستہ میں ذکر اللہ اور تلبیہ پڑھتا ہوا چلے۔ اس روز حجاج کے لئے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھنا جائز نہیں ہے۔ واجب ہے کہ مغرب کو مؤخر کر کے مزدلفہ میں عشاء کے ساتھ پڑھے اور مغرب کے فرض کے فوراً بعد عشاء کے فرض پڑھے مغرب کی سنتیں اور عشاء کی سنت اور وتر سب بعد میں پڑھے۔ (احکام حج: ص ٦٨)

(یہ رات آپ کو مزدلفہ میں گزارنی ہے، مزدلفہ میں ساری رات جاگنا افضل ہے، لیکن لیٹنا یا سونا منع نہیں ہے، عرفات سے تھکاوٹ ضرور ہوگی اس لئے آپ کو چاہئے کہ مغرب وعشاء سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر سو جائیں اور پھر تازہ دم ہو کر عبادت میں مشغول ہو جائیں۔) محمد رفعت قاسمی

مسئلہ:- وقوفِ مزدلفہ واجب ہے، اس کا وقت صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے سے کچھ پہلے تک ہے، اگر کوئی طلوع فجر کے بعد تھوڑی دیر ٹھہر کر منیٰ کو چلا جائے طلوع آفتاب کا انتظار نہ کرے تو بھی واجب وقوف ادا ہو گیا اور واجب کی ادائیگی کے لئے اتنا بھی کافی ہے کہ نماز فجر مزدلفہ میں پڑھ لے مگر سنت یہی ہے کہ سورج نکلنے تک ٹھہرے۔

مسئلہ:- جب سورج نکلنے میں کچھ دیر بقدر دو رکعت کے باقی رہے تو مزدلفہ سے منیٰ کے لئے روانہ ہو جائے اس کے بعد تاخیر کرنا خلاف سنت ہے، اور روانہ ہونے

سے قبل ہی رمی کے لئے تقریباً ستر کنکریاں بڑے چنے یا کھجور کی گٹھلی کے برابر مزدلفہ سے اٹھا کر ساتھ لے جائے یا راستہ میں یا کسی اور جگہ سے اٹھانا درست ہے، لیکن جمرات کے پاس سے نہ اُٹھائے۔ حدودِ حرم میں جہاں سے چاہے اٹھا سکتا ہے۔

(معلم الحجاج: ص ۲۰۰ و احکام حج: ص ۷۶)

حج کا تیسرا دن دس ذی الحجہ

آج ذی الحجہ کی دسویں تاریخ ہے اور حج کا تیسرا دن اس میں حج کے بہت سے کام واجبات و فرائض ادا کرنے ہیں، پہلا واجب وقوفِ مزدلفہ کا ہے اسی لئے حجاج کرام سے نمازِ عید معاف کر دی گئی ہے، جیسے ہی آپ مزدلفہ سے منیٰ لوٹ کر آئیں سب سے پہلے اپنے خیمے پہنچ کر اپنا سامان وغیرہ رکھ کر اگر آرام وغیرہ کرنا چاہیں تو کر لیں اس کے بعد آپ کو منیٰ میں تین کام بالترتیب کرنے ہیں اور اس ترتیب کا باقی رکھنا واجب ہے خلاف ورزی کی صورت میں دم واجب ہوگا۔

(۱) منیٰ میں آنے کے بعد سب سے پہلا کام جمرۂ عقبہ (بڑے شیطان) کی رمی ہے جو آج کے دن واجب ہے یعنی سات کنکریاں مارنا واجب ہے۔ (۲) دوسرا کام حج کی قربانی کرنا ہے۔ (۳) تیسرا کام سر کے بال منڈانا یا کتروانا ہے۔

آج دس ذی الحجہ کو بڑے شیطان کو کنکریاں مارنی ہیں۔ اور کنکریاں مارنے سے پہلے جو مکہ مکرمہ میں احرام باندھنے کے بعد تلبیہ کا سلسلہ شروع ہوا تھا وہ اب کنکریاں مارنے کے وقت بند ہو جاتا ہے۔

منیٰ میں تین مقامات پر جمرات کے نشان نصب ہیں یہاں پر مختلف زبانوں میں لکھا ہوا ہے۔ پہلا جمرہ مسجد خیف کے نزدیک ہے اس کو "جمرہ اولیٰ" کہتے ہیں اور دوسرا جمرہ اس سے تھوڑی دور پر اسی راستہ میں آتا ہے اس کو "جمرہ وسطیٰ" کہتے ہیں۔ تیسرا جمرہ منیٰ کے آخر میں ہے اس کو "جمرہ عقبہ" کہتے ہیں۔ آج دسویں تاریخ کو صرف جمرہ عقبہ (بڑے شیطان) پر سات کنکریوں کے رمی کرنا ہے اور رمی کے معنٰی کنکری یا پتھری

مارنے کے ہیں۔ دسویں تاریخ ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ کی رمی کی جاتی ہے اس کا وقت طلوع آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے۔

رمی کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک کنکری داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے چٹکی میں پکڑیں اور مرد ہاتھ اتنا اٹھائیں کہ بغل کھل جائے اور ہر کنکری مارتے وقت "بسم اللہ اللہ اکبر" کہتا رہے اور یاد رہے تو یہ دعا بھی پڑھے۔

رَغْمًا لِلشَّيْطَانِ وَرِضًى لِلرَّحْمٰنِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَسَعْيًا مَشْكُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا.

پہلے دن رمی کے بعد دعاء کے لئے ٹھہرنا سنت نہیں ہے اور اس تاریخ میں دوسرے جمرات کی رمی کرنا جہالت ہے۔

دسویں تاریخ کا تیسرا واجب، قارن اور متمتع پر قربانی واجب ہے کہ جمرہ عقبہ کی رمی سے فارغ ہو کر اس وقت تک بال نہ کٹوائے جب تک اپنی واجب قربانی نہ کرلے، اگر اس سے پہلے بال کٹوا لئے تو دم واجب ہوگا۔ البتہ مفرد بالحج یعنی جس نے صرف حج کا احرام (یعنی میقات سے) باندھا ہے اس کے لئے قربانی واجب نہیں ہے مستحب ہے وہ قربانی نہ کرے اور بال کٹوالے تو جائز ہے۔

قربانی سے فارغ ہونے کے بعد مرد کے لئے بال منڈانا یا کتروانا واجب ہے۔ عورت کے لئے انگلی کے ایک پورے کے برابر کاٹنا ہے۔ اگر کسی وجہ سے دس ذی الحجہ کو قربانی نہیں کر سکا تو پھر گیارہ کو قربانی کریں اور اگر گیارہ ذی الحجہ کو بھی نہ کر سکیں تو بارہ کو غروب آفتاب سے پہلے پہلے ضرور قربانی کرلیں اور جب تک قربانی نہیں ہوگی اس وقت تک نہ تو احرام اتار سکتے ہیں اور نہ بال کٹوا سکتے ہیں۔

دسویں تاریخ کا سب سے بڑا کام طواف زیارت ہے۔ احرام کے بعد حج کے رکن اور فرض کل دو ہیں۔ ایک وقوف عرفات، دوسرے طواف زیارت، جو دس تاریخ کو ہوتا ہے۔ اس طواف کی سنت یہ ہے کہ رمی، قربانی اور حلق کے بعد کیا جائے۔ اگر ان

سے پہلے طواف زیارت کرلے گا تو بھی فرض ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ منیٰ کے قیام کے دوران مکہ جا کر طواف زیارت کر کے پھر منیٰ واپس آنا ہے نیز اگر قربانی کر کے بال کٹوا لئے تو روزمرہ کے لباس میں طواف زیارت کریں۔

مسئلہ:۔ جو عورت حالت حیض یا نفاس میں ہو اس کے لئے طواف زیارت کرنا جائز نہیں ہے۔ دسویں تاریخ کو یا اس سے پہلے حیض یا نفاس شروع ہو گیا اور بارہویں تاریخ تک بھی فراغت ہو تو وہ طواف زیارت کو خر کرے اور اس تاخیر پر اس کے ذمہ دم لازم نہیں ہے، جب تک حیض ونفاس سے پاک نہ ہو جائے طواف زیارت نہیں ہوسکتا اور طواف زیارت کے بغیر اپنے وطن واپس نہیں ہوسکتی اگر واپس ہو جائے تب بھی عمر بھر یہ فرض لازم رہے گا اور دوبارہ حاضر ہو کر طواف کرنا پڑے گا۔ اس لیے حیض ونفاس سے پاک ہونے کا انتظار لازمی ہے۔ لیکن حج کے تمام امور انجام دیں صرف طواف پاک ہونے تک نہ کریں۔ (احکام حج: ص ۹۷ ومعلم الحجاج: ص ۱۷۵

حج کا چوتھا دن گیارہ ذی الحجہ

اب حج کے واجبات میں مختصر کام رہ گئے ہیں دو یا تین دن منیٰ میں رہ کر تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے ان دنوں کی راتیں بھی منیٰ میں گذارنا سنت کدہ ہے۔

اگر قربانی یا طواف زیارت کسی وجہ سے دس تاریخ کو نہیں کرسکا تو آج گیارہویں تاریخ کو کرلے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے اس سے فارغ ہو جائے زوال آفتاب کے بعد نماز ظہر کے بعد تینوں جمرات کی رمی کرنے کیلئے روانہ ہو جائے اور گیارہویں تاریخ کی رمی اس ترتیب سے کرے کہ پہلے جمرہ اولیٰ پر آکر سات کنکریوں سے رمی اسی طریقہ سے کرے جس طرح دس تاریخ کو جمرہ عقبہ کی رمی کر چکا ہے۔ اس کی رمی سے فارغ ہو کر مجمع سے ہٹ کر قبلہ رُخ ہو کر ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرے۔ (اگر وقت وموقع ہو تو دعاء کرے) اس کے بعد جمرہ وسطیٰ پر آئے اور اسی طرح سات کنکریاں جمرہ کی جڑ میں مارے جس طرح پہلے کر چکا ہے اس کے بعد بھی مجمع سے ہٹ کر قبلہ رخ ہو کر پہلے کی

طرح دعاء واستغفار میں کچھ دیر مشغول رہے پھر جمرہ عقبہ پر آئے اور یہاں بھی حسب سابق سات کنکریوں سے رمی کرے اور اس کے بعد دعاء کے لئے نہ ٹھہرے کیونکہ آخیر جمرہ کی رمی کے بعد دعاء کرنا سنت نہیں ہے۔

آج کی تاریخ کا اتنا ہی کام تھا جو پورا ہو گیا باقی اوقات اپنی جگہ پر منیٰ میں گزارے، ذکر اللہ اور تلاوت اور دعاء میں مشغول رہے، غفلتوں اور فضول کاموں میں وقت نہ ضائع کرے۔ (احکام حج: ص ۸۰ و معلم الحجاج: ص ۱۸۰)

حج کا پانچواں دن بارہ ذی الحجہ

مسئلہ: ۔ اگر قربانی یا طواف زیارت گیارہویں تاریخ کو بھی نہ کر سکا تو آج بارہویں تاریخ کو کرے اور آج کا اصل کام صرف تینوں جمرات کی رمی کرنا ہے۔ زوال کے بعد بالکل اسی طریقہ سے تینوں جمرات کی رمی کرے جس طرح گیارہ ذی الحجہ کو کی ہے۔ اب تیرہویں تاریخ کی رمی کے لئے منیٰ میں مزید قیام کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ہے اگر چاہے تو آج بارہویں کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ مکرمہ جا سکتا ہے، بشرطیکہ غروب آفتاب سے پہلے منیٰ سے نکل جائے۔

اگر بارہویں تاریخ کا آفتاب منیٰ میں غروب ہو گیا تو اب منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے اگر چلا گیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے اور اگر منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح ہو گئی تو رمی اس دن کی بھی اس کے ذمہ واجب ہو جاتی ہے اگر بغیر رمی کے جائے گا تو دم واجب ہوگا البتہ تیرہویں تاریخ کی رمی میں یہ سہولت ہے کہ وہ زوال آفتاب سے پہلے بھی جائز ہے۔
(احکام حج: ص ۸۲)

مسئلہ: ۔ گیارہ، بارہ ذی الحجہ کو رمی کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے، اگر کوئی اس سے پہلے کرے گا تو اس کی رمی ادا نہیں ہوگی، اور اگر اس روز صبح صادق سے پہلے اس کا اعادہ نہیں کیا تو اس کے ذمہ دم واجب ہوگا۔
(احکام حج: ص ۸۲ و معلم الحجاج: ص ۱۸۵)

مقیم ومسافر ہونے کے مسئلہ میں

اب منیٰ اور مزدلفہ کا حکم مکہ معظمہ کی طرح ہے

مشاہدہ کے بعد ہندوپاک کے معتبر علماء ومفتیان کا اہم فتوئی

ہر سال حج کے موقع پر ہندوپاک سے جانے والے حجاج کے لئے یہ مسئلہ بحث و مباحثہ کا موضوع بنا رہتا ہے کہ انہیں منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں نمازیں پوری پڑھنی ہیں یا قصر کر کے پڑھنی ہیں؟ وجہ یہ ہے کہ حنفیہ کے علاوہ دیگر بعض مذاہب میں نمازوں کا قصر کرنا حج کے اعمال میں شامل ہے یعنی خواہ حاجی مقیم ہی کیوں نہ ہو، وہ ایام حج میں قصر کرے گا۔ جبکہ حنفیہ کے نزدیک قصر واتمام کا مدار حج پر نہیں بلکہ حاجی کے مقیم یا مسافر ہونے پر ہے۔ اگر حاجی شرعاً مقیم ہے تو اسے ایام حج میں پوری نمازیں پڑھنی ہوں گی اور اگر مسافر ہے تو وہ قصر کرے گا۔ اسی بنا پر قصر واتمام سے متعلق سوالات کا جواب دیتے وقت اس کا لحاظ رکھا جاتا تھا کہ سائل منیٰ جانے کے دن سے پہلے مکہ معظمہ میں مقیم ہے یا نہیں؟ اسی طرح منیٰ سے واپسی کے بعد اسے مکہ معظمہ میں پندرہ دن رہنا ہے یا نہیں؟ اسی اعتبار سے حکم بتا دیا تھا، لیکن حج ۱۴۲۰ھ میں مکہ معظمہ کے بعض معتبر علماء نے اس جانب توجہ دلائی کہ اب مکہ معظمہ کی آبادی منیٰ تک پہنچ رہی ہے اور منیٰ کو بھی مکہ معظمہ کی میونسپلٹی کی حدود میں شامل کر لیا گیا ہے، اور وہاں کا بڑا اسپتال سال بھر اپنی خدمات انجام دیتا رہتا ہے، نیز رابطۂ عالم اسلامی کا دفتر بھی کھلا رہتا ہے، اور شاہی محل بھی آباد رہتا ہے، چنانچہ اس موقع پر موجود ہندوپاک کے چنیدہ مفتیانِ کرام نے مشاہدہ کر کے ان کے بیان کردہ حقائق کی توثیق کی اور یہ فتوئی جاری کیا کہ اب فناء شہر میں داخل ہونے کی وجہ سے قصر واتمام، اقامت جمعہ، اور مالی قربانی کے وجوب کے مسائل میں منیٰ کا حکم بھی مکہ معظمہ کے مانند ہو گیا ہے۔ (یہ فتوئی ندائے شاہی کے حج وزیارت نمبر میں شائع ہو چکا ہے)

تاہم گذشتہ سال ۱۴۲۴ھ میں مشاہدہ سے یہ بات سامنے آئی کہ نہ صرف منیٰ بلکہ

مزدلفہ بھی مکہ معظمہ کے ''فناء'' میں داخل ہو چکا ہے اور اس کو مکہ معظمہ سے الگ قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے، کیونکہ شہر کی ضروریات (مثلاً جمعرات جمعہ کو اہل شہر کا تفریح اور پکنک کیلئے یہاں جمع ہونا اور یہاں کے میدانوں میں نوجوانوں کا کھیل کود کرنا وغیرہ) اس سے کسی نہ کسی حد تک متعلق ہیں، اور عزیزیہ کی آبادی مزدلفہ کی حدود تک پہنچ چکی ہے۔

لہٰذا اب حنفی حجاج کے لئے قصر واتمام کا مسئلہ طے کرنا بہت آسان ہو گیا کہ وہ مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد بس یہ دیکھ لیں کہ مکہ سے واپسی تک ان کے قیام کی مدت پندرہ دن ہو رہی ہے یا نہیں؟ اگر ہو رہی ہے تو وہ مکہ میں رہتے ہوئے اور منیٰ ومزدلفہ عرفات سب جگہ نمازیں پوری پڑھیں گے، اور اگر واپسی تک کی مدت ۱۵ ر دن سے کم ہے تو پھر ہر جگہ قصر پڑھیں گے، اسی طرح ایام منیٰ میں اگر جمعہ کا دن پڑے تو جمعہ کی نماز ادا کی جائے گی اور جو مالدار لوگ ان ایام میں مقیم ہیں انہیں مالی قربانی بھی ادا کرنی ہوگی خواہ وہ اپنے وطن میں کروائیں۔

ذیل میں اہل علم کے ملاحظہ کے لئے متعلقہ فقہی عبارات لکھی جاتی ہے:

(۱) فالقول بالتحديد بمسافة يخالف التعريف المتفق على ما صدق عليه بانه المعد لمصالح المصر، فقد نص الأمة على أن الفناء ما أعد لدفن الموتى وحوائج المصر كركض الخيل والدواب وجمع العساكر والخروج للرمي وغير ذلك، والى موضع يحد بمسافة يسع عساكر مصر، ويصلح ميدانا للخيل والفرسان ورمي النبل والبندق البارود واختيار المدافع وهذا يزيد على فراسخ فظهر أن التحديد بحسب الأمصار. (شامی بیروت: ۳/ ۹)

(۲) أقول وينبغي تقييد ما في الخانية والتاتوخانية بما اذا لم يكن في فناء المصر لما مر أنها تصح اقامتها في الفناء ولو منفصلا بمزارع فاذا صحت في الفناء لأنه ملحق بالمصر بجب على من كان فيه ان

يصليها لأنه من أهل المصر كما يعلم من تعليل البرهان والله الموفق.

(شامی بیروت: ج٣/ ص٢٦)

(٣) (ومنى مصر لا عرفات) فتجوز الجمعة بمنى ولا تجوز بعرفات، اما الأول فهو قولهما وقال محمد: لا تجوز بمنى كعرفات واختلفوا فى بناء الخلاف فقيل مبنى على انها من توابع مكة عندهما خلافا له، وهذا غير سديد لأن بينهما أربع فراسخ، وتقدير التوابع للحصرية غير صحيح، والصحيح أنها مبنى على انها تتمصر فى ايام الموسم عندهما الخ، وشمل التجميع بها فى غير ايام الموسم وفى المحيط قيل: انما تجوز الجمعة عندهما بمنى فى ايام الموسم لا فى غيرها، وقيل تجوز فى جميع الايام لان منى من فناء مكة وقد علمت فساد كونها من فناء مكة فترجح تخصيص جوازها بأيام الموسم وانها تصير مصرًا فى تلك الايام وقرية فى غيرها. (البحر الرائق: ج٢/ ص١٤٢)

(٤) وانما اقتصر المصنف على هذا الوجه من التعليل دون التعليل بان منى من افنية مكه لأنه فاسد لأن بينهما فرسخين وتقدير الفاء بذلك غير صحيح، قال محمد فى الأصل إذا نوى المسافر أن يقيم بمكة ومنى خمسة عشر يومًا لا يصير مقيمًا فعلم اعتبارها شرعًا موضعين.

(فتح القدير: ج٢/ ص٥٤)

(٥) وقال بعض مشائخنا أن الخلاف بين أصحابنا فى هذا بناء على أن منى من توابع مكة عندهما، وعند محمد ليس من توابعها، وهذا غير سديد لأن بينهما أربعة فراسخ وهذا قول بعض الناس فى تقدير التوابع، فأما عندنا فبخلافه على ما مر، والصحيح أن الخلاف فيه بناء على أن المصر الجامع شرط عندنا إلا أن محمدًا يقول: إن منى ليس

بمصر جامع بل هو قرية فلا تجوز الجمعة بها كما لا تجوز بعرفات، وهما يقولان: إنها تتمصر في أيام الموسم.

(بدائع الصنائع: ج ۱/ ص ۵۸۵، ۵۸۶)

نوٹ:- ان عبارات سے معلوم ہوا کہ شیخین کے قول کی تعلیل کرتے ہوئے بعض قدیم فقہاء نے بھی منیٰ کو فناء مکہ میں شامل قرار دیا تھا، جس کی اس وقت اس بنا پر تردید کی گئی تھی کہ منیٰ اور مکہ معظمہ میں ۴ فرسخ کا طویل فاصلہ تھا، لیکن اب جب کہ مکہ کی آبادی منیٰ اور مزدلفہ تک پہنچ چکی ہے تو اب ان کے فناء مکہ ہونے سے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اس تمہید کے بعد اب وہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں جو ہندو پاک کے معتبر علماء و مفتیان نے حج ۱۴۲۴ھ کے موقع پر مشاہدہ کے بعد جاری فرمایا تھا۔ (مرتب)

نحمده ونصلي على رسوله الكريم. اما بعد:

پہلے دور میں مکہ معظمہ، منیٰ، مزدلفہ اور عرفات سب الگ الگ مقامات تھے اور ان مقامات کے درمیان آبادی کا کوئی اتصال نہیں تھا، چنانچہ عرصہ دراز سے اسی اعتبار سے قصر و اتمام کے مسائل بتائے جاتے تھے، لیکن گذشتہ چند سالوں سے مکہ معظمہ کی آبادی اس تیزی سے پھیلنی شروع ہوئی کہ تین جانب سے مکہ معظمہ کی آبادی سے متصل ہو گیا، چنانچہ ۱۴۲۰ھ میں معتبر علماء و مفتیان کرام نے بذات خود مشاہدہ کر کے منیٰ کو مکہ معظمہ میں شامل ہونے کا فتویٰ جاری کیا۔

اب اس سال ۱۴۲۴ھ میں دوبارہ مذکورہ مقامات کا مشاہدہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اب مزدلفہ بھی مکہ معظمہ کی آبادی سے عزیزیہ کی جانب متصل ہو چکا ہے، لہٰذا اب قصر و اتمام کے بارے میں مزدلفہ کا حکم بھی مکہ معظمہ اور منیٰ ہی کے حکم میں ہے، اور جن حجاج کرام کا مکہ معظمہ میں آمد اور واپسی کا درمیانی وقفہ پندرہ دن کا ہو وہ سب اتمام کریں گے اور اس مدت میں منیٰ اور مزدلفہ میں رات گذارنا ان کے مقیم ہونے میں مانع

نہیں ہوگا، کیونکہ منیٰ اور مزدلفہ اب مکہ معظمہ ہی کے حکم میں ہیں اور عرفات میں چونکہ صرف دن کا قیام ہوتا ہے، لہٰذا وہاں بھی اتمام کا حکم ہوگا۔

واضح رہے کہ اس فتوے کا تعلق مشاعر مقدسہ (منیٰ، مزدلفہ، عرفات) کی حدود شرعیہ سے نہیں ہے، کیونکہ وہ سب توقیفی ہیں ان میں ترمیم واضافہ کا کسی کو حق نہیں ہے، البتہ قصر واتمام کے مسائل میں حکم وہ ہوگا جو مذکورہ فتوے میں بیان کیا گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۱۷ر ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ بروز شنبہ، بر مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ)

(۱) (حضرت مولانا) عبدالحق غفرلہٗ (اعظمی محدث دارالعلوم دیوبند)
(۲) (حضرت مولانا مفتی) محمود حسن غفرلہٗ (بلند شہری مفتی دارالعلوم دیوبند)
(۳) (حضرت مولانا مفتی) شبیر احمد عفا اللہ عنہ (مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد)
(۴) (حضرت مولانا مفتی) شیر محمد علی (مفتی دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور)
(۵) (مولانا مفتی) محمد سلمان منصور پوری غفرلہٗ (نائب مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد)
(۶) (حضرت مولانا مفتی) مشرف علی تھانوی (دارالعلوم الاسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور)
(۷) (حضرت مولانا مفتی) محمد فاروق غفرلہٗ (جامعہ محمودیہ علی پور ہاپوڑ روڈ میرٹھ)
(۸) (حضرت مولانا) مبین احمد قاسمی (جامعہ عربیہ خادم الاسلام ہاپوڑ)
(۹) (حضرت مولانا مفتی) مقصود عالم (خادم الاسلام ہاپوڑ ضلع غازی آباد یوپی الہند)
(۱۰) (حضرت مولانا مفتی) محمد ابوالکلام (مرکزی دارالافتاء جامعہ اسلامیہ عربیہ بھوپال، ایم پی)
(۱۱) (حضرت مولانا مفتی) عبدالستار (دارالافتاء افضل العلوم تاج گنج آگرہ)

(بشکریہ ندائے شاہی: دسمبر ۲۰۰۴ء)

☆ ☆ ☆

دوران سفر حج وعمرہ میں قصر

مسئلہ:- کراچی (اپنے وطن) سے مکہ مکرمہ تک تو سفر ہے اس لئے قصر کریگا اگر مکہ مکرمہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا موقع ہوتو مقیم ہوگا اور پوری نماز پڑھے گا اور اگر مکہ مکرمہ میں پندرہ دن ٹھہرنے کا موقع نہیں ملا، تو مکہ مکرمہ میں بھی مسافر ہی رہے گا اور نمازیں قصر کرے گا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۳)

(نماز قصر کے مکمل مسائل دیکھئے احقر کی مرتبہ کردہ مسائل سفر)

آٹھویں ذی الحجہ کو کس وقت منیٰ جانا چاہئے؟

مسئلہ:- آٹھویں ذی الحجہ کو کسی بھی وقت منیٰ جانا مسنون ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ سورج نکلنے کے بعد جائے اور ظہر کی نماز وہاں پر پڑھے۔ سورج نکلنے سے پہلے جانا خلاف اولیٰ ہے مگر جائز ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۱)

مسئلہ:- معلم حضرات ساتویں ذی الحجہ کو بہت سے حجاج کو منیٰ لے جاتے ہیں تو ساتویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر منیٰ جاسکتے ہیں کوئی کراہت نہیں بلکہ افضل ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۹۸ و شرح وقایہ: ج ۱/ص ۳۴۴)

منیٰ کی حدود سے باہر قیام کیا تو حج ہوا یا نہیں؟

سوال: جدہ سے گروپ کے ساتھ منیٰ پہنچنے پر معلوم ہوا کہ گروپ والوں کے خیمے حکومت کی بنائی ہوئی منیٰ کی حدود کے عین باہر ہیں، اب ایسے وقت میں نہ رقم واپس مل سکتی ہے اور نہ باوجود کوشش کرنے کے کسی اور جگہ متبادل انتظام ہوسکتا ہے۔ لہٰذا ہم سب نے تمام مناسک حج وہاں پر ہی (حدود حرم کے باہر) پورے کئے اور منیٰ میں وہیں قیام کیا جو کہ منیٰ سے چند قدم باہر تھا۔ کیا ہمارے حج میں کوئی نقص رہا یا نہیں؟

جواب: منیٰ کی حدود سے باہر رہنے کی صورت میں منیٰ میں رات گزارنے کی

سنت ادا نہیں ہوگی۔ لیکن حج ادا ہوجائے گا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۲)

مسئلہ:- منیٰ کی حدود شرعاً متعین ہیں جہاں حکومتِ سعودیہ نے بڑے بڑے نیلے بورڈ لگا رکھے ہیں لیکن موسم حج ۱۴۲۰ھ سے حکومت نے خیموں کی پلاننگ زیادہ محفوظ طریقہ پر کرنے کے لئے خیموں کا سلسلہ منیٰ کے اندر تک محدود نہ رکھ کر مزدلفہ کے کافی حصہ تک وسیع کر دیا ہے۔

مزدلفہ میں بنے ہوئے ان خیموں میں ہزار ہا حاجیوں کے ٹھہرنے کا انتظام ہے، اب صورتِ حال میں منیٰ میں رات گزارنے کی جو خاص سنت ہے وہ متروک ہو رہی ہے اس لئے مزدلفہ میں ٹھہرنے والے حجاج اگر بسہولت منیٰ کے حدود میں (آنے کا) انتظام کر سکیں تو فبہا (بہت ہی اچھا) ورنہ اگر مزدلفہ میں ہی رہنا پڑے جیسا کہ عام حجاج کا حال ہے تو اس کی وجہ سے ان پر کوئی دم وغیرہ لازم نہیں ہے، اور حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے انشاء اللہ وہ ترکِ سنت کے گنہگار بھی نہ ہوں گے اور یہاں ٹھہرنے والے حضرات اگر عرفات سے لوٹ کر مزدلفہ کی حدود میں اپنے بنے ہوئے خیموں میں آ کر رات گزاریں تو ان کا وقوف مزدلفہ کا عمل محقق ہوجائے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(ندائے شاہی: جنوری ۲۰۰۱ء بحوالہ چھٹا فقہی اجتماع ۲۷؍۱۴۱۷ھ)

رات منیٰ سے باہر گزارنا؟

سوال: ایک شخص نے منیٰ میں قربانی کرنے کے بعد اور احرام کھولنے کے بعد دس اور گیارہ ذی الحجہ کو درمیانی رات مکمل اور گیارہ ذی الحجہ کا آدھا دن مکہ مکرمہ میں گزارا اور باقی دن منیٰ میں۔ اور وہاں بارہ ذی الحجہ کی رمی تک رہا۔ اس شخص کا کیا حکم ہے؟

جواب: منیٰ میں رات گزارنا سنت ہے۔ اس لئے اس نے خلاف سنت کیا۔ مگر اس کے ذمہ دم وغیرہ واجب نہیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۲)

عرفات میں زوال کے بعد پہنچنا؟

مسئلہ:۔ عرفات کے میدان میں زوال سے غروب آفتاب تک وقوف واجب ہے، اگر کوئی شخص اپنی غفلت اور سستی یا کسی عذر مثلاً سواری نہ ملنے یا راستہ بھول جانے سے غروب سے کچھ قبل عرفات میں پہنچے اور غروب کے بعد میدان سے نکل جائے تو اس کا وقوف ہو جائے گا۔ دم واجب نہیں ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۶)

عرفات میں غروب کے بعد پہنچنا؟

سوال: عرفات کے میدان میں سواری نہ ملنے، یا راستہ بھول جانے کی وجہ سے کوئی شخص نویں ذی الحجہ کے غروب تک بھی نہ پہنچ سکے اور غروب کے بعد دسویں کی صبح صادق سے پہلے پہنچ جائے تو فرض وقوف تو ہو جائے گا، لیکن کیا اس کو نویں ذی الحجہ کی غروب تک واجب وقوف نہ کرنے کی وجہ سے کیا دم دینا ہو گا؟۔

جواب: اگر کسی قدرتی عذر کی وجہ سے تاخیر ہوئی تو دم نہیں ہے، اور اگر اپنی غفلت یا مخلوق کی طرف سے عذر کے باعث تاخیر ہوئی تو دم واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۸ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۲۱۷ وہدایہ: ج ۱/ص ۲۷۵)

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کو کسی مجبوری سے نویں تاریخ کے زوال سے مغرب تک وقوف عرفہ کا موقع نہیں ملا تو وہ غروب آفتاب کے بعد دسویں شب میں صبح صادق سے پہلے پہلے وقوف کرے ایسا کرنے سے فرض ادا ہو جائے گا۔ (احکام حج: ص ۶۹)

عرفات میں کب تک رہے؟

مسئلہ:۔ میدان عرفات میں غروب آفتاب تک رہنا چاہئے، اگر سورج غروب ہونے سے پہلے واپس چلا گیا تو دم لازم ہے۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۴۷ ردالمحتار: ج ۲/ص ۲۰۶)

مسئلہ:۔ جو شخص غروب آفتاب سے قبل عرفات کی حدود سے نکل گیا اس پر

لازم ہے کہ واپس آئے اور غروب کے بعد عرفات سے باہر نکلے اگر ایسا نہ کیا تو اس پر دم واجب ہے یعنی قربانی۔ (احکام حج:ص ۶۸)

مسئلہ:- حج کے دو رکن ہیں وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت، بحالتِ احرام ادا کر لینے سے حج ادا ہو جائے گا۔ بقیہ امورِ حج میں واجب، سنت اور مستحب ہیں، جن کے ترک سے صدقہ وغیرہ لازم ہوتا ہے یا ثواب میں کمی آتی ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۱۹۴)

مسئلہ:- ''میدانِ عرفات'' عرفۃ کے معنٰی پہچاننے کے ہیں۔ حضرت آدم وحواء علیہما السلام جنت سے زمین پر اترے تو دونوں ایک دوسرے سے دور تھے، بالآخر اس میدان میں پہنچ کر انھوں نے ایک دوسرے کو پہچانا، اسی مناسبت سے اس جگہ کو عرفات کہا جانے لگا۔ دوسری وجہ یہ بیان کی گئی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احکامِ حج سکھائے اور یہاں آکر پوچھا ''ھل عرفت'' کیا آپ نے متعلقہ احکام کو پہچان لیا؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہاں پر لوگ اپنے اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے توبہ کرتے ہیں اس لئے اس کو عرفات کہا جاتا ہے۔ (تاریخ مکہ: ص ۱۲۷)

وقوفِ عرفہ کی نیت کب کرنی چاہئے؟

مسئلہ:- وقوفِ عرفہ کا وقت زوال سے شروع ہوتا ہے۔ یوم عرفہ کو زوال کے بعد جس وقت بھی میدان عرفات میں داخل ہو جائے وقوفِ عرفہ کی نیت کر لینی چاہئے۔ اگر نیت نہ بھی کرے اور وقوف ہو جائے تو فرض ادا ہو جائے گا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۴)

وقوفِ عرفات نویں ذی الحجہ کے روز زوالِ آفتاب کے بعد سے یوم نحر کی فجر تک ہے۔ اس میں نہ نیت شرط ہے اور نہ عقل کا بجا ہونا شرط ہے، پس جو شخص ان اوقات یعنی عرفات میں پہنچ گیا اس کا حج درست ہو گیا، خواہ اس نے نیت کی ہو یا نہ کی ہو، اور خواہ یہ

جانتا ہو کہ عرفہ میں ہے یا نہ جانتا ہو، یا حالت جنون یا بے ہوشی کے عالم میں ہو، سورہا ہو یا بیدار ہو۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۸۲)

عرفات میں ظہر وعصر کی نماز قصر کیوں؟

سوال: نو ذی الحجہ کو مقام عرفات میں مسجد نمرہ میں ظہر وعصر کی نماز ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں وہ ہمیشہ قصر کیوں پڑھی جاتی ہے جب کہ مکہ مکرمہ سے عرفات کے میدان کا فاصلہ تین چار میل ہے؟

جواب: ہمارے نزدیک عرفات میں قصر صرف مسافر کے لئے ہے۔ مقیم پوری نماز پڑھے گا۔ سعودی حضرات کے نزدیک قصر مناسک کی وجہ سے ہے، اس لئے امام خواہ مقیم ہو، قصر ہی کرے گا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ ۱۲۵)

عرفات میں نماز ظہر وعصر جمع کرنے کی شرط کیا ہیں؟

مسئلہ:- مسجد نمرہ کے امام کے ساتھ ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرنا جائز ہے، مگر اس کے لئے چند شرائط ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ قصر صرف امام مسافر کر سکتا ہے اگر امام مقیم ہو تو اس کو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ سنا یہ تھا کہ مسجد نمرہ کا امام مقیم ہونے کے باوجود قصر کرتا ہے اس لئے حنفی حضرات ان کے ساتھ جمع نہیں کرتے تھے۔ لیکن اگر تحقیق یہ ہو جائے امام مسافر ہوتا ہے تو حنفیہ کے لئے امام کی نمازوں میں شریک ہونا صحیح ہے۔ ورنہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر اپنے اپنے خیموں میں ادا کریں۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۶)

مسئلہ:- اگر تحقیق سے معلوم ہو جائے کہ مسجد نمرہ میں امام مقیم ہونے کے باوجود قصر کرتے ہیں تو ان کی اقتداء میں مسافر حنفی مقتدیوں کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۳۲۰ و شامی ج: ۲/ ص ۲۳۸ و احکام حج: ص ۶۳)

مسئلہ:- عرفات میں ظہر اور عصر جمع کرنے کے لئے امام اکبر کے ساتھ جو

مسجد نمرہ میں ظہر وعصر کی نماز پڑھاتا ہے اس جماعت میں شرکت شرط ہے، پس جو لوگ مسجد نمرہ کی دونوں نمازوں (ظہر وعصر) یا کسی ایک کی جماعت میں شریک نہ ہوان کے لئے ظہر وعصر کو اپنے اپنے وقت پر پڑھنا لازم ہے، خواہ جماعت کرائیں یا اکیلے اکیلے نماز پڑھیں، ان کے لئے ظہر وعصر کو جمع کرنا (ایک ساتھ پڑھنا) جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۵ و معلم الحجاج: ص ۱۵۷)

مسئلہ:- عرفات میں نویں تاریخ کو ظہر وعصر، ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ اکٹھی پڑھی جاتی ہیں اس کے جمع کرنے میں مقیم اور مسافر دونوں برابر ہیں خواہ مکہ مکرمہ کا رہنے والا ہو یا مکہ مکرمہ میں مقیم ہو۔

مسئلہ:- جب امام خطبہ سے فارغ ہو جائے تو مؤذن تکبیر کہے اور ظہر کی نماز پڑھائے، اس کے بعد پھر دوسری تکبیر کہنے کے بعد عصر کی نماز پڑھائے دونوں نمازوں میں قرأت آہستہ پڑھے زور سے نہ پڑھے۔ نیز خطبہ ان نمازوں سے پہلے سنت ہے شرط نہیں ہے۔

مسئلہ:- ظہر کے فرضوں کے بعد تکبیر تشریق تو کہہ لے لیکن سنت مؤکدہ یا نفل نہ پڑھے اور عصر کی نماز کے بعد بھی ظہر کی نفل یا سنت نہ پڑھے۔ نیز دونوں نمازوں کے درمیان اور کوئی کام کرنا، کھانا پینا وغیرہ مکروہ ہے۔

مسئلہ:- اگر امام مقیم ہو تو عرفہ میں دونوں نمازیں پوری پڑھے اور مقتدی بھی پوری پڑھیں خواہ مقیم ہوں یا مسافر اور اگر امام مسافر ہے تو قصر کرے اور جو مقتدی مسافر ہیں وہ بھی قصر کریں اور جو مقیم ہوں وہ پوری پڑھیں۔

مسئلہ:- مقیم شخص کو قصر کرنا جائز نہیں خواہ مقتدی ہو یا امام اور اگر مقیم امام ہو اور قصر کرے تو اس کی اقتدا نہ مسافر کو جائز ہے نہ مقیم کو، اگر کوئی امام مقیم قصر کرے گا تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز نہ ہوگی۔

(معلم الحجاج: ص ۱۵۷)

میدانِ عرفات میں قصر کا حکم؟

اس زمانہ میں تحقیق سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے عرفات، مزدلفہ، منیٰ میں نماز پڑھانے والا امام صوبہ نجد سے آتا ہے اور مسافر ہی رہتا ہے اس لئے موجودہ زمانہ میں امیر الحج کے پیچھے شافعی، حنفی، مسلک کے لوگ بھی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا حنفی، اور شافعی مسلک کے مسافر حجاج امام کے ساتھ ساتھ سلام پھر دیا کریں، اور مقیم حجاج امام کے سلام کے بعد دو رکعت مزید پڑھ کر اپنی نماز کی تکمیل کر لیا کریں اور دونوں رکعتوں میں کسی قسم کی قرأت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ایضاح المسالک: ص ۱۴۱ بحوالہ ایضاح الطحاوی: ج ۳/ص ۵۱۵)

وقوفِ عرفات کا مسنون طریقہ؟

مسئلہ:- مستحب وقت عرفات میں جانے کا یہ ہے کہ یومِ عرفہ نویں ذی الحجہ میں سورج نکلنے کے بعد منیٰ سے عرفات روانہ ہو اور وہاں پہنچ کر حسب قاعدہ نماز ظہر وعصر سے فارغ ہو کر وقوفِ عرفات کرے اور وقوفِ عرفات کا وقت زوال یوم عرفہ سے طلوع فجر یوم نحر تک ہے یعنی دسویں تاریخ کی تمام رات بھی وقوف کا وت ہے اس عرصہ میں سے کسی وقت بھی عرفات پہنچ گیا تو فرض وقوف ادا ہو گیا۔

اور مزدلفہ کی طرف لوٹنے کا مستحب وقت وہی ہے جو مشہور ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد (نویں تاریخ کو) چل کر مزدلفہ پہنچے اور رات کو وہاں رہے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھ کر وقوف مزدلفہ کرے، اور اس وقوف کا وقت طلوع فجر یوم نحر سے طلوع آفتاب تک ہے اور یہ وقوف واجب ہے۔

اور جو حاجی عرفہ کے دن شام کو بعد غروب آفتاب یا عشاء کے وقت یا اس کے بھی بعد میں صبح صادق سے پہلے پہلے عرفات پہنچ گیا اس کا حج ہو گیا۔ وہ عرفات میں کچھ دیر ٹھہر کر اسی وقت وہاں سے لوٹ کر مزدلفہ پہنچ کر وقوف۔ مزدلفہ بھی اگر وقت وقوف مزدلفہ کا باقی ہو کر لے تاکہ واجب ساقط نہ ہو۔ اور اگر وقوفِ مزدلفہ نہ ہو سکا کہ اس کا وقت نہ ملا تو

ترکِ واجب ہوا۔اس لئے دم واجب ہوگیا۔

(فتاویٰ دارالعلوم: ج ۶ ص ۵۴۸ وردالمختار: ج ۲/ص ۲۰۲ کتاب الحج)

مسئلہ:- نویں ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک پورے میدانِ عرفات میں جہاں چاہے وقوف کر (ٹھہر) سکتا ہے۔نیز وقوفِ عرفات کے لئے پاک ہونا بھی شرط نہیں ہے اگر کوئی عورت حیض ونفاس کی وجہ سے ناپاکی کی حالت میں ہو یا مرد ناپاک ہو تو اس حالت میں بھی وقوف عرفات درست ہوجائے گا۔

مسئلہ:- افضل واعلیٰ تو یہ ہے کہ قبلہ رُخ کھڑے ہوکر مغرب تک وقوف کرے اگر پورے وقت میں کھڑا نہ ہوسکے تو جس قدر کھڑا ہوسکتا ہے کھڑا رہے پھر بیٹھ جائے پھر جب قوت وہمت ہو کھڑا ہوجائے اور پورے وقت میں خشوع وخضوع کے ساتھ بار بار تلبیہ پڑھتا رہے گریہ وزاری کے ساتھ ذکر اللہ اور تلاوت اور درودشریف اور استغفار میں مشغول رہے اور دینی ودنیوی مقاصد کیلئے اپنے واسطے اور اپنے متعلقین واحباب کے اور تمام مسلمانوں کے لئے دعائیں مانگتا رہے، یہ وقت مقبولیت دعاء کا خاص وقت ہے اور یہ ہمیشہ نصیب نہیں ہوتا۔اس لئے اس دن بلاضرورت آپس کی جائز گفتگوؤں۔سے بھی پرہیز کرے پورے وقت کو دعاؤں اور ذکر اللہ میں صرف کرے۔

مسئلہ:- وقوف کی دعاؤں میں دعاء کی طرح ہاتھ اٹھانا سنت ہے جب تھک جائے ہاتھ چھوڑ کر بھی دعاء مانگ سکتا ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ "اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد" کہا اور پھر یہ دعاء پڑھی

"لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَـهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ بِالْهُدٰى وَنَقِّنِيْ بِالتَّقْوٰى وَاغْفِرْلِيْ فِي الْاٰخِـرَةِ وَالْاُوْلٰى.

کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے، اے اللہ تو مجھے ہدایت پر رکھ اور تقویٰ کے ذریعہ پاک فرما اور مجھے دنیا وآخرت میں بخش دے۔

اور پھر ہاتھ چھوڑ دے اتنی دیر جتنی دیر میں الحمد شریف پڑھی جاتی ہے۔

اس کے بعد پھر ہاتھ اُٹھا کر وہی کلمات اور دعاء پڑھیں پھر اتنی دیر ہاتھ چھوڑے رکھے اور پھر تیسری مرتبہ وہی کلمات اور دعاء مانگی۔

اصل بات یہ ہے کہ جو دعاء دل سے اور خشوع وخضوع کے ساتھ مانگی جائے وہی بہتر ہے خواہ کسی زبان میں مانگے۔ یاد رہے کہ دعاء کا پڑھنا مقصود نہیں بلکہ دعاء مانگنا مقصود ہے۔ (احکام حج: ص ۶۵ ومعلم الحجاج: ص ۱۵۵)

عرفات کے ضروری مسائل؟

مسئلہ: - عرفات مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب تقریباً نو میل اور منیٰ سے چھ میل ایک میدان ہے۔ نویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے دسویں کی صبح صادق تک کسی وقت اس میں ٹھہرنا گو ایک لحظہ ہی ہو حج کا رکنِ اعظم ہے۔ (گویا اس میدان میں نویں تاریخ کو جو شخص ایک لحظہ کے لئے احرام کے ساتھ پہنچ گیا اس کا حج ہو گیا)۔

مسئلہ: - عرفات کا میدان سارا موقف یعنی ٹھہرنے کی جگہ ہے جہاں جی چاہے ٹھہرے علاوہ بطنِ عرفہ کے۔

مسئلہ: - عرفات میں پہنچ کر تلبیہ، دعاء اور درود شریف وغیرہ کثرت سے پڑھتا رہے جب زوال ہو جائے وضو کرے غسل افضل ہے ضروریات کھانا، پینا وغیرہ سے زوال سے پہلے فارغ ہو جائے اور بالکل اطمینان وسکونِ قلب کے ساتھ اپنے خالق کی طرف متوجہ ہو۔

مسئلہ: - وقوف عرفہ کے لئے نیت شرط نہیں، اگر نیت نہ کی تب بھی وقوف ہو جائے گا۔

مسئلہ: - عرفات میں وقوف کے وقت کھڑا رہنا مستحب ہے شرط اور واجب نہیں ہے، بیٹھ کر، لیٹ کر جس طرح ہو سکے سوتے، جاگتے وقوف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: - وقوف میں ہاتھ اٹھا کر حمد وثنا، درود، دعاء، اذکار، تلبیہ وغیرہ پڑھتے

رہنا مستحب ہے اور خوب دعائیں کریں یہ قبولیت کا وقت ہے۔

مسئلہ:- وقوف کیلئے حیض ونفاس وجنابت سے پاک ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ:- نویں ذی الحجہ کو زوال سے لے کر غروب ہونے تک عرفات میں رہنا واجب ہے، اگر سورج غروب ہونے سے پہلے عرفات کی حد سے نکل جائے گا تو دم واجب ہوگا، لیکن اگر سورج غروب ہونے سے پہلے پھر واپس عرفات میں آجاےء گا تو دم ساقط ہوجائے گا اور اگر غروب کے بعد عرفات میں واپس آئے گا تو دم ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ:- جمعہ کے روز اگر وقوفِ عرفہ (حج) ہو تو اس کی فضیلت اور دن کے وقوف سے ستر درجہ زیادہ ہے۔ (معلم الحجاج: ص۱۶۳)

مسئلہ:- عرفات میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص۱۵۷)

میدانِ عرفات میں کیا پڑھے؟

مسئلہ:- ایک روایت میں آیا ہے کہ جو مسلمان عرفہ کو زوال کے بعد موقف میں وقوف کرے اور قبلہ رخ ہوکر سو مرتبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر" پھر سو مرتبہ قل ھو اللّٰہ احد پوری سورت پھر سو مرتبہ نماز کا دورد شرف (درود ابراہیمی) پڑھے تو باری تعالیٰ فرماتے ہیں "میرے فرشتوں! کیا جزاء ہے میرے اس بندے کی کہ اس نے میری تسبیح وتہلیل کی اور بڑائی وعظمت کی اور ثناء کی اور میرے نبی پر درود بھیجا۔

میں نے اس کو بخش دیا اور اس کی شفاعت کو اس کے نفس کے بارے میں قبول کیا، اگر میرا بندہ اہلِ موقف کی بھی شفاعت کرے گا تو قبول کروں گا، اور جو دعاء چاہے مانگے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج۹/ص۱۱۸ ومعلم الحجاج: ص۱۷۵ واحکام حج: ص۱۲۵ وحج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص۶۰)

غروب کے بعد عرفات سے واپسی کی وجہ؟

زمانۂ جاہلیت میں لوگ عرفہ سے غروب آفتاب سے پہلے ہی لوٹ آتے تھے، اور

مزدلفہ میں پہنچ کر فخر ومباہات کی محفلیں جماتے تھے اور نمود کا بازار گرم ہوتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور حجۃ الوداع میں غروب کے بعد واپسی فرمائی۔ کیونکہ غروب سے پہلے واپسی کے لئے کوئی ایسا وقت مقرر نہیں کیا جاسکتا تھا، جس میں کسی کا ابہام نہ ہو۔

جب کہ ایسے بڑے اجتماع کے لئے ایسے واضح تعیین ضروری ہے اور غروب ایک ایسی واضح علامت تھی جس میں ذرا بھی ابہام نہیں تھا، چنانچہ واپسی کے وقت کا انضباط غروب شمس سے کیا گیا۔

علاوہ ازیں خطہ گرم ہے، علاقہ پہاڑی ہے اور شام کو تپش تیز ہوتی ہے اس لئے غروب سے پہلے واپسی میں پریشانی ہے۔ اس لئے بھی واپسی کے لئے موزوں وقت غروب کے بعد ہے جیسے منیٰ سے عرفات کے لئے روانگی فجر کے فوراً بعد تجویز کی گئی تا کہ ٹھنڈے وقت میں لوگ ٹھکانے پہنچ جائیں۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴/ص ۲۰۲)

مزدلفہ میں شب گزارنے کی وجہ؟

عرفات سے واپسی میں مُزدلفہ میں رات گزارنا ایک قدیمی دستور تھا۔ شریعت نے اس کو باقی رکھا ہے، کیونکہ حج کا اجتماع ایک عظیم اجتماع ہے۔ لوگوں نے ایسا اجتماع شاید ہی کبھی دیکھا ہو۔ اور عرفات سے واپسی غروب کے بعد ہوتی ہے یعنی رات شروع ہو جاتی ہے، اس لئے اندیشہ تھا کہ لوگ واپسی میں دھکا دھکی کریں گے اور ایک دوسرے کو چور چور کردیں گے۔ پھر لوگ دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں۔ دور دراز سے چل کر عرفات میں آئے ہوئے ہوتے ہیں اور اکثریت پیدل چلنے والوں کی ہوتی ہے اس لئے اگر ان کو حکم دیا جاتا کہ منیٰ میں پہنچو تو وہ اور بھی ٹوٹ جاتے اور آئندہ کل کیلئے نہ رہتے، اسلئے راستہ میں قیام تجویز کیا گیا تا کہ وہاں ستا کر صبح کو اگلی منزل کا رخ کریں۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴/ص ۲۰۳)

نیز مغرب کی نماز مزدلفہ میں پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ وقوفِ عرفہ، غروب آفتاب کے بعد ختم کیا جاتا ہے، اب اگر لوگ مغرب کی نماز پڑھ کر مزدلفہ کے لئے روانہ ہوں گے تو بہت تاخیر ہوجائے گی اور رات کا بڑا حصہ سفر کی نذر ہوجائے گا اور وقوفِ مزدلفہ میں خلل پڑے گا، اس لئے وقوفِ عرفہ ختم کرتے ہی مزدلفہ کے لئے روانگی ہوجاتی ہے۔ لوگ جلد از جلد مزدلفہ پہنچ کر دونوں نماز میں (مغرب وعشاء) ایک ساتھ ادا کر کے آرام کرتے ہیں اور صبح تازہ دم ہوکر وقوفِ مزدلفہ کرتے ہیں۔

(رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴ ص ۴۳۴)

مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو جمع کرنا؟

سوال: مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں جو جمع کر کے ایک ساتھ پڑھتے ہیں اس کی کیا شرائط ہیں؟ عورت و مرد تمام پر ضروری ہے؟

جواب: مزدلفہ میں مغرب وعشاء کا جمع کرنا حاجیوں کے لئے ضروری ہے۔ مغرب کو مغرب کے وقت پڑھنا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ اس میں مرد اور عورت دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۶)

مسئلہ:۔ یوم عرفہ کی شام کو غروب آفتاب کے بعد عرفات سے مزدلفہ جاتے ہیں اور نماز مغرب وعشاء دونوں مزدلفہ پہنچ کر ادا کرتے ہیں۔

اگر کسی نے مغرب کی نماز عرفات میں یا راستہ میں پڑھ لی تو جائز نہیں ہے۔ مزدلفہ پہنچ کر دوبارہ مغرب کی نماز پڑھے۔ اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۵)

مسئلہ:۔ اگر کوئی تنہا (یا جماعت کے ساتھ) عرفہ کے دن مغرب کی نماز عرفات میں پڑھے اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں پڑھے تو اس شخص کو مغرب کی نماز کا اعادہ کرنا لازم ہے۔ (امداد الفتاوی: ج ۱/ص ۱۷)

مسئلہ:- مزدلفہ میں مغرب وعشاء کے جمع کرنے مین امام الحج کی شرط نہیں ہے پس اگر تنہا پڑھیں یا چند آدمی جمع ہو کر جماعت سے پڑھیں ہر طرح صحیح ہے۔

(امداد الفتاویٰ: ج ۲/ص ۱۷۱)

مسئلہ:- مزدلفہ پہنچ کر مغرب وعشاء جماعت کے ساتھ پڑھی جائیں اگر جماعت نہ ملے تو اکیلے پڑھ لے۔ نیز دونوں نماز میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھی جائیں۔ دونوں نمازوں کے درمیان سنتیں نہ پڑھی جائیں بلکہ سنتیں بعد میں پڑھیں اور اگر مغرب کی نماز پڑھ کر اس کی سنتیں پڑھیں تو عشاء کی نماز کے لئے دوبارہ اقامت کہی جائے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۵ و احکام حج: ص ۶۸)

مسئلہ:- مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نمازیں عشاء کے وقت جمع کرنا یعنی دونوں کو ایک ساتھ پڑھنا واجب ہے اور اس کے لئے جماعت بھی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ:- اگر عشاء کے وقت سے پہلے مزدلفہ پہنچ گیا تو ابھی مغرب کی نماز نہ پڑھے عشاء کے وقت کا انتظار کرے اور عشاء کے وقت دونوں نمازوں کو جمع کرے۔

مسئلہ:- مزدلفہ کی رات میں جاگنا اور عبادت کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ:- دسویں شب ذی الحجہ یعنی عید کی شب مزدلفہ میں قیام کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (احکام حج: ص ۹۹)

مسئلہ:- مزدلفہ میں مغرب وعشاء کو اکٹھا پڑھنے کے لئے جماعت شرط نہیں، جماعت سے پڑھے یا تنہا دونوں کو اکٹھا پڑھے لیکن جماعت سے پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ:- مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو اکٹھا پڑھنا واجب ہے بخلاف ظہر وعصر کے عرفات میں ان کا جمع کرنا مسنون ہے اور مزدلفہ میں جمع کے لئے بادشاہ یا اس کا نائب ہونا شرط نہیں اور جماعت بھی شرط نہیں۔ اور خطبہ بھی یہاں نماز سے پہلے مسنون نہیں۔ اور تکبیر بھی دونوں نمازوں کے لئے ایک ہی ہوتی ہے اور ایک ہی اذان یعنی ایک اذان اور ایک تکبیر سے مغرب وعشاء کی نماز پڑھے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۶۵)

مسئلہ:- مزدلفہ میں مغرب وعشاء میں ترتیب واجب ہے، پہلے مغرب پڑھیں پھر عشاء اور اگر پہلے عشاء پڑھ لی تو بترتیب اعادہ واجب ہے۔

(امدادالفتاویٰ: ج ۲/ص ۱۷۱)

مسئلہ:- مزدلفہ میں مغرب کی نماز میں ادا کی نیت کرے قضا کی نیت نہ کرے۔ گو قضا کی نیت سے بھی نماز ہو جائے گی۔ (معلم الحجاج: ص ۱۶۴)

مسئلہ:- اگر راستہ میں عرفات واپس ہوتے ہوئے کوئی ایسی وجہ پیش آجائے کہ اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہنچنے تک فجر کی نماز کا وقت ہو جائے گا تو راستہ میں مغرب اور عشاء پڑھنا جائز ہے۔ (تنویرالابصار مع الدرالمختار: ج ۲/ص ۵۰۹ ومعلم الحجاج: ص ۱۶۵)

مزدلفہ میں وتر وسنتوں کا حکم؟

مسئلہ:- مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد وتر نماز تو واجب ہے اور اس کا ادا کرنا مقیم اور مسافر ہر ایک کے ذمہ لازم ہے۔ باقی رہی سنتیں! سنن مؤکدہ کا ادا کرنا مقیم کیلئے تو ضروری ہے۔ مسافر کو اختیار ہے کہ پڑھے یا نہ پڑھے۔

(آپ کے مسائل: ج ۵/ص ۲۱۸)

مسئلہ:- مزدلفہ میں عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد، مغرب وعشاء دونوں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ پڑھیں اور درمیان میں سنت ونفل کچھ نہ پڑھیں بلکہ مغرب اور عشاء کی سنت اور وتر عشاء کی نماز کے بعد پڑھیں۔ اگر اتفاق سے جماعت سے نماز نہ پڑھ سکا اور تنہا نماز ادا کی تو تب بھی سنتوں کا یہی حکم ہے، اسی طرح تکبیر تشریق بھی عشاء کی نماز کے بعد کہے مغرب کے بعد نہ کہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۱۸)

مشعرِ حرام میں وقوف کی وجہ؟

مشعر حرام ایک پہاڑ کا نام ہے جو مزدلفہ میں واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کے پاس وقوف فرمایا ہے۔ پس وہاں وقوف کرنا افضل ہے اور تمام مزدلفہ میں جہاں بھی قیام اور وقوف کرے جائز ہے۔

مزدلفہ میں لوگ پہنچ کر مغرب وعشاء ایک ساتھ ادا کر کے سو جاتے ہیں، صبح فجر کے بعد وقوفِ مزدلفہ شروع ہوتا ہے اور یہ وقوف اس لئے مشروع کیا گیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ یہاں پر تفاخر ونمود کی محفلیں جماتے تھے۔ اسلام نے اس کو کثرتِ ذکر سے بدل دیا۔

سورۂ بقرہ آیت ۱۹۸ میں ہے: فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ، وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّيْنَ.

یعنی جب تم لوگ عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو۔ اور اس طرح یاد کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے۔ اگر چہ قبل ازیں تم گمراہوں میں سے تھے۔ یعنی جاہلیت میں جو کچھ یہاں کیا جاتا تھا وہ گمراہی تھی۔

یہاں پر کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ جاہلیت کی عادت کا انسداد ہو جائے یعنی یہ ذکر ان کو تفاخر کا موقع ہی نہ دے۔

نیز اس جگہ ذکر الٰہی کے ذریعہ توحید کی شان بلند کرنا ایک طرح منافست اور ریس کی ترغیب ہے کہ دیکھیں تم خدا کی یاد زیادہ کرتے ہو یا مشرکین کی تفاخرت کا پلہ بھاری ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴/ص ۲۰۲)

مسجدِ مشعر حرام کہاں ہے؟

یہ مسجد سڑک نمبر پانچ پر واقع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قبلہ کی سمت میں قیام فرماتے تھے۔ اس جگہ پر مسجد بعد میں بنی ہے، بالآخر سعودی حکومت نے اس مسجد کی تعمیر جدید وتوسیع کی ہے اس کی لاگت تقریباً پچاس لاکھ ریال ہے۔ اس کا طول مشرق سے مغرب کی جانب ۹۰ میٹر اور عرض ۵۶ ہے اور کل رقبہ ۵۰،۴۰ مربع میٹر ہے

اس میں بارہ ہزار سے زیادہ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔
مسجد مشعر حرام سے مسجد خیف کا فاصلہ پانچ کلومیٹر ہے جبکہ مسجد نمرہ کا فاصلہ سات کلومیٹر ہے۔ (تاریخ مکہ مکرمہ: ۱۲۵ از ڈاکٹر عبدالغنی صاحب)

مزدلفہ میں وقوف کب ہوتا ہے؟

سوال: مزدلفہ میں تو رات کو میدان عرفات سے پہنچیں گے اس کے بعد اس کا وقوف کب سے شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے۔ نیز فجر کی نماز کس وقت پڑھیں گے؟ اور اگر کوئی وادی محسر میں جس میں اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا نماز پڑھ لے؟

جواب: وقوف مزدلفہ کا وقت دس ذی الحجہ کو صبح صادق سے لے کر سورج نکلنے سے پہلے تک ہے۔
سنت یہ ہے کہ صبح صادق ہوتے ہی اول وقت نماز فجر ادا کی جائے۔ نماز سے فارغ ہو کر وقوف کیا جائے اور سورج نکلنے سے پہلے تک دعاء و استغفار اور تضرع و ابتہال میں مشغول ہوں۔ جب سورج نکلنے کے قریب ہو تو منیٰ کی طرف چل پڑیں۔ اور وادی محسر میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر بے خبری میں پڑھ لی تو خیر نماز تو ہو گئی لیکن وادی محسر میں وقوف جائز نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۸)

مسئلہ:- مزدلفہ سب کا سب ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر وادی محسر میں نہ ٹھہرے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۶۶)

مسئلہ:- فجر سے پہلے مزدلفہ میں آنا خواہ گھڑی بھر کے لئے ہو، اگر طلوع فجر سے پہلے مزدلفہ کی موجودگی رہ گئی تو قربانی (دم) لازم ہو گی، البتہ اگر اس کی تاخیر کا سبب کوئی خاص عذر ہو یا مرض تو کچھ لازم نہیں آتا۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۸۹ و شامی: ج ۱/ص ۵۱۱)

وقوف مزدلفہ چھوٹ جائے؟

سوال: سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ نہیں پہنچا تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: اگر وقوفِ مزدلفہ کسی قدرتی عذر کی وجہ سے نہ ہو سکا مثلاً کوشش کے باوجود عرفات سے مزدلفہ طلوع آفتاب سے پہلے نہ پہنچ سکا تو کوئی جزاء واجب نہیں، البتہ مخلوق کی طرف سے کسی رکاوٹ کی وجہ سے یا عمداً (جان بوجھ کر) ترکِ وقوف سے دم واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۱ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۱۹۴ و احکامِ حج: ص ۱۰۳)

منیٰ و مزدلفہ میں قیام کا حکم؟

مسئلہ:- ایام نحر کی راتوں کو منیٰ میں رہنا اور قربانی کی رات عرفات سے نکلنے کے بعد رات کو مزدلفہ میں رہنا اور مزدلفہ سے آفتاب نکلنے سے پہلے منیٰ کو روانہ ہو جانا سنت ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۹۳)

صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ جانا؟

مسئلہ:- مریض، ضعیف، مستورات، عذر کی وجہ سے مزدلفہ میں وقوف نہ کریں تو جائز ہے، مگر ان کے ساتھ کی وجہ سے تندرست مرد بھی وقوف نہ کرے، اور صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے منیٰ چلا جائے تو اس تندرست پر دم واجب ہوگا، اس لئے کہ اس کا ترکِ وقوف بلا عذر ہے۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۲۱ و فتاویٰ رحیمیہ: ج ۶/ص ۲۰۱ و فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۳/ص ۱۸۱)

مسئلہ:- جو کوئی کمزور لوگوں اور عورتوں کے ساتھ مزدلفہ سے منیٰ کیلئے روانہ ہو جائے اسکا حکم ان ہی لوگوں یعنی معذوروں جیسا حکم ہے۔ (حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ: ص ۶۷)

(جو معذوروں کے ساتھ ہے وہ بھی معذوں کے حکم میں ہے)۔

مسئلہ:- مزدلفہ میں وقوف کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے۔ اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد یا صبح صادق سے پہلے مزدلفہ کا وقوف کرے گا تو وقوف صحیح نہ ہوگا۔

اس وقت وقوف کرنا واجب ہے گو ذرا سی دیر ہو۔ اگر راستہ چلتے بھی اس وقت

میں مزدلفہ میں کو گزر جائیگا تو وقوف ہو جائے گا، خواہ سوتے، جاگتے، بیہوشی یا کسی حال میں ہو مزدلفہ کا علم ہو یا نہ ہو، جیسے وقوفِ عرفات کا حکم ہے کہ ہر حال میں صحیح ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:- اگر عورت ہجوم کی وجہ سے نہ ٹھہرے تو دم واجب نہ ہوگا۔ لیکن اگر مرد ہجوم کی وجہ سے نہ ٹھہرے گا تو دم واجب ہوگا۔

اور اگر صبح صادق کے بعد اندھیرے ہی میں مزدلفہ سے چل دیا تو دم واجب نہ ہوگا، کیونکہ مقدار واجب وقوف ہو گیا۔

(کیونکہ وقوف مزدلفہ کا وقت واجب کا وقت صبح صادق سے سورج نکلنے تک ہے، اس میں ایک لحہ بھی وہاں پر چلا جائے یا گزر جائے تو واجب ادا ہو جائے گا۔

(محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ:- اگر مزدلفہ میں اس وقت (صبح صادق کے بعد سے سورج نکلنے تک) وقوف نہ کیا اور رات ہی کو صبح صادق سے پہلے وہاں سے چلا گیا تو دم واجب ہوگا، البتہ عذر کی وجہ سے نہ ٹھہرا مثلاً مریض ہے یا کمزور ہے تو دم واجب نہ ہوگا۔

نیز مغرب وعشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مزدلفہ میں ٹھہرے اور مزدلفہ میں صبح صادق تک ٹھہرنا سنتِ مؤکدہ ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۶۷)

(صبح صادق سے سورج نکلنے تک کا وقت واجب ہے)

مسئلہ:- اگر کوئی شخص عرفات میں بالکل اخیر وقت یعنی صبح صادق کے قریب پہنچا اور صبح صادق کے بعد سورج نکلنے تک مزدلفہ میں نہ آسکا تو اس پر بھی دم واجب نہ ہوگا۔ (معلم الحجاج: ص ۱۶۷)

مسئلہ:- صبح صادق سے پہلے مزدلفہ میں ٹھہرنے سے واجب ادا نہیں ہوگا اور ترکِ واجب کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔ یعنی صبح صادق سے پہلے مزدلفہ سے نہ نکلے) اگر رات کو مزدلفہ نہیں پہنچ سکا یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی اس وقت ہی پہنچا تو اس پر دم لازم ہے۔

مسئلہ:- سورج نکلنے میں جب دو رکعت کی مقدار وقت باقی رہ جائے اس وقت تک ٹھہرنا سنت مؤکدہ ہے لیکن ضعیف اور عورت اگر صبح صادق ہوتے ہی نماز فجر پڑھ کر منیٰ کے لئے روانہ ہو جائے تو ان کے لئے اجازت ہے بلکہ جو زیادہ ضعیف ہو اور برداشت نہ کر سکیں (مزدلفہ میں ٹھہرنا) وہ اگر اندھیرے ہی میں صبح صادق سے بھی پہلے روانہ ہو جائیں تو ان پر عذر کی وجہ سے دم لازم نہیں آئے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۳/ص ۱۸۱)

شیطان کو کنکریاں مارنے کی کیا علت ہے؟

سوال: حج کے موقع پر شیطان (جمرات) کو جو کنکریاں ماری جاتی ہیں کیا اس کی علت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وقعہ ہے جس میں شیطان نے متعدد دفعہ بہکایا تھا؟

جواب: غالباً ابراہیم علیہ السلام والا واقعہ ہی اس کا سبب ہے مگر یہ علت نہیں۔ ایسے امور کی علت تلاش نہیں کی جاتی۔ بس جو حکم ہو اس کی تعمیل کی جاتی ہے اور حج کے اکثر افعال اور ارکان عاشقانہ انداز کے ہیں کہ عقلاء ان کی علتیں تلاش کرنے سے قاصر ہیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۰)

کنکریاں مارنے کا وقت

مسئلہ:- پہلے دن دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ (بڑا شیطان) کی رمی کی جاتی ہے۔ اس کا وقت صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے مگر طلوع آفتاب سے پہلے رمی کرنا خلاف سنت ہے۔ اس کا مسنون وقت طلوع آفتاب سے زوال تک ہے۔ زوال سے غروب تک بلا کراہت جواز کا وقت ہے۔ اور غروب سے اگلے دن کی صبح صادق تک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ لیکن اگر کوئی عذر ہو تو غروب کے بعد بھی بلا کراہت جائز ہے۔ گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت زوال کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ غروب آفتاب تک بلا کراہت اور غروب سے صبح صادق تک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ مگر

آج کل ہجوم ورش کی وجہ سے غروب سے پہلے رمی نہ کرسکے تو غروب کے بعد بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ:- تیرہویں تاریخ کی رمی کا مسنون وقت تو زوال کے بعد ہے، لیکن صبح صادق کے بعد زوال سے پہلے اس دن کی رمی کرنا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۲ ومعارف القرآن: ج ۱/ص ۴۳۶)

کنکریاں مارنے کا صحیح مقام کیا ہے؟

مسئلہ:- منیٰ میں تین مقام ہیں جن پر قد آدم ستون بنا کر چاروں طرف نشان لگا دیا گیا ہے یعنی ستون کے چاروں طرف گول حوض سی بنا دی گئی ہے اور ان تینوں جگہ کو جمرات یا جمار کہتے ہیں، عام طور پر لوگ ان ستونوں کو بت (یا شیطان) سمجھتے ہیں اور ان ہی میں کنکریاں مارتے ہیں۔ جمار یعنی کنکری پھینکنے کی جگہ ستون کے نیچے کی اور نشان نما حوض کے اندر کی زمین ہے۔ اس لئے کنکریاں ستون میں نہ مارنا چاہئے بلکہ اسی جگہ پر مارنی چاہئے جہاں کنکریاں جمع ہوتی ہیں اگر ستون پر کنکری ماری اور وہ نیچے گر گئی تو رمی ہو جائے گی اور گر ستون کے اوپر جا کر ٹھہر گئی نیچے نہ گری تو رمی نہ ہوگی۔
(معلم الحجاج: ص ۳۵۵)

مسئلہ:- کنکری کا جمرہ (ستون) پر لگنا ضروری نہیں ہے، اگر کنکری جمرہ کے قریب (حوض کے اندر) گر گئی تو بھی جائز ہے اور قریب کی حد دیوار کا احاطہ ہے جو ہر جمرہ کے گرد (حوض نما) بنا دیا گیا ہے اور جو کنکری احاطہ میں نہ گری تو اس کی جگہ دوسری کنکری مارے۔ (احکام حج: ص ۶۷ واحسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۸ کتاب الحج)

کنکریاں کیسی اور کتنی ہوں؟

مسئلہ:- مزدلفہ سے کنکریاں مثل کھجور کی گٹھلی یا چنے اور لوبئے کے دانے کے برابر اٹھانا رمی کرنے کے لئے مستحب ہے اور کسی جگہ سے یا راستہ سے بھی اٹھانا جائز

ہے، مگر جمرے کے (جس جگہ پر کنکری ماری جاتی ہے اس کے) پاس سے نہ اٹھائے۔ اگر کوئی ان کو وہاں سے اٹھا کر مارے گا، جائز تو ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ: ج۹/ص۱۱۱۶ و معلم الحجاج: ص۱۸۴)

مسئلہ:- بڑے پتھر کو توڑ کر چھوٹی کنکریاں بنانا مکروہ ہے۔ اگر بڑے بڑے پتھر مارے تو جائز تو ہے لیکن مکروہ ہے۔

مسئلہ:- کنکریوں کو دھو کر مارنا مستحب ہے اگر چہ پاک جگہ سے اٹھائی ہوں اور جو کنکریاں یقیناً ناپاک ہوں ان کو مارنا مکروہ ہے اور شک کا اعتبار نہیں ہے۔ نیز ناپاک جگہ کی کنکریوں سے رمی کرنا مکروہ ہے، اس لئے ناپاک جگہ سے نہ اٹھائے۔

مسئلہ:- سات کنکریاں پہلے دن دس تاریخ کو صرف جمرہ عقبیٰ پر ماری جاتی ہیں اور باقی گیارہ بارہ کو اکیس اکیس کنکریاں تینوں جمرات یعنی ہر ایک پر سات سات ماری جاتی ہیں۔ (معلم الحجاج: ص۱۶۸)

منیٰ سے اٹھا کر کنکریاں مارنا؟

سوال: اگر حاجی کنکریاں مزدلفہ سے نہیں لائے بلکہ منیٰ سے اٹھا کر مارے تو کیا دم لازم ہوگا؟

جواب: سنگریزے اگر مزدلفہ سے نہیں لایا بلکہ منیٰ سے اٹھا کر رمی کی تو اس سے دم لازم نہیں آتا، لیکن اگر جمرہ (شیطان) کے پاس سے اٹھائے تو مکروہ تنزیہی ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم: ج۶/ص۵۵۵ و عالمگیری مصری: ج۱/ص۲۱۸ کتاب الحج)

جمرات کے قریب سے کنکریاں اُٹھانا؟

سوال: کیا جمرات کے آس پاس سے کنکریاں لے کر مارنا جائز ہے؟

جواب: ہاں جائز ہے، اسلئے کہ قرین قیاس یہی ہے کہ ان کنکریوں سے رمی نہیں کی گئی ہے۔ البتہ جو کنکریاں جمرات کے حوض میں ہیں ان سے رمی کرنی صحیح نہیں ہے۔
(حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ: ص۷۱)

کون سے ہاتھ سے رمی کی جائے؟

مسئلہ:- سیدھے ہاتھ سے کنکری مارنا مسنون ہے، ثواب زیادہ ملتا ہے لہٰذا حتی الامکان سیدھے ہی ہاتھ سے رمی کرے، اگر سیدھے ہاتھ سے رمی کر ہی نہ سکے تو بائیں (الٹے) ہاتھ سے رمی کرے (کنکری مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔)

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۵/ص۲۲۹)

مسئلہ:- جن کنکری سے رمی کی گئی ہو اور وہ کنکری جمرے کے قریب گری ہوئی ہو وہ کنکری وہاں سے اٹھا کر اس سے رمی کرنا مکروہ ہے کہ وہ مردود ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۹/ص۱۱۶)

دسویں ذی الحجہ کو مغرب کے وقت رمی کرنا؟

سوال: دسویں ذی الحجہ کو رمی کرتے میں کافی دشواری ہوتی ہے۔ ہم نے صبح کے بجائے مغرب کے وقت رمی کی۔ کیا یہ عمل صحیح ہے؟

جواب: مغرب تک رمی کی تاخیر میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن یہ شرط ہے کہ جب تک رمی نہ کرلیں تب تک، تمتع اور قران کی قربانی نہیں کرسکتے۔ اور جب تک قربانی نہ کرلیں، بال نہیں کٹا سکتے۔ اگر آپ نے اس شرط کو ملحوظ رکھا تو ٹھیک کیا ہے۔

(آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۳۲)

مسئلہ:- دسویں تاریخ کی رمی اگرچہ عورتوں اور بیماروں کے علاوہ دوسروں کے لئے مغرب کے بعد مکروہ ہے، مگر رات میں طلوع فجر سے پہلے پہلے کرنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:- اگر دسویں تاریخ کے بعد کی رات گذر گئی اور رمی نہیں کی تو اس کی قضا بھی واجب ہے اور رات کے بعد کرنے سے دم دینا بھی لازم ہے۔ (احکام حج: ص۴۷)

مسئلہ:- رمی اور قربانی کرنے میں اتنی جلدی کرنا کہ ازدحام (بھیڑ) کی

وجہ سے اپنے نفس کو یا کسی دوسرے کو تکلیف پہنچنے کا خطرہ ہو حرام ہے۔ غروب سے کچھ قبل اطمینان سے رمی کریں، اگر اس وقت بھی ہجوم و ازدحام ہو تو غروب کے بعد رمی کریں، ایسی حالت میں غروب کے بعد رمی کرنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵٦۸ کتاب الحج)

رات کے وقت رمی کرنا؟

طاقتور مردوں کو رات کے وقت رمی کرنا مکروہ ہے۔ البتہ عورتیں اور کمزور مرد اگر عذر کی بنا پر رات کو رمی کریں تو ان کے لئے نہ صرف جائز بلکہ مستحب ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۱ و عمدۃ الفقہ: ص ۲۳۴)

سنت یہ ہے کہ ہر کنکری پھینکنے کے وقت "بسم اللّٰہ اللّٰہ الکبر" کہا جائے۔

(کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۰۸۹)

رمی جمار میں ترتیب بدل گئی؟

سوال: ایک صاحب نے تین یوم میں بھول یا غلطی سے جمرہ عقبیٰ سے شروع ہو کر جمرہ اولیٰ پر رمی ختم کیں تو اس غلطی یا بھول کی سزا و جزا کیا ہے؟ اس سے حج میں فرق آیا کیا؟

جواب: چونکہ جمرات میں ترتیب سنت ہے واجب نہیں ہے اور ترک سنت پر دم نہیں آتا، اس لئے حج میں کوئی خرابی نہیں آئے گی، اور نہ دم واجب ہوگا۔ البتہ ترک سنت سے کچھ اساءت آتی ہے یعنی خلاف سنت کام کیا۔

صورت مسئولہ میں اگر یہ شخص جمرہ اولیٰ کی رمی کے بعد علی الترتیب جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبیٰ کی رمی دوبارہ کر لیتا تو اس کا فعل سنت کے مطابق ہو جاتا اور اساءت ختم ہو جاتی۔ (لیکن حج ہو گیا دم وغیرہ لازم نہیں آیا ہے) (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۱ و فتاویٰ دار العلوم: ج ٦/ص ۵۵٦، و عالمگیری مصری: ج ۱/ص ۲۱۹ و فتاویٰ رحیمیہ: ج ٦/ص ۴۲ و معلم الحجاج: ص ۱۸۴)

۱۲؍ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کرنا؟

سوال: اکثر دیکھا گیا کہ لوگ ۱۲؍ ذی الحجہ کو زوال سے پہلے رمی کرنے نکل جاتے ہیں کہ بعد میں رش ہو جائے گا، اس لئے قبل از وقت مار کر نکل جاتے ہیں۔ کیا عمل یہ درست ہے؟

جواب: صرف دس ذی الحجہ کی رمی زوال سے پہلے ہے۔ گیارہ، بارہ کی رمی زوال کے بعد ہی ہو سکتی ہے، اگر زوال سے پہلے کر لی تو وہ رمی ادا نہیں ہوئی، اس صورت میں دم واجب ہوگا۔ البتہ تیرہویں تاریخ کی رمی زوال سے پہلے کر کے جانا جائز ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۳ و معلم الحجاج: ص ۱۸۲ و احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۸)

بارہ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں رمی کرنا؟

سوال: عورتوں اور ضعفاء کے لئے تو رات کو کنکریاں مارنا جائز ہے لیکن بارہویں ذی الحجہ کو اگر غروب آفتاب کے بعد ٹھہریں اور رات کو رمی کریں تو کیا ان پر تیرہویں کی رمی بھی لازم ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: بارہویں تاریخ کو بھی عورتیں و دیگر ضعفاء و کمزور حضرات رات کو رمی کر سکتے ہیں۔ بارہویں تاریخ کو منیٰ سے غروب آفتاب کے بعد بھی تیرہویں کی فجر سے پہلے آنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔ اس لئے اگر تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہونے سے پہلے منیٰ سے نکل جائیں تو تیرہویں تاریخ کی رمی لازم نہیں ہوگی اور اس کے چھوڑنے پر دم لازم نہیں آئے گا۔ ہاں! اگر تیرہویں کی فجر بھی منیٰ میں ہوگی تو پھر تیرہویں کی رمی بھی واجب ہو جاتی ہے، اس کے چھوڑنے سے دم لازم آئے گا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۴)

مسئلہ:- تیرہویں تاریخ کی شب میں منیٰ کا قیام اور تیرہویں تاریخ کی رمی اصل سے واجب نہیں مگر افضل ہے البتہ تیرہویں کی صبح منیٰ میں ہو جائے تو اس دن کی

ترکِ رمی کا حکم

سوال: اگر کوئی شخص دسویں ذی الحجہ کی رمی نہ کر سکے تو کیا اس کی قضاء گیارہویں یا بارہویں کو بھی کر سکتا ہے؟ اسی طرح جو شخص گیارہویں یا بارہویں کی رمی نہ کر سکے تو کیا اس کی قضاء بارہویں یا تیرہویں کو کر سکتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر کسی دن رمی معین وقت میں نہ کر سکے تو اس کی قضاء تیرہویں تاریخ تک کسی دن کر سکتا ہے یا صرف دوسرے ہی دن کر سکتا ہے اور بعد میں صرف دم دے؟

جواب: قضاء اور دم دونوں واجب ہیں قضاء کا وقت تیرہویں تک ہے اس کے بعد نہیں۔ اور دم کی تفصیل یہ ہے کہ سب ایام کی یا ایک دن کی پوری یا نصف سے زائد کنکریاں چھوڑ دیں، تو دم واجب ہے، اور ایک دن کی نصف سے کم چھوڑیں تو ہر کنکری کے عوض نصفِ صاع صدقہ واجب ہے۔ اگر صدقہ کا مجموعہ دم کی قیمت کے برابر ہو جائے تو اس سے کچھ کم کر دے۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۵ بحوالہ ردالمحتار: ج ۲/ص ۲۲۵ وفتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۳۲)

رمی مؤخر ہونے پر قربانی بعد میں؟

سوال: ہجوم کی وجہ سے اگر عورت رات تک رمی مؤخر کر دے تو کیا اس کے حصے کی قربانی پہلے کی جا سکتی ہے؟

جواب: جس شخص کا تمتع یا قران کا احرام ہو، اس کے لئے رمی اور قربانی میں ترتیب واجب ہے کہ پہلے رمی کرے، پھر قربانی، پھر احرام کھولے۔ پس جس عورت نے تمتع یا قران کیا ہو اگر وہ ہجوم کی وجہ سے رات تک رمی کو مؤخر کرے تو قربانی کو بھی رمی سے فارغ ہونے تک مؤخر کرنا لازم ہوگا۔ جب تک وہ رمی نہ کر لے اس کے حصہ کی قربانی نہیں ہو سکتی اور جب تک قربانی نہ ہو جائے۔ اس کا احرام نہیں کھل سکتا ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۷۳ وفتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۱۹۵)

رمی بھی واجب ہو جاتی ہے۔ (احکامِ حج: ص۸۳)

منیٰ سے بارہویں کے غروب کے بعد نکلنا؟

سوال: بارہویں تاریخ کو ہم نے رات میں رمی کا فعل ادا کیا، غروب کے بعد نکلنے سے تیرہ کا ٹھہرنا ضروری تو نہیں ہو گیا، کیوں کہ یہاں پر لوگوں نے بتایا بارہ کو منیٰ سے دیر سے نکلنے پر تیرہ کی رمی کرنا واجب ہو جاتی ہے؟

جواب: بارہویں تاریخ کا سورج غروب ہونے کے بعد منیٰ سے نکلنا مکروہ ہے، مگر اس صورت میں تیرہویں تاریخ کی رمی لازم نہیں ہوتی، بشرطیکہ صبح صادق سے پہلے منیٰ سے نکل گیا ہو۔ اور اگر منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح صادق ہو گی تو اب تیرہویں تاریخ کی رمی بھی واجب ہو گئی۔ اب اگر رمی کئے بغیر منیٰ سے جائے گا تو دم لازم ہو گا۔ البتہ تیرہویں تاریخ کی رمی میں یہ سہولت ہے کہ زوالِ آفتاب سے پہلے بھی جائز ہے۔

(آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۳۵)

رمی کے لئے کنکریاں دوسروں کو دے کر چلے جانا؟

سوال: اس مرتبہ حج کرنے کا ارادہ بھی اور اپنے وطن جا کر گھر والوں کے ساتھ عید کرنے کا بھی۔ چاند کی دس تاریخ جمعرات کو ہے، اس طرح سے حج جمعرات کو ہو جاتا ہے لیکن شیطان کو کنکریاں مارنے کے لئے تین دن تک منیٰ میں رکنا پڑتا ہے، ہم چاہتے ہیں کہ صبح والی فلائٹ سے اپنے وطن روانہ ہو جائیں اور اپنی کنکریاں مارنے کیلئے کسی دوسرے کو دیدیں؟ کیا اس صورت میں حج کے تمام فرائض ادا ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جمرات کی رمی واجب ہے، اور اس کے چھوڑنے پر دم لازم آتا ہے۔ بارہویں تاریخ کو زوال کے بعد رمی کر کے جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔ اپنی کنکریاں کسی دوسرے کے حوالے کر کے خود چلے آنا جائز نہیں ہے۔ حج ناقص رہے گا۔ دم لازم آئے گا۔ اور قصداً حج کا واجب چھوڑنے کی وجہ سے گنہگار ہوں گے۔

تعجب ہے کہ ایک شخص اتنا خرچ کر کے آئے اور پھر حج کو ادھورا اور ناقص چھوڑ کر بھاگ جائے۔ اگر ایک سال عید گھر والوں کے ساتھ نہ کی جائے تو کیا حرج ہے؟

واضح رہے کہ جو شخص خود رمی کرنے پر قادر ہو اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا رمی کر دینا کافی نہیں۔ بلکہ اس کے ذمہ بذاتِ خود رمی کرنا لازم ہے۔ البتہ اگر کوئی ایسا بیمار ہو یا معذور ہو کہ خود جمرات تک آنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی طرف سے نیابت جائز ہے کہ اس کے حکم سے دوسرا شخص اس کی طرف سے رمی کر دے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۴)

کسی سے کنکریاں مروانا؟

سوال: ایک شخص بیمار یا کمزوری کی حالت میں حج کرتا ہے اب وہ جمرات کی رمی کس طرح کرے؟ کیا وہ کسی دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے؟

جواب: جو شخص بیمار یا کمزوری کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو اور جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف ہوتی ہو تو وہ معذور ہے اور اگر اس کو آنے میں مرض بڑھنے یا تکلیف ہونے کا اندیشہ نہیں ہے تو اب اس کو خود رمی کرنا ضروری ہے اور دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر سواری یا اٹھانے والا نہ ہو تو وہ معذور ہے اور معذور دوسرے سے رمی کرا سکتا ہے۔ جس کو معذوری نہ ہو اس کا دوسرے کے ذریعہ رمی کرانا جائز نہیں ہے۔

بہت سے لوگ محض ہجوم کی وجہ سے دوسرے کو کنکریاں دے دیتے ہیں، ان کی رمی نہیں ہوتی البتہ سخت ہجوم میں ضعیف و ناتواں لوگ پس جاتے ہیں گو وہ چلنے سے معذور نہیں۔ لہٰذا ان کے لئے رات کو رمی کرنا افضل ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۱/ص ۳۲ ۱ و احکام حج: ص ۴۷)

ہجوم کے وقت خواتین کا کسی سے کنکریاں مروانا؟

سوال: ہجوم کے وقت خواتین کا خود کنکریاں مارنے کے بجائے دوسروں سے

کنکریاں مرواسکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: رات کے وقت رش نہیں ہوتا، عورتوں کو اس وقت رمی کرنی چاہئے خواتین کی جگہ کسی دوسرے کا رمی کرنا صحیح نہیں ہے البتہ اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ رمی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی جگہ رمی کرنا جائز ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۲ وحج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۶۶)

رمی میں عورتوں کی طرف سے مجبوری میں نیابت

سوال: زید نے رمی جمرات ۱۲ر تاریخ کو عورتوں کی طرف سے نیابت کی کیوں کہ قافلہ چل رہا تھا عورتوں کا رمی کرنا بہت دشوار تھا، کیا یہ رمی صحیح ہوئی یا نہیں؟ یا دم واجب ہوگا؟۔

جواب: رمی جمار واجب ہے اور ترک واجب اگر بسبب کسی عذر کے ہو تو اس میں کچھ نہیں آتا۔ پس اس صورت میں بسبب عذر ازدحام کے جو عورتوں کی رمی ترک ہوئی تو اس میں دم واجب نہیں ہوگا۔

(فتاوی دار العلوم: ج ۶/ص ۵۵۴ بحوالہ بحر الرائق ورد المحتار باب الجنایات: ج ۲/ص ۲۷۵)

رمی میں معذور کی تعریف؟

مسئلہ:- جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو یا جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف ہو یا مرض بڑھ جانے یا مرض پیدا ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو تو ہو معذور ہے۔ (منتخبات نظام الفتاوی: ص ۱۵۷ بحوالہ زبدۃ المناسک: ص ۱۶۵)

مسئلہ:- ایسے مریض اور کمزور اور بوڑھے اور اپاہج وغیرہ کی طرف سے رمی جمرات میں نیابت جائز ہے جو از خود جمرات پہنچ کر رمی کرنے پر قدرت نہیں رکھتے اور رمی کرنے والا نائب بوقت رمی ان کی طرف سے رمی کی نیابت کریگا۔ (غنیۃ المناسک: ص ۱۰۰)

مسئلہ:- اگر معذور کا عذر دوسرے سے رمی کرانے کے بعد رمی کے (وقت)

کے رہتے ہوئے زائل ہو جائے تو بھی دوبارہ خود رمی کرنا ضروری نہیں رہتا۔ اور نہ ہی ان پر کوئی فدیہ لازم ہے۔

(منتخبات نظام الفتاویٰ: ج ۱/ص ۱۵۷ بحوالہ زبدۃ المناسک: ص ۱۶۹ و معلم الحجاج: ص ۱۸۵)

دوسرے کی طرف سے رمی کرنے کا طریقہ

مسئلہ:۔ ہر جمرہ پر اپنی سات کنکریاں پھینکنے کے بعد ہی دوسرے کی طرف سے اسی وقت سات کنکریوں سے رمی کردی پھر دوسرے اور تیسرے جمرہ پر اسی طرح کیا یعنی پہلے اپنی سات کنکریاں ختم کر کے پھر دوسرے کی طرف سے سات کنکریاں مارنا جائز ہے اور آج کل شدید ازدحام کی وجہ سے اس میں سہولت ہے۔

مسئلہ:۔ معذور کی طرف سے دوسرے کو رمی کرنے کے لئے یہ شرط ہے وہ اس کو اپنا نائب بنا کر خود بھیجے یعنی اجازت واختیار دے، اگر بغیر معذور کی اجازت کے دوسرے نے رمی کردی تو وہ معتبر نہیں البتہ بے ہوش اور چھوٹے بچوں اور مجنون کی طرف سے ان کے اولیاء خود بغیر اجازت کے رمی کردیں تو یہ جائز ہے۔

(احکام حج: ص ۵۷ و آپ کے مسائل: ج ۱/ص ۱۳۳)

رمی کے ضروری مسائل

مسئلہ:۔ اگر کسی روز کی رمی اس کے وقتِ معین میں نہ ہو سکی تو قضا واجب ہوگی اور دم بھی واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر بالکل کسی روز بھی رمی نہیں کی اور رمی کا وقت گزر گیا تب بھی ایک ہی دم واجب ہوگا۔

مسئلہ:۔ رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کے غروب تک ہے۔ غروب کے بعد رمی کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور قضا کا وقت نہیں رہتا، صرف دم واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی نے دسویں یا گیارہویں یا بارہویں کو رمی نہیں کی تو اس روز کے بعد والی رات میں رمی کر سکتا ہے مثلاً دسویں کو رمی نہیں کی تو دسویں اور گیارہویں

کی درمیانی شب میں رمی جائز ہے کیوں کہ ایام حج میں بعد والی رات پہلے دن کی شمار ہوتی ہے۔

مسئلہ:- رمی میں کنکریاں پے در پے (لگا تار) مارنا مسنون ہے، تاخیر اور فاصلہ کنکریوں میں مکروہ ہے، نیز ایک جمرہ کی رمی کے بعد دوسرے جمرہ کی رمی میں علاوہ دعاء کے تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ:- رمی کرنے کے لئے کوئی خاص حالت اور ہیبت شرط نہیں بلکہ جس حالت میں اور جس جگہ کھڑے ہوکر رمی کرے گا صحیح ہو جائے گی، البتہ امور مذکورہ کی رعایت مسنون ہے۔

مسئلہ:- رمی ہاتھ سے کرنا ضروری ہے اگر کمان یا تیر وغیرہ سے رمی کی تو صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ:- سات کنکریاں علیحدہ علیحدہ مارنا، اگر ایک سے زائد یا ساتوں ایک دفعہ مارے تو ایک ہی شمار ہوگی، اگر چہ سب الگ الگ گری ہوں، باقی چھ پوری کرنی ضروری ہوں گی۔

مسئلہ:- کم عقل، مجنون، بچہ اور بے ہوش اگر بالکل رمی نہ کریں تو ان پر فدیہ واجب نہیں البتہ اگر مریض رمی نہ کرے گا تو ترکِ رمی کی جزاء واجب ہوگی۔

مسئلہ:- عورت اور مرد کے لئے رمی کے احکام برابر ہیں کوئی فرق نہیں البتہ عورت کو رمی رات میں کرنا افضل ہے۔

مسئلہ:- ہر جمرہ پر سات کنکری سے زیادہ قصداً مارنا مکروہ ہے، شک ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مارے تو کوئی حرج نہیں۔ (معلم الحجاج: ص ۱۸۷)

مسئلہ:- تیرہویں تاریخ کی رمی اس وقت واجب ہوتی ہے جب کہ منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح ہو جائے اس صورت میں اگر کسی نے صرف تیرہویں تاریخ کی رمی چھوڑ دی تب بھی دم واجب ہوگا۔ (احکام حج: ص ۱۰۲)

آج کل ترتیب بدلنے پر دم کیوں؟

سوال: یوم النحر کے چار کام ہیں۔ رمی، ذبح، سر منڈانا، اور طواف زیارت کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھول کی وجہ سے ترتیب میں تقدم و تاخر ہوا۔ ہر شخص آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتا ہے کہ مجھ سے بجائے اس کے ایسا ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوئی گناہ نہیں، اب اس ترتیب میں تقدیم و تاخیر ہو تو دم واجب بتایا جاتا ہے، کیا وجہ ہے؟

جواب: یوم النحر کے چار افعال ہیں۔ یعنی رمی، ذبح، حلق اور طوافِ زیارت۔ اول الذکر تین چیزوں میں تقدیم و تاخیر کی صورت میں دم واجب ہوگا مگر طواف زیارت اور تین افعال مذکورہ کے درمیان ترتیب واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ پس اگر طواف زیارت ان میں سے پہلے کر لیا جائے تو کوئی دم لازم نہیں۔

حدیث شریف میں ان تین افعال کے آگے پیچھے کرنے والوں کو جو فرمایا گیا ہے کہ کوئی حرج نہیں، حنفیہؒ اس میں یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس وقت افعالِ حج کی تشریع ہو رہی تھی، اس لئے خاص موقع پر بھول چوک کر تقدیم و تاخیر کرنے والوں کو گناہ سے بری قرار دیا۔

مگر چونکہ دوسرے دلائل سے ان افعال میں ترتیب کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس لئے دم واجب ہوگا۔ واللہ اعلم۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۸)

مسئلہ:- حالتِ احرام میں غلطی قصداً کرے یا بھول کر یا خطاءً، مسئلہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، اپنی خوشی سے کرے یا کسی کی زبردستی سے، سوتے ہوئے یا جاگتے ہوئے، نشہ میں ہو یا بے ہوش ہو، مالدار ہو یا تنگدست، خود کرے یا کسی کے کہنے پر، معذور ہو یا غیر معذور سب صورتوں میں جزاء واجب ہوگی۔

(معلم الحجاج: ص ۲۴۲)

دم کہاں ادا کیا جائے؟

مسئلہ:- حج وعمرہ کے سلسلہ میں جو دم واجب ہوتا ہے، اس کا حدود حرم میں ذبح کرنا ضروری ہے۔ دوسری جگہ ذبح کرنا درست نہیں ہے۔ (آپ پر اگر دم واجب ہو، اور اپنے وطن آجائیں تو) آپ کسی حاجی کے ہاتھ اتنی رقم بھیج دیں اور اس کو تاکید کردیں کہ وہ وہاں بکرا خرید کر حدود حرم میں ذبح کرادے۔ اس کا گوشت صرف فقراء و مساکین کھا سکتے ہیں، مالدار لوگ نہیں کھا سکتے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۲۹ و فتاویٰ رحیمیہ: ج ۸/ص ۲۹۹)

مسئلہ:- دم ادا ہونے کے لئے مساکین کا عدد شرط نہیں ہے، اگر ایک مسکین کو سارا گوشت ایک ہی دفعہ دے دیا جائے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ:- دم کا گوشت ہر فقیر کو دینا جائز ہے، حرم شریف کا فقیر ہونا شرط نہیں اور حرم میں صدقہ کرنا بھی شرط نہیں، اس لئے اگر حرم سے نکل کر فقراء کو دے دیا تو بھی جائز ہے صرف حرم میں ذبح کرنا شرط ہے۔ البتہ حرم کے فقراء کو دینا افضل ہے، لیکن اگر دوسرے فقراء حرم کے فقراء سے زیادہ محتاج ہوں تو پھر ان کو دینا افضل ہے۔

مسئلہ:- دم کے بدلہ قیمت دینا جائز نہیں البتہ اگر کسی نے اپنے دم سے کھا لیا کہ جس سے کھانا جائز نہیں تھا یا اس کو تلف کر دیا تو اُس کھائے ہوئے اور تلف کئے ہوئے کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۲۶۴)

کیا حاجی پر عید کی بھی قربانی واجب ہے؟

سوال: جو حضرات حج کے لئے جاتے ہیں وہاں حج کے دوران ایک قربانی واجب ہے یا دو واجب ہیں؟

جواب: جو حاجی صاحبان مسافر ہوں انھوں نے حج تمتع یا قران کیا ہو ان پر صرف (ایک) حج کی قربانی واجب ہے اور اگر انھوں نے حج مفرد کیا ہو (حج مفرد یہ

ہے کہ میقات سے گزرتے وقت صرف حج کا احرام باندھا جائے۔اس کے ساتھ عمرہ کا احرام نہ باندھا جائے (عمرہ کی نیت نہ ہو) حج سے فارغ ہونے تک یہ احرام رہے گا) تو ان کے ذمہ کوئی قربانی واجب نہیں۔اور جو حاجی مسافر نہ ہوں بلکہ مقیم ہوں ان پر بشرط استطاعت عید کی قربانی بھی واجب ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۶)

مسئلہ:- حج افراد میں قربانی نہیں ہوتی۔خواہ پہلا حج ہو یا دوسرا، تیسرا، تمتع یا قران ہو تو قربانی لازم ہوتی ہے، خواہ پہلا ہو، یا دوسرا، یا تیسرا۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۶)

مسئلہ:- قربانی دو طرح کی ہوتی ہے، ایک قربانی تو وہ ہے جو صاحب نصاب مقیم پر واجب ہوتی ہے خواہ حج کرنے جائے یا نہ جائے۔

اگر حاجی صاحبِ نصاب ہے اور مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ کا مکین بھی، پندرہ دن سے زیادہ قیام کی نیت کرے تو یہ قربانی واجب ہو جائے گی اس کے بارے میں اختیار ہے چاہے تو مکہ مکرمہ میں یا مدینہ طیبہ میں یا گھر پر ہی (اپنے وطن میں) کرنے کا انتظام کرے، یا اپنے وطن میں اس قربانی کے لئے رقم بھیج دے (یا دے کر آئے) کہ وطن کے لوگ وطن میں اس کی طرف سے قربانی کر دیں۔

(منتخبات نظام الفتاویٰ: ج ۱/ص ۱۴۸ و فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۱۹)

مسئلہ:- حج میں سفر کے دوران حاجی سفر میں ہوتا ہے اس لئے اس پر عید الاضحیٰ کی قربانی واجب نہیں، البتہ حاجی نے حج تمتع یا قران کا احرام باندھا ہے تو اس پر حج کی قربانی واجب ہوگی عید الاضحیٰ کی نہیں، البتہ عید الاضحیٰ کی قربانی بھی کر لے تو ثواب ہوگا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۶ و فتاویٰ محمودیہ: ج ۳/ص ۱۸۵)

قربانی کے تین دن ہیں؟

مسئلہ:- قربانی کے تین دن مقرر ہیں، عید کا دن اور اس کے بعد دو دن، یہ دن قران، یا تمتع کی قربانی کے ہیں، اس قربانی کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد ذبح

کرنا چاہئے، اگر ان ایام نحر کے بعد ذبح کیا تو تب بھی قربانی ہو جائے گی، لیکن اس تاخیر کے باعث بھی قربانی لازم ہوگی۔ (قربانی تک احرام کی پابندیاں لازم ہوں گی)

مسئلہ:- قران اور تمتع کی قربانیوں کے علاوہ کسی اور قربانی کے ذبح کرنے کے لئے وقت کی کوئی پابندی نہیں ہے، لیکن ذبح بہر حال حرم میں ہونا چاہئے۔ اور جو قربانی ایام نحر میں ذبح کی جائے اُسے منیٰ میں ذبح کرنا سنت ہے۔ البتہ نذر کی قربانی ہو تو اس کو حرم میں ذبح کرنے کی پابندی نہیں ہے۔ (کتاب الفقہ: ج۱/ص ۱۱۳۶)

حج میں قربانی کریں یا دم شکر؟

سوال: ایک مولوی صاحب نے بتایا کہ قربانی کے دنوں میں جو قربانی ہوتی ہے وہ دم ہے حج کا۔ اور قربانی کرنا حاجی پر ضروری نہیں، کیوں کہ وہ مسافر ہوتا ہے؟

جواب: جس شخص کا حج تمتع یا قران ہو اس پر حج کی وجہ سے قربانی واجب ہے اس کو دم شکر کہتے ہیں۔ اسی طرح اگر حج یا عمرہ میں کوئی غلطی ہوئی ہو تو اس کی وجہ سے بعض صورتوں میں قربانی واجب ہوتی ہے اس کو "دم" کہتے ہیں۔ بقر عید کی عام قربانی دو شرطوں کیساتھ واجب ہے، ایک یہ کہ آدمی مقیم ہو، مسافر نہ ہو، دوم یہ کہ حج کے ضروری اخراجات ادا کرنے کے بعد اس کے پاس قربانی کی گنجائش ہو۔ اگر مقیم نہیں تو قربانی واجب نہیں اور اگر حج کے ضروری اخراجات کے بعد قربانی کی گنجائش نہیں تب بھی اس کے ذمہ قربانی واجب نہیں۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص ۷۰ ۱۳ و احکام حج: و کتاب الفقہ: ج۱/ص ۱۱۴۳)

مسئلہ:- حج تمتع یا قران میں جو جانور منیٰ میں ذبح کیا جاتا ہے اُسے "دَمِ شکر" کہتے ہیں، اور عید کی قربانی سے الگ واجب ہے، حاجی پر سفر کی وجہ سے عید کی قربانی واجب نہیں، البتہ اگر کوئی ۸ رذی الحجہ سے کم از کم ۱۵ رروز قبل مکہ مکرمہ میں آکر رہا تو وہ مقیم ہو گیا، اس لئے قربانی کے دنوں میں اگر وہ صاحبِ نصاب ہو تو اس پر دَمِ شکر کے علاوہ عید کی قربانی بھی واجب ہے، خواہ منیٰ میں ذبح کرے یا اپنے وطن میں کرائے، اگر

کسی نے دَمِ شکر کو عید کی قربانی سمجھ کر ادا کیا تو دَمِ شکر ادا نہیں ہوا، اگر دَمِ شکر ادا کرنے سے پہلے احرام کھول دیا تو اُس پر دَمِ شکر کے علاوہ ایک اور دَم بھی واجب ہو جاے گا، اور اگر ایامِ نحر کے اندر دَمِ شکر نہیں دیا تو تاخیر کی وجہ سے تیسرا دم واجب ہو جائے گا، اس طرح اُسے چار جانور ذبح کرنے پڑیں گے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۶۸ کتاب الحج)

حج میں قربانی سے پہلے رقم چوری ہوگئی؟

سوال: منیٰ میں قربانی کرنے سے پہلے کسی کی رقم چوری ہوگئی، اب وہ قربانی نہیں کرسکتا تو کیا کرے؟

جواب: اگر صرف حج افراد تھا تو اس پر قربانی واجب نہیں، اور اگر حج تمتع یا قران تھا تو حلق کر کے (بال کٹوا کر) احرام کھول ڈالے، اور جب قدرت ہو تو ایک جانور بنیت دم شکر حدودِ حرم ذبح کرے (یا ذبح کرا دے) اور اس پر دم جنایت بھی نہیں کیونکہ یہ معذور ہے۔ (احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۲۵ بحوالہ بحرالرائق: ج ۲/ص ۳۶۲)

(یہ شکل جب ہی ہوسکتی ہے کہ رقم بالکل نہ رہے اور نہ ساتھی سے قرض ملے۔)

(محمد رفعت قاسمی)

مسئلہ:- اگر کوئی شخص قربانی کی طاقت نہیں رکھتا (گنجائش نہیں) تو اسے ایامِ حج میں تین روزے رکھنے ہوں گے سات روزے اپنے ملک واپس جانے کے بعد۔

(حج بیت اللہ کے اہم فتاوی: ص ۱۴)

کسی ادارہ کو رقم دے کر قربانی کروانا؟

سوال: قربانی کے لئے مکہ مکرمہ میں مدرسہ ''صولتیہ'' میں رقم جمع کروائی، اپنے ہاتھ سے یہ قربانی نہیں کی، یہ عمل صحیح ہوا یا نہیں؟

جواب: حاجی کو مزدلفہ سے منیٰ آکر چار کام کرنے ہوتے ہیں (۱) رمی (۲) قربانی (۳) حلق (بال کٹوانا) (۴) طوافِ اضافہ پہلے تین کاموں میں ترتیب واجب ہے یعنی

سب سے پہلے رمی کرے پھر قربانی کرے (جبکہ حج تمتع یا قران کا ہو) اس کے بعد بال کٹوائے، اگر ان تین کاموں میں ترتیب قائم نہ رہی مثلاً رمی سے پہلے قربانی کردی یا حلق کرالیا، یا قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو دم واجب ہے۔

اب آپ نے جو صولتیہ میں رقم جمع کروائی تو ضروری تھا کہ وہ قربانی آپ کی رمی کے بعد اور حلق سے پہلے ہو، اگر آپ نے رمی نہیں کی تھی انھوں نے آپ کی طرف سے قربانی کردی تو دم لازم آیا، یا انھوں نے قربانی نہیں کی تھی اور آپ نے حلق کرالیا تب بھی دم لازم آگیا ان سے تحقیق کرلی جائے کہ انھوں نے قربانی کس وقت کی تھی۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ آپ نے حج قران یا تمتع کیا ہو، لیکن اگر آپ نے صرف حج مفرد کیا تھا تو قربانی آپ کے ذمہ واجب نہیں تھی، آپ رمی کے بعد حلق کراسکتے ہیں۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۸)

بینک کے ذریعہ قربانی کروانا؟

مسئلہ:- جس شخص کا حج تمتع یا قران کا ہو اس کے ذمہ قربانی واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ پہلے قربانی کی جائے اس کے بعد حلق کرایا جائے۔ اگر قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو دم لازم ہوگا۔ آپ نے بینک میں جو رقم جمع کرائی، آپ کو کچھ معلوم نہیں کہ آپ کے نام کی قربانی ہوجانے کے بعد آپ نے حلق کرایا یا پہلے کرالیا، اس لئے احتیاطاً دم لازم ہے۔

مسئلہ:- جو لوگ بینک میں قربانی کی رقم جمع کرادیتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ بینک والوں سے وقت کا تعین کرالیں اور پھر قربانی کے دن قربان گاہ میں اپنا آدمی بھیج کر اپنے نام سے قربانی کو ذبح کرادیں اس کے بعد حلق کرائیں۔ جب تک کسی حاجی کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی قربانی ہوچکی ہے یا نہیں اس وقت تک اس کا حلق (بال کٹوانا) جائز نہیں ورنہ دم لازم آئے گا۔ اس لئے یا تو اس طریقہ پر عمل کیا جائے جو

میں نے لکھا ہے یا پھر بینک میں رقم جمع ہی نہ کرائی جائے بلکہ اپنے طور پر قربانی کا انتظام کیا جائے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۳۹ تفصیل کے لئے دیکھئے فتاویٰ رحیمیہ: ج ۱۰/ص ۱۸۴)

(حنفی مسلک کے لوگوں کو اس معاملہ میں بہت احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ مسلک حنبلی میں ترتیب واجب نہیں ہے اس لئے بینک یا معلم کے توسط سے اگر قربانی کی جاتی ہے اور رمی، قربانی، حلق میں ترتیب بدل جاتی ہے تو ان کے یہاں پر دم نہیں ہوتا مگر حنفی مسلک میں ترتیب بدل جانے سے دم لازم ہو جاتا ہے۔) (رفعت قاسمی)

ایک قربانی پر دو شخص دعویٰ کریں تو؟

سوال: حج کے دوران میرے دوست نے وہاں موجود قصائی کو قربانی کے لئے رقم ادا کی۔ جب جانور ذبح ہو گیا میرے دوست نے اس میں سے کچھ گوشت نکالنا چاہا تو وہاں کچھ لوگ آگئے اور انھوں نے کہا یہ جانور ہمارا ہے قصائی کو ہم نے اس کی رقم ادا کی تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ قصائی نے دونوں پارٹیوں سے الگ الگ پیسے لئے اور ایک ہی جانور ذبح کر دیا۔ کیا میرے دوست کی قربانی کا فرض ادا ہو گیا یا دوبارہ کرنی ہوگی؟

جواب: چونکہ قصائی نے دوسری پارٹی سے پہلے سودا کیا تھا اس لئے وہ جانور ان کا تھا، پتہ چلنے پر آپ کے دوست کو اپنی رقم واپس لیکر دوسرا جانور خرید کر ذبح کرنا چاہئے تھا۔ بہر حال قربانی ان کے ذمہ باقی ہے اور چونکہ انھوں نے قربانی سے پہلے احرام اتار دیا اس لئے ایک دم اس کا بھی ان کے ذمہ لازم آیا۔

اب دو قربانیاں کریں۔ او یہ مسئلہ اس صورت میں ہے جب کہ ان کا احرام تمتع یا قران کا ہو۔ اور اگر حج مفرد کا احرام تھا تو ان کے ذمہ کوئی چیز بھی واجب نہیں ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۴۰)

مسئلہ:- حج کی قربانی کے احکام مثل عید الاضحیٰ کی قربانی کے ہیں جو جانور وہاں جائز ہے یہاں بھی جائز ہے اور جس طرح وہاں اونٹ، بھینس، گائے میں سات

آدمی شریک ہو سکتے ہیں، یہاں بھی شریک ہو سکتے ہیں۔

مسئلہ: - اونٹ، گائے، بھینس میں سات آدمیوں سے کم بھی شریک ہو سکتے ہیں، لیکن کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔

مسئلہ: - منیٰ میں چونکہ عیدالاضحیٰ کی نماز نہیں ہوتی، اس لئے وہاں پر ذبح کے لئے نماز عید کا پہلے ہونا شرط نہیں ہے۔ (لیکن قربانی کاری کے بعد ہونا شرط اور اس کے بعد حلق) (معلم الحجاج: ص ۱۷۴)

حاجی کس قربانی کا گوشت کھا سکتا ہے؟

مسئلہ: - حج تمتع یا حج قران کرنے اولا ایک ہی سفر میں حج وعمرہ ادا کرنے کی بنا پر جو قربانی کرتا ہے اسے دم "شکر" کہا جاتا ہے، اس کا حکم بھی عام قربانی جیسا ہے اس سے خود قربانی کرنے والا، امیر و غریب سب کھا سکتے ہیں، البتہ جن لوگوں پر حج وعمرہ میں کوئی جنایت (غلطی) کرنے کی وجہ سے دم واجب ہوتا ہے وہ دم "جبر" کہلاتا ہے۔ اس کا فقراء و مساکین میں صدقہ کرنا ضروری ہے۔ مالدار اور دم دینے والا خود اس کو نہیں کھا سکتا۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۴۰)

مسئلہ: - قربانی کا گوشت قربانی کرنے والے کو کھانا مستحب ہے، لیکن نذر (منت کی) اور دم کی قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتا، اگر کھا لیا تو اس قدر گوشت کی قیمت فقیروں کو ادا کرنا چاہئے کیونکہ وہ صدقہ ہے۔ (کتاب الفقہ: ج ۱/ص ۱۱۴۸)

ترتیب قائم نہ رہنے پر گنجائش کی شکل

مسئلہ: - نئی صورت حال میں حنفی حجاج کرام کے لیے رمی، قربانی، اور حلق کے درمیان ترتیب قائم رکھنا بہت مشکل ہوتا جا رہا ہے حکومت سعودیہ کا پورا زور اس پر ہے کہ لوگ قربانی خود اپنے ہاتھ سے کرنے کے بجائے بینکوں سے قربانی کے ٹوکن خرید لیں اور مطمئن ہو جائیں اسی طرح کی مشکلات کے مداوے کیلئے ادارہ المباحث الفقہیہ

جمعیۃ العلماء ہند کے چھٹے فقہی اجتماعی منعقد ۱۶ تا ۱۸ ذی قعدہ ۱۴۱۷ھ میں حنفی حجاج کو سہولت دیتے ہوئے یہ تجویز منظور کی گئی ہے، متمتع اور قارن کے لئے رمی ذبح اور حلق کے درمیان امام اعظم کے قول پر جو مفتی بہ ہے، ترتیب لازم ہے اس کے ترک سے دم واجب ہوجاتا ہے، جب کہ صاحبین کے نزدیک یہ ترتیب سنت ہے اس کے ترک پر دم لازم نہیں ہے۔ آج کل حجاج، ازدحام یا دیگر پریشان کن اعذار کے پیش نظر اگر ترتیب قائم نہ رکھ سکیں تو صاحبین کے قول پر عمل کی گنجائش ہے۔

اس تجویز کا مقصود یہ ہے کہ اولاً تو پوری کوشش یہ کی جائے کہ ترتیب قائم رہے خواہ اس کے لئے کچھ دقت ہی اٹھانی پڑے لیکن اگر کوشش کے باوجود ترتیب باقی رہنے کی کوئی شکل نہ رہے تو صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے دم واجب نہ ہوگا۔

(ندائے شاہی جنوری ۲۰۰۱ء ص ۱۷۵)

منیٰ و میدانِ عرفات میں جمعہ آجائے تو؟

آپؐ کے آخری حج کے دن یعنی اس سال وقوفِ عرفہ کے دن جمعہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال کے بعد پہلے خطبہ حج الوداع کا دیا اس کے بعد ظہر وعصر کی دونوں کی نمازیں ظہر ہی کے وقت میں ساتھ ساتھ بلا فصل پڑھیں۔

حدیث شریف میں صاف ظہر کی نماز کا ذکر ہے جس سے ظاہر ہے کہ آپؐ نے اس دن جمعہ کی نماز نہیں پڑھی بلکہ اس کے بجائے ظہر پڑھی اور جو خطبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا وہ جمعہ کا خطبہ نہیں تھا، بلکہ یوم العرفات کا خطبہ تھا۔

جمعہ نہ پڑھنے کی وجہ غالباً یہ تھی کہ عرفات کوئی آبادی، در بستی نہیں ہے بلکہ وادی صحراء ہے اور جمعہ بستیوں میں اور آبادیوں میں پڑھا جاتا ہے۔

(معارف الحدیث: ج ۴/ص ۲۳۱)

مسئلہ:- میدان عرفات میں نماز جمعہ جائز نہیں ہے۔ (معلم الحجاج: ص ۱۵۷)

مسئلہ:- اگر آٹھویں تاریخ کو جمعہ ہو تو زوال سے پہلے منیٰ کو جاتا ہے اور اگر

زوال تک نہ گیا تو زوال کے بعد جمعہ پڑھنا واجب ہے پھر نماز جمعہ سے قبل جانا منع ہے۔(جمعہ کی نماز پڑھ کر ہی جائے) (معلم الحجاج:ص۱۵۳)

مسئلہ:- اگر منیٰ کے ایام (۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ ذی الحجہ) میں جمعہ کا دن پڑ جائے تو وہاں (منیٰ میں) جمعہ قائم کرنا ضروری ہوگا اگر مسجد میں نماز جمعہ قائم نہ ہو تو خیموں میں الگ الگ جماعتوں کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جائے گی اس لئے کہ یہ بھی مکمل شہر کے درجہ میں ہو چکا ہے حجاج کرام اس کا خاص خیال رکھیں۔(کیونکہ مکہ مکرمہ کی آبادی منیٰ سے بھی تجاوز ہو چکی ہے اور منیٰ مکہ مکرمہ کا ایک محلہ جیسا ہو گیا ہے)۔

(ندائے شاہی ص/۱۷۴: حج وزیارت نمبر جنوری ۲۰۰۱)

منیٰ سے مکہ مکرمہ کو واپسی پر کیا کرنا ہے؟

منیٰ سے تینوں جمرات کی رمی سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ واپس آنے پر آپ کے ذمہ حج کے کاموں میں سے صرف ایک طواف وداع باقی رہا ہے جو مکہ مکرمہ سے واپس ہونے کے وقت واجب ہے۔میقات سے باہر رہنے والوں پر واجب ہے کہ جب مکہ شریف سے واپس جانے لگیں تو رخصتی طواف کریں اور یہ حج کا آخری واجب ہے اور اس میں حج کی تینوں قسمیں برابر ہیں، کیونکہ ہر قسم کا حج کرنے والے پر واجب ہے۔اور جب تک مکہ مکرمہ میں قیام رہے دوسرے نفلی طواف اپنی قدرت کے مطابق کثرت سے کرتا رہے اور دیگر عبادت بھی کرتا رہے۔

مسئلہ:- جو عورت حج کے سب ارکان و واجبات ادا کر چکی ہے اور اس کا محرم روانہ ہونے لگے اور عورت کو اسی وقت حیض یا نفاس شروع ہو جائے طوافِ وداع اس عورت کے ذمہ واجب نہیں رہتا، اس کو چاہئے کہ مسجد حرام میں داخل نہ ہو مگر دروازہ کے پاس کھڑی ہو کر دعاء مانگ کر رخصت ہو جائے۔نیز عورت پر عذر کی وجہ سے دم واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ:- طوافِ وداع کے لئے نیت بھی ضروری نہیں ہے اگر واپسی سے پہلے کوئی طواف نفلی کرلیا ہے تو وہ طوافِ وداع کے قائم مقام ہوجاتا ہے، لیکن افضل یہی ہے کہ مستقل نیت سے واپسی کے عین وقت پر یہ طواف کرے۔

مسئلہ:- اگر طواف وداع کرنے کے بعد کسی ضرورت سے پھر مکہ میں قیام کرے تو پھر چلنے کے وقت (اگر وقت ہو تو) طوافِ وداع کا اعادہ مستحب ہے۔

مسئلہ:- طواف وداع کے بعد دوگانہ طواف پڑھے پھر قبلہ رُخ کھڑے ہوکر زمزم پیئے، پھر حرم شریف سے رخصت ہو۔

مسئلہ:- طوافِ وداع روزمرہ کے لباس میں کیا جائے گا اور اس طواف میں رمل نہیں ہے اور نہ بعد میں سعی ہے۔

مسئلہ:- طواف وداع سے پہلے مکہ مکرمہ میں قیام کے زمانہ میں یہ بھی اختیار ہے کہ عمرے زیادہ کرتا رہے جس کے لئے حدودِ حرم سے باہر جاکر (مسجد عائشہ وغیرہ سے) احرام باندھنا ضروری ہے۔ (احکام حج: ص ۸۵ و معلم الحجاج: ص ۱۸۷)

(بعض حضرات بارہویں یا تیرہویں تاریخ کو کنکریاں مارنے سے قبل منیٰ سے مکہ آتے ہیں اور طوافِ وداع کرتے ہیں، پھر منیٰ جاکر کنکریاں مارتے ہیں اور وہیں سے اپنے شہر یا ملک کی طرف واپس ہوجاتے ہیں۔ ایسی صورت میں آخری کام رمی جمار ہوتا ہے نہ کہ طوافِ بیت اللہ، جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "مکہ مکرمہ سے روانگی سے قبل آخری کام بیت اللہ کا طواف ہونا چاہئے"۔ اس لئے ضروری ہے کہ طواف وداع (رخصتی طواف) حج کے کاموں سے فراغت کے بعد اور مکہ مکرمہ کے سفر کے کچھ پہلے ہونا چاہئے۔

نیز بعض حضرات طواف وداع کے بعد مسجد حرام سے الٹے پاؤں اور کعبہ کی طرف ہاتھ ہلاتے ہوئے واپس نکلتے ہیں اور رُخ بیت اللہ کی طرف ہوتا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں خانہ کعبہ کی تعظیم ہے حالانکہ یہ سراسر بدعت ہے، دین میں اس کی کوئی حقیقت

نہیں ہے، ایسا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں ہے۔
اور الٹے پاؤں چلنے میں خود کے چوٹ لگنے اور دوسروں کو ایذاء کا اندیشہ ہے۔
اس آخری طواف وداع کے موقع پر جو کچھ چاہیں دل کھول کر اپنے لئے اور اپنے اعزاء واقارب کے لئے دعائیں مانگیں۔ مغفرت، صحت وتندرستی، سلامتی ایمان، دوبارہ حج وعمرہ اور کاروبار میں خیر وبرکت وخاتمہ بالخیر غرض جو بھی مرادیں ہوں مانگ کر حزن وملال کے ساتھ واپسی کریں اور احقر کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھ لیں۔) محمد رفعت قاسمی

طوافِ وداع کی حکمت

حدیث شریف۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ (حج سے فراغ ہو کر منیٰ سے) ہر طرف چل دیتے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کوئی ہرگز کوچ نہ کرے، یہاں تک کہ اس کی آخری ملاقات بیت اللہ سے ہو جائے۔ مگر بے شک آپؐ نے حائضہ سے حکم ہلکا کیا۔" (مشکوٰۃ شریف حدیث:۲۶۶۸)
تشریح:۔ طواف وداع کر کے ہی وطن لوٹنے میں دو حکمتیں ہیں۔
پہلی حکمت: مناسک کی ترتیب میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر حج کا اہم مقصد بیت اللہ کی تعظیم وتکریم اور اس کے ساتھ اپنی وابستگی کا اظہار ہے۔
چنانچہ مکہ مکرمہ میں حاضری کے بعد سب سے پہلا عمل طوافِ قدوم ہے یعنی حاضری کا طواف۔ مسجد حرام میں داخل ہوتے ہی یہ طواف کیا جاتا ہے، تحیۃ المسجد بھی نہیں پڑھی جاتی۔ پھر حج سے فارغ ہونے کے بعد آفاقی جب وطن کی طرف کورخ کرتا ہے تب بھی یہی حکم ہے کہ آخری وداعی طواف کر کے لوٹے۔ یہ اس بات کی منظر کشی ہے کہ مقصود صرف بیت اللہ ہی ہے۔
دوسری حکمت: لوگ جب بادشاہوں سے رخصت ہوتے ہیں تو الوداعی ملاقات کر کے ہی کوچ کرتے ہیں۔ طواف وداع میں کی اس کی موافقت پیش نظر ہے، یعنی

حجاج کرام کو بھی جو بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوئے ہیں، اللہ پاک سے ملاقات کرکے اپنے وطنوں کو مراجعت کرنی چاہئے۔

اور اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی یہی صورت ہے کہ ان کے گھر کے پھیرے لگا کر لوٹے کیونکہ ان کی ہستی غیر محسوس ہے۔ (رحمۃ اللہ الواسعۃ: ج ۴/ص ۲۱۴)

طوافِ وداع کب کیا جائے؟

سوال: کیا طواف وداع کے بعد حرم شریف میں نہ جانا چاہئے یعنی مغرب بعد اگر طوافِ وداع کیا اور عشاء کے بعد مکہ مکرمہ سے جانا ہے روانگی ہے تو عشاء کی نماز کے لئے حرم شریف میں نہ جائے۔ کیا یہ خیال درست ہے؟

جواب: اگر کسی نے طوافِ وداع کرلیا اور اس کے بعد مکہ مکرمہ میں رہا تو وہ مسجد حرام میں جاسکتا اور اس پر طواف وداع کا اعادہ واجب نہیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ جب مکہ شریف سے چلنے لگے (وقت ہو) تو طوافِ وداع کرے تاکہ آخری ملاقات بیت اللہ کے ساتھ ہو۔ (دوسرا طواف کرے تاکہ نکلنے کے ساتھ اس کا طواف متصل ہو) الغرض یہ خیال کہ طوافِ وداع کے بعد حرم شریف میں نہیں جانا چاہئے غلط ہے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴ص/۱۴۹)

مسئلہ:- مکہ مکرمہ سے واپسی رخصت ہونے کا طواف یعنی طوافِ وداع فرض نہیں ہے واجب ہے اس کے ترک سے صرف ایک دم لازم آتا ہے۔ واپس جانے کی اور اس طواف کو کرنے کی ضرورت نہیں صرف دم دینا ہوگا حرم شریف میں۔

(فتاویٰ دارالعلوم: ج ٦/ص ۵۵۱)

طوافِ وداع اگر رہ جائے؟

سوال: اس سال خانہ کعبہ کے حادثہ کی وجہ سے بہت سے حاجی صاحبان کو یہ صورت پیش آئی کہ حادثے سے پہلے وہ جب تک مکہ شریف میں رہے نفلی طواف کرتے

رہے مگر آتے وقت طواف وداع کی نیت سے طواف نہیں کر سکے؟

جواب: فتح القدیر ج ۲: ص ۸۸ میں ہے "مستحب تو یہ ہے کہ ارادۂ سفر کے وقت طوافِ وداع کرے۔ لیکن اس کا وقت طوافِ زیارت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ جب کہ سفر کا عزم ہو۔ (مکہ مکرمہ رہنے کا ارادہ نہ ہو)۔

ردالمحتار ج ۲ ص ۵۲۳ میں ہے کہ "اگر سفر کا ارادہ ہونے کے بعد نفل کی نیت سے طواف کریں تو طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جائے گا۔

اس عبارت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ہیں۔

ایک یہ کہ طواف وداع کا وقت طوافِ زیارت کے بعد شروع ہو جاتا ہے بشرطیکہ حاجی مکہ شریف میں رہائش پذیر ہونے کی نیت نہ رکھتا ہو بلکہ واپسی کا عزم رکھتا ہو۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ طوافِ وداع کے وقت میں اگر نفل کی نیت سے طواف کر لیا جائے تب بھی طواف وداع ہو جاتا ہے، البتہ مستحب یہ ہے کہ واپسی کے ارادہ کے وقت طوافِ وداع کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جن حضرات نے طواف زیارت کے بعد نفلی طواف کئے ہیں ان کا طواف وداع ادا ہو گیا۔ ان کے ذمہ دم واجب نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۵۰، بحوالہ طحطاوی: ج ۲/ص ۵۴۴ ور دالمحتار: ج ۲/ص ۲۵۵)

مسئلہ:- جس نے طوافِ زیارت کے بعد کوئی نفل طواف کر لیا وہ طوافِ وداع کا قائم مقام ہو گیا، اس لئے اس پر دم واجب نہیں، اور اگر نفل طواف نہیں کیا تو اس پر دم واجب ہے، کیونکہ یہ عذر (کئی دن تک مسجد حرام بند رہی بوجہ باغیوں اور مدعیانِ مہدویت بند رہی) بندوں کی جانب سے ہے جو مسقط حق اللہ تعالیٰ نہیں۔

عذر کی وجہ سے ترکِ واجب میں تین قول ہیں، ایک یہ کہ عذر مطلقاً مسقط دم ہے۔ دوسرا یہ کہ جن اعذار کا مسقط ہونا منصوص ہے ان کے سوا دوسرے اعذار مسقط دم نہیں۔ تیسرا یہ کہ عذر بندوں کی طرف سے نہ ہو، عذر سماوی مسقط ہے۔

(احسن الفتاویٰ: ج ۴/ص ۵۳۰)

طوافِ وداع کا طریقہ

سوال: کیا طواف وداع میں رمل، اضطباع اور سعی ہوگی؟

جواب: طواف وداع اس طواف کو کہتے ہیں جو اپنے وطن کو واپسی کے وقت بیت اللہ شریف سے رخصت ہونے کے لئے کیا جاتا ہے۔ یہ سادہ طواف ہوتا ہے۔ اس میں رمل، اور اضطباع نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے بعد سعی ہوتی۔ رمل اور اضطباع ایسے طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۵۰)

(طوافِ وداع کو طوافِ صدر اور طوافِ واجب وطوافِ اضافہ اور طوافِ رخصت بھی کہتے ہیں)۔

طوافِ وداع کس پر واجب ہے؟

سوال: اکثر مقیمین، جدہ سے معلم کا انتظار کرتے ہیں، جو جدہ سے سیدھے منیٰ وغیرہ اور بارہ تاریخ کو زوال کے بعد منیٰ سے سیدھے جدہ لے جاتے ہیں تو اس طرح طواف وداع کرنا مشکل ہوجاتا ہے، کیا طوافِ وداع طوافِ زیارت کے بعد ایک اور طواف کرلینے سے ادا ہوجاتا ہے؟۔

جواب: اہل جدہ پر طوافِ وداع واجب نہیں، آفاقی پر (جو شخص میقات سے باہر رہتا ہو) واجب ہے، اور طوافِ زیارت کے بعد ایام نحر میں بھی (طوافِ وداع) جائز ہے، اگر چہ رمی باقی ہے۔ (احسن الفتاوی: ج۴/ص۵۲۹ واحکام حج: ص۸۲)

مسئلہ:- طواف وداع باہر کے رہنے والے حاجی پر واجب ہے، خواہ حج افراد کیا ہو یا قران یا تمتع، بشرطیکہ عاقل بالغ ہو، معذور نہ ہو، اہل حرم، اہل حل، اہل میقات اور حائضہ، نفساء، مجنون اور نابالغ پر واجب نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ: ج۸/ص۳۸۹ معلم الحجاج: ص۲۰۷)

مسئلہ:- طوافِ وداع صرف حج میں واجب ہے عمرہ میں نہیں۔ نیز مسجد

حرام کی تحیۃ المسجد طواف ہے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۰۹)

طوافِ وداع کے ضروری مسائل

مسئلہ:- طوافِ وداع مکی اور میقاتی کے لئے مستحب ہے۔

مسئلہ:- جو شخص مکہ مکرمہ یا حوالی مکہ مکرمہ کو مستقل طور سے وطن بنالے تو اس سے یہ طوافِ وداع ساقط ہوجاتا ہے بشرطیکہ بارہویں ذی الحجہ سے پہلے نیت اقامت دائمی کی کرے اگر بارہویں کے بعد اقامت (ٹھہرنے) نیت کی تو یہ طواف ساقط نہ ہوگا۔

مسئلہ:- اگر نیت اقامت کے بعد مکہ مکرمہ سے سفر کرنے کا ارادہ ہوگیا تو بھی طواف وداع واجب نہ ہوگا، جیسے مکہ مکرمہ میں رہنے والا اگر کہیں جائے تو اس پر واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ:- اگر کسی نے مکہ مکرمہ میں اقامت کی نیت کی لیکن مستقل وطن نہیں بنایا، تو طوافِ وداع ساقط نہ ہوگا۔ اگرچہ سالہا سال رہے۔

مسئلہ:- اول وقت طوافِ وداع کا طوافِ زیارت کے بعد ہے۔ نیز اگر طوافِ وداع کے بعد اگر کچھ قیام ہوگیا تو چلنے کے وقت دوبارہ طوافِ وداع (اگر وقت ہو) مستحب ہے۔

مسئلہ:- جو شخص بلا طواف وداع کے مکہ مکرمہ سے چل دیا ہے تو جب تک میقات سے نہ نکلا ہو اس کو مکہ مکرمہ واپس آکر طواف کرنا واجب ہے (جب کہ واپس آنا اپنے اختیار میں ہو) احرام کی ضرورت نہیں ہے اگر میقات سے نکل گیا تو اب اس کو اختیار ہے کہ دم بھیج دے۔

مسئلہ:- طوافِ زیارت کے بعد چلتے وقت طوافِ وداع کرنا افضل ہے طواف زیارت کے بعد اگر نفل طواف کر چکا ہے تو وہ بھی طوافِ وداع کے قائم مقام ہوجائے گا۔

(معلم الحجاج: ص ۱۹۲)

مکہ مکرمہ کے اہم تاریخی مقامات

(۱) اوقات نماز میں مسجد حرام میں باجماعت نماز ادا کرنا افضل ترین عبادت ہے جس کا ثواب ایک لاکھ نماز کے برابر ہے۔

(۲) بقیہ اوقات میں حج و عمرہ کے ارکان کی ادائیگی کے علاوہ طواف کعبہ کا اہتمام کثرت سے کرنا چاہئے۔

(۳) کچھ حضرات تاریخی حوالہ سے بعض مقامات دیکھنے کا ذوق رکھتے ہیں، انہیں چاہئے کہ ان مقامات پر کوئی ایسا عمل نہ کریں جو شرک و بدعت کے زمرے میں آتا ہو۔
زبانی عشق و مجذوبی کے دعوے اور ہوتے ہیں ☆ پیمبر کی اطاعت کے تقاضے اور ہوتے ہیں

ان مقامات کو چومنا، ان سے چمٹنا، یا اپنے مزعومہ مقاصد کیلئے دھاگے باندھنا، یہاں رقعے پھینکنا اور پیسے رکھنا کہ اس سے مرادیں پوری ہوں گی، یہ سب کچھ شرعی طور پر درست نہیں اس لئے کہ ہمارے پیارے نبی رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ نے یہاں ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا اور پھر آپؐ کے سچے عاشق و محب حضرات صحابہ کرام واولیائے عظام نے اپنے طور پر ایسا نہیں کیا۔ اندریں صورت حال کسی شرکیہ عمل کو توحید کا عنوان نہیں دیا جا سکتا، تو کسی بدعت پر نام نہاد محبت کا لیبل لگا دینے سے وہ سنت نہیں بن جاتا بلکہ سچی محبت کا تقاضا ہے کہ توحید و سنت پر قائم رہیں اور شرک و بدعت سے بچیں۔

(۴) بعض لوگ تاریخی مقامات سے مٹی یا پتھر اٹھا کر لے جاتے ہیں جب کہ حرم کی مٹی اور پتھر کو حدود حرم سے باہر لے جانا شرعاً منع ہے۔

سرور کائنات ﷺ کی جائے پیدائش

یہ وہ گھر ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ہستی اس دنیا میں تشریف لائی، مروہ کے مقابل اور شعب ابی طالب کے قریب آج بھی یہ جگہ مشہور

ومعروف ہے، اسی شعب ابی طالب کے گردونواح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبیلہ بنوہاشم آباد تھا۔

شیخ عباس قطانؒ نے ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۰ء میں ایک لائبریری تعمیر کرادی تھی۔ جواب مسجد حرام کی شرقی صحن سے متصل برلب سڑک ہے۔ اس پر "مکتبۃ مکۃ المکرمۃ" کا بورڈ لگا ہوا ہے۔

اس مقام کی تاریخی حیثیت واہمیت مُسلَّم ہے، مگر اس کو چومنا اس سے چمٹنا اس کے دروازے کھڑکیوں پر مزعومہ مقاصد کے لئے دھاگے باندھنا شرعی طور پر ثابت نہیں، اور حضرات صحابہ کرامؓ واولیائے عظامؒ نے ایسا نہیں کیا۔

غارِ حرا

یہ غار جبل نور کی چوٹی پر مسجد حرام کے شمال میں واقع ہے اسے جبل حراء کہتے ہیں، سطح سمندر سے اس کی بلندی ۶۲۱ میٹر اور سطح زمین سے ۲۸۱ میٹر ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر موجود غار تک پہنچنے میں تقریباً ایک گھنٹہ صرف ہوتا ہے اس مبارک غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت سے قبل عبادت کیا کرتے تھے، غار کی شمالی سمت دروازہ ہے جس تک پہنچنے کے لئے دو پتھروں کے درمیان سے گزر کر جانا پڑتا ہے جن کا درمیانی فاصلہ صرف ۶۰ سینٹی میٹر ہے، غار کی لمبائی تین میٹر، بلندی دو میٹر اور چوڑائی کہیں کم کہیں زیادہ ہے زیادہ سے زیادہ چوڑائی ۱،۳۰ میٹر ہے، اس میں دو آدمی ایک دوسرے کے آگے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں، داہنی سمت بھی تھوڑی سی جگہ ہے جس پر ایک آدمی بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

اس غار کی اہمیت وعظمت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہاں جبرئیلؑ رسول اللہ ﷺ پر پہلی وحی لے کر تشریف لائے۔ (اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ. سورة العلق: ۱)

غار ثور

یہ غار جبل ثور میں مسجد حرام سے چار کلومیٹر جنوبی سمت میں واقع ہے، سطح سمندر

سے اس پہاڑ کی بلندی ۷۵۸ میٹر ہے، اور سطح زمین سے ۴۵۸ میٹر ہے۔ یہ غار اس کشتی کے مشابہ ہے جس کا نچلا حصہ اوپر کو کر دیا جائے، اس غار کی اندرونی بلندی ۱،۲۵ میٹر ہے اور طول عرض ۵،۵۳،۳ میٹر ہے اس غار کے دو دہانے ہیں ایک مغربی سمت میں ہے جس سے رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تھے اس دروازہ سے لیٹ کر ہی اندر جایا جا سکتا تھا نویں صدی ہجری کے آغاز سے تیرہویں صدی ہجری تک اس دہانے کو مرحلہ وار وسیع کیا جاتا رہا اب اس کی اونچائی نیچے والی سیڑھی کو ملا کر تقریباً ایک میٹر ہے، دوسرا دروازہ مشرقی سمت میں ہے جو مغربی دہانے سے زیادہ کشادہ ہے اور بعد میں بنایا گیا ہے، تاکہ لوگوں کو غار میں داخل ہونے اور نکلنے میں سہولت ہو، ان دونوں دروازوں کا درمیانی فاصلہ ۳،۵ میٹر ہے، اس غار تک چڑھنا دشوار ہے عموماً غار تک پہنچنے میں ڈیڑھ گھنٹہ صرف ہوتا ہے، غار کا محل وقوع پہاڑ کی چوٹی سے ذرا نیچے ہے۔

مسجد بیعت

یہ مسجد منیٰ میں اس جگہ واقع ہے جہاں انصار مدینہ نے نبوت کے بارہویں سال ۶۲۱ء میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جس میں قبیلہ اوس اور خزرج کے بارہ سر برآوردہ افراد شریک تھے، دوسری بیعت جس کو بیعتِ عقبہ ثانیہ کہا جاتا ہے وہ نبوت کے تیرہویں سال ۶۲۲ء میں اسی جگہ منعقد ہوئی اس میں بیعت کرنے والے ۷۳ مرد اور دو عورتیں تھی، اس دفعہ انصار مدینہ نے آپ ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت بھی دی، اس بیعت کو بیعتِ عقبہ کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

یہیں جلوہ افروز تھے میرے آقا ؐ بہر طرف ـــ جہاں شاد ـــ اللہ

عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے ۱۴۴ھ / ۷۶۱ء میں اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر کرادی جس کے نام کا کتبہ مسجد کی قبلہ رُخ دیوار میں بیرونی جانب نصب ہے، اس کا محل وقوع جمرۃ عقبہ سے تقریباً ۳۰۰ میٹر کے فاصلہ پر منیٰ سے مکہ کی طرف اترنے والے پل کے داہنی سمت پہاڑ کی گھاٹی میں ہے۔

مسجد جن

یہ مسجد معلاۃ جاتے ہوئے بائیں جانب ہے اور کراسنگ پل سے متصل ہے، اس کو "مسجد جن" اس لئے کہتے ہیں کہ اس جگہ پر جنات کی ایک بڑی جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر اسلام قبول کیا، اس موقع پر آپ کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما تھے، آپ نے ان کے لئے زمین پر ایک خط حد فاصل کے طور پر کھینچ دیا، واضح رہے کہ اس سے قبل نبوت کے دسویں سال طائف سے واپسی پر مقام نخلہ میں بھی کچھ جنات نے آپ ﷺ سے ملاقات کی تھی۔

۱۴۲۱ھ میں مسجد جن کی تجدید ہوئی، اس مسجد کا دوسرا نام مسجد حرس بھی ہے۔

مسجد رایہ

(جھنڈے والی مسجد) امام بخاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرمایا کہ آپ کا جھنڈا حجون کے مقام پر گاڑ دیا جائے۔

ابن ہشام کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقع پر مکہ کی بالائی جانب (معلاۃ) کی طرف سے داخل ہوئے اور وہیں پر آپ کے لئے خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ اسی جگہ پر حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے عبداللہ بن عباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ نے مسجد تعمیر کرادی جو مسجد رایہ کے نام سے مشہور ہوگئی، فاکہی (متوفی ۲۷۲ھ) کہتے ہیں کہ مکہ کے بالائی حصہ میں جبیر بن مطعمؓ کے کنویں کے پاس ایک مسجد ہے، اس کنویں کو "بئر علیا" بھی کہتے ہیں اس کے قریب ہی وہ باندھ تھا جس کو حضرت عمر بن خطابؓ نے معلاۃ کی طرف سے مسجد حرام آنے والے سیلابی پانی کو روکنے کے لئے تعمیر کرایا تھا۔

مسجد شجرہ

(درخت والی مسجد) ازرقی (متوفی ۲۴۴ھ ۸۵۸ء) کہتے ہیں کہ مسجد شجرہ مسجد

جن کے مقابل واقع ہے، اس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ مسجد اسی جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں سے آپؐ نے درخت کو بلایا تھا، اس وقت آپ ﷺ جن کے قریب تشریف فرماں تھے درخت چل کر آیا جب آپؐ نے اس کو واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔

مسجد خالد بن ولیدؓ

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو فرمایا کہ وہ مکہ مکرمہ کے نشیبی علاقہ سے شہر میں داخل ہوں اور آبادی کے شروع میں اسلامی جھنڈا گاڑ دیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے ان کو حکم دیا کہ اللیط (جرول کی سمت نشیبی جگہ کا نام) سے شہر میں داخل ہوں۔ چنانچہ جس جگہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جھنڈا گاڑا تھا وہاں ایک مسجد تعمیر کر دی گئی، اس مسجد اور اس سے متصل سڑک کو حضرت خالدؓ کے نام سے منسوب کر دیا گیا، حارۃ الباب میں یہ مسجد ربع الرسام کے مقام پر واقع ہے۔ اس کی تعمیر جدید ۱۳۷۷ھ ۱۹۵۸ء میں مکمل ہوئی۔

جموم کی مسجد فتح

مرالظہران وادی سے پہلے جموم بھی ایک منزل ہے جہاں بنو سلیم قبیلہ آباد تھا اب یہ جگہ مدینہ منورہ روڈ (طریق ہجرۃ) پر مکہ مکرمہ کے شمال میں ۲۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے مسجد عائشہ سے اس کا فاصلہ صرف ۱۸ رکلومیٹر ہے، رسول پاک ﷺ نے ۶ھ میں حضرت زید بن حارثہؓ کی قیادت میں ایک گروپ کو بنو سلیم سے جنگ کے لئے روانہ فرمایا۔

آپ ﷺ نے جموم میں جہاں قیام فرمایا اور نمازیں ادا کیں اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر کر دی گئی جو مسجد فتح کے نام سے موسوم ہے۔

مسجد صخرۃ

یہ مسجد عرفات میں جبل رحمت کے دامن میں دائیں طرف کی چڑھائی پر سطح زمین

سے تھوڑی بلندی پر واقع ہے اس کے گرد چھوٹی سی چار دیواری ہے جس کے اندر چٹانیں ہیں جن کے نزدیک رسول اللہ ﷺ عرفات کے دن قصواء اونٹنی پر تشریف فرماں دعاؤں میں مشغول تھے جیسا کہ حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ" آپ ﷺ نے ظہر وعصر کی نماز مسجد نمرہ کی جگہ پر ادا فرمائی پھر اونٹنی پر سوار ہو کر موقوف پر تشریف لائے اور اپنی اونٹنی کی پشت چٹانوں کی طرف کی، اپنے سامنے لوگوں کے گزرنے کے لئے راستہ چھوڑ دیا، اور خود قبلہ رو ہو کر غروب شمس تک دعاؤں میں مشغول رہے۔

یہیں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا" (سورۂ مائدہ: ۳)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو دین منتخب کیا ہے۔

اس جگہ کی نشاندہی کے لئے ایک چار دیواری بنا دی گئی ہے قبلہ کی سمت والی دیوار کی لمبائی ۳،۱۳ میٹر داہنی اور بائیں جانب کی دیوار کی لمبائی آٹھ میٹر ہے جب کہ عقبی دیوار دائرہ کی شکل میں گول ہے۔

شیخ بکر ابوزید کہتے ہیں کہ پہاڑ کی چڑھائی کے داہنی طرف جنوبی سمت میں ایک ہموار ٹیلہ ہے جس کو تقریباً نصف میٹر اونچی دیوار سے گھیر دیا گیا ہے یہی مسجد صخرہ ہے۔

جبل رحمت

یہ ایک چھوٹا پہاڑ جس کا مشہور نام "جبل رحمت" (رحمت کا پہاڑ) ہے اس کو اِلال اور نابت بھی کہتے ہیں، قرین بھی ایک نام ہے میدان عرفات کی مشرقی سمت میں سڑک نمبر ۷ اور ۸ کے درمیان ہے یہ سخت پتھر والی پہاڑی ہے، اس کا محل وقوع خط عرض ۰۲، ۲۱، ۲۲، شمال میں اور خط طول ۵، ۶۹، ۳۹ مشرق میں ہے مسجد نمرہ سے اس کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر ہے اس پر چڑھنے کے لئے جو سیڑھیاں بنائی گئیں ہیں، ان کی تعداد ۱۶۸

ہے اس پہاڑی کی سطح کشادہ اور ہموار ہے، جس کے چاروں طرف ۵۷ سینٹی میٹر اور اونچی منڈیر ہے، اس کے درمیان میں تقریباً ۴۰ سینٹی میٹر اونچا چبوترہ ہے جس کے ایک طرف آٹھ میٹر بلند، مربع ستون ہے جو دور سے اس پہاڑ کو متعین و نمایاں کرتا ہے، اس کا ہر ضلع ۸۰،۱ میٹر ہے اس پہاڑی کے نیچے مسجد صخرہ ہے، قریب ہی نہر زبیدہ کی گزرگاہ تھی اس پہاڑی کے اردگرد تقریباً ۴ میٹر بلند پائپ ہیں جن سے ہلکی ہلکی پھوار فضا میں پھیل کر موسم کو خوشگوار بناتی ہے اور گرمی کی شدت میں تخفیف ہوتی ہے۔

دار الندوۃ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے قصی بن کلاب نے دار الندوہ تعمیر کرایا، اس میں مشورے ہوتے جنگ و جدال کے لئے جھنڈے تقسیم ہوتے نیز اجتماعی امور سے متعلق مشورے کے لئے اس عمارت کا استعمال ہوتا، گویا یہ قبیلہ قریش کی پارلیمنٹ تھی، یہی وہ مکان ہے جس میں قریش کے سردار اکٹھے ہوتے اور اسلام کے خلاف مشورے کرتے، حتی کہ وہ آخری مشورہ بھی یہی طے پایا جس میں معاملات پر اس انداز میں سوچا گیا کہ بہت سے صحابہ کرامؓ مدینہ ہجرت کر چکے ہیں۔ اب امکان ہے کہ محمد ﷺ بھی مدینہ چلے جائیں گے، اور ان سب کا وہاں جمع ہونا ہمارے لئے خطرناک ہے، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہیں قتل کر دیا جائے مگر اللہ کی قدرت سے آپؐ ان کے درمیان سے نکل کر ہجرت فرما گئے اور اللہ تعالیٰ کا دین سربلند ہوا یہ دار الندوۃ چونکہ مسجد حرام سے متصل تھا اس لئے حج عمرہ کے دوران بہت سے امراء و خلفاء اس میں قیام کرتے، ایک دفعہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس میں قیام فرمایا پھر عباسی خلیفہ معتضد باللہ نے سنہ ۲۸۴ھ/۸۹۷ء میں اس جگہ کو مسجد حرام میں شامل کر دیا۔ اس کا رقبہ ۳۷×۳۶=۱۳۳۲ مربع میٹر ہے اس کی جگہ کعبہ کے شمال مغرب میں مطاف اور مسقف حصے میں ہے۔ یادگار کے طور پر اسی سمت میں ایک دروازہ کا نام باب الندوہ رکھ دیا گیا ہے۔

مقبرۃ المعلی

یہ مقبرہ مکہ مکرمہ کے تاریخی مقامات میں سے ایک ہے جو مسجد حرام کی مشرقی جانب ایک پہاڑی کی گھاٹی میں واقع ہے فاکہی کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کی گھاٹیوں کا طبعی رُخ ٹھیک قبلہ کی طرف نہیں ہے سوائے مقبرۃ المعلاۃ کی اس گھاٹی کے کہ اس کا رخ خطِ مستقیم سے قبلہ کی طرف ہے۔ اس مقبرہ کی فضیلت میں کچھ روایات کتب حدیث میں مذکور ہیں جن میں سے ایک روایت میں آپؐ نے ارشاد فرمایا "یہ قبرستان کیا ہی اچھا ہے" (حدیث حسن)

اسی قبرستان میں ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک ہے نیز بہت سے صحابہ و تابعین اور بزرگان دین کی قبریں ہیں اس قبرستان کے علاوہ مکہ مکرمہ میں اور بھی تاریخی قبرستان ہیں۔ (ماخوذ تاریخ مکۃ المکرمہ از ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صاحب)

جنت المعلی مکہ معظمہ کا تاریخی قبرستان ہے اس کے دو حصے ہیں، درمیان میں سڑک ہے، سڑک کے شمالی جانب قبرستان کا جو حصہ ہے اس میں اسلام کی شیر دل اور سب سے پہلی محسنہ خاتون اُم المؤمنین وسیدۃ المؤمنات حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مزارِ مبارک ہے۔ جنت المعلی کے ان دونوں حصوں میں تقریباً چھ ہزار جلیل القدر صحابہ، اور لاتعداد نامی گرامی علمائے اسلام اور صلحائے امت پیوند زمین حرمِ محرم ہیں۔ اس خاک پاک کا ہر ذرہ اپنی زبانِ حال سے ترجمانِ ماضی ہے۔ یہ مقام جوارِ بیت اللہ میں عالم ارواح کا مکہ معظمہ ہے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزارِ مبارک سے پہلے چند قدم پر ہندوستان کی قابلِ فخر اور مایۂ ناز دو مقدس ہستیاں (۱) مجاہدِ اسلام حضرت اقدس مولانا رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی مدرسہ صولتیہ (۲) حضرت اقدس حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندوستانی مہاجر مکی ایک چھوٹے سے احاطے میں مکین جنت وقرین رحمت ہیں۔

قبرستان شبیکہ

مکہ معظمہ کا دوسرا تاریخی قبرستان مدرسہ صولتیہ کے قریب ہے، اسلام کے ابتدائی دور میں جب کہ کفارِ قریش کی عداوت و حالات کی پیچیدگی سے مسلمانوں کی تدفین میں دشمنانِ اسلام مزاحم ہوئے تو اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی یہ زمین مسلمانوں کے قبرستان کے لیے دیدی جس میں اس زمانے سے تقریباً نوے سال قبل تک بے شمار اللہ کے صالح و مقبول بندے اس یادگارِ زمانہ قبرستان میں دفن ہوتے رہے۔ ۱۳۱۰ھ کے تباہ کن ہیضہ میں جس کی ابتداء منیٰ سے ہوئی۔ اور ہزاروں حجاج اور مقامی لوگ اس وبائی مہلک مرض کے شکار ہوئے اس لئے مجبوراً مکہ معظمہ کے دونوں قبرستان (جنت المعلیٰ اور مقبرہ شبیکہ) کھول دیئے گئے، یہ قبرستان شبیکہ عرصہ سے چاروں طرف آبادی کے وسط میں آچکا تھا، اس لئے حکومت عثمانیہ کی وزارتِ صحت کے حکم سے اس متعدی مرض کے بعد یہاں تدفین بند کردی گئی، حج کے زمانہ میں نیک حجاج یہاں بھی فاتحہ اور ایصال ثواب کے لئے بکثرت آتے رہتے ہیں۔

مکان حضرت خدیجۃ الکبریٰ (رضی اللہ عنہا)

مکان محلہ قشاشیہ کے زقاق (گلی) بن حجر جس کا اب نیا نام ''شارع الصاغۃ'' ہے یہاں دو طرفہ سناروں کی دکانیں ہیں اور عام طور پر مولد سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام سے مشہور ہے اسی مکان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہوئی یہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں سیدہ رقیہ (رضی اللہ عنہا) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، سیدہ فاطمۃ الزہراء، رضی اللہ عنہا اور آپ کے صاحبزادے قاسم و عبداللہ (جن کی کنیت طیب و طاہر ہے) پیدا ہوئے، آپ کی یہ چاروں صاحبزادیاں مدینہ منورہ (جنت البقیع) میں اور دونوں صاحبزادے مکہ معظمہ (جنت المعلیٰ) میں آرام فرماں ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ہجرتِ مدینہ منورہ تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی مکان میں قیام فرماں رہے، اس یادگار زمانہ مکان میں ایک کمرہ آپ کی عبادت کے لئے مخصوص تھا، اور اسی میں آپؐ پر وحی نازل ہوتی تھی۔

مزار حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

مدینہ منورہ جاتے ہوئے موقع ملے یا نہ ملے۔ زمانۂ قیام مکہ معظمہ میں یہاں سے تقریباً پانچ چھ میل کی مسافت پر ''وادی فاطمہ'' (ایک مشہور آبادی) کے قریب پختہ سڑک کے بائیں طرف پندرہ بیس قدم پر پہاڑ کے دامن میں ''اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا'' کی قبر مبارک ہے، اس مقام کا نام ''سرف'' ہے یہ عجیب تاریخی اتفاق ہے کہ ۷ھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے لئے تشریف لائے تو اس مقام ''سرف'' میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح ہوا (یہ آپ کی آخری بیوی) یہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ۵۱ھ میں اسی مقام پر آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا مزار

امیر المؤمنین حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے زبردست محدث، اور اپنے متقی، پرہیزگار، فاتح وغازی باپ کے ہم پلہ تھے، آپ مکہ معظمہ میں مدفون ہیں۔

عمرہ کے لیے تنعیم کو جاتے ہوئے محلّہ ''شہدا'' سے آپ گزریں گے، یہاں سڑک سے بائیں طرف ایک بہت چھوٹی سی مسجد سے چند قدم پر پہاڑ کے دامن میں آپ کی قبر مبارک ہے، اس جگہ صرف تین قبریں ہیں، ایک حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی، دوسری آپ کے وفادار غلام کی (تیسری قبر کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کس کی ہے) ذی علم اور باخبر حجاج کرام فاتحہ وایصالِ ثواب کے لئے یہاں آتے رہتے ہیں۔

مسجد حضرت بلال رضی اللہ عنہ

یہ مسجد جبل ابوقبیس کی چوٹی پر ہے، جو مسجد حرم محترم کے صحن سے، بجانب مشرق نظر آتی ہے، اس پہاڑ کی بلندی کچھ زیادہ نہیں، اسی مبارک پہاڑ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزۂ شق القمر (چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا) ظہور میں آیا۔

مسجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

یہ مسجد محلّہ ''مسفلہ'' میں ہے، یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مکان تھا، جو درحقیقت مکہ معظمہ میں سب سے پہلی مسجد ہے، اس مکان میں ہجرت سے قبل مسلمان باجماعت نماز پڑھا کرتے تھے، یہیں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔

مسجد استراحہ

منیٰ سے آتے ہوئے مکہ مکرمہ کا پہلا محلّہ ''معابدہ'' ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ ذی الحجہ کو حج سے واپسی پر اس جگہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور آرام فرمایا، اس لئے اس مسجد کا نام ''مسجد استراحہ'' ہے، اس علاقے میں گنجان آبادی کی وجہ سے یہ مسجد سڑک سے کچھ دور ہے۔

مسجد تنعیم

''یہ مسجد عائشہ'' کے نام سے مشہور ہے، تنعیم اس مقام کا نام ہے، جو حدِ حرم سے باہر ہے اور یہاں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع (اپنے آخری حج) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عمرہ کرنے کے لئے حکم دیا تھا، اس لئے یہاں سے عمرہ کرنا افضل ہے، یہ مسجد اس جگہ کے قریب بنائی گئی ہے جہاں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے احرام عمرہ کی نیت فرمائی تھی۔

مسجد حدیبیہ

اب یہ جگہ ''شمیسی'' کے نام سے مشہور و معروف ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بیس روز قیام فرمایا۔

مسجد جعرّانہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع، اپنے آخری حج، میں یہاں سے عمرہ کا احرام باندھا، یہ جگہ بھی حد حرم ہے، یہاں ایک مسجد اور تاریخی کنواں ہے جس کا پانی پتھری اور گردہ کی صفائی کے لئے مسلسل پیا جائے تو اللہ تعالیٰ شفا عطا کرتا ہے، اس مقام سے عمرہ کرنے کو عام اصطلاح میں ''بڑا عمرہ'' اور تنعیم سے عمرہ کرنے کو ''چھوٹا عمرہ'' کہا جاتا ہے، ان دونوں مقامات کی مسافت کے لحاظ سے یہ نام رکھ دیئے گئے ہیں، ورنہ عمرہ کا چھوٹا یا بڑا ہونا کوئی حقیقی چیز نہیں، دونوں مقامات (جعرانہ و تنعیم) سے عمرہ کے اجر وثواب میں کوئی فرق نہیں۔

مسجد خیف وغار مرسلات

یہ منیٰ میں سب سے بڑی اور مشہور مسجد ہے، جس میں دس ہزار سے زیادہ آدمی بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہیں، (خیف) پہاڑ کے دامن کو کہتے ہیں، یہ مسجد چونکہ پہاڑ کے نیچے ہے، اس لئے اس کا نام ''مسجد خیف'' ہے، اس کے وسط میں ایک گول عمارت (گنبد) ہے، حجۃ الوداع میں اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ لگایا گیا تھا اور آپ نے یہاں پانچ نمازیں (۸رذی الحجہ کو ظہر، عصر مغرب وعشا اور ۹رذی الحجہ کو صبح کی نماز پڑھ کر عرفات کے لئے روانہ ہو گئے) ادا فرمائیں، اس لحاظ سے مسجد خیف قابل ذکر و زیارت ہے، مسجد خیف کی جنوبی سمت میں ''جبل صفائح'' کے دامن میں ایک چھوٹا سا غار ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پہاڑ کے سائے میں آرام فرمایا، آپ غار میں تشریف لے گئے، تو ''سورۂ مرسلات'' (پارہ ۲۹) نازل ہوئی، اس لئے یہ

''غار مرسلات'' کے نام سے مشہور ہے، اس بابرکت مقام کی زیارت کے لئے حجاج بکثرت جاتے ہیں۔

مسجد نمرہ

یہ مسجد حد حرم اور حدود عرفات سے باہر ''وادی عرنہ'' میں ہے۔ اس خاص جگہ کا نام ''نمرہ'' ہے۔ جہاں یہ مسجد بنی ہوئی ہے، اس لئے اس کا نام مسجد نمرہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ قیام فرمایا، یہاں ظہر وعصر، کی نماز اور خطبہ کے بعد آپ نے ''جبل رحمت'' کے قریب وقوف عرفات کا وقت (زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک) پورا کیا۔ آج یہاں امام وخطیب مسجد نمرہ میں کھڑا ہوتا ہے، اسی بابرکت جگہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی۔

مسجد مزدلفہ

اس کو مسجد ''مشعر الحرام'' بھی کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع (آخری حج) کے موقع پر مزدلفہ کی بابرکت رات میں جس جگہ ذکر وفکر، عبادت ودعا میں ہمہ تن متوجہ رہے یہ مسجد اس مبارک مقام کی یاد کو صدیوں سے زندہ کئے ہوئے ہے، مزدلفہ کی رات بڑی عظمت وفضیلت کی رات ہے۔

مسجد عقبہ

مکہ مکرمہ سے جاتے ہوئے منیٰ کے ابتداء میں بائیں جانب پختہ سڑک سے ہٹ کر پہاڑ کے دامن میں یہ تاریخی مسجد ہے اس جگہ انصار مدینہ منورہ کی ایک جماعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے چچا حضرت عباس ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں بیعت کی، اس لئے اس کو ''مسجد بیعت'' بھی کہتے ہیں، باخبر حجاج یہاں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہتے ہیں۔

مسجد کوثر

یہ منیٰ کی آبادی کے وسط میں درمیانی شیطان کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد ہے، اس جگہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر "سورۂ کوثر" نازل ہوئی جس کی یادگار میں یہ مسجد ہے، یہاں بھی حجاج زیارت مسجد کے لئے آتے ہیں۔

مسجد منیٰ

اس کو "مسجد نحر" بھی کہتے ہیں، یہ جمرۂ اولیٰ (پہلا شیطان) اور جمرۂ وسطیٰ کے درمیان عرفات کے لئے جانے والی سڑک کے داہنی جانب واقع ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ عید الاضحیٰ کی نماز پڑھی اور قربانی کے جانور ذبح کیے۔

(میم نامہ حج ص ۲۵ تا ۲۷۔ مدرسہ صولتیہ مکہ معظمہ)

وادی محسر

منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ابرہہ کے ہاتھیوں والے لشکر کو تباہ کیا تھا جس کا ذکر سورۂ فیل میں ہے، یہاں پر حاجیوں کیلئے مسنون یہ ہے کہ تیزی سے چلیں جیسا کہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ ﷺ وادی محسر سے گزرے تو آپؐ نے رفتار تیز کر دی۔" (صحیح مسلم کتاب الحج حدیث نمبر ۱۲۱۸)

ابن قیمؒ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب کسی ایسی جگہ سے گزرتے جہاں عذابِ الٰہی نازل ہوا ہو تو تیزی کے ساتھ گزر جاتے، اس وادی محسر میں بھی ہاتھیوں والے لشکر پر عذاب نازل ہوا تھا، ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب کے قبائل یہاں جمع ہوتے اور اپنے آباء واجداد کے کارنامے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے، لہٰذا ان کی مخالفت کے طور پر شریعت اسلامیہ میں یہ مستحب قرار پایا کہ یہاں سے جلدی گزرا جائے۔

(زاد المعاد ج ۱/ص ۲۷۴)

مدینۂ منورہ کی حاضری

مدینۂ طیبہ میں حاضری بلاشبہ حج کا کوئی رُکن نہیں ہے، لیکن مدینے کی غیر معمولی عظمت وفضیلت، مسجدِ نبوی میں نماز کا بے پایاں اجر وثواب اور دربارِ نبوی میں حاضری کا شوق، مومن کو کشاں کشاں مدینے پہنچا دیتا ہے۔ اور اُمت کا ہمیشہ سے یہی دستور بھی رہا ہے، آدمی دور دراز کا سفر کر کے بیت اللہ پہنچے اور دربار نبوی میں درود وسلام کا تحفہ پیش کئے بغیر واپس آئے، یہ زبردست محرومی ہے۔ ایسی محرومی کہ اس کے تصور سے مومن کا دل دکھنے لگتا ہے۔

مدینۂ منورہ کے فضائل

مدینۂ منورہ کی تقدس اور اس کی عظمت شان صرف اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ بہترین انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا اور اب ان کا مدفن ہے یہ ایک ایسی بڑی فضیلت ہے جو کسی دوسرے مقام کو نصیب نہیں اور کوئی دوسری فضیلت کیسی ہی کیوں نہ ہو اس کی ہمسری کسی طرح نہیں کر سکتی۔

مدینہ منورہ کے نام احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں یہ بھی ایک شعبہ اس کی فضیلت کا ہے منجملہ ان کے چند نام یہاں لکھتا ہوں طَابہ طَیبہ طَیِّبہ طائبہ، اور بھی بہت سے نام ہیں جو علماء نے ذکر کئے ہیں سب سے زیادہ مشہور نام مدینہ ہے۔ احادیث میں مدینہ منور کے فضائل بہت وارد ہوئے ہیں، اس مقام پر صرف چند حدیثیں صحیح صحیح لکھی جاتی ہیں۔

(۱) جب شروع شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینۂ منورہ تشریف لائے ہیں، اس وقت وہاں کی آب وہوا نہایت ناقص وخراب تھی اکثر وبائی بیماریاں رہتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ آتے ہی سخت بیمار ہو گئے تھے تو اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ مدینہ کی

محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے جیسا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اے اللہ ہمارے صاع اور مد میں برکت دے اور مدینہ کی آب و ہوا کی درست کر دے اور اس کا بخار جحفہ کی طرف بھیج دے۔ (صحیح بخاری)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینۂ منورہ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو لوٹتے وقت جب مدینۂ منورہ قریب رہ جاتا اور اس کی عمارتیں دکھائی دینے لگتیں تو حضرت اپنی سواری کو کمال شوق میں تیز کر دیتے اور فرماتے کہ یہ طابہ آ گیا۔ (صحیح بخاری) اور اپنی چادر مبارک اپنے شانۂ اقدس سے گرا دیتے اور فرماتے کہ یہ طیبہ کی ہوائیں ہیں۔ صحابہؓ میں جو کوئی بوجہ گرد و غبار کے اپنا منہ بند کرتا تو آپ منع کرتے اور فرماتے کہ مدینہ کی خاک میں شفا ہے۔ (جذب القلوب)

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئے گا جیسے کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجّال کا گذر ہر شہر میں ہوگا مگر مکہ و مدینہ نہ آنے پائے گا، فرشتے ان شہروں کی محافظت کریں گے۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ بُرے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے جیسے لوہے کی بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے۔ (صحیح بخاری)

یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہر وقت موجود ہے اور خاص کر اس خاصیت کا ظہور قیامت کے قریب بہت اچھے طور پر ہوگا۔ تین مرتبہ مدینۂ منورہ میں زلزلہ آئے گا کہ جس قدر بدباطن لوگ اس وقت وہاں پناہ گزیں ہوئے ہوں گے نکل جائیں گے۔

(۶) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکۂ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلنے لگے تو دعا کی کہ اے پروردگار اگر تو مجھے اس شہر سے نکالتا ہے جو تمام مقامات سے زیادہ مجھے محبوب ہے تو اس مقام میں مجھے لے جا جو تمام شہروں سے زیادہ تجھے محبوب ہے۔

(۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس سے یہ بات ہو سکے کہ مدینہ

میں مرے اس کو چاہئے کہ مدینہ میں مرے کیونکہ جو شخص مدینہ میں مرجائے گا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں کو میری شفاعت کی دولت نصیب ہوگی وہ اہل مدینہ ہوں گے بعد اس کے اہل مکہ، بعد اس کے اہل طائف۔

(۸) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے اور وہی میرا مدفن ہے۔ اور وہیں سے میں قیامت کے دن اٹھوں گا جو شخص میرے پڑوسیوں یعنی اہل مدینہ کے حقوق کی حفاظت کریگا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کریگا وہ ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(۹) مدینہ کی خاک پاک میں اور وہاں کے میوہ جات میں حق تعالیٰ نے تاثیر شفا ودیعت فرمائی ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ ایک مقام ہے وادی بطحان وہاں کی مٹی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرض تپ میں تجویز فرماتے تھے اور فوراً ہی شفا ہوتی تھی اکثر علماء نے اس مٹی کے متعلق اپنا تجربہ لکھا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں مدینۂ منورہ میں مقیم تھا میرے پیر میں ایک مرض سخت پیدا ہوگیا کہ تمام اطبا نے اس امر پر اتفاق کرلیا کہ اس مرض کا آخری نتیجہ موت ہے، صحت دشوار ہے، میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہوگئی، اسی قسم کی خاصیتیں وہاں کی کھجور میں بھی مروی ہیں اور لوگوں نے تجربہ بھی کیا ہے۔ (علم الفقہ: ج۵/ص۷۹)

مسجد نبویؐ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا؟

مسئلہ:۔ یہ آپ نے غلط سنا یا غلط سمجھا ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت سے سفر نہیں کرسکتے۔ اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ مسجد نبویؐ شریف کی نیت سے سفر

کرنا صحیح ہے البتہ بعض لوگ اس کے قائل ہیں کہ روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر جائز نہیں۔ لیکن جمہور اکابر امت کے نزدیک روضۂ شریف کی زیارت کی بھی ضرور نیت کرنی چاہئے۔ اور روضۂ اطہر پر حاضر ہو کر شفاعت ممنوع نہیں، فقہائے امت نے زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں تحریر فرمایا ہے کہ بارگاہِ عالی میں سلام پیش کرنے کے بعد شفاعت کی درخواست کرے۔ امام جزری "حصن حصین" میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (کی قبر مبارک) کے پاس دعا قبول نہ ہوگی تو اور کہاں ہوگی؟ صلوٰۃ وسلام اور شفاعت کی درخواست پیش کرنے کے بعد قبلہ رخ ہو کر دعاء مانگئے اور مدینہ طیبہ میں درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہئے اور قرآن کریم کی تلاوت کی مقدار بھی بڑھا دینی چاہئے۔

(آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۷۲ و فتاویٰ محمودیہ: ج ۱۷/ص ۱۷۷)

کیا روضۂ مبارک کی زیارت میں بھی بدلیت ہے؟

مسئلہ:- حج بدل میں زیارت روضۂ اطہرؐ داخل نہیں ہے، اگر وہ شخص جو حج بدل کے لئے بھیجا گیا ہے، زیارت روضۂ اطہر کرے تو اس کے لئے بہت اچھا ہے، اور موجب ثواب ہے مگر اس میں نیابت اور بدلیت نہیں ہے۔ جو کوئی زیارت کریگا اس کو ثواب ہوگا اور جس نے اس کام (حج بدل) کیلئے روپیہ دیا ہے اس کو صدقہ کا ثواب ہوگا۔

(فتاویٰ دار العلوم: ج ۶/ص ۵۶۷)

حاجی کا روضۂ مبارک کی زیارت کئے بغیر آجانا؟

سوال: اگر کوئی حج کے لئے جائے اور زیارت روضہؐ کئے بغیر آجائے تو اس کا حج مکمل ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کئے بغیر جو شخص واپس آجائے، حج تو اس کا ادا ہوگیا لیکن اس نے بے مروتی سے کام لیا اور زیارتِ شریفہ

کی برکت سے محروم رہا۔ یوں کہہ لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے جانا ایک مستقل عمل مندوب ہے جو حج کے اعمال میں تو داخل نہیں مگر جو شخص حج پر جائے اس کے لئے یہ سعادت حاصل کرنا آسان ہے۔ اس لئے حدیث شریف میں فرمایا "جس شخص نے بیت اللہ شریف کا حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے مجھ سے بے مروتی کی۔" (آپ کے مسائل: ۴/ص ۱۵۱)

مسئلہ:- جو شخص حج کرے اور مجبوراً پیسے خرچہ کی کمی کی وجہ سے مدینہ منورہ نہ جا سکے تو اس کا حج کامل اور پوار ہونے میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے، البتہ استطاعت کے باوجود اگر مدینہ شریف نہ جاتا تو برا تھا، اور بڑی محرومی قسمت کی بات تھی، لیکن جب خرچہ کی کمی کی وجہ سے مجبور رہا تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے۔

(فتاوی دار العلوم: ج ٦/ص ۵۸۱ و مشکوۃ شریف: ج ۳۲/ص ۳۵۲)

مسجد نبوی میں کیا چالیس نمازیں پڑھنا ضروری ہے؟

سوال: عمرہ ادا کر کے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری دی اور واپس آ گیا یعنی مدینہ طیبہ میں چالیس نمازیں پوری نہیں کی کیا کوئی گناہ ہے؟

جواب: گناہ تو کوئی نہیں مگر مسجد نبوی ﷺ میں اس طرح چالیس نمازیں پڑھنے کی ایک خاص فضیلت ہے کہ تکبیر تحریمہ فوت نہ ہو۔ یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔

ایک حدیث شریف میں مسجد نبوی (ﷺ) میں چالیس نمازیں تکبیر تحریمہ کے ساتھ ادا کرنے کی خاص فضیلت آئی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں "حضرت انسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے میری مسجد میں چالیس نمازیں اس طرح ادا کیں کہ اس کی کوئی بھی نماز (با جماعت) فوت نہ ہو اس کے لئے دوزخ سے اور عذاب سے برأت لکھی جائے گی۔ اور نفاق سے بری ہوگا۔

(مسند احمد: ج ۳/ص ۱۵۵، آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۵۳ و فتاوی محمودیہ: ج ۳/ص ۱۸۶)

مسئلہ:- مسجد نبویؐ میں چالیس نمازیں باجماعت ادا کرنا افضل ہے ملازمت کی وجہ سے (وقت نہ مل سکا) نہ ہو سکے تو کوئی قباحت نہیں۔ حج میں کوئی خلل نہیں آئیگا۔
(فتاویٰ رحیمیہ: ج ۵/ص ۲۲۲)

مسئلہ:- روزانہ پانچوں وقت یا جس وقت موقع ہو روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو کر درود وسلام پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ:- روضۂ اقدس کا طواف کرنا حرام ہے اور روضہ کے سامنے جھکنا اور سجدہ کرنا حرام ہے۔

مسئلہ:- روضہ کی طرف بلاضرورت شدیدہ پشت نہ کرے نہ نماز میں اور نہ نماز کے علاوہ۔

مسئلہ:- جب کبھی روضۂ مبارک کے برابر سے گزرے، حسبِ موقع تھوڑا بہت ٹھہر کر سلام پڑھے اگرچہ مسجد سے باہر ہی ہو۔

مسئلہ:- مدینہ منورہ کے قیام میں درود وسلام، روزہ، صدقہ اور مسجد کے خاص ستونوں کے پاس نماز اور دعاء کی کثرت رکھے بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی جو مسجد ہے اس کا خیال رکھے اگرچہ ثواب ساری مسجد میں برابر ہے۔

مسئلہ:- روضۂ مبارکہ کی طرف دیکھنا ثواب ہے اور اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہ کو بھی دیکھنا ثواب ہے۔
(معلم الحجاج: ص ۳۲۵)

مسجد نبویؐ کی عظمت وتاریخ

مسجد نبویؐ کی عظمت اور فضیلت کے لئے یہی بات کیا کم ہے کہ اس کی تعمیر خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمائی اور برسوں اس میں نماز پڑھی اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی اور اس کو اپنی مسجد کہا ہے، آپ کا ارشاد ہے: ''میری مسجد میں ایک نماز پڑھنا دوسری مسجدوں میں ہزار نماز پڑھنے سے زیادہ افضل ہے، سوائے مسجد حرام کے''۔

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے میری اس مسجد میں مسلسل چالیس وقت کی نمازیں اس طرح پڑھیں کہ درمیان میں کوئی نماز بھی فوت نہیں ہوئی تو اس کے لئے جہنم کی آگ اور ہر عذاب سے برات لکھ دی جائے گی اور اسی طرح نفاق سے برأت لکھ دی جائے گی۔'' (مسند احمد، الترغیب)

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ نے مسلمانوں کی اجتماعی عبادت کے لئے ایک مرکز کی ضرورت محسوس کی، چنانچہ آپؐ نے نماز ادا کرنے کے لئے ایک مسجد کی تعمیر کے لئے حکم فرمایا۔

حضرت ابوایوبؓ انصاری کے مکان کے سامنے ایک ناہموار زمین کا ٹکڑا تھا جو دراصل نخلستان تھا۔

یہ زمین دو یتیم بچوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی۔ بچے حضرت اسعد بن زرارہؓ کے زیر پرورش تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یتیم بچوں سے ارشاد فرمایا کہ یہ زمین ہمارے ہاتھ فروخت کردو۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے۔ ان یتیم بچوں نے عرض کیا۔ یارسول اللہؐ! ہم یہ زمین بلا معاوضہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں ہوئے اور یہ زمین دس دینار میں خرید لی۔ اور یہ دس دینار حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ادا کئے۔

چنانچہ آپؐ نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کاٹ دیئے جائیں اور ٹیلوں کو برابر کردیا جائے۔ چند روز تک اسی حالت میں آپؐ نے نماز ادا فرمائی۔ پھر اس کی تعمیر کا انتظام فرمایا۔

مسجد نبوی کی بنیاد آپؐ نے اپنے دست مبارک سے رکھی۔ صحابہ کرامؓ تعمیر مسجد کے لئے پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔ آپؐ بھی بہ نفس نفیس صحابہ کرامؓ کے ساتھ تعمیر مسجد میں مصروف رہتے۔ ابتداء اسلام میں قبلہ شمال کی جانب بیت المقدس کی سمت تھا، سن دو ہجری میں تحویل قبلہ کا حکم آیا تو کعبۃ اللہ کو قبلہ مقرر کیا گیا۔

مسجد نبوی کی تعمیر میں کھجور کے پتے اور تنے استعمال ہوئے تھے۔ بارش ہوتی تھی تو چھت ٹپکتی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور جلیل القدر رفقاء اس گیلی زمین پر بھی بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو جاتے۔

تقریباً دس سال تک سرور کائنات دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں نمازیں ادا فرمائیں۔

ریاض الجنۃ

مسجد نبوی کا وہ حصہ جو منبر اور قبر شریف کے درمیان ہے وہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ اس مقام کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

یعنی یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ایک ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کر دیا گیا ہے اور قیامت کے دن یہ ٹکڑا جنت میں شامل ہو جائے گا۔

محراب النبی ﷺ

اس ریاض الجنۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ بھی ہے جہاں آپ ﷺ کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ اب ایک خوبصورت محراب بنی ہوئی ہے، جو محراب نبوی کہلاتی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مصلیٰ رسول جیسی متبرک جگہ کی تعظیم کو برقرار رکھنے کی غرض سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھنے کی جگہ پر دیوار بنوادی تھی البتہ قدم مبارک کی جگہ چھوڑ دی تھی تا کہ آپ کے سجدہ کی جگہ لوگوں کے قدموں سے محفوظ رہے۔ چنانچہ اب اگر کوئی حاجی مصلیٰ رسول کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو سجدے میں اس کی پیشانی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کی جگہ ہوتی ہے۔

گنبد خضراء

روضۂ اقدس کے اوپر گنبد خضریٰ ہے، اس سبز گنبد سے نور پھوٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے جو اطراف و اکناف کو روشن کر رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مینار نور ہے۔ مسلمان دنیا میں جہاں کہیں بھی ہو، اس کی سب سے بڑی تمنا و آرزو یہی ہوتی ہے کہ گنبد خضریٰ کو ایک نظر دیکھ لے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنھیں بار بار اسے دیکھنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔

سب سے پہلے ۶۷۸ھ میں الملک المنصور قلادن صالحی کے عہد میں روضۂ اقدس پر گنبد (قبہ) بنایا گیا۔ گنبد نیچے سے مربع اور اوپر سے مثمن (یعنی آٹھ گوشہ) تھا۔ دیواروں کے سروں پر لکڑی کی تختیاں اور ان کے اوپر سیسے کی پلیٹیں لگادی گئیں۔

۸۸۶ھ میں الملک اشرف قائت بائی نے سنقر جمالی کو مسجد کی تعمیر و مرمت کی خدمت انجام دینے کے لئے بھیجا۔ سنقر جمالی نے روضۂ اقدس کی دیواروں پر ایک گنبد بنایا اور اس گنبد کے اوپر ایک دوسرا گنبد بھی تعمیر کرایا۔ پھر اس کے بعد ایک بہت بڑا گنبد بنایا جس نے دونوں گنبدوں کو گھیر رکھا تھا انھوں نے مسجد شریف کی مرمت اور چھت میں بھی چند اور گنبد تعمیر کرائے۔ اس وقت روضۂ اقدس کے گنبد کا رنگ سفید تھا اور اسے قبۃ البیضا کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔

۸۸۸ھ میں سلطان قائت بائی نے روضۂ اقدس کی لکڑی کی مبارک جالیوں کی جگہ نئی جالیاں نحاس اصفر یعنی پیتل کی بے حد خوبصورت بنوائیں، اس میں ریاض الجنۃ کی طرف (مغرب میں) جو دروازہ بنوایا گیا اسے باب الرحمت یا باب الوفو د کہا جاتا ہے قبلہ کی جانب روضۂ اقدس میں جھروکہ بنوایا گیا اور ایک دروازہ بھی رکھا۔ مشرقی سمت والے دروازے کو باب فاطمہؓ اور شمالی دروازہ کو باب تہجد کہا جاتا ہے سلطان نے روضۂ اقدس کے اس کچے فرش کو جس پر حضور سرور کونین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک پڑ چکے تھے، تبرکاً اسی حال میں رہنے دیا۔

سلطان سلیمان رومی نے دسویں صدی ہجری کے وسط میں روضۂ اقدس کا سنگ مرمر

کا فرش بنوایا جو آج تک موجود ہے۔ روضۂ اقدس (مقصورہ شریف) کا طول شمالاً جنوباً ۱۶ میٹر یعنی تقریباً ۵۲ فٹ اور شرقاً و غرباً ۱۵ میٹر یعنی تقریباً ۴۹ فٹ ہے۔ چاروں گوشوں میں سنگ مرمر کے بڑے بڑے ستون ہیں جن کی بلندی چھت کے برابر تک ہے۔

۹۸۰ھ میں سلطان سلیم ثانی نے روضۂ اقدس کا قابل رشک گنبد بنوایا، اسے رنگین پتھروں سے سجایا اور پھر زردوزی نے اس کے حسن کو اور اجاگر کر دیا، گنبد پر سبز رنگ کرایا، جب کہ پہلے گنبد کا رنگ سفید تھا اسی دن سے عاشقانِ رسولؐ اس بے نظیر قبۂ مبارک کو گنبد خضرا کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

یہاں ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ حضور پاک کے مزار مبارک کے سامنے تین جالیاں ہیں اور تینوں میں سوراخ ہیں۔ عام لوگ بلکہ اکثر عرب حضرات بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ پہلی جالی میں حضور پاکؐ، دوسری جالی میں حضرت ابو بکرؓ اور تیسری میں حضرت عمر فاروقؓ آرام فرما رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ درمیان والی ہی میں تینوں آرام فرما رہے ہیں۔ درمیان والی جالی میں ایک گول سوراخ رکھا گیا ہے۔ یہ آپؐ کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے اسی سوراخ سے تھوڑا ہٹ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ مبارک ہے جہاں پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا سر ہے، یہاں بھی ایک گول سوراخ ہے جو حضرت ابو بکر کے چہرہ مبارک کے سامنے ہے اور حضرت ابو بکر کے سینے کے پاس حضرت عمر فاروق کا سر ہے، ان کے چہرۂ مبارک کے سامنے بھی ایک گول سورخ بنا ہوا ہے۔ گویا درمیان کی جالی میں تینوں آرام فرما رہے ہیں۔

جب آپ درمیان کی جالیوں کے سامنے کھڑے ہوں گے تو اس جگہ کی پہچان یہ ہے کہ درمیان کی جالی میں بائیں ہاتھ پر ایک گول سوراخ ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے، اس کے ساتھ ہی ملا ہوا ایک دروازہ ہے جو بند رہتا ہے۔ اس کے فوراً بعد دائیں ہاتھ کی ہی طرف ایک گول سوراخ ہے یہ حضرت عمر کے چہرۂ مبارک کے سامنے ہے۔

مسجد نبوی کے مخصوص سات ستون

ستونِ حنانہ

یہ محراب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون کے پاس کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ یہیں وہ کھجور کا تنہ دفن ہے جو لکڑی کا منبر بن جانے کے بعد آپ کے فراق میں بچوں کی طرح رویا تھا۔

ستون عائشہؓ

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''میری مسجد میں ایک ایسی جگہ ہے کہ اگر لوگوں کو وہاں نماز پڑھنے کی فضیلت کا علم ہو جائے تو وہ قرعہ اندازی کرنے لگیں'' (طبرانی) اس جگہ کی نشاندہی حضرت عائشہؓ نے فرمائی تھی۔ ستون عائشہؓ اسی مقام پہ بنا ہوا ہے۔

ستون ابولبابہؓ

ایک صحابی حضرت ابولبابہؓ سے ایک قصور سرزد ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنے آپ کو یہاں بنے ہوئے ستون سے اس نیت سے باندھ لیا تھا کہ جب تک اللہ کی جانب سے میرا قصور معاف نہیں ہوگا تب تک میں اپنے آپ کو اسی سے باندھ کر رکھوں گا۔ چنانچہ ایک موقع وہ آیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابولبابہ کو ان کے قصور کی معافی کی خوشخبری سنائی۔ اب اسی مقام پر ایک ستون بنا ہوا ہے جسے ستون ابولبابہ کہتے ہیں۔

ستون سریر

اس جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے اور رات کو یہیں آپؐ کے لئے بستر بچھا دیا جاتا تھا۔

ستون حرس

اس مقام پر حضرت علیؓ اکثر نماز پڑھا کرتے تھے اور اسی جگہ بیٹھ کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاسبانی کیا کرتے تھے۔ اس کو ستون علیؓ بھی کہتے ہیں۔

ستون وفود

اس جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر سے آنے والے وفود سے ملاقات فرماتے تھے۔

ستون تہجد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ تہجد کی نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

یہ تمام ستون مسجد کے اس حصہ میں ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی۔ ان ستونوں کے پاس جا کر دعا استغفار کیجئے اور جب بھی موقع ملے ان کے پاس نوافل ادا کیجئے۔ یہ بڑے متبرک مقامات ہیں۔

اصحاب صفّہ

صفہ سائبان کو اور سایہ دار جگہ کو کہا جاتا ہے قدیم مسجد نبوی کے شمال مشرقی کنارے پر مسجد سے ملا ہوا ایک چبوترا تھا، یہ جگہ اس وقت باب جبرئیل سے اندر داخل ہوتے وقت مقصورہ شریف کے شمال میں محراب تہجد کے بالکل سامنے ۲ فٹ اونچے کٹہرے میں گھری ہوئی ہے اس کی لمبائی ۴۰×۴۰ فٹ ہے اس کے سامنے خدام بیٹھے رہتے ہیں اور یہاں لوگ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف رہتے ہیں اگر آپ یہاں بیٹھ کر تلاوت کرنا چاہیں تو مشکل ہی سے جگہ مل سکے گی، یہاں وہ مسلمان رہتے تھے جن کا کوئی گھر بار نہ تھا، نہ ہی بیوی بچے اور نہ کوئی اور۔ یہ اہل صفہ کہلاتے تھے اس لئے اس جگہ کو ''صفہ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی تعلیم حاصل کرتے، اور وقتاً فوقتاً تبلیغ اسلام کے لئے دوسرے مقامات پر جاتے تھے۔ یوں تو تمام

صحابہؓ کی زندگی بہت سادہ تھی، مگر اصحاب صفہ کی زندگیوں میں اور بھی فقر وسادگی اور دنیاوی چیزوں سے بے نیازی اور بے تعلقی پائی جاتی تھی۔ یہ لوگ دن رات تزکیۂ نفس اور کتاب وحکمت کے حصول کی خاطر فیضان مصطفوی سے فیض یاب ہونے کے لئے خدمتِ نبویؐ میں حاضر رہتے تھے۔ نہ انھیں تجارت سے کوئی مطلب تھا اور نہ زراعت سے کوئی سروکار۔ ان حضرات نے اپنی آنکھوں کو آپؐ کے دیدار کانوں کو آپ کے کلمات اور جسم وجان کو آپ کی صحبت کیلئے وقف کرر کھا تھا۔ یہ لوگ دین کی دولت سے مالا مال تھے، مگر دنیاوی زندگی میں افلاس وناداری کا یہ عالم تھا کہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں

"میں نے ستر اصحاب صفہ کو دیکھا جن کے پاس چادر تک نہیں تھی صرف تہبند تھا یا فقط کمبل، چادر کو گلے میں اس طرح باندھ کر لٹکا لیتے کہ وہ پنڈلیوں تک اور بعض کے گھٹنوں تک پہنچ جاتی تھی اور ہاتھ سے اسے تھامے رکھتے کہ کہیں ستر کھل نہ جائے۔
(بخاری شریف: ج ا/ص ۶۳)

زیارت روضۂ مقدسہ کے فضائل

حضرت سید المرسلین کی زیارت سرمایۂ سعادت دنیا وآخرت ہے اور اہل ایمان محبت کا مقصد اصلی اور حقیقی غایت اس کے فضائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہیں۔ مگر اس بارگاہ رحمت کرامت کی فیاضی کا مقتضے ہے کہ جو لوگ آستانہ عالی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں ان کے لئے علاوہ اس دولت بے بہا یعنی دیدار جمال بے مثال روضۂ سرور انبیاء کے اور بھی بڑے بڑے اعلیٰ مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے نمونہ کے طور پر دو چار حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لئے آئے اور میری زیارت کے سوا اس کو کوئی کام نہ ہو تو میرے اوپر ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔

(۴) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصد کر کے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص حرمین میں سے کسی مقام میں سے مر جائے گا اس کو اللہ قیامت کے دن بے خوف لوگوں میں اٹھائے گا۔

(۵) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بعد وفات میری زیارت کریگا گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہوگئی، اور میری امت میں جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت نہ کرے تو اس کا کوئی عذر نہیں (سنا جائے گا)

حضرت ابن عمر کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہو کر جناب نبویؐ میں سلام عرض کرتے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے اس لئے کہ وہ ان کا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین تھا۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اس کے لئے کتنا اہتمام کرتے تھے اور درحقیقت مومن کے لئے حق سبحانہ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کونسی دولت اور نعمت ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس قبۂ نور کی زیارت کرے اور اس کس بیکساں تکیہ گاہ ہر دو جہان کی خدمت میں سلام عرض کرے اور اس کے جواب سے مشرف ہو۔

(علم الفقہ: ج۵/ص۸۵)

☆ ☆ ☆

روضۂ اقدسؐ کی زیارت کا طریقہ

حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت بلاشبہ قرب الٰہی کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور مہتم بالشان عمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ارض پاک جہاں پر خیر الرسل سرور انبیاءؑ کا مرقد ہے اللہ کے نزدیک اسے ایسی ایک خاص اہمیت اور برتری حاصل ہے جسے معرض تحریر میں نہیں لایا جاسکتا۔ مزید برآں زیارت قبور کا اصل مقصد آخرت کے تصور کا تازہ کرنا ہے، چنانچہ احادیث صحیحہ میں قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت بہ صراحت آئی ہے، تاکہ انسان اس سے عبرت حاصل کر سکے اور آخرت کی یاد آئے۔ بس اگر زیارت قبر کا مقصد صحیح معنوں میں وہی ہے جو شارع علیہ السلام نے بتایا ہے تو بہر حال وہ امر مستحسن ہوگا۔ اور یہ امر تو ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت سے اہل دل پر جتنا اثر ہوتا ہے وہ اور دوسری عبادتوں سے بہت زیادہ ہے۔ پس جو شخص حضورؐ کی قبر کے سامنے پہنچ کر اس امر کا تصور کرے کہ آپ کو دعوت حق دینے اور لوگوں کو شرک کے اندھیرے میں ہدایت کی روشنی دکھانے کی راہ میں کیسے کیسے حالات سے دوچار ہونا پڑا اور کس طرح آپ کو دنیا میں اخلاق فاضلہ کے پھیلانے اور دنیا بھر کی برائیوں کو مٹانے اور ایک ایسی شریعت کی تبلیغ کے لئے جس کی بنیاد تمام بنی نوع انسان کی اجتماعی بہبود کے حصول اور برائیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے رکھی گئی ہے، کیسی کیسی مشکلات کا سامنا ہوا تو یقیناً دلوں میں اس رسولؐ کی محبت جاگزیں ہو جائے گی جس نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کیا تو ضرور ہے کہ ایسے اعمال کے بجالانے کی رغبت ہوگی جن کا حضورؐ نے حکم دیا اور لامحالہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی پر شرمسار ہوگا۔ اور اتنا ہو جائے تو اس کو بڑی کامیابی کہنا چاہئے۔

یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت اور نزول وحی کی سرزمین کے مشاہدہ اور ایسے مخلص نیکوکاروں کے مزار پر حاضری سے جنھوں نے دین حق کی حمایت

میں اپنی جان اور اپنے مال کو اللہ کی راہ میں قربان کیا، بغیر اس کے کہ انھیں حکومت کا شوق ہو یا ان کا دل حیات دنیوی کی لذتوں اور دل فریبیوں کی جانب راغب ہو، بلکہ وہ اپنی دولت فراواں اور عیش بے اندازہ کو ترک کر کے اللہ کی راہ میں اور اس کی خوشنودی کی خاطر اعدائے دین کے مقابلے اور دین کی حمایت کے لئے نکل پڑے، ان کی پائیدار یاد تازہ ہوتی ہے اور اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اس سے زیارت کرنے والوں کے دلوں کو ایک کارگر نصیحت حاصل ہوتی ہے اور انسان ان بزرگان دین کے قول و فعل کی پیروی پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اگر مسلمان حقیقی معنوں میں اس طریق عمل کو اختیار کریں جو ان قبروں میں آرام کرنے والوں نے اختیار کیا تھا، جن کے کارناموں نے روم و فارس کی سلطنتوں کو زک پہنچایا، تو انھیں نمایاں تقویت حاصل ہو۔ ہر چند کہ آج مسلمانوں کی مادی قوت دشمنان اسلام کے مقابلہ میں قابل ذکر نہیں ہے تاہم مسلم قوم ایک ایسی اہمیت کی حامل ہے جس کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کر سکتی۔

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت اور حضورؐ کے نیکوکار اصحابؓ کے مزارات (پر حاضری) تقرب الٰہی کا ایک بڑا ذریعہ اور خلوص نیت سے عمل کرنے والوں کے دل پر جو خدائے واحد کے پرستار اور خدا اور رسولؐ کے احکام پر عمل کرنے اور ممنوعات سے باز رہنے والے بامراد لوگ ہیں، نہایت گہرا اثر ڈالتے ہیں۔ پس جب کہ قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بجائے خود ایک بہترین پند اور گہرے تاثر کا موجب ہو تو اسے بہترین اعمال صالحہ میں سے قرار دینے کے لئے کافی ہے، اس لئے دین حنیف نے اس کی رغبت دلائی ہے۔ پھر وہ مسلمان جسے حج بیت اللہ کی توفیق ہوئی اور جو قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہونے کے قابل ہے، اگر زیارت سے محروم رہے تو اس کے دل کو قرار و سکون کس طرح حاصل ہو سکتا ہے، اور یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسلمان مکہ میں یعنی مہبط وحی شہر مدینہ کے قریب ہو اور اس کے دل میں مدینہ پہنچے اور مزار نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شوق رہ رہ کر نہ ابھرتا ہو۔

واضح ہو کہ فقہاء نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور دوسری مساجد کے لئے مندرجہ ذیل آداب زیارت مقرر کئے ہیں۔ انھوں نے بتایا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جانے کا ارادہ کرے تو تمام راستے کثرت سے سلام اور درود پڑھتا ہوا جائے، اور مکہ سے مدینہ کو جائے تو جب مدینہ منورہ کی فصیل نظر آئے تو حضورؐ پر درود و سلام بھیجے اور یوں کہے:

"اَللّٰھُم ھٰذا حرم نبیك فاجعله وقایة لی من النار واماناً من العذاب وسوء الحساب."

(بار الٰہا یہ تیرے نبی کا حرم ہے، اس کی برکت سے مجھے نار جہنم سے بچا لے نیز عذاب اور سختی محاسبہ سے امان میں رکھ) اور چاہئے کہ مدینے میں داخل ہونے سے پہلے اگر موقع ہو تو اور پھر داخل ہونے کے بعد غسل کرے اور خوشبو لگائے اور اپنا بہترین لباس زیب تن کرے اور مدینے میں عاجزی، سکون اور وقار کے ساتھ داخل ہو۔ اگر جگہ وموقع ہو تو حضورؐ کے منبر کے پاس دو رکعت نماز پڑھے (نماز کے لئے) اس طرح کھڑا ہونا چاہئے کہ منبر کا ستون دائیں شانے کے محاذ میں ہو۔ حضورؐ اس جگہ کھڑے ہوتے تھے۔ یہ جگہ قبر شریف اور منبر کے درمیان ہے۔ (ورنہ جہاں بھی جگہ ملے تو دو رکعت شکرانہ کی پڑھے) پھر اللہ تعالیٰ نے (یہاں تک پہنچنے کی) توفیق جو عطا فرمائی اس کا سجدۂ شکر بجالائے اور جو دل چاہے دعا مانگے۔ پھر وہاں سے چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی جانب آئے اور حضورؐ کے سرہانے کی طرف قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو، پھر قبر کے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر پہنچ جائے، اس سے آگے نہ بڑھے، اور قبر کی دیوار پر ہاتھ نہ رکھے اور اس طرح ادب سے کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، اور وہاں پر حضورؐ کی شکل مبارک کا تصور کرے کہ گویا وہ اپنے مرقد میں سو رہے ہیں اور گویا اس کی موجودگی کو جانتے ہیں اور اس کی بات سن رہے ہیں پھر کہے:

"السلام علیك یا نبی اللّٰه ورحمة اللّٰه وبرکاته، اشهد انك رسول اللّٰه فقد بلغت الرسالة ادیت الامانة"

(یعنی السلام علیک یا نبی اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں اس امر کا گواہ ہوں کہ بلاشبہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ آپؐ نے حق رسالت پورا کر دیا اور اللہ کی امانت ادا کر دی۔ امت کو نصیحت فرمائی)

یا اللہ! قبر نبی علیہ السلام پر ہماری اس حاضری کو آخری موقعہ نہ بنا بلکہ اے ذوالجلال والاکرام ہمیں پھر واپس آنے کی توفیق عطا فرما)۔ اور اس (دعا کے وقت) نہ آواز بہت اونچی کرے اور نہ بالکل دھیمی ہو، اس کے بعد اس کا سلام پہنچایا جائے جس نے اپنا سلام پہنچانے کی درخواست کی ہو۔ اس کے لئے یوں کہنا چاہئے:

"السلام علیك یا رسول اللّٰه من فلان ابن فلان یستشفع بك الی ربك فاشفع له ولجمیع المؤمنین." (یعنی اے رسول اللہ! آپ پر فلاں بن فلاں کی جانب سے سلام ہو۔ وہ آپ کے پروردگار کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کا طالب ہے۔ پس اس کی اور تمام مسلمانوں کی شفاعت فرمائے) پھر جدھر حضورؐ کا چہرہ ہے اس طرف قبلہ کی جانب پشت کر کے کھڑا ہو اور جونسا درود چاہے پڑھے اور پھر کوئی ہاتھ بھر ہٹ کر حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر کے سامنے جائے اور تب یہ کہے:

"السلام علیك یا خلیفة رسول اللّٰه السلام علیك یا صاحب رسول اللّٰه فی الغار السلام علیك یا رفیقه فی الاسفار"

(یعنی اے خلیفۂ رسول اللہ آپ پر سلام ہو۔ اے غار میں رسول اللہ کا ساتھ دینے والے آپ پر سلام پر اور حضورؐ کے شریک سفر رہنے والے آپ پر سلام ہو) اس کے بعد وہاں سے ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کی طرف آنا چاہئے، وہاں پر یوں کہنا چاہئے:

"السلام علیك یا امیر المؤمنین، السلام علیك یا مظهر الاسلام، السلام علیك یا مکسر الاصنام، جزاك اللّٰه عنا افضل الجزاء ورضی

اللہ عنہ" (یعنی اے امیر المؤمنین آپ پر سلام ہو۔ اے اسلام کے پشت پناہ آپ پر سلام ہو، اے بتوں کو توڑنے والے آپ پر سلام ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہترین اجر عطا فرمائے اور اس سے راضی ہو جس نے آپ کو خلیفہ بنایا۔)

اس کے بعد جو دعا یاد ہو وہ کرے اور جو جی چاہے دعا مانگے۔

زیارت قبر نبویؐ سے فارغ ہو کر (قبرستان) بقیع کی جانب جانا اور قبروں اور مزارات پر حاضر ہونا چاہئے۔ یہاں پر حضرت عباسؓ، حضرت حسنؓ بن علیؓ، زین العابدینؒ، ان کے فرزند محمد باقر اور ان کے بیٹے جعفر صادق، امیر المؤمنین سیدنا عثمانؓ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیمؑ اور متعدد ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی پھوپھی صفیہؓ نیز دوسرے بہت سے صحابہؓ و تابعینؒ بالخصوص امام مالکؒ اور سیدنا نافعؒ کے مزارات کی زیارت کی جائے۔ اور مستحب یہ ہے کہ جمعرات کے روز شہدائے اُحد بالخصوص سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار کی زیارت کی جائے اور وہاں پر کہے: "سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار سلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون." (یعنی اے اہل قبور! وہ صبر و اقامت جس کا تم نے مظاہرہ کیا اس پر تمہیں سلام ہو۔ دار آخرت کیسی اچھی جگہ ہے، ایمان والوں کی اس اقامت گاہ پر سلام ہو ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں) یہاں پر آیت کرسی اور سورۂ اخلاص (قل هو اللہ احد) پڑھنی چاہئے اور ہفتہ کے روز مسجد قبا پر آنا مستحب ہے۔

مستحب یہ ہے کہ جب تک مدینہ میں رہنا ہو تمام نمازیں مسجد نبویؐ میں ادا کی جائیں اور جب اپنے شہر میں واپسی کا ارادہ ہو تو دو رکعت نماز وداع مسجد میں ادا کی جائے اور جو مراد ہو اس کے لئے دعا مانگی جائے اور پھر حضورؐ کی قبر پر آ کر دعائیں مانگے۔ اللہ دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔ (آمین) (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ج ۱/ص ۱۱۸۰)

(اور یہ تصور اور خیال کرتے ہوئے کہ میں بارگاہ عالی مقام میں حاضر ہوں کہ آقا

صلی اللہ علیہ وسلم میری گذارش بہ نفس نفیس سن رہے ہیں۔ پورے ادب کے ساتھ ہلکی آواز سے صلوٰۃ وسلام کا نذرانہ پیش کرے۔ اور شفاعت کی درخواست پیش کرے۔ صلوٰۃ وسلام کے صیغے مختصر بھی ہیں اور طویل بھی جس طرح کا ذوق ہو اسے اختیار کرے البتہ عام لوگوں کے لئے مختصر سلام بہتر ہوگا۔

الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله

”اے اللہ کے رسول آپ پر درود وسلام“

الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب الله

”اے اللہ کے محبوب آپ پر درود وسلام“

الصلوٰة والسلام عليك يا خير خلق الله

”اے اللہ کے مخلوق میں سب سے بہتر آپ پر درود وسلام“

السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته

”اے اللہ کے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں“

طویل سلام کا ذوق ہو تو حج وزیارت پر لکھی جانے والی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے ایک ایک لمحہ کو غنیمت سمجھا جائے جس قدر ہو سکے طاعت وعبادت میں صرف کرے۔ ہر نماز جماعت کے ساتھ مسجد نبویؐ میں ادا کرے بلکہ کوشش کرے کہ ریاض الجنہ یا اس حصے میں پڑھے جو حضور اقدسؐ کے زمانہ میں مسجد تھی۔ درود شریف کا ورد ہر وقت جاری رکھے۔ کثرت کے ساتھ روضۂ اقدسؐ پر حاضری دیتا رہے۔ اور سلام عرض کرتا رہے کیونکہ پھر یہ دولت کہاں نصیب ہوگی۔ اور زیادہ سے زیادہ وقت مسجد نبویؐ میں گذارے۔

اکثر ہجوم کی وجہ سے مواجہہ شریف میں پہنچ کر سکون واطمینان سے صلوٰۃ وسلام اور عرض ومناجات کا موقع نہیں مل پاتا ہے۔ البتہ تجربہ کے مطابق مندرجہ ذیل تین اوقات میں اس کا موقع مل سکتا ہے۔ (۱) عشاء کے تقریباً ایک گھنٹہ بعد (۲) فجر کے ڈیڑھ گھنٹہ

بعد (۳) ظہر کے ایک گھنٹہ بعد۔

اگر مواجہہ شریف میں اطمینان وسکون کے ساتھ صلوٰۃ کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کا موقع نہ مل سکے تو مسجد نبویؐ میں جس جگہ سے بہ سہولت ہو سکے صلوٰۃ وسلام اور درود شریف کا ورد رکھے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ہر نماز کے بعد کوشش کرے کہ احادیث مبارکہ میں وارد شدہ درود وسلام کے چالیس صیغے ایک بار پڑھ لے۔ انشاء اللہ اس کے بہت فوائد محسوس کرے گا۔ یا نماز میں پڑھے جانے والا درود شریف ہی پڑھتا رہے۔

آپ سے التجاء ہے کہ آپ جب روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا اور اپنے اقارب واحباب کا درود وسلام پیش فرمائیں تو اس گنہگار کا درود وسلام بھی پہنچادیں۔ جو شخص میرے سلام ودرود کو میرے آقا تک پہنچائے اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر عطا فرمائے۔) آمین

محمد رفعت قاسمی

مدینہ منورہ کی دیگر زیارت گاہیں

جنت البقیع

مدینہ طیبہ میں مسجد شریف اور روضۂ مقدسہ کے بعد سب سے اہم مقام وہاں کا قدیمی قبرستان جنت البقیع ہے جو حرم نبوی سے بہت تھوڑے فاصلے پر ہے اس میں اکثر ازواج مطہرات بناتِ طاہرات اور اہل بیت نبوت، جلیل القدر صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، بے شمار ائمہ عظام اور اولیاء کرام محو استراحت ہیں۔ اہل بقیع میں سب سے افضل عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مرقد ہے، ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ اور حضرت میمونہؓ کو چھوڑ کر باقی تمام ازواج مطہرات اسی جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی حلیمہ سعدیہؓ اور حضورؐ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیمؓ، حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضورؐ کی دیگر صاحبزادیاں حضرت سیدنا عباسؓ، حضرت

سیدنا امام حسنؓ، سیدنا علی ابن حسین (زین العابدینؒ) امام محمد باقرؒ، حضورؐ کے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ، حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسدؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، فاتح عراق سعد بن وقاصؓ، عقیل بن ابی طالبؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور صاحب مذہب امام مالکؒ اسی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔

جبلِ اُحد

اُحد وہ پہاڑ ہے جس کے متعلق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نُحِبُّهُ يُحِبُّنَا" (ہم کو اس سے محبت ہے اور اس کو ہم سے محبت ہے)۔ اسی پہاڑ کے دامن میں جنگِ اُحد شوال ۳ھ میں ہوئی تھی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود شدید زخمی ہوئے تھے اور تقریباً ستر جاں نثار صحابہ شہید ہوئے تھے۔ جن میں آپؐ کے چچا حضرت حمزہؓ بھی تھے۔ یہ سب شہداء کرام یہیں مدفون ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام سے یہاں تشریف لاتے اور ان شہیدوں کو سلام و دعا سے نوازتے تھے۔ معتمد روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر بھی یہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ لہٰذا کم از کم ایک مرتبہ یہاں حاضری ضرور دیں اور شہداء کرام کو مسنون طریقے سے سلام عرض کرکے ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت ورحمت کی دعا کیجئے اور اللہ ورسول کے ساتھ سچی وفاداری اور دین پر اپنی استقامت کی دعا اپنے لئے مانگئے۔

مدینہ منورہ کی مساجد

فضیلت مسجد قباء

اللہ تعالیٰ نے اس مسجد کا قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے "لمسجد اُسِّسَ علی التقویٰ من اوّل یوم احق ان تقوم فیه" (سورۂ توبہ)

ترجمہ: جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کے لئے زیادہ موزوں ہے کہ آپ اس میں عبادت کے لئے کھڑے ہوں۔

حدیث شریف میں اس کی فضیلت کو امام بخاریؒ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے روز پیدل یا سوار ہو کر مسجد قباء تشریف لاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص گھر میں وضو کر کے مسجد قباء آئے اور دو رکعت نماز ادا کرے اس کو عمرہ جتنا ثواب ملے گا۔

مسجد قباء

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر جو آبادی ہے اسے قباء کہا جاتا ہے یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے، ان میں عمرو بن عوف کا خاندان بھی تھا۔ اس خاندان کے سربراہ کلثوم بن الہدم تھے۔ آپؐ نے قبا میں چار دن قیام فرمایا۔ یہ شرف اسی خاندان کے مقدر میں لکھا تھا۔

قیام قباء کے درمیان تاریخ اسلام کے زرّیں باب کی تعمیر مسجد جیسے مقدس شاہکار سے شروع کیا گیا۔ حضرت کلثوم بن الہدم کی ایک افتادہ زمین جہاں کھجوریں خشک کی جاتی تھیں، اسی مبارک قطعۂ زمین پر آپؐ نے اپنے دستِ حق پرست سے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ مسجد کی تعمیر میں مزدوروں کے ساتھ شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بھی مصروف کار رہے، بھاری اور وزنی پتھر اٹھاتے، عقیدت مند آتے اور عرض کرتے ''یا رسول اللہؐ! آپ پر ہمارے ماں باپ قربان جائیں، آپ چھوڑ دیں، ہم اٹھائیں گے''۔

آپؐ ان کی درخواست کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے چھوڑ دیتے مگر پھر بھی اسی وزن کا دوسرا پتھر اٹھا لیتے۔ اسلام کی تاریخ میں یہی مسجد سب سے پہلے تعمیر ہوئی ہے۔

مسجد الجمعہ

اس مسجد کے دو نام اور ہیں، مسجد الوادی اور مسجد عاتکہ یہ مسجد مدینہ طیبہ سے قباء جاتے ہوئے راستہ میں ملتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قباء سے مدینہ طیبہ تشریف لا رہے تھے تو آپؐ نے اس جگہ پر پہلی نماز جمعہ پڑھی تھی۔ اس جگہ مسجد بنا دی گئی ہے جو مسجد الجمعہ کہلاتی ہے۔

مسجد مصلّٰی

مدینہ طیبہ سے غربی جانب یہ عیدگاہ ہے۔ یہاں حضورؐ عیدین کی نماز ادا فرماتے تھے اس کو مسجد غمامہ بھی کہتے ہیں۔

مسجد ابوبکرؓ

عیدگاہ کے شمال جانب ایک مسجد ہے جس میں بعض روایات میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس جگہ نفل پڑھنا اور بعض روایات میں اپنے زمانہ خلافت میں یہاں نماز پڑھنا مروی ہے۔

مسجد علیؓ

یہ مسجد بھی عیدگاہ سے قریب ایک وسیع مسجد ہے۔ یہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عیدین کی نماز پڑھنا مروی ہے۔

مسجد بغلہ

اس مسجد کا دوسرا نام بنوظفر ہے۔ یہ مسجد جنت البقیع کے پورب میں ہے۔ اس مسجد کے پاس ایک پتھر ہے اس کے متعلق ایک روایت ہے کہ اس پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر کے سُم کا نشان ہے اسی وجہ سے اس کو مسجد بغلہ کہتے ہیں۔

مسجد الاجابہ

یہ مسجد جنت البقیع کے اتر جانب ہے۔ بنو معاویہ بن مالک جو اوس کے ایک قبیلہ کے تھے ان کی مسجد ہے۔ یہاں حضور ایک دن تشریف لائے اور نماز ادا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے جو مقبول ہوئی

مسجد سُقیا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدر جاتے ہوئے یہاں نماز ادا فرمائی تھی۔

مسجد احزاب (فتح اعلیٰ)

یہ مسجد سلع پہاڑی کے پچھمی کنارے پر واقع ہے غزوہ خندق کے موقع پر تین دن مسلسل کفار پر فتح پانے کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں دعا فرمائی۔ چوتھے روز دعا قبول ہوئی اور فتح نصیب ہوئی۔ اسی وجہ سے اس کو مسجد فتح بھی کہتے ہیں، اسی کے قریب پانچ مسجدیں اور ہیں۔ مسجد ابوبکر، مسجد عمر، مسجد عثمان، مسجد علی اور مسجد سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ یہ چھ مسجدیں (مسجد ستہ) کہلاتی ہیں۔ یہ مسجدیں غالباً ان مقامات پر ہیں جہاں صحابہ کرام جنگ احزاب میں مورچہ پر متعین تھے۔

مسجد بنی حرام

مدینہ منورہ سے مسجد احزاب جاتے ہوئے داہنی طرف ہے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے اس کے قریب ایک غار ہے جس کو کہف بنوحرام کہتے ہیں۔ اس غار میں جنگ خندق کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو آرام فرماتے تھے۔ اس غار میں حضورؐ پر وحی بھی نازل ہوئی تھی۔

مسجد ذباب

یہ مسجد جبل ذباب پر ہے جنگ خندق کے موقع پر اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ نصب ہوا تھا۔ اور اسی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز بھی پڑھی تھی۔

مسجد قبلتین

مدینہ منورہ کے شمال وغروب میں وادی عقیق کے قریب واقع ہے، اس میں دو محراب بنی ہوئی ہیں۔ اس میں ایک محراب بیت المقدس کی طرف اور دوسری خانہ کعبہ کی جانب بنی ہوئی ہے۔ آنحضرت ایک مرتبہ وہاں تشریف لے گئے۔ اور ظہر کا وقت ہوگیا آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ. (اب آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیا کیجیے)

مسجد فضیخ

بنو نضیر یہودیوں کا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا، اسی جگہ آپ کا خیمہ نصب ہوا تھا، اور چھ روز تک آپؐ نے اس جگہ نماز ادا فرمائی۔ یہ مسجد بلندی پر سیاہ پتھر کی بنیاد پر بشکل مربع بغیر چھت کے مسجد قبا کے مشرق جانب تھی۔

مسجد بنی قریظہ

یہودی بنی قریظہ کے محاصرہ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قیام فرمایا تھا اور ایک گوشہ میں نماز پڑھی تھی۔

مسجد ابراہیم (ماریہ قبطیہ)

ماریہ قبطیہ ابراہیم بن نبی کریمؐ کی والدہ ماجدہ کا ایک چھوٹا سا باغ تھا۔ حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ یہیں پیدا ہوئے۔ حضورؐ اس باغ کے ایک حصہ میں نماز ادا فرماتے تھے، یہ مسجد بنو قریضہ کی مسجد سے شمال کی طرف واقع ہے۔

مسجد البقیع (مسجد ابئی)

یہ مسجد جنت البقیع کے متصل ہے اس جگہ حضرت ابی ابن کعبؓ کا مکان تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہاں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے۔

مسجد ابوذر (مسجد طریق السافلہ)

یہ مسجد سید الشہداء حضرت حمزہؓ کے مزار مقدس کو جو راستہ گیا ہے اس پر واقع ہے۔ اس جگہ حضورؐ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی ہے اور اسی مقام پر آپ کو مژدہ دیا گیا کہ جو امتی آپؐ پر درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے گا۔ اس مژدہ پر آپ نے بہت ہی طویل سجدہ شکر ادا فرمایا تھا۔

(تفصیل و مکمل معلومات دیکھئے مدینہ منورہ کی تاریخی مساجد از: ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صاحب)

آدابِ مدینہ طیبہ ایک نظر میں

آداب مدینہ طیبہ

(۱) راستے میں کثرت کے ساتھ درود شریف پڑھیں جب شہر مدینہ نظر آئے تو زیادہ اشتیاق اور بے قراری کے ساتھ پڑھیں (۲) مدینہ طیبہ پہنچ کر اپنا سامان اطمینان کے ساتھ رکھیں اگر ہوسکے تو غسل وغیرہ کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوں۔ (۳) مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہوئے بِسمِ اللّٰه والصَّلوٰةُ والسَّلام علٰی رسول اللّٰه اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ پڑھ کر پہلے داہنا پیر رکھیں۔ جب بھی مسجد نبوی میں داخل ہوں اعتکاف کی نیت کریں۔ (۴) مسجد نبوی میں داخل ہونے کے بعد جگہ مل سکے تو روضۃ الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں، ورنہ جہاں جگہ مل جائے پڑھ لیں بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو (۵) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پر حاضر ہوں اور مواجہ شریف کے سامنے ذرا سا بائیں طرف مڑ کر کھڑے ہو کر یہ سلام پڑھیں اَلسَّلامُ عَلیكَ یَا رَسُول اللّٰه، اَلسَّلامُ عَلیكَ یَا حَبیبَ اللّٰهِ، السَّلامُ علیكَ یَا شَفِیعَ المُذْنِبینَ، السَّلامُ علیكَ یَا خَاتَمَ النَبِیّن السَّلاَمُ علیكَ وعَلٰی آلِكَ واصحابك اَجمعین، السَّلامُ علیكَ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرکاتُه۔
(۶) اس کے بعد تقریباً ایک ہاتھ ہٹ کر داہنی جانب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے چہرۂ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر اس طرح سلام کہے اَلسَّلاَمُ عَلیكَ یَا خَلیفَةُ رَسُولِ اللّٰه اَبابکر الصدیقؓ۔ (۷) اس کے بعد پھر ایک ہاتھ داہنی جانب ہٹ کر حضرت عمرؓ کو اسی طرح سلام کریں اَلسَّلاَمُ عَلیكَ یَا امیر المؤمنین عمر فاروقؓ (۸) جتنے دن قیام مدینہ طیبہ میں رہے روزانہ اسی طرح حاضر ہو کر سلام کرنا چاہئے (۹) قیام مدینہ میں درود شریف کی کثرت رہے درود شریف مختصر یہ ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّم تَسلِیْمًا۔ صلوٰۃ وسلام کی چہل حدیث

چھپی ہوئی ملتی ہے اس کو ساتھ رکھیں تو بہتر ہے۔ اسی کو پڑھا کریں۔ (۱۰) مسجد قبا کی زیارت کریں حدیث شریف میں ہے کہ اس میں دو رکعت نفل کا ثواب ایک عمرہ کے برابر ہے (۱۱) احد پہاڑی کی زیارت کریں حدیث شریف میں ہے کہ ہم کو اس سے محبت ہے اور اس کو ہم سے محبت ہے (۱۲) احد پہاڑ کے دامن میں ستر جاں نثار صحابہ کرام مدفون ہیں ان کی قبروں کی زیارت کرے اور ایصال ثواب کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہؓ بھی ان میں دفن ہیں (۱۳) جنت البقیع کی زیارت کریں وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہراتؓ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاںؓ، آپؐ کے صاحبزادےؓ، دوسرے اہل بیتؓ بہت سے جلیل القدر صحابہ کرامؓ، بے شمار ائمہ عظامؒ اور شہداءؒ مدفون ہیں۔ حضرت عثمانؓ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں (۱۴) مدینہ طیبہ میں آٹھ روز قیام رہے تا کہ چالیس نمازیں پوری ہو جائیں۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص میری مسجد میں چالیس نمازیں ادا کرے اور کوئی نماز اس کی فوت نہ ہو تو اس کیلئے دوزخ سے برات لکھی جائے گی اور عذاب اور نفاق سے برات لکھی جائے گی (۱۵) زیارت کے وقت روضہ کی دیواروں کو چھونا یا بوسہ دینا یا لپٹنا ناجائز اور بے ادبی ہے (۱۶) روضہ کی طرف بلا ضرورت شدیدہ پشت نہ کرے نہ نماز میں نہ خارج نماز میں (۱۷) جب کبھی روضۂ مبارک کے برابر سے گزرے حسب موقعہ تھوڑا بہت ٹھہر کر سلام پڑھے اگرچہ مسجد سے باہر ہی ہو (۱۸) روضۂ شریف کی طرف دیکھنا ثواب ہے اور اگر مسجد کے باہر ہو تو قبہ کو بھی دیکھنا ثواب ہے (۱۹) جب مدینہ طیبہ سے واپسی ہو تو مسجد نبوی میں دو رکعت نفل پڑھ کر روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر آخری درود و سلام پڑھے اور دعا مانگے (۲۰) جب اپنا شہر قریب آئے یہ دعا پڑھے اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (۲۱) اگر مکروہ وقت نہ ہو تو اپنی بستی میں پہنچ کر پہلے دو رکعت نفل اپنی مسجد میں پڑھیں اس کے بعد گھر آئیں (۲۲) جب گھر میں داخل ہوں یہ دعا پڑھیں اَوْبًا اَوْبًا لِرَبِّنَا تَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا (مسنون دعائیں) (۲۳) گھر میں پہنچ کر بھی دو رکعت نفل پڑھیں اور حق

تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ اس نے سلامتی اور عافیت کے ساتھ سفر پورا فرمایا اور اس سعادت کبریٰ نعمت عظمیٰ سے مشرف فرمایا (۲۴) جب حاجی لوگ حج سے واپس آئیں تو ان سے ملاقات کرو سلام ومصافحہ کرو اوران کے گھر پہنچنے سے پہلے اپنے لئے دعاء کراؤ۔ حاجی کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ (۲۵) حاجی کو رخصت کرنے یا واپسی کے وقت لینے کے لئے عورتوں کا ساتھ چلنا، ہنگامہ اور جشن سامنانا، عورتوں سے مصافحہ کرنا، فوٹو گرافی کرنا، ویڈیو ریکارڈنگ کرنا، پھر پرتکلف دعوتوں کا اہتمام کرنا یہ سب بہت بری حرکتیں ہیں (۲۶) حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد اعمال صالحہ کا اہتمام اور پابندی زیادہ ہوجائے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت بڑھ جائے۔ اس لئے حج کے بعد اپنے اعمال واخلاق کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہئے اور طاعت وعبادت میں خوب سعی کرنا چاہئے، معصیت اور اخلاقِ رذیلہ سے نفرت اور اجتناب کرنا چاہئے۔ اور دینی اعمال کی طرف زیادہ سے زیادہ لگنا چاہئے۔ بہتر ہے کہ دینی ماحول میں رہا کرے ہوسکے تو تبلیغی جماعت میں شریک رہے۔ بزرگوں کی خدمت میں حاضری دیتا رہے تاکہ نیک صحبت میسر ہو، کیونکہ ماحول بہت خراب ہے جو آدمی کو جلدی متاثر کردیتا ہے۔ اپنی حفاظت مشکل ہوجاتی ہے۔ نیز اس کے لئے دعا بھی کرتا رہے۔

(بیان فرمودہ شیخ مفتی محمود حسن مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند: ماہنامہ النور ۲۰۰۲ء)

حاجیوں کا استقبال کرنا؟

مسئلہ:- حاجیوں کا استقبال تو اچھی بات ہے ان سے ملاقات اور مصافحہ ومعانقہ بھی جائز ہے اور ان سے دعا کرانے کا بھی حکم ہے لیکن یہ پھول اور نعرے وغیرہ حدود سے تجاوز ہے اگر حاجی کے دل میں عجب پیدا ہوجائے حج ضائع ہوجائے گا۔ اس لئے ان چیزوں سے احتراز کرنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل: ج ۴/ص ۱۶۲)

مسئلہ:- حاجی کے گلے میں ہار وغیرہ ڈالنا یہ سب طریقے خلاف سنت اور غلط اور قابل ترک ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۳/ص ۲۱۲)

مسئلہ:- حج کو جانے والے کو نعروں کے ساتھ رخصت کرنا یہ ایک نمائش ہے۔(جوکہ جائز نہیں ہے)۔ (فتاویٰ محمودیہ:ج۱۰/ص۸۲)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم حاجی سے ملوتو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس کے گھر میں جانے سے پہلے اس سے اپنے لئے دعاءِ مغفرت کراؤ کیونکہ وہ بخشا بخشایا آیا ہے۔

تشریح: حج کر کے واپس آنے والے کے ساتھ وطن کے لوگوں کو تین کام کرنے چاہئیں۔

(۱) اس کا استقبال کرنا یعنی کچھ فاصلہ سے لینے کے لئے جانا۔

(۲) سلام ومصافحہ کے بعد اس کو دعاء دینا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے۔

(۳) اس سے اپنے لئے دعاءِ مغفرت کرانا۔

اس کی ایک عمدہ صورت تو یہ ہے کہ اسٹیشن پر یا بستی میں آکر مسجد میں (حاجی دو رکعت نفل پڑھ کر) سب دعاء کریں، حاجی دعاء کرائے اور باقی سب آمین کہیں، اور یہ بھی مناسب ہے ہر شخص کیلئے ملاقات کے وقت علیحدہ علیحدہ مختصر اور جامع الفاظ میں دعاء کردی جائے۔(الترغیب الترہیب:ج۲/ص۳۰ بحوالہ مسند احمد:ج۷/ص۲۲۶ مجمع الزوائد:ج۴/ص۶)

اپنے عزیز واقرباء کو اور دوست واحباب کو خوشی کے موقع پر مبارک باد دینے کی عام ہدایت تو ہے ہی خاص طور سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کی مبارک باد بھی دی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عروہ بن مضرس طائی کو حج کی مبارک باد دی تھی۔ (مجمع الزوائد:ج۳/ص۲۶۴)

اس لئے حجاجِ کرام کو ان کے حج کی مبارک باد بھی دیجئے گا اور انھیں ان کے حج کے مقبول ہونے کی دعاء بھی دیجئے اور اتنا کہنا بھی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا حج وعمرہ قبول فرمائے اور اپنے لئے دعاء کی درخواست کریں کیونکہ حاجی کی دعاء قبول ہوتی ہے۔

(محمد رفعت قاسمی)

حاجیوں کی آمد پر دعوت کرنا؟

مسئلہ:- اگر رشتہ دار صلہ رحمی کی نیت سے یا کوئی قریبی تعلق والا اس مبارک سفر کی نسبت پر حاجی کے اعزاز میں سیدھے سادے طریقہ پر پورے اخلاص کے ساتھ اس کی دعوت کرے یا ہدیہ پیش کرے بشرطیکہ دونوں اس کو ضروری نہ سمجھتے ہوں۔ دینے والا صرف رضاء الٰہی کے لئے پیش کرے، دکھاوا، شہرت اور بڑائی ہرگز مقصود نہ ہو اور لینے والے کو بھی پورا اطمینان ہو یہ دل سے اخلاص کے ساتھ ہدیہ پیش کررہا ہے یا دعوت کررہا ہے، بدلہ چکانے یا آئندہ وصول کرنے کا بالکل شائبہ نہ ہو تو یہ فی نفسہٖ مباح اور انشاء اللہ باعث اجر ہے۔

مگر آج کل ان چیزوں پر جس انداز سے عمل ہورہا ہے وہ عموماً رسم ورواج کے طور پر ہے اس لئے اس زمانہ میں ان چیزوں سے احتراز ہی ضروری ہے اور ان رسم ورواج کے بند کرنے کا ہی حکم کیا جائے گا۔

آج کل عموماً ایسا ہوتا ہے کہ حج میں جانے والا اگر دعوت نہ کرے یا لوگ اس کی دعوت نہ کریں تو جانبین میں برا مانتے ہیں اور دعوتوں کو اس قدر ضروری سمجھا گیا ہے کہ نہ کرنے پر شکایتیں ہوتی ہیں، طعنے سنائے جاتے ہیں اور گاہے ان دعوتوں میں فضول خرچی ہوتی ہے، خوب دھوم دھام ہوتی ہے۔

یہی حال ہدایا اور سوغات کی لین دین کا بھی ہے، اس کو بھی ضروری سمجھ لیا گیا ہے، یہاں بھی وہی شکایتیں ہوتی ہیں اور نیت بھی عموماً صحیح نہیں ہوتی، دینے والے عموماً دکھاوے، شہرت اور بڑائی کے خیال سے دیتے ہیں اگر نہیں دیں گے تو لوگ کیا کہیں گے، خالی ہاتھ ملاقات کے لئے جانا معیوب اور اپنے لئے باعث خفت سمجھتے ہیں، ہدیہ پیش کرنے میں جو اخلاص، للّٰہیت اور خوش دلی ہونا چاہئے وہ عموماً نہیں ہوتی، صرف لعن وطعن کے بچنے یا بدلہ چکانے یا آئندہ بدلہ وصول کرنے کے خیال سے ہوتا ہے، اور جو ہدیہ اس خیال سے پیش کیا جائے ایسا ہدیہ تو قبول کرنا بھی جائز نہیں، حدیث شریف میں

ہے ''کسی مسلمان کا مال اس کی دل کی خوشی کے بغیر حلال نہیں'' نیز حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منع فرمایا ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے جو فخر کے لئے کھانا کھلائیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ ایک چیز جو مباح کے درجہ میں تھی اسے ضروری سمجھ لیا گیا ہے اور لزوم کا درجہ دیدیا گیا ہے۔ اور شرعی قاعدہ یہ ہے کہ اگر مباح چیز کو ضروری سمجھ لیا جائے تو وہ قابل ترک ہے، اور خاص کر اگر اس میں غیر شرعی امور شامل ہو جائیں تو اس کا ترک انتہائی ضروری ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ج ۱۰ص/۱۸۳ او اصلاح الرسوم: ۹۷)

حج سے واپسی پر حاجی کا دعوت کرنا؟

مسئلہ:- حج اسلام کا عظیم الشان رکن ہے اور بہت بڑی نعمت ہے اس کی ادائیگی پر اگر کوئی شخص شکریہ کے طور پر غربا و مساکین اور اعزہ و احباب کو کھانا کھلائے یا کچھ ہدیہ دے تو شرعاً درست ہے، لیکن بعض جگہ اس میں ریاء اور فخر کی شان ہوتی ہے گویا کہ اپنے حج کا اعلان ہوتا ہے کہ حج کر کے آئے ہیں، اور بعض جگہ پر کھانا لازم اور ضروری تصور کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اگر اپنے پاس پیسہ نہ ہو تو قرض لیکر کھلایا جاتا ہے اور بعض دفعہ اس کے لئے سودی قرض لیا جاتا ہے۔ ایسی صورت میں شریعت کی طرف سے اس کی اجازت نہیں، اس سے پرہیز کیا جائے، اس طرح کھلانے سے بھی اور ایسا کھانا کھانے سے بھی۔ (فتاویٰ محمودیہ: ج ۷/ص ۱۸۵)

حاجیوں کا تحفے تحائف دینا؟

سوال: اکثر لوگ جب عمرہ یا حج کے لئے جاتے ہیں تو ان کے عزیز انھیں تحفہ میں مٹھائی، نقد روپے وغیرہ۔ دیتے ہیں اور جب یہ لوگ حج کر کے واپس آتے ہیں تو تبرک کے نام سے ایک رسم ادا کرتے ہیں جس میں کھجوریں، زمزم، اور ان کے ساتھ دوسری چیزیں رسماً بانٹتے ہیں، کیا یہ رواج درست ہے؟

جواب: عزیز واقارب اور دوست احباب کو تحفے تحائف دینے کا تو شریعت میں حکم ہے کہ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ مگر دلی رغبت ومحبت کے بغیر محض نام کے لئے یا رسم کی لکیر پیٹنے کے لئے کوئی کام کرنا بری بات ہے۔ حاجیوں کو تحفے دینا اور ان سے تحفے وصول کرنا آج کل ایسا رواج ہوگیا ہے کہ محض نام اور شرم کی وجہ سے یہ کام خواہی نخواہی کیا جاتا ہے۔ یہ شرعاً چھوڑنے کے لائق ہے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۶۱)

جو حج وعمرہ کے بعد بھی گناہ سے نہ بچے؟

سوال: میرے دوست نے جو کہ تبوک میں مقیم ہیں، حج وعمرہ کر کے واپس آکر وی، سی، آر پر عریاں فلمیں دیکھیں، ان کے لئے کیا حکم ہے وہ بھی پچھتا رہے ہیں؟

جواب: معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے صحیح معنوں میں حج وعمرہ نہیں کیا بس گھوم پھر کر واپس آگئے ہیں۔ حج کے مقبول ہونے کی علامت یہ ہے کہ حج کے بعد آدمی کی زندگی میں انقلاب آجائے۔ اور اس کا رخ خیر اور نیکی کی طرف بدل جائے۔

ان صاحبوں کو اپنے فعل سے توبہ کرنی چاہئے۔ فرائض کی پابندی اور محرمات سے پرہیز کرنا چاہئے، اگر سچی توبہ کرلیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کے قصور کو معاف فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف فرمائے۔ (آمین) (آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۵۴)

حج کے بعد اعمال میں سستی آئے تو؟

سوال: حج کرنے کے بعد زیادہ عبادت میں سستی کاہلی آگئی، حج سے پہلے دینی کاموں میں دل چسپی لیتا تھا، لیکن اب اس کے بعد برعکس ہوگیا ہے، آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ حج کرنے میں کوئی فرق تو نہیں ہوگیا، کیا دوبارہ حج کے لئے جانا ہوگا؟

جواب: اگر پہلا حج صحیح ہوگیا تو دوبارہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ حج کے بعد اعمال میں سستی نہیں بلکہ چستی ہونی چاہئے۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۵۵)

مسئلہ:۔ جو شخص حج سے پہلے بھی گناہوں میں ملوث تھا اور حج کے اندر بھی

بے پروائی سے کام لیتا رہا اور حج کے بعد بھی گناہوں سے پرہیز نہ کیا تو اس کو اس کا حج کوئی فائدہ نہ دیگا، اگرچہ اس نے فرائضِ حج کو پورا کرلیا۔ (معارف القرآن: ج۱/ص۴۳۸)

حج کرنے کے بعد نام کے ساتھ ''حاجی'' لکھنا؟

مسئلہ:۔ اپنے نام کے ساتھ حج کرنے کے بعد ''حاجی'' کا لقب لگانا بھی ریاکاری کے سوا کچھ نہیں ہے۔ حج تو رضائے الٰہی کے لئے کیا جاتا ہے، لوگوں سے ''حاجی'' کہلانے کے لئے نہیں، دوسرے لوگ اگر ''حاجی صاحب'' کہیں تو مضائقہ نہیں لیکن خود اپنے نام کے ساتھ ''حاجی'' کا لفظ لکھنا بالکل غلط ہے۔
(آپ کے مسائل: ج۴/ص۱۶۱)

مسئلہ:۔ جو شخص حج بدل کرکے واپس آئے وہ ''حاجی'' کہلائے گا، اپنے حج کئے بغیر ہی وہ ''حاجی'' کہلائے گا۔ (آپ کے مسائل: ج۴/ص۷۶)

(مولانا اشرف علی تھانویؒ دیہات میں نماز کے وقت مسجد پہنچے، مولانا مرحوم نے مسجد میں نمازیوں سے معلوم کیا تمہارا کیا نام ہے؟

جواب دیا حاجی ابراہیم، مولانا نے دوسرے شخص سے معلوم کیا تو بتایا حاجی یعقوب کئی سے معلوم کیا تو ہر ایک نے اپنے اپنے نام کے ساتھ لفظ ''حاجی'' لگا کر ہی نام بتایا۔

بعد میں ان لوگوں نے مولانا سے معلوم کیا اجی! تھارا (تمہارا) کیا نام ہے؟ (مولانا حکیم الامت ہی کہلاتے تھے اور واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو امت کا نباض بنایا تھا) فرمایا میرا نام اشرف علی نمازی ہے۔

گاؤں والے یہ سن کر چونکے اور بولے اجی! نماجی، (نمازی) کیا ہوتا ہے؟

مولانا نے فرمایا کہ بتاؤ کہ تم نے کتنے حج کئے اکثر نے ایک ہی بتایا، اس پر مولانا نے فرمایا کہ جب تم ایک حج کرنے کے بعد اپنے نام کے ساتھ ''حاجی'' کا لفظ لگاتے ہو میں تو دن میں پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہوں میں کیوں نہ اپنے نام کے ساتھ نمازی لگاؤں۔

اس بات پر گاؤں والے شرمندہ ہوئے اور مولانا تھانویؒ نے اس طریقہ سے ان

کی اصلاح فرمائی۔

غرض یہ کہ حج کرنے کے بعد اپنے نام کے ساتھ از خود ہی لفظ ''حاجی'' استعمال کرنا صحیح نہیں ہے، اگر کوئی دوسرا احتراماً حاجی صاحب کہہ دے تو کوئی مضائقہ بھی نہیں)۔

محمد رفعت قاسمی

میزانِ حج

ترازو کے ذریعہ آپ ہر چیز کا صحیح طور پر وزن معلوم کر لیتے ہیں۔ ہاتھ میں اگر ترازو ہے تو آنکھیں کانٹے پر لگی رہتی ہیں کہ مقدار اور وزن کا یقینی علم اور اندازہ ہو جائے، سفر حج بھی حقیقت حال کی ترازو ہے، جس میں نیت و جذبات کا اصل وزن معلوم ہوتا ہے۔

ماشاء اللہ آپ ''حاجی'' ہو گئے (اللہ تعالیٰ قبول فرمائے) حج کے ذریعہ آپ نے اسلام کا پانچواں اہم رکن ادا کر کے اپنے دین کی تکمیل کی ہے، اسی لئے کہا گیا ہے کہ ''حج مبرور و مقبول کے بعد ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے، گزرے ہوئے زمانہ کی کمزوریوں کا جائزہ لیجئے اور آج سے نئی زندگی کے لئے کوئی ایسی نئی راہ اختیار کیجئے جس سے معلوم ہو کہ آپ میں نمایاں طور پر تبدیلی پیدا ہوئی اور دینی، اخلاقی، معاشرتی، اعتبار سے آپ کے خیالات، رجحانات اور ارادوں کی دنیا بدل گئی۔

حج، کوئی رسم یا شہرت یا دکھاوے کی چیز نہیں ''حاجی'' بننے کے لئے اس زحمتِ سفر، اس زیر باری کے نتیجہ میں آپ نے کیا کمایا، کیا حاصل کیا روزمرہ کے اجتماعی ماحول میں کیا خیر و اصلاح کی شکلیں پیدا ہوئیں، مناسکِ حج کی ادائیگی، مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کی باریابی و شرفِ زیارت، کفن بردوش میدانِ عرفات و شب منیٰ و مزدلفہ کی دعاؤں اور آہ وزاری کے ساتھ ساتھ ان تمام مراحلِ ہدایت و ارشاد سے گزر کر اس نمونہ سفر آخرت کو پورا کر کے آپ خود ''میزان'' (ترازو، کانٹا) بن گئے، اپنے آپ کو تولتے رہئے، اپنا وزن خود معلوم کرتے رہئے، اور ترازو کے کانٹے پر ہر وقت نگاہ رکھئے۔

کیونکہ حج حقیقت حال کی ایک کسوٹی بھی ہے، کہ کس نے خدا کی اس توفیق سے واقعی فائدہ اٹھایا ہے اور کون موقع پانے کے باوجود محروم رہ گیا۔

حج کے بعد کی زندگی اور سرگرمیاں واضح کردیتی ہیں کہ کس کا حج واقعی حج ہے اور کون سارے ارکان ادا کرنے اور بیت اللہ کی زیارت کرنے کے باوجود محروم رہ گیا۔

حج کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی توفیق ہے کہ اصلاح حال کی تمام مستند کوششوں کے باوجود بندے کی زندگی میں جو بھی کھوٹ اور نقص وکمی رہ جائے وہ ارکان حج اور مقاماتِ حج کی برکت سے دور ہوجائے اور وہاں سے ایسا پاک وصاف ہوکر لوٹے کہ گویا اس نے آج ہی جنم لیا ہے۔

نیز یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے، حج ادا کرنے کے بعد شیطان عموماً انسان کے دل میں اپنی بڑائی وبزرگی کا خیال ڈالتا ہے جو اس کے تمام اعمال کو بیکار کردینے والا ہے۔

جس طرح حج سے پہلے اور حج کے اندر اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کی اطاعت لازم ہے اسی طرح حج کے بعد اس سے زیادہ ڈرنا اور گناہوں سے پرہیز کا اہتمام لازم ہے کہ کہیں یہ کری کرائی عبادت ضائع نہ ہوجائے۔

اب آپ خود غور کیجئے اور اپنے اندرونی حالات کا جائزہ لیجئے کہ حج کے بعد والی نئی زندگی میں آپ نے کیا کمایا اور کیا کھویا۔ جذبات خیر واصلاح خلوص اور محبت میں اضافہ ہوا یا کمی ہوئی؟ نفع ونقصان کا آپ خود حساب کیجئے، کیونکہ آپ حج کے بعد خود ''میزان'' (ترازو) بن گئے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى من القولِ والفعل والعمل والنيّة۔

طالب دعا

محمد رفعت قاسمی

خادم التدریس دارالعلوم دیوبند

۲۴؍رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ ۸؍نومبر ۲۰۰۴ء

چندلوگوں سے حج بدل کی رقم لے کر حج بدل کرنا کروانا؟

(حوالہ نمبر ۱۰۶۴)

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ:
ایک شخص ہندوستان سے حج بدل کرانے کے لئے مختلف لوگوں سے رقم لے کر کچھ لوگوں کے ذریعے مکہ، یا اُس کے آس پاس سے حج بدل کرا دیتا ہے ایسی صورت میں حج بدل درست ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور اس شخص کا یہ کاروبار جائز ہے یا نہیں؟ فقط

محمد شاہ: امام مسجد شاکر خاں بلند شہر

باسمہ سبحانہ وتعالی

الجواب وباللہ العصمة والتوفیق. حامدا ومصلیا ومسلما ہندوستان (وطن آمر) سے حج بدل کرانے کی خاطر لوگوں سے رقم وصول کرنا اور مکۃ المکرمہ یا اس کے آس پاس سے حج بدل کرا دینا جائز نہیں اس طرح حج کرانے سے حج بدل ادا نہیں ہوتا۔ اور جن لوگوں سے رقمیں لی ہیں ان کو پوری پوری رقوم واپس کرنا واجب ہے۔ فتاویٰ شامی میں ہے (قولہ وَحَجَّ المامور بنفسہ) فلیس لہ احجاج غیرہ عن المیت وان مرض مالم یأذن لہ بذالك ......الثانی عشر (من شرائط صحة الحج عن الغیر) ان یحرم من المیقات فلو اعتمر وقد امرہ بالحج ثم حجَّ من مکة لا یجوز ویضمن اھ ج۲/ص ۲۳۹ (باب الحج عن الغیر) شخص مذکور فی السؤال کا یہ کاروبار اور دھندہ جھوٹ فریب اور دیگر حرام امور کا مجموعہ نیز اسلام کے رکن اعظم (حج) میں خلل وبگاڑ کا موجب ہے پس اس کا حرام ہونا ظاہر ہے۔

حج بدل کرانے والوں کو بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے ان کو چاہئے کہ خوب دیکھ بھال کر ایسے شخص کو تجویز کریں کہ جو عالم ہو (اور اس ایک شخص کی طرف سے خود ہی حج بدل کرے) اور بہتر ہے کہ اپنا حج فرض ادا کر چکا ہو لائق اعتماد ہو۔ اداء مناسک پر اچھی طرح قادر ہو، حج بدل کروانے کے عنوان پر لوگوں سے رقمیں نہ اینٹھتا پھرتا ہو۔ فقط والله سبحانہ تعالیٰ اعلم

حررہ احقر محمود حسن غفرلہ بلند شہری
دار العلوم دیوبند
یوم الجمعہ ۱۴۲۶ھ

حج سے متعلق اہم سوال و جواب

سوال: اگر کوئی شخص صرف عمرہ کرنے کے ارادہ سے مکۃ المکرمہ پہنچا، اور طواف کعبۃ اللہ کے بعد سعی سے پہلے سر منڈا کر حلال ہو گیا، تو اس شخص پر کتنے دم واجب ہوں گے؟

جواب: اگر محرم بالعمرۃ سعی کئے بغیر سر منڈا کر حلال ہو جائے تو اس پر دو دم واجب ہوں گے، ایک ترتیب کے ساقط ہونے کی وجہ سے جو واجب ہے اور دوسرا سعی کو ترک کرنے کی وجہ سے واجب ہے۔ (مستفاد زبدۃ المناسک ص ۳۷۳)

سوال: ایک شخص نے طواف افاضہ مسجد حرام کی چھت پر کیا، اور بھیڑ کی شدت کی وجہ سے سعی گاہ کی چھت پر سے گذرنے پر مجبور ہو گیا، جب کہ اسے یہ معلوم ہے کہ سعی گاہ مسجد حرام سے خارج ہے، تو کیا اس کا طواف صحیح ہو گیا، اگر نہیں ہوا تو اس پر کیا واجب ہے؟ خاص طور پر صورت حال یہ ہے کہ وہ اپنے ملک واپس آ گیا ہے اور اس کے پاس اتنی وسعت نہیں ہے کہ دوبارہ جا کر حج کر سکے؟

جواب: مذکورہ شخص نے طواف مسجد سے باہر کیا ہے۔ لہٰذا اس کا طواف نہیں ہوا، کیوں کہ طواف کا مسجد کے اندر ہونا ضروری ہے، جس قدر ممکن ہو طواف کا اعادہ لازم ہے، اور اگر زندگی میں اس کی اطاعت نہ ہو سکی تو موت سے پہلے بدنہ (اونٹ) کی قربانی کی وصیت اس پر واجب ہوگی، لیکن اگر اس نے بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب سے پہلے طواف نفل کر لیا تو اس کی وجہ سے دم واجب ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر بارہ تاریخ کے بعد ذبح کرتا ہے تو تاخیر کی وجہ سے دم لازم ہوگا۔

(زبدۃ المناسک ص ۲۰۳)

سوال: کسی شخص نے قربانی کے ذمہ دار بینک کو حج تمتع کی ہدی (قربانی) کا وکیل بنایا، پھر اسے معلوم ہوا کہ رمی، ہدی (قربانی) حلق میں ترتیب ضروری ہے، جب کہ بینک میں اس کا خیال نہیں رکھا جاتا، چنانچہ اس نے دوسری بکری ہدی کے لئے خریدی، اور جس بکری کا بینک کو وکیل بنایا تھا، اس کو اپنے ذمہ واجب دم جبر کی طرف سے قربانی کرنے کی نیت کرتا ہے، تو کیا صرف نیت بدل لینا اس کے لئے کافی ہوگا، یا بینک کو اس تبدیلی نیت کی اطلاع ضروری ہے، جب کہ یہ دشوار مسئلہ ہے، تو کیا اگر بینک دم شکر کی نیت سے جانور کو ذبح کر دے، جب کہ یہ شخص اس جانور کو دم جبر کی طرف سے قربان کرنا چاہتا ہے، تو اس پر واجب دم جبر ساقط ہوگا یا نہیں؟

جواب: جی ہاں نیت بدلنا کافی ہو جائے گا اس لئے کہ قربانی کے سلسلہ میں مالدار اپنے غیر کو

قائم مقام کرسکتا ہے اور اس تبدیلی کی اطلاع وکیل کو دینی ضروری نہیں اور یہاں موکل کی نیت کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ وکیل کی نیت کا، لیکن بینک اس کی قربانی کو دم شکر کی جانب سے ذبح کرتا ہے، لیکن جب موکل نے دم جبر کی نیت کرلی تو موکل کی نیت کا اعتبار ہوگا، وکیل یعنی بینک کی نیت کا اعتبار نہیں ہوگا۔

(الاشباہ ص ۲۸۷ و غنیۃ الناسک ص ۱۹۴)

سوال: اگر باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے کو اپنے ساتھ اٹھاتے ہوئے طواف کیا، اور اس بیٹے کی طرف سے بھی اس نے طواف کی نیت کرلی، تو کیا باپ پر اس بیٹے کی طرف سے طواف کی دو رکعت نماز پڑھنا ہوگی یا نہیں؟

جواب۔ صورت مسئولہ میں باپ پر اپنے چھوٹے بیٹے کی جانب سے طواف کی دو رکعت لازم نہیں ہوگی۔

(غنیۃ الناسک ص ۳۷)

سوال: نابالغ بچہ نے اپنے والد کے ساتھ حج تمتع کیا، جب کہ اس کے پاس ہدی کی قیمت نہیں تو کیا والد اپنے بیٹے کی طرف سے تمتع کی ہدی اپنے اوپر لازم کرسکتا ہے یا نہیں؟ کیوں کہ وہی اس کی کفالت کرتا ہے۔ اور اگر باپ اپنی وسعت کے باوجود ہدی نہ دے تو کیا وہ گنہگار ہوگا، اور کیا اس ممیز بچہ پر بالغ و استطاعت کے بعد کچھ واجب ہوگا یا صغیر پر تمتع میں نہ روزہ ہے نہ ہدی؟

جواب: بچہ جب تک بالغ نہ ہو اس وقت تک وہ کسی شرعی حکم کا مکلف نہیں، لہٰذا اس پر حج بھی فرض نہیں، اگر وہ حج کرتا ہے تو نفلی حج ہوگا اور اگر کسی محظور کا ارتکاب کرتا ہے تو اس پر کچھ واجب نہیں اور باپ کو بیٹے کی جانب سے دینا بھی ضروری نہیں، لہٰذا سوال مذکور میں تمتع کی وجہ ہدی (قربانی) بھی واجب نہیں، اور باپ کو بیٹے کی جانب سے دینا بھی ضروری نہیں اور نہ دینے کی وجہ سے گنہگار بھی نہ ہوگا۔ اسی طرح نابالغ بچہ پر روزہ بھی واجب نہیں، لہٰذا بالغ ہونے کے بعد قضا بھی واجب نہیں۔

(شامی ج ۳/ص ۴۶۶)

سوال: زید نے عمرہ کے بعد پورے سر کے بالوں کو چھانٹا (جیسا کہ آج کل قینچی سے کٹانے کا رواج ہے) لیکن انگلی کے پورے سے (یعنی ایک انچ سے بھی کم) چھوڑے (کٹوائے) پھر وہ اپنے ملک واپس آگیا، اور کئی سال اسی حالت میں گذر گئے تو اس کے باوجود اس کا حلال ہونا درست ہے یا وہ محرم ہی رہے گا، اور اتنی مدت ممنوعات کے ارتکاب کی وجہ سے اس پر دم واجب ہوگا یا نہیں۔ اور اس وقت اس پر کیا واجب ہے، کیا ان چھوڑے ہوئے بالوں کو کٹوائے بغیر حلال نہ ہوگا، اور اس شرط پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص حلق کی بجائے تقصیر کرائے تو حتمی طور پر انگلی کے پور کے بقدر اور احتیاطاً اس سے زیادہ کٹوانا ضروری ہے پور سے کم تعداد کٹوانے سے حلال نہیں ہوگا، لہٰذا اگر اسی طرح وطن لوٹ آیا اور ممنوعات احرام کرتا رہا تو اس پر دم لازم ہوتے رہیں گے۔ (ایضاح المناسک: ص ۱۸۰)

سوال: خالد نے حج فرض ادا کیا، لیکن اس نے حج کی سعی نہیں کی، اور وہ حلال ہونے اور طواف کرنے کے بعد گھر واپس آگیا پھر اگلے سال اس نے نفلی حج کیا، اور تمام ارکان مکمل کئے، جب کہ اس نے سال گذشتہ کئے ہوئے حج کی باقی ماندہ سعی کا تدارک نہیں کیا، تو اب اس پر کیا واجب ہوگا، کیا باقی ماندہ سعی پوری کرنے کے ساتھ دم جبر بھی لازم ہوگا یا صرف سعی کی قضاء کافی ہے دم لازم نہیں ہے؟

جواب: اگر کوئی شخص حج کے تمام ارکان ادا کرلے اور مکمل سعی یا اکثر سعی کو چھوڑ دے تو ایسی صورت میں اس پر دم واجب ہے، پھر اگر وہ شخص گھر آگیا اور دوبارہ آئندہ سال حج کے لئے جائے تو اس پر اس سعی کی قضا لازم نہیں، بلکہ دم جبر کافی ہے۔

البتہ اگر کسی عذر شدید کی وجہ سے سعی نہ کرسکا تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

سوال: اگر آفاقی تجارت یا اپنے رشتہ دار سے ملنے کے لئے حل مثلاً جدہ جانا چاہے، لیکن جس راستہ سے وہ سفر کرے گا وہ راستہ داخل حرم سے ہو کر نکلتا ہے۔ لہٰذا یہ شخص حرم کا قصد کئے بغیر داخل مکۃ المکرمۃ سے گذرنے پر مجبور ہے، بلکہ مسافر کی طرح ہے تو کیا اس شخص پر احرام لازم ہوگا، اور اگر بغیر احرام کے گذر گیا، تو اس پر دم لازم ہوگا یا نہیں، یہاں کچھ علماء عدم لزوم دم کے قائل ہیں، کیوں کہ دم تو اس پر لازم ہوگا جو مکۃ المکرمۃ کا قصد کرے نہ کہ اس کے علاوہ کا تو کیا یہ قول درست ہے؟

جواب: صورت مذکورہ میں شخص مذکور پر احرام باندھ کر مرور حرم لازم ہے، حج یا عمرہ کے احرام کے بغیر گذرنے پر دم لازم ہوگا، قائل کا قول اس صورت کے موافق نہ ہونے کی وجہ سے درست نہیں ہے۔ (غنیۃ المناسک ص ۴۷)

سوال: زید نے حج قران کی نیت کی، مگر طواف عمرہ کر لینے کے بعد سعی کرنا بھول گیا اور اسی احرام کیساتھ حج کیلئے روانہ ہوگیا، پھر وقوف عرفہ کر لینے کے بعد یاد آیا کہ سعی عمرہ نہیں کی، تو اب اس پر کیا لازم ہے، کیا حرم جا کر سعی کر سکتا ہے اور یہ سعی سعی عمرہ کی کفایت کر سکے گی یا فدیہ دینا ضروری ہے۔

جواب۔ جی ہاں زید کیلئے حرم جا کر وقوف عرفہ کے بعد سعی کر لینا جائز ہے اور یہ سعی سعی عمرہ کی کفایت کر سکے گی اور اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں مگر تاخیر کی وجہ سے کراہت ضرور آئیگی۔ (غنیۃ المناسک ص ۱۰۹)

مآخذ ومراجع کتاب

معارف القرآن	مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان
معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی صاحب
فتاویٰ دار العلوم	مفتی عزیز الرحمٰنؒ سابق مفتی دار العلوم دیوبند
فتاویٰ رحیمیہ	مفتی عبد الرحیم لاجپوریؒ
فتاویٰ محمودیہ	مفتی محمود صاحبؒ سابق مفتی دار العلوم دیوبند
امداد الفتاویٰ	مولانا اشرف علی تھانویؒ
امداد الاحکام	مولانا ظفر عثمانی ومفتی عبد الکریمؒ
فتاویٰ رشیدیہ	مولانا مفتی رشید احمد گنگوہیؒ
احسن الفتاویٰ	مولانا مفتی رشید احمد صاحب
جواہر الفقہ	مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان
احکام حج	مفتی محمد شفیعؒ مفتی اعظم پاکستان
رفیق الحجاج	مولانا مفتی محمود حسن پاکستان
حج بیت اللہ کے اہم فتاویٰ	شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ
میم نامہ حج	دار العلوم حرم
علم الفقہ	مولانا عبد الشکور صاحب

معلم الحجاج	مولانا قاری سعید احمدؒ
کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ	علامہ عبدالرحیم الجزری
درمختار	علامہ ابن عابدینؒ
الترغیب والترہیب	الامام الحافظ زکی الدین المنذری
فتاوی عالمگیری اردو	حضرات علماء اورنگ زیبؒ
مظاہر حق جدید	علامہ نواب قطب الدین خاں دہلویؒ
آپ کے مسائل اور ان کا حل	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
رحمۃ اللہ الواسعہ	مولانا مفتی محمد سعید صاحب پالنپوری
الجواب المتین	مولانا اصغر حسینؒ محدث دارالعلوم
تاریخ مکہ المکرمہ	ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صاحب
مدینہ منورہ کی اہم تاریخی مساجد	ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی صاحب